سکیننگ pdf دینی کتابوں کا مرکز

جلد اول

خطبات

قاری محمد یٰسین بلوچ

خطیبِ دلنشیں

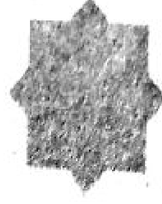
قاری محمد یٰسین بلوچ

جمع و ترتیب

حافظ محمد ربانی



مکتبہ ربانیہ



خطباتِ قاری محمد یٰسین بلوچ

جمع وترتیب

میاں حافظ محمد ربانی

ناشر

مکتبہ ربانیہ

منڈی عثمان والا، ضلع قصور 0300-6595304

فہرست مضامین

کلمہ توحید کے تقاضے

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

﴿فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ وَ هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ o﴾ (التوبہ:129)

الٰہی تمنا ہے کہ دنیا میں کچھ کام کر جاؤں
اگر ہوسکے تو خدمتِ اسلام کر جاؤں

اللہ پاک کا بہت بڑا احسان ہے کہ جس رب نے ہم سب کو مسلمان بنایا، اللہ پاک کا بہت بڑا احسان ہے کہ جس رب نے عقیدہ توحید عطا فرمایا، اللہ پاک کا بہت بڑا احسان ہے کہ جس رب نے ہم سب کو قرآن وحدیث سماعت کرنے کے لیے اپنے گھر میں جمع فرمایا، اللہ پاک کا بہت بڑا احسان ہے کہ جس رب نے ہم سب کو امام الانبیاء، والئ بطحاء، سید المرسلین، امام المجاہدین، آقائے دو جہاں، آمنہ کے لال جناب محمد ﷺ کا اُمتی بنایا۔

میرے بھائیو! آج کے جمعہ میں ایک اہم اور خصوصی بات سمجھانے آیا ہوں۔ دعا کرو کہ اللہ مجھے حق اور سچ بیان کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین۔

اللہ کے فضل وکرم سے ہر جمعہ میں کوشش یہی ہوتی ہے کہ قرآن وحدیث بیان کروں اور کوئی ایسی بات بیان کی جائے جس کا عوام کو دنیا پر بھی فائدہ ہو اور آخرت میں بھی فائدہ ہو، آج کا خطبہ بڑا توجہ طلب ہے۔ اگر غور سے سن لو گے پھر میں اُمید رکھوں گا کہ تم عمل بھی کرو گے جو ان باتوں پر عمل کر گیا۔ تو اس کی دنیا بھی کامیاب ہے اور آخرت بھی کامیاب ہے۔ دلائل کی روشنی میں ان شاء اللہ حدیث کی رو سے بیان کروں گا۔ ہر مشکل کا حل، ہر

پریشانی کا حل، دنیا پر کامیابی کا حل، جیلوں میں سے رہائی کا حل، رب کی رضاء کا حل، شیطان سے بچنے کا حل، بلکہ جنوں سے بچنے کا بھی حل اس بات میں ہے جو میں بیان کرنے لگا ہوں۔ لعل موتی اور جواہر چن کر لایا ہوں۔ لیکن توجہ لازماً کرنی ہے یہ وہ بات ہے جس بات کو جناب آدم علیہ السلام سے لے کر آخری نبی محمد ﷺ نے بھی یہی بات کی ہے۔ ہر نبی کو بھی اللہ نے یہی کہا کہ تم نے یہ بات کہنی ہے پھر ہر اُمتی کو بھی کہا ہے کہ تم نے یہ بات کہنی ہے۔ پھر ہر عالم کو، ہر جاہل کو، ہر وہابی کو، ہر سنی کو، ہر بریلوی کو اور ہر مسلمان کو یہ بات کہنی چاہیے تو اگر وہ نہیں کہے گا تو وہ دائرہ اسلام میں نہیں آئے گا۔

ایک تحفہ دینے لگا ہوں جس تحفے کا دنیا میں بھی فائدہ ہے اور آخرت میں بھی فائدہ ہے۔ افسوس ہو رہا ہے کہ اب کم آدمی ہیں کیونکہ بات اہم کرنے لگا ہوں اور آدمی زیادہ اس وقت آتے ہیں جب بات ختم ہونے والی ہوتی ہے۔ یہ لوگوں کو کیسی گندی عادت ہے کہ جمعہ پڑھنا ہے تو پہلے ہی آجانا چاہیے۔ بڑے بڑے لعل اور جواہروں سے یہ لوگ محروم رہ جائیں گے۔

میرے بھائیو! وہ کون سی بات ہے، وہ بات یہ ہے کہ اللہ نے فرمایا ہے اور نبی ﷺ کو حکم دیا ہے کہ اے پیارے نبی ﷺ میں نے آپ کو کہا ہے اور آپ اپنی پیاری زبان سے قوم کو کہیں، رب کی بات بڑی اہم ہے اور رب کی بات محمد ﷺ کے منہ سے نکلے تو کتنی اہم ہوگی یہ تو سونے پر سہاگہ والی بات ہے۔ فرمایا اے پیارے محمد ﷺ اس قوم سے کہو اگر ملکوں پر کامیاب ہونا چاہتے ہیں، اگر کافروں پر کامیاب ہونا چاہتے ہیں، اگر اس دنیا پر کامیاب ہونا چاہتے ہیں، اگر آخرت میں بھی کامیاب ہونا چاہتے ہیں تو پھر یہ بات کہنی چاہیے۔

میرا موضوع کلمہ کی فضیلت کیا ہے جو ہم کلمہ پڑھتے ہیں ﴿لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ﴾ کہ اس کی شان کیا ہے۔ اس کی شان اتنی ہے۔ صحیح بخاری میں یہ روایت موجود ہے۔ آج احادیث ہی سنتے جائیں۔ صحیح بخاری میں یہ حدیث موجود ہے ایمان کی شاخیں بہت سی ہیں لفظ ایمان جو ہے۔ مثلاً ہم کہتے ہیں کہ فلاں آدمی مومن ہے، فلاں کافر ہے۔ فلاں آدمی مشرک ہے، فلاں آدمی منافق ہے، ایک آدمی مومن ہے، تو ایمان کی شاخیں

حدیث کی رو سے صحیح بخاری میں یہ حدیث موجود ہے۔ یعنی اس طرح سمجھیں کہ جس طرح دنیا میں سپریم کورٹ کی بات بڑی اہم سمجھی جاتی ہے تو اسی طرح حدیث کا سپریم کورٹ بخاری شریف ہے۔ گویا کہ سپریم کورٹ کی یہ حدیث ہے۔ فرمایا! ایمان کی ستر شاخیں ہیں اور ساری شاخوں میں سے اہم ترین جو شاخ ہے تو وہ ''لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ'' ہے۔ ان شاء اللہ بات سمجھ بھی آئے گی اور مزہ بھی آئے گا مجھے معلوم ہے کہ تم مسلمان بیٹھے ہو، ایمان کی ستر شاخیں ہیں اور سب سے بہترین شاخ یہ کلمہ ہے کہ آدمی کہے ''لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ'' اگر آدمی نے اس اہم ترین شاخ پر عمل کرلیا تو لا میں پھر کون سی کون سی بات آئے گی۔ آج ''لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ'' اہل سنت بھی پڑھتے ہیں ''لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ'' اہل حدیث بھی پڑھتے ہیں ''لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ'' نمازی بھی پڑھتا ہے۔ ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ'' حاجی بھی پڑھتا ہے۔ ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ'' مولوی بھی پڑھتا ہے۔ ''لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ'' محدث بھی پڑھتے ہیں۔ ''لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی پڑھا تھا۔ ''لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ'' انبیاء نے بھی پڑھا تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام کا کلمہ تھا تو ''لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ'' نوح علیہ السلام کا کلمہ تھا تو ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ'' ابراہیم علیہ السلام نے بھی کہا کہ ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ'' موسیٰ کلیم اللہ نے بھی کہا ''لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ'' سلیمان علیہ السلام نے کہا ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ'' یحیٰ علیہ السلام نے کہا کہ ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ'' الیاس علیہ السلام نے کہا ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ'' اور میرے تمہارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کہا ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ'' سبحان اللہ۔ اب لا کا مطلب کیا ہے۔ ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ'' ایمان کی شاخوں میں سے اہم ترین کیوں ہے۔ جب تم کہو گے ''لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ'' تو پھر ماننا بھی پڑے گا۔ عزیٰ بھی لا دمنات بھی لا، ود بھی لا، سواع بھی لا، سب کے سب مشرکوں نے جو رب بنائے تھے وہ سب کے سب لا دمیں۔ پھر آگے بھی بات چلے گی لَا میرے بھائیو! جھنڈیاں بھی لَا ہیں، قبریں بھی لا، مولوی بھی لا، پیر بھی لا، لا میں ہر مخلوق آئے گی کہ اللہ کے علاوہ کوئی کچھ نہیں کرسکتا ہے۔ اللہ کے علاوہ کوئی بیٹے دے نہیں سکتا ہے۔ اللہ کے علاوہ کوئی حاجتیں پوری نہیں کرسکتا ہے۔ اللہ کے علاوہ نہ کوئی نفع اور نقصان کا مالک بن سکتا ہے ''لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ'' کہنے کے بعد نہ پیروں کے پاؤں پکڑنے پڑتے ہیں۔ ''لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ'' کہنے کے بعد نہ

جھنڈیوں پر جھکنا پڑتا ہے۔ ''لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' کہنے کے بعد اس طرح نہیں کہنا چاہیے۔

بابا شاہ جمال

پتر دیوے رتا لال

یہ پھر ''لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' کی توہین ہو جائے گی۔ جہاں ''لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' آ گیا۔ وہاں پھر کوئی بزرگ نہیں، کوئی بڑا نہیں، کوئی چھوٹا نہیں، بس اللہ کے علاوہ کوئی نفع نقصان کا مالک نہیں ہے۔ لَا تو برہنہ تلوار ہے۔ اس نے ہر ایک کو کاٹ کر رکھ دیا ہے۔ جہاں ''لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ'' آ گیا۔ تو وہاں کوئی شرک والی بات چل نہیں سکتی ہے۔ میرے بھائیو اس لیے فرمایا کہ ستر شاخیں ایمان کی ہیں لیکن اہم ترین شاخ ''لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' ہے۔

یہ بخاری کی حدیث ہے۔ اللہ کرے کہ ہمارا عقیدہ یہ ہو ''لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ'' آج ہر کوئی کہتا ہے۔ لیکن ''لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ'' کے بعد کوئی جھنڈی پر گرا پڑا ہے، کوئی بزرگ کے تعویذ پر چل رہا ہے، کوئی تعویذ لے کر منت مان رہا ہے۔ میرے بھائیو اس طرح بات نہیں بنتی ہے۔ اگر ''لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ'' کہتے ہو۔ نبی ﷺ کا کلمہ پڑھتے ہو، تو پھر سب کچھ رب پر چھوڑ دیں۔ یہ جو میں نے آیت خطبہ میں پڑھی ہے۔

﴿فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَ هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ۝﴾ (التوبه:129)

اللہ کے نبی ﷺ ان الفاظ پر غور کرتے تھے اس آیت کو آپ ﷺ صبح سات مرتبہ پڑھتے تھے۔ اور یہی دعا شام کو بھی سات مرتبہ میرے نبی ﷺ پڑھتے تھے۔ اس لیے کہ اس میں اللہ کی تعریف ہے۔ اس میں رب کی حمد ہے کہ توکل بھی کرنا ہے تو اللہ پر ہی کرنا ہے، رب بھی اللہ ہے، رب کا معنی پالنے والا ہے اور پالنے والا بھی اللہ ہے اور عرشِ عظیم کا مالک بھی اللہ ہے۔ اس لیے کہا کرتے تھے۔

﴿فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَ هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ۝﴾ (التوبه:129)

یہ قرآن کی آیت پڑھی ہے۔ اب ایک اور حدیث سنیں۔ یہ روایت بھی بخاری و مسلم میں آتی ہے۔ ایک قرآن کی آیت پڑھی ہے۔ ایک حدیث پڑھی ہے جو صرف بخاری میں آتی ہے۔ اب جو پڑھنے لگا ہوں۔ یہ بخاری و مسلم دونوں میں آتی ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا جو آدمی کہے: ''لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ'' فرمایا ''دَخَـلَ الْجَنَّةَ'' وہ آدمی جنت میں داخل ہو گیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں۔ اللہ کے نبی ﷺ جی وہ آدمی جنت میں داخل ہو گیا تو پھر کیا بنے گا۔ پوچھا اگر وہ زانی ہے تو فرمایا وہ پھر بھی جنت میں جائے گا۔ کیونکہ اُس نے ''لَا اِلٰـــهَ اِلَّا اللّٰهُ'' پڑھ پڑھ لیا ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کہنے لگے ''وَاِنْ زَنٰی یاوَاِنْ سَرَقَ'' فرمایا! اگر وہ چوری بھی کر بیٹھا ہو، زنا بھی اُس سے ہو گیا ہو، تو پھر بھی وہ جنت میں داخل ہو گا کیونکہ اُس نے ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' پڑھا ہے۔

اب یہاں ایک نقطہ کی بات سن لیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہم ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' بھی پڑھتے رہیں اور زنا بھی کرتے رہیں، زنا سے تو بچنے کا حکم آیا ہے۔ قرآن کہتا ہے۔ ﴿وَلَا تَـقْرَبُوْا الزِّنٰی﴾ اے مسلمانوں زنا کرنا تو دور کی بات ہے زنا کے قریب بھی نہیں جانا ہے۔ یعنی زنا کے ذرائع کے نزدیک بھی نہیں جانا ہے۔ اب اس حدیث میں آتا ہے۔ اگر کلمہ ''لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ'' پڑھنے والا کوئی آدمی زنا بھی کر لے تو پھر بھی جنتی ہے۔ اگر چوری کر لے تو پھر بھی جنتی ہے۔ لیکن قرآن کہتا ہے کہ زنا کر لیتا ہے، غلطیاں کر لیتا ہے، انسان سے غلطی ہو جاتی ہے، تو ایمان اُس میں سے نکل کر چھتری بن جاتا ہے۔ پھر اُس کو دوبارہ کلمہ پڑھنا پڑتا ہے، توبہ کرنی پڑتی ہے، کلمہ کا معنی توبہ ہے، یعنی کلمہ دوبارہ آدمی پڑھے۔ وہ کہے کہ اللہ مجھے معافیاں دے دے، میں اگر ایمان والا تھا، مومن تھا، لیکن مجھ سے جرم ہو گیا، یہ تو بہت بڑا گناہ کر بیٹھا ہوں، زنا اور چوری کر بیٹھا ہوں۔ پھر اللہ سے توبہ کرتا ہے، پھر پڑھتا ہے ''لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ'' تو اس آدمی سے جو ایمان نکل کر چھتری بن گیا تھا وہ پھر اس آدمی میں داخل ہو جاتا ہے۔

اے میرے بھائیو! یہاں سے کوئی غلط فہمی بھی نہ لے کر چلا جائے کہ زنا کر لیں تو پھر بھی جنت میں چلا ہی جانا ہے۔ لیکن میرے بھائیو! جنت میں چلے بھی گئے تو مار کھا کر

جاؤ گے۔ ایک اس کا مطلب یہ ہے کہ آدمی جنت میں تو ضرور جائے گا۔ لیکن مار کھا کھا کر جائے گا۔ اور مار کتنی پڑنی ہے، جنت اور جہنم میں جب آدمی چلے گئے۔ وہاں تو ایک دن اتنا لمبا ہونا ہے کہ جب سے دنیا بنی ہے اگر قیامت کا ایک منٹ ہو، اور جب سے دنیا بنی ہے تو یہ ساری دنیا، ساری زندگی، ساری صدیاں ہوں تو فرمایا! وہ قیامت کا ایک دن اتنا لمبا ہونا ہے۔ اگر اللہ نے ایک دن کے لیے بھی جہنم میں پھینک دیا تو پھر بھی کتنی صدیوں کے بعد نکلنا پڑے گا۔ دعا کرو کہ اللہ زنا بھی نہ کروائے (آمین)۔ اللہ چوری سے بھی بچا کر رکھے (آمین)۔ اللہ برائیوں سے بھی بچا کر رکھے (آمین)۔ لیکن کلمہ پڑھنے والا بالآخر ان شاء اللہ جنت میں ضرور چلا جائے گا۔ کیا مقام کلمے کا ہے، کیا شان کلمے کی ہے۔

بخاری کی حدیث ہے۔ مسلم میں بھی ہے جو میں نے بیان کی ہے وہ بھی اور یہ بھی جو میں بیان کرنے لگا ہوں۔

نبی ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا، اس حدیث سے پہلے ایک اور بات سن لیں کہ کلمے کی شان کیا ہے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا جو آدمی سو مرتبہ یہ پڑھے وہ لفظ بھی سن لیں۔ ''لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ'' عموماً یہ لفظ ہمیں آتے بھی ہیں، اس کو بوجھ نہ سمجھیں۔ اس پر عمل کرنا ہے، جتنی بھی احادیث پڑھوں گا، تو ان شاء اللہ کوئی ایک بھی ضعیف نہیں پڑھوں گا۔ جو آدمی یہ الفاظ پڑھتا ہے تو حدیث رسول ﷺ میں آتا ہے۔ بخاری و مسلم کی یہ بھی حدیث ہے۔

اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا! جو آدمی سو مرتبہ یہ دعا پڑھ لیتا ہے۔ صبح کو پڑھ لے یا شام کو پڑھ لے۔ لیکن ایک دن میں یہ سو مرتبہ پڑھ لے ''لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْـمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ'' ذرا اس کا ثواب سن لیں۔ دل کو ٹھنڈک پہنچ جائے گی۔ بھلا اتنا کلمے کا کیوں مقام ہے۔ اس کلمے کے بعد شان کیوں مل رہی ہے۔ اس کلمے کے بعد اللہ اتنا ثواب کیوں دے رہے ہیں۔ کیونکہ جب آدمی یہ کلمہ صحیح پڑھ لیتا ہے تو پھر وہ اللہ والا بن جاتا ہے۔ توحید پرست ہو جاتا ہے۔

پھر وہ قبر پرست نہیں رہتا ہے وہ پیر پرست نہیں رہتا ہے، وہ مولوی پرست نہیں رہتا ہے، وہ خواہش پرست نہیں رہتا ہے، وہ دل پرست نہیں رہتا ہے، وہ معاشرہ پرست نہیں رہتا ہے، وہ قوم پرست نہیں رہتا ہے، بس وہ سب پرستش چھوڑ کر رب پرست بن جاتا ہے، توحید پرست ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اس لیے تو میں مقام دے رہا ہوں، لیکن جو آدمی کلمہ بھی پڑھتا رہے، اور ساتھ قبر پرست بھی ہو، کلمہ بھی پڑھتا رہے اور ساتھ پیر پرست ہو، کلمہ بھی پڑھتا رہے اور ساتھ دل پرست ہو، وہ کلمہ بھی پڑھتا رہے اور ساتھ اپنی خواہش پرست ہو، تو میرے بھائیو! اس آدمی کا تو رائی کے دانے کے برابر بھی فائدہ نہیں ہے۔ یہ اُس کو مقام ملتا ہے۔ جو سب پرستش چھوڑ کر رب پرست بن جائے۔ سبحان اللہ

معلوم ہے پھر وہ کیا کہے وہ کہے:

﴿قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ﴾

(الانعام:163)

وہ پھر یہ کہے کہ اے اللہ میری نماز بھی تیرے لیے ہے، میری قربانی بھی تیرے لیے ہے، میرا جینا بھی تیرے لیے ہے، اور میرا مرنا بھی تیرے لیے ہے، میرا چلنا بھی تیرے لیے ہے، میرا بیٹھنا بھی تیرے لیے ہے، میرا سونا بھی تیرے لیے ہے، میرا اُٹھنا بھی تیرے لیے ہے، میری نذر و نیاز بھی تیرے لیے ہے، موت و حیات کا مالک بھی تم ہو، اللہ بیٹے بیٹیاں دینے والے بھی تم ہو، میری پوری زندگی اللہ تیرے لیے ہے، جب آدمی یہ کہہ دیتا ہے تو پھر پڑھے:

((لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ.))

جب آدمی ایک سو مرتبہ یہ پڑھ لے، زیادہ نہیں تو بس آدھا گھنٹہ لگ جائے گا، اگر آدھے گھنٹے کے بعد اتنا اعلیٰ مقام مل جائے، تو اور کیا چاہیے۔ فرمایا کتنا بڑا مقام ہے، جو آدمی سو مرتبہ یہ کلمہ پڑھے، فرمایا تو ایک سو نیکی اللہ عطا کر دیتے ہیں۔ آگے فرمایا! ایک سو بڑے بڑے گناہ اللہ معاف کر دیتا ہے، ایک سو گناہ پر اللہ معافی کا قلم پھیر دیتا ہے۔ فرمایا! یہاں ہی

بس نہیں بلکہ فرمایا دس غلام آزاد کرنے کا ثواب مل جاتا ہے۔ تمہیں معلوم نہیں ہے نبی ﷺ کا مکی مدنی جو دور تھا تو اُس وقت کافروں کی طرف سے اگر کوئی آدمی گرفتار ہو جاتے تھے تو اُن کو غلام بنانا بہت بڑا کام سمجھا جاتا تھا۔ کون اپنے نوکر یا غلام کو اللہ کے لیے آزاد کرتا ہے۔ اگر اُس وقت کوئی آزاد کر دیتا تو اس کے کام کو بہت نیکی والا کام سمجھا جاتا تھا۔ یعنی کہ یہ مکہ کا بہت بڑا سخی انسان ہے کہ جس نے اپنا مال اور غلام اللہ کے راستے میں آزاد کر دیئے ہیں۔

فرمایا! جو سو مرتبہ یہ دعا پڑھ لیتا ہے تو اُس کو اتنا بڑا ثواب ملتا ہے کہ جیسے اس نے اسماعیل علیہ السلام کی لڑی میں سے دس آدمی آزاد کر دیئے ہیں۔ کتنی بڑی شان ہے لیکن یہاں بھی بس نہیں ہے۔ میرے بھائیو! کتنی بڑی شان ہے، اس لیے تو نبی ﷺ نے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کلمہ نہیں چھوڑا تھا۔ ماریں کھالیں، لیکن کلمہ نہیں چھوڑا زخمی ہو گئے۔ لیکن کلمہ نہیں چھوڑا خون میں نہا گئے لیکن کلمہ نہیں چھوڑا گھر چھوڑ دیئے، لیکن کلمہ نہیں چھوڑا۔ بازار چھوڑ دیئے لیکن کلمہ نہیں چھوڑا۔ اُولاد چھوڑ دی لیکن کلمہ نہیں چھوڑا۔ مکہ چھوڑ کر روتے ہوئے نبی ﷺ مدینہ چلے گئے۔

میرے بھائیو! اس کلمے کو بلال رضی اللہ عنہ نے نہیں چھوڑا تھا۔ لیکن گرم کوئلوں پر لٹا دیئے گئے۔ بس کلمے کی پرواہ کی ہے، کوئلوں کی پرواہ نہیں کی ہے۔ سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ اپنا قمیض اُتار کر نہا کر بیٹھے ہیں۔ چھوٹے چھوٹے بچے آ گئے، جس طرح سوراخوں والی دیوار ہو، اسی طرح چھوٹے چھوٹے بچے پاؤں رکھ کر کندھوں تک آ گئے۔ کہنے لگے اے چچا بلال رضی اللہ عنہ جی بڑے بڑے لوگوں سے ہم اس طرح کھیلتے رہتے ہیں۔ لیکن اس طرح کی کمر ہم نے دیکھی ہی نہیں ہے۔ چچا جان یہ آپ کو کیا ہوا ہے تو سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ رونے لگ پڑے۔ کہنے لگے اے میرے بیٹو میں تمہیں کیا بتاؤں۔ جب میں نے محمد ﷺ کا کلمہ پڑھا تھا۔ تو میں کلمے کی پرواہ کرتا رہا تھا۔ میرے ساتھ بڑی بڑی زیادتیں ہوئیں۔ اس طرح کوئلے بچھائے جاتے تھے۔ تو اوپر میری کمر کو رکھا جاتا تھا۔ تو میری کمر سے چربی اور گوشت پگھل پگھل کر انگارے بجھاتے تھے۔ تو پھر یہاں یہ نشان بن گئے ہیں تو وہ گوشت جو جل گیا تھا۔ وہ اب دوبارہ نہیں آیا ہے، زخم تو ٹھیک ہو گئے لیکن یہ سوراخ باقی رہ گئے ہیں۔

جب میں نے نیا نیا کلمہ پڑھا تھا، یہ وہ نشان ہیں، اُس وقت مجھے کوئلوں پر لٹایا جاتا تھا اور مجھ پر بڑے بڑے بھاری پتھر رکھے جاتے تھے۔ وہ اُمیہ بن خلف کہتا تھا۔ سناؤ بلال رضی اللہ عنہ تمہیں کلمہ پڑھنے کا کتنا مزہ آرہا ہے تو سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ مجھے اللہ کی قسم ہے اگر ساری دنیا تم مجھ پر چڑھا دو، تو مجھے اس طرح لگے گا کہ جیسے مجھ پر گلاب کا پھول رکھا ہو، کیونکہ مجھ میں کلمہ محفوظ ہے، میں کلمہ نہیں چھوڑ سکتا ہوں۔ "لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ" کے لیے سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ نے اپنی ساری کمر کو زخمی کروالیا۔ لیکن تمہیں مجھے کلمے کی کیا پرواہ ہے۔ آج تو کلمہ بھی پڑھتا ہے اور پیر پرستی بھی کرتا ہے۔ کلمہ بھی پڑھتا ہے اور عقیدہ بھی غلط ہے۔

میرے بھائیو! ملا جلا مسلمان اچھا نہیں ہوتا ہے، کلمہ چھوڑنے کے لیے آلِ یاسر رضی اللہ عنہ کو سزائیں دی گئیں۔ انہوں نے بھی کلمے کی پرواہ کی لیکن مار کی پرواہ نہیں کی۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ آلِ یاسر رضی اللہ عنہ کو مار پڑ رہی ہے۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد اطلاع ملی کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اُمتی یاسر رضی اللہ عنہ اور اُس کا بیٹا تڑپ رہا ہے۔ انہوں نے بھی کلمہ پڑھا ہے اور لوگوں نے ان کو بہت مارا ہے۔ پھر کیا ہوا کہنے لگے اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جی آپ کی اُمتیہ ماں سمیہ رضی اللہ عنہا کو بھی بڑی بڑی سزائیں دی جا رہی ہیں۔ پھر ابوجہل نے دو اُونٹ منگوا لیے۔ اُن اونٹوں کے ساتھ پھر ابوجہل نے رسیاں باندھ دیں تو ماں سمیہ رضی اللہ عنہا کی ایک ٹانگ ایک اُونٹ کے ساتھ باندھ دی اور دوسری دوسرے اُونٹ کے ساتھ باندھ دی۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کہنے لگے اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جی آپ کے کلمے کے پیچھے ماں سمیہ رضی اللہ عنہا نے اپنا خاوند بھی زخمی کروا دیا ہے۔ اپنا بیٹا بھی زخمی کروالیا ہے، اُن کو تو ہوش ہی نہیں ہے کہ ان کے ساتھ کیا بن رہا ہے، ابوجہل نیزہ منگواتا ہے اور ماں سمیہ رضی اللہ عنہا کے پیٹ میں مارتا ہے۔ ماں سمیہ رضی اللہ عنہا کا پیٹ کاٹ دیتا ہے۔ کہنے لگا کہ اب بھی کلمہ چھوڑ دو، ماں سمیہ رضی اللہ عنہا کہنے لگیں کہ تم میرے تمام جسم کا قیمہ بنا دو۔ لیکن میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ چھوڑ نہیں سکتی ہوں۔ مجھے جو کلمہ میں مزہ آرہا ہے۔ اس لیے مجھے کوئی بھی تکلیف محسوس نہیں ہو رہی ہے۔

میرے بھائیو! اُن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اتنی اتنی بڑی تکلیفیں اُٹھائی تھیں۔ کیونکہ کلمے کی

فضیلت اُن کے ذہن میں بیٹھ گئی تھی۔ یعنی کلمہ نہیں چھوڑیں گے، چاہے جان چلی جائے۔ اللہ اکبر ۔ پھر اُس ظالم نے کہا کہ جلدی کرو، ان اُونٹوں کو بھگاؤ، جب اُونٹوں کو بھگایا گیا، تو ماں سمیہ رضی اللہ عنہا کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ لیکن کلمہ نہیں چھوڑا ہے۔ کہتی ہیں "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" سیّدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کہنے لگے۔ غفاری اُس وقت کا بہت بڑا قبیلہ تھا۔ دو بھائی تھے۔ سیّدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ اپنے بھائی سے کہنے لگے۔ اے بھائی جان میں نے مسلمان تو ہونا نہیں ہے۔ وہ نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں میں اُن کو دیکھوں تو سہی اللہ نے ہمیں عقل دی ہے۔ دیکھیں تو سہی کے واقعتاً ہی وہ نبی ہیں یا نہیں۔ اتنی اُن لوگوں میں سمجھ تھی کہ آتے ہوئے آدمی کو پہچان لیتے تھے کہ یہ کس قسم کا انسان ہے اور اس کا چہرہ جھوٹے آدمی والا ہے یا سچے آدمی والا چہرہ ہے۔

یعنی دور سے ہی پہچان کرنے والے وہ لوگ تھے بڑے عقلمند تھے۔ ابوذر رضی اللہ عنہ آئے اور کہنے لگے اے بھائی جان میرے مال کی بھی اور اپنے مال کی بھی تم حفاظت کرو۔ پھر تم چلے جانا اور میں حفاظت کروں گا۔ ہم تحقیق تو کریں کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیسے ہیں۔ ہم کتنے بے وقوف ہیں کہ ہم نے اُن کو دیکھا نہیں ہے۔ ہم اُس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت تو دیکھیں کہ وہ کیسے ہیں۔ آئے تحقیق کرنے کے لیے تھے لیکن:

جیہڑے آندے گئے اُو نیڑے بیندے گئے

سینے لا کے محمد رنگیدا گیا

سیّدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ گھر سے چل پڑے، صرف اس لیے کہ میں اُس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت تو دیکھوں اُن کو یہ بھی خبر تھی کہ جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لے لیتا ہے تو اُس کو سزائیں بھی بہت ملتی ہیں، تو سیّدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ اپنی سزا سے بچتے ہوئے بیت اللہ شریف میں آ گئے۔ جہاں زم زم کا پانی ہے، یہ بس زم زم کا پانی پی لیتے ہیں، سارا دن بیت اللہ ہی میں ٹھہرے تھے، ڈر کی وجہ سے کسی سے پوچھتے بھی نہیں تھے، کیونکہ عرب کا اصول بنایا گیا تھا کہ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا پوچھ لے تو اس کو مارنا شروع کر دو۔ اُس سے یہ نہ پوچھو کہ تم کرنے کیا آئے ہو۔ بس جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا پوچھ لے اُس کو مارنا شروع کر دو۔ اس طرح کی حالت بنی ہوئی تھی۔

سیّدنا ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کا دن بھی گزر گیا اور پھر رات بھی گزر گئی، دو راتیں گزر گئیں، پانچ راتیں گزر گئیں، دس دن گزر گئے، بیس دن گزر گئے، جب تیس دن گزر گئے تو تھک ہار کر کہنے لگے اگر اسی طرح ڈرتا رہا تو پھر پتہ کیسے چلے گا۔ تو ایک آدمی کو عقل مند سمجھ کر نیک سمجھ کر اور اچھا سمجھ کر اُس سے پوچھتے ہیں۔

اے بھائی جان! مجھے آہستہ سا بتائیں اور آگے اعلان بھی نہ کرنا میں تو ویسے پوچھنے آیا ہوں۔ کلمہ پڑھنے کا میرے ذہن میں کوئی خیال نہیں ہے۔ میں اُس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اُمتی بننے نہیں آیا ہوں۔ لیکن اُن کی شکل دیکھنا چاہتا ہوں۔ مجھے تو پتہ چلا ہے کہ اُن کا چہرہ اتنا زیادہ حسین ہے کہ جو چہرے کو دیکھ لیتا ہے۔ وہ مسلمان ہو جاتا ہے وہ اتنے حسین ہیں۔ اُن کا نہ چاند مقابلہ کر سکتا ہے، نہ سورج مقابلہ کر سکتا ہے، مجھے دکھائیں تو سہی کہ وہ کون سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جس کو سیّدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ ملے ہیں اُس سے پوچھا کہ بھائی تمہارا کیا نام ہے، وہ کہنے لگے کہ میرا نام ابو بکر رضی اللہ عنہ ہے۔ لیکن کسی اور سے نام نہ لینا، اچھا ہوا کہ مجھ سے پوچھ لیا ہے، میں تمہیں کچھ نہیں کہتا ہوں، بس تم خاموش ہو جاؤ، میں تمہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا دیتا ہوں۔

ساتھ ابو بکر رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ کب کے آئے ہو، ابو ذر رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ مجھے تو مہینہ گزر گیا ہے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ پھر کھانے پینے کا انتظام کہاں سے ہوا تھا۔ ابو ذر رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ جب مجھے بھوک پیاس لگتی تھی تو میں زم زم کا پانی پی لیتا تھا، پھر روٹی کی بھوک بھی دور ہو جاتی تھی اور پیاس بھی چلی جاتی تھی، زم زم کے پانی کی اتنی طاقت اور خصوصیت اللہ نے رکھی ہے یہاں ہی بس نہیں ہے جب ایک کلمہ پڑھنے والا زم زم کا پانی پیتا ہے تو اُس کی بھوک بھی چلی جاتی ہے، اُس کی پیاس بھی چلی جاتی ہے، بھوک کا کام بھی زم زم کا پانی دیتا ہے، پیاس کا کام بھی زم زم کا پانی دیتا ہے، یہاں ہی بس نہیں ہے۔

میرے بھائیو! ''غَفَرَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ'' آدمی اگر کلمہ پڑھنے والا مسلمان ہو۔ ''لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ'' کی محبت ذہن میں ہو۔ تو فرمایا! اگر زم زم کا ایک گھونٹ پی لے تو اللہ سارے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ دعا کرو کہ اللہ ہمیں بھی وہ جگہ دکھائے (آمین)۔ پتہ نہیں وہ

وقت کب آئے گا۔ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کہنے لگے۔ اے بھائی جان اب کسی سے پوچھنا بھی نہیں. میں تمہاری خبر صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی دوں گا۔ میں اُن کا اُمتی ہوں اور مسلمان ہوں، تم کلمہ پڑھو یا نہ پڑھو۔ لیکن اُس شخصیت کو پیار سے دیکھ لو۔

ایک ماہ کا ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کچھ کھایا نہیں تھا۔ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ آج کھانا میں تیار کروں گا۔ تمہارا کھانا آج میرے گھر ہے۔ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایک ماہ کے بعد اُن کو کھانا کھلایا۔ جب اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گئے تو سیّدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ دور سے ہی پیار و محبت والی نگاہوں سے دیکھتے ہی گئے۔ کہنے لگے کہ اللہ کی قسم ہے، جھوٹے آدمی کا چہرہ اس طرح کا نہیں ہوتا ہے، دور سے ہی کھڑے ہو کر کہتے ہیں:

((اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ.))

کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے، کلمے کا موضوع ہے، آگے کلمے کی ہی بات آ رہی ہے، کلمے کی اُن میں کتنی اہمیت ہے جب اتنی باتیں ہو گئیں تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگے۔ پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جی میرا دل کرتا ہے کہ میں اس کلمے کا اظہار بھی کر لوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اب نہیں کرنا ہے کیونکہ حالات بہت سنگین ہیں، حالات بہت خراب ہیں، اس وقت جو میرا نام پوچھ لیتا ہے، تو اُس کو مار پڑتی ہے، اب تم نے تو کلمہ پڑھ لیا ہے، تمہارا حال کیا ہو گا۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے روک دیا۔ فرمایا! اے ابو ذر رضی اللہ عنہ اب تم نے کلمے کا اظہار نہیں کرنا ہے۔ کہنے لگے کہ اللہ کی قسم جب تک اس کلمے کا اظہار نہ کر لوں تب تک تو مجھے کلمہ پڑھنے کا مزہ نہیں آئے گا۔

تو اُسی وقت ہی اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! چلو آہستہ سا اظہار کر لینا اور واپس آ جانا، جب یہ مکہ کے چوک میں کھڑے ہو کر کہنے لگے۔ اے مکے کے سردارو، اے ابو جہل اینڈ کمپنی، اے عتبہ، شیبہ، ولید اور بڑے بڑے کافرو آج سن لو میں ابو ذر رضی اللہ عنہ مسلمان ہو گیا ہوں۔ کہا ((لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ.)) کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گئے۔ جب آدمی مسلمان ہو جاتا ہے تو پھر بہادری بھی آ جاتی ہے۔ پھر دلیری بھی آ جاتی ہے۔ پھر

شجاعت بھی آ جاتی ہے۔ جب ابوذر رضی اللہ عنہ نے کلمے کا اظہار کیا تو سب کے سب ابوذر رضی اللہ عنہ کے پیچھے لگ گئے۔ انہوں نے اتنا مارا کہ خون بہنے لگا۔ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ جو ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے وہ ابوذر رضی اللہ عنہ کے اُوپر گر پڑے۔ کہنے لگے اے ظالمو تمہیں پتہ نہیں ہے یہ ابو ذرغفاری رضی اللہ عنہ ہیں۔ یہ غفار قبیلے کے سردار ہیں۔ یہ مسلمان ہو گئے ہیں۔ تمہارے تجارت کے قافلے ان کے علاقے سے گزر کر جاتے ہیں، مین روڈ پر ان کا قبیلہ بیٹھا ہے تو یہ تمہیں تباہ و برباد کر دیں گے۔ ان کو چھوڑ دو، تمہیں پتہ نہیں یہ غفار قبیلے کے بہت بڑے سردار ہیں۔ پھر ان کو چھوڑا گیا۔ ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا سر بھی پھٹ گیا ہے، چہرے پر بھی زخم لگے ہیں، سب کا سب جسم خون سے لت پت ہے تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلے گئے۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! اے ابوذر رضی اللہ عنہ تمہیں روکا تھا کہ ابھی ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' نہ کہو۔ ان کو اونچی آواز میں نہ سناؤ تو کہنے لگے۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جی مجھے زخموں کی پرواہ نہیں ہے لیکن جو مجھے کلمہ کہنے کا مزہ آتا ہے تو اُس سے مجھے یہ زخم بھول جاتے ہیں۔

کہتے ہیں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جی آج مجھے پھر اعلان کرنے دیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! جاؤ پھر اعلان کر دو، تو دوسرے چوک میں کھڑے ہو کر پھر اعلان کر دیا، تو اُن مکہ والوں نے پھر مارا، تو سیّدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ پھر گر پڑے۔ پھر ابوذر رضی اللہ عنہ کو بچالیا۔ تیسرا دن گزرا تو کہنے لگے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جی آج پھر ایک مرتبہ اعلان کرنے دیں۔ کلمے سے پیار کتنا ہے۔ تیسرا دن ہوا تو پھر کلمے کا اظہار کیا پھر مکہ والوں نے مارا لیکن بہت زیادہ مارا، پہلے زخم تھے، پھر زخم پر زخم لگتے گئے، تو سیّدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کی تین دن میں حالت اس طرح ہو گئی کہ جس طرح بالکل ضعیف جگر کا مریض ہے۔ حالانکہ جب آئے تھے تو ان کا چہرہ اس طرح چمکتا تھا جس طرح گولڈن سیب ہوتا ہے۔ لیکن آج چہرے پر خون نہیں رہا ہے، خون کلمہ حق کہنے کی وجہ سے تین دن میں سب نکل گیا۔ پھر اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگے۔

اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جی مجھے بیت اللہ آئے ہوئے ایک ماہ گزر گیا ہے، آج آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھی تین دن گزر گئے ہیں، اسلام کے لیے ماریں کھانے کا مزہ بھی آ گیا

ہے، اب میں اپنے قبیلے میں واپس جانا چاہتا ہوں۔ تو اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا! اے ابوذر رضی اللہ عنہ قبیلے میں جا کر دھیان سے بات کرنا۔ کہنے لگے کہ بالکل دھیان سے بات کروں گا۔ جب اپنے قبیلے میں واپس چلے گئے۔ قبیلے کے سیّدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سربراہ ہیں۔ قبیلے میں کھڑے ہو کر کہنے لگے۔ اے لوگو سن لو! جاؤ جو جا کر اُس محمد ﷺ کی صورت دیکھے گا۔ تو وہ اُن کے ساتھ کا ہو جائے گا وہ بہت اعلیٰ نبی ﷺ ہیں۔ وہ بہت پیارے نبی ﷺ ہیں۔ وہ بہت سچے نبی ﷺ ہیں، تو تم بھی کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاؤ، تو سارے کا سارا قبیلہ سیّدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کی بات سن کر مسلمان ہو گیا۔ سارا قبیلہ ہی مسلمان ہو گیا۔ اس کلمے کا اور کیا فائدہ ہے۔ عام طور پر لوگوں کو جن لگ جاتے ہیں، یہ معلوم ہے کہ کیوں لگتے ہیں یہ بھی بات سن لیں۔ علامہ وحید عبد السلام بالی رحمہ اللہ بہت بڑے علامہ گزرے ہیں۔ ان کے پاس ایک مرتبہ ایک مریض آ گیا، مریض ایک عورت ہے، ساتھ اُس کا نوجوان بھائی ہے، وہ اپنی ہمشیرہ کو لے کر ان کے پاس آ گیا، کہنے لگا آپ بہت بڑے محدث ہیں۔ میری ہمشیرہ کو جن لگ گئے ہیں وہ نکال دیں۔

عام طور پر تو جن ڈنڈے مار مار کر نکالے جاتے ہیں، بلکہ کئی جان سے بھی مار دیتے ہیں، جن نہیں نکالتے لیکن آدمی کی جان ضرور نکال دیتے ہیں، کسی کو پتہ تو ہے نہیں کہ جن کس طرح نکالے جاتے ہیں، مار سے جن نہیں نکلتے ہیں، یہ جن کلام الٰہی سے نکلتے ہیں، علامہ وحید عبد السلام بالی رحمہ اللہ نے کہا کہ ان شاء اللہ جن نکل جائیں گے۔ انہوں نے جن کو بلایا تو عورت میں جن بولنے لگ پڑا۔ اُس سے کہنے لگے اے جن تمہیں معلوم نہیں ہے کہ اس علاقے میں ایک میں بھی رہتا ہوں، تم خود کو بہت بھاری مخلوق کہتے ہو لیکن آدمی کے مقابلے میں تمہاری طاقت کوئی نہیں ہے۔ اگر اتنی تمہاری جرأت ہے تو تم مجھ میں داخل ہو کر دیکھو تو جن کہنے لگا کہ میں ابھی نکلنا چاہتا ہوں۔ میں واپس جانا چاہتا ہوں۔ اس کے بعد واپس نہیں آؤں گا۔ مجھے معاف کر دیں۔ حالانکہ علامہ وحید عبد السلام بالی رحمہ اللہ نے ابھی اُس کو مارا بھی نہیں ہے۔ صرف اتنی دھمکی لگا دی کہ میں تمہیں ہمیشہ کے لیے نکال دوں گا۔ لیکن تم بتاؤ کہ تم

نے جانا ہے کہ نہیں جانا ہے۔ کہنے لگا کہ میں جا رہا ہوں تو ساتھ کہنے لگے کہ میرا چیلنج ہے جب آدمی کے پاس کوئی چیز موجود ہو تو پھر آدمی جنوں کو بھی چیلنج کرسکتا ہے۔ حالانکہ اس مخلوق کو چیلنج کرنا بہت بڑی بات ہے، کیونکہ جو مخلوق نظر ہی نہیں آتی ہے تو اس کا مقابلہ کس طرح کیا جاسکتا ہے۔ لیکن کلام الٰہی اُس کا مقابلہ کرسکتی ہے۔

میرے بھائیو! علامہ وحید عبد السلام بالی رحمہ اللہ نے جب اتنی بات کی کہ آؤ مجھ میں داخل ہوکر دکھاؤ، اگر تم اتنی جرأت کے مالک ہو اگر تم اتنے بہادر دلیر ہو، تو جن کہنے لگا اے وحید عبد السلام جی میں کیسے تم میں داخل ہوسکتا ہوں۔ کیونکہ تم صبح و شام اللہ کے نبی ﷺ کے بتائے ہوئے اذکار پڑھتے ہو، تم سومرتبہ صبح پڑھتے ہو ''لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ'' جو آدمی سومرتبہ یہ دعا پڑھتا ہے تو کسی جن کی جرأت نہیں ہے اور کسی شیطان کی جرأت نہیں ہے، کسی بڑے کی جرأت نہیں ہے کیونکہ اُس پر کوئی نقصان نہیں ہوسکتا ہے۔ جن کہنے لگا کہ میں آپ میں کس طرح داخل ہوسکتا ہوں۔ کیونکہ تم دعا پڑھا کرتے ہو، یہ کتنی بڑی شان ہے۔ اگر مسلمانوں جنوں سے بچنا چاہتے ہو تو یہ دعا بہت بڑا ہتھیار ہے۔ لیکن ہم نے یہ ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' کا ہتھیار چھوڑ دیا ہے۔ جب سے ہم نے یہ ہتھیار چھوڑ دیا ہے تو اس کے بعد ہم پر جنوں کے بھی حملے ہیں، کافروں کے بھی حملے ہیں، اپنوں کے بھی حملے ہیں، غیروں کے بھی حملے ہیں۔

میرے بھائیو! جس آدمی پر دعا پڑھنے کے بعد جن کا حملہ نہیں ہوسکتا ہے تو پھر اس دعا کے پڑھنے کے بعد کسی آدمی پر کسی چور یا کسی ڈاکو کا بھی حملہ نہیں ہوسکتا ہے۔ میرے بھائیو وقت کم رہ گیا ہے، غور کریں۔ بہت اہم بات کرنے لگا ہوں۔ آؤ سنیں قیامت کا دن قائم ہونے والا ہے، ذرا کلمے کی فضیلت اور شان سن لیں۔ قیامت کا دن آنے والا ہے۔ جب قیامت کا دن قائم ہوگیا تو پھر کسی نے کسی کی پرواہ نہیں کرنی ہے۔ ماں بیٹی سے ناراض ہو جائے گی۔ بیٹی ماں سے دور چلی جائے گی۔ باپ بیٹے سے دور ہو جائے گا، بیٹا باپ سے دور ہو جائے گا، بہو اور ساس تو آج ایک دوسرے سے دور ہیں۔ تو قیامت والے دن انہوں نے

پیار و محبت کا ثبوت کیا دینا ہے۔

میرے بھائیو! قیامت والے دن کیا ہونا ہے، اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: ایک آدمی آئے گا یہ ترمذی کی حدیث ہے۔ ایک انسان آئے گا۔ اللہ اُس سے کہیں گے۔ اے بندے بتاؤ کہ تمہاری نیکیاں کتنی ہیں اور برائیاں کتنی ہیں، آدمی کہنے لگا اے اللہ آج تو سچ بات کرنے کا ہی وقت ہے۔ اب جھوٹ تو میں بول نہیں سکتا ہوں۔

اللہ میں بے بس ہوگیا ہوں، میں آپ کے سامنے جھوٹ کیسے بول سکتا ہوں۔ جب اُس آدمی نے اتنی بات سنائی اور اللہ کے نبی ﷺ نے یہ بات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سنائی۔ یہی بات میں آج تم کو سنا رہا ہوں۔ یہ ترمذی شریف کی حدیث ہے اس میں یہ حوالہ موجود ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: وہ آدمی کہے گا۔ اے اللہ میرے ننانوے دفتر گناہوں کے ہیں اور ایک میں بھی کوئی نیکی نہیں ہے، آج تو میں مایوس ہوں، کیونکہ آج میں نے جہنمی بن جانا ہے۔ آج جہنم کے ٹکٹ مل جانے ہیں، میں نے تو جہنم میں چلا جانا ہے، یہ آدمی مایوس ہوگیا اور بے بس ہوگیا، پریشان ہوگیا، تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے۔

اے میرے بندے تمہاری ایک نیکی ہمارے پاس محفوظ ہے، تم پریشان نہ ہو، غم نہ کرو، تو وہ آدمی بہت حیران ہوگا کہ نیکی تو میں نے کی نہیں ہے تو وہ کون سی نیکی محفوظ ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: پھر اُس کی نیکی دیکھی جائے گی۔ اللہ فرمائیں گے اس کی یہ نیکی دکھاؤ، اور ایک ترازو منگوایا گیا، ترازو میں اُس کی نیکی کو رکھا گیا، تو دوسری طرف جتنے اُس کی برائیوں کے دفتر تھے۔ وہ رکھے گئے۔ جب ترازو اُٹھایا گیا، تو سارے گناہ ہلکے اور نیکی بھاری ہوگی۔

اُس آدمی سے رب نے کہا کہ جاؤ جنت میں چلے جاؤ، اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ نیکی کون سی ہے تو اللہ نے فرمایا! اے انسان تم نے ساری زندگی شرک نہیں کیا ہے، تم پڑھتے تھے "لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ"، تم نے کلمہ پڑھا ہوا تھا۔ تمہاری وہ کلمے والی نیکی ہم نے محفوظ کی ہوئی تھی۔ یہ اتنی بڑی نیکی ہے کہ تمہارے تمام گناہوں پر بھاری ہے، تمہاری یہ نیکی تمہارے گناہوں پر غالب ہے، جاؤ اب میری جنت میں چلے جاؤ یہ کتنی بڑی شان ہے۔ اس سے

معلوم ہوتا ہے کہ ہم سب ان شاء اللہ ضرور جنت میں جائیں گے۔ کہو سبحان اللہ۔ رب نے کہا کہ تمہارا ایک کلمہ ہمارے پاس ہے۔ اس لیے گھبراؤ نہیں، تم ہماری جنت میں چلے جاؤ، یہ کلمے کی شان ہے۔ نبی پاک ﷺ کے پاس ایک بوڑھا آدمی آیا، بہت زیادہ عمر والا بزرگ آیا۔ اللہ کے نبی ﷺ سے آکر کہنے لگا نبی ﷺ جی ایک عرض لے کر آیا ہوں۔ ایک درخواست لے کر آیا ہوں۔ ایک تمنا لے کر آیا ہوں، ایک آرزو لے کر آیا ہوں کیونکہ میں بہت پریشان ہوں۔ اللہ کے نبی ﷺ فرمانے لگے کہ محمد ﷺ تو لوگوں کی پریشانیاں دور کرنے آیا ہے۔ خود پریشانیاں اُٹھانے آیا ہوں، میں تو تم کو پریشان نہیں ہونے دیتا ہوں۔

تم عرض کرو کہ کیا مسئلہ ہے۔ وہ کہنے لگا اے اللہ کے نبی ﷺ جی بوڑھا ہو گیا ہوں۔ لیکن زیادہ نیکیاں کی نہیں ہیں۔ پوری روئے زمین پر جتنے بھی لوگ موجود ہیں۔ اگر میرے گناہوں کو رب تقسیم کردے۔ تو ہر آدمی تک میرے گناہ پہنچ جائیں گے۔ مشرق سے مغرب تک اور شمال سے جنوب تک زمین سے آسمان تک سب کا سب خلا گناہوں سے پُر ہے۔ عمر بہت زیادہ ہوگئی ہے تو کوئی میری بھی معافی کا سبب ہے کہ نہیں ہے۔ تو اللہ کے نبی ﷺ فرمانے لگے۔ اے بھائی تم یہ بتاؤ کہ تم نے کلمہ پڑھا ہوا ہے۔ وہ فوری طور پر کہنے لگا نہیں۔ پہلے اُس نے کلمہ نہیں پڑھا تھا، کافر تھا۔ لیکن جب اُس نے کلمہ پڑھ لیا اور مسلمان ہو گیا۔ کہنے لگا اے اللہ کے نبی ﷺ جی اب کلمہ پڑھا ہے اور مسلمان ہو گیا ہوں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اِنَّ الْاِسْلَامَ یَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهٗ" کہ جب آدمی کلمہ پڑھ لیتا ہے۔ تو اُس کے سارے کے سارے گناہ اللہ معاف کردیتا ہے۔ بلکہ گناہ نیکیوں میں تبدیل کردیتا ہے۔ کلمے کی شان اتنی زیادہ ہے کہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ بدعت معاف ہو جاتی ہیں۔ غلطیاں معاف ہو جاتی ہیں، زنا کاریاں معاف ہو جاتی ہیں، چوریاں معاف ہو جاتی ہیں، ڈاکے معاف ہو جاتے ہیں۔ جب اُس نے کلمہ پڑھ لیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ فکر نہ کرو، میں محمد ﷺ نے تمہیں جنتی کہہ دیا ہے۔ کیا کلمے کی شان ہے۔ بڑی بڑی جیلوں سے بھی یہ کلمہ بچاتا ہے۔

جناب یونس علیہ السلام نبی تھے تو رب کی اجازت کے بغیر قوم کو چھوڑ کر چلے گئے۔ ساری قوم

اللہ کے سامنے جھک گئی کہ اے اللہ ہم تیرے سامنے آ گئے ہیں۔ ہمیں عذاب سے بچالے۔ تو عذاب سے بچ گئے۔ یونس علیہ السلام کو ابھی تک اللہ نے حکم نہیں دیا تھا۔ لیکن پہلے ہی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے۔ جب جا کر کشتی میں بیٹھے تو کشتی ڈوبنے لگ پڑی۔ تو اُسی وقت ہی کشتی کا مالک کہنے لگا یارو کوئی ایسا آدمی ہے جو اپنے مالک کی اجازت کے بغیر آیا ہے۔ اس لیے قرعہ ڈالا جائے۔ جب قرعہ ڈالا تو یونس علیہ السلام کا نام نکل آیا۔ کشتی والے کہنے لگے کہ یار یہ آدمی مجرم نہیں ہوسکتا ہے یہ آدمی مالک سے بھاگ کر آنے والا نہیں ہے۔ کیونکہ انبیاء کی شکل بھی بہت خوب صورت ہوتی ہے۔ نبی اندر سے بھی اعلیٰ اور اُوپر سے بھی اعلیٰ ہوتے ہیں۔ کہنے لگے کہ یہ آدمی نہیں ہوسکتا ہے۔ انہوں نے دوبارہ قرعہ ڈالا تو پھر یونس علیہ السلام کے نام پر نکل آیا۔ انہوں نے پھر قرعہ ڈالا، پھر یونس علیہ السلام کا نام نکل آیا تو یونس علیہ السلام سمجھ گئے کہ میں رب کی مرضی کے بغیر آ گیا ہوں۔

کیونکہ اللہ نے مجھے ابھی تک نکلنے کا حکم نہیں دیا ہے۔ رب سے بھاگ کر آنے والا تو میں ہی ہوں۔ اُسی وقت ہی انہوں نے سمندر میں چھلانگ لگا دی۔ اُدھر سے رب نے ٹیلی فون کر دیا۔ فرمایا! اے مچھلی میرا مہمان تمہارے پاس آ رہا ہے، میں قوم کو ایک سبق سکھانا چاہتا ہوں کہ اگر میرا نبی بھی ہو اور میری مرضی کے بغیر کوئی کام کرے تو میں اُسے بھی وقتی طور پر پکڑ لیتا ہوں۔ میں قوم کو سبق سکھانا چاہتا ہوں۔ لیکن میرے مہمان کو تم نے کھانا نہیں ہے، مچھلی نے اس طرح منہ کھولا ہوا ہے اور یونس علیہ السلام اس کے منہ میں چلے گئے۔ وہاں پانی کے بھی اندھیرے ہیں، راتوں کے بھی اندھیرے ہیں، پھر مچھلی کے پیٹ کا بھی اندھیرا ہے، کتنی بڑی یہ جیل ہے، ان جیلوں سے اللہ کے علاوہ کوئی نہیں بچا سکتا ہے تو جناب یونس علیہ السلام کہنے لگے:

﴿لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ﴾ (الانبیاء: 87)

اللہ تمہارے علاوہ کوئی سننے والا نہیں ہے، تمہارے علاوہ کوئی بچانے والا نہیں ہے، تمہارے علاوہ کوئی مدد کرنے والا نہیں ہے، تمہارے علاوہ کوئی جیل سے نکالنے والا نہیں ہے۔ اے اللہ میری دعائیں سن لو، تو رب نے دوسری آیات میں فرمایا کہ اگر یونس علیہ السلام مجھ سے یہ باتیں نہ کرتے "لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ" نہ پڑھتے تو میں رب نے قیامت تک یونس علیہ السلام کو مچھلی کا

مہمان ہی رکھنا تھا۔لیکن یونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ میں "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" کہا تو اللہ نے تین دن کے بعد رہائی دے دی۔اگر ابھی بھی سمجھ نہیں آئی تو آ ؤ ایک اور بات سن لیں۔

اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا! ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس حدیث کو بیان کرتے ہیں۔ میرے نبی ﷺ نے فرمایا کہ سبحان اللہ یہ ایک کلمہ پھر "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ" اور پھر "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ" فرمایا! جو یہ الفاظ پڑھتا ہے "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ" اور "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ" یہ جب آدمی پڑھتا ہے تو اللہ کے نبی ﷺ فرمانے لگے "اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَیْہِ الشَّمْسُ" تو میرے نبی ﷺ نے فرمایا: پیارے نبی ﷺ نے فرمایا: امام الانبیاء نے فرمایا، والئ بطحاء نے فرمایا، سید المرسلین نے فرمایا، مسلمانوں ہمارے پیر نے فرمایا، ہمارے رہبر نے فرمایا، میرے پیارے محمد ﷺ نے فرمایا، فرمایا! جو آدمی یہ کلمے پڑھتا ہے یہ والے کلمے میں محمد ﷺ کو اتنے پیارے ہیں کہ جن جن چیزوں پر سورج طلوع ہوتا ہے تو اُس سے زیادہ مجھے پیارے اور محبوب یہ کلمے ہیں۔

میرے بھائیو! ذرا سوچیں کہ بڑی بڑی مسجدوں پر سورج طلوع ہوتا ہے تو مسجدوں سے زیادہ شان والا یہ کلمہ ہے۔ بڑے بڑے پیروں پر یہ سورج طلوع ہوتا ہے تو اُن پیروں سے اہم یہ کلمہ ہے۔ بڑے بڑے علاقوں پر یہ سورج طلوع ہوتا ہے اُس مسجد نبوی ﷺ کی شان بہت ہے، مسجد نبوی ﷺ پر بھی سورج طلوع ہوتا ہے تو مسجد نبوی ﷺ سے زیادہ فضیلت والے یہ کلمے ہیں۔ وہ بیت اللہ شریف جہاں ایک نماز پڑھیں تو لاکھ بن جاتی ہے تو میرے بھائیو! بیت اللہ پر بھی سورج طلوع ہوتا ہے تو بیت اللہ سے بھی اہم یہ کلمہ ہے۔

میرے بھائیو! ہر چیز سے زیادہ پیارے اور محبوب میرے محمد ﷺ نے فرمایا کہ جہاں جہاں سورج طلوع ہوتا ہے تو ان چیزوں سے زیادہ عظمت اور شان والی میرے نزدیک اگر کوئی چیز ہے تو وہ "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" ہے۔

اللہ پاک ہمیں "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

اللہ کا ذکر

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o

﴿فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ﴾ (البقرہ:152)

اللہ رب العزت کا بہت بڑا احسان ہے کہ جس رب نے ہم سب کو انسان بندہ بنایا، اگر اللہ پاک ہمیں کوئی جانور بنا دیتا تو ہم اللہ کا کچھ بھی بگھاڑ نہیں سکتے تھے۔ اُس اللہ پاک نے ساری مخلوق میں سے الگ تھلگ کر کے ہم کو اعلیٰ ترین مخلوق میں سے یعنی کہ انسان بنایا۔ اللہ پاک نے انسان بنا کر پھر بہت بڑا اعزاز دوسرا یہ عطا فرمایا کہ اللہ پاک نے انسان بنایا۔ اور پھر مسلمان بنایا، اگر اللہ پاک ہمیں یہودی، سکھ، مجوسی یا غلیظ ترین ہندو بنا دیتا تو ہم پھر بھی اللہ پاک کا کچھ بھی بگھاڑ نہیں سکتے تھے۔ اُس اللہ پاک کا کتنا بڑا احسان ہے کہ پہلے تو انسان بنایا اور پھر مسلمان بنایا، مسلمان بھی کوئی عام نہیں ہے جس طرح سب انبیاء سے زیادہ مقام جناب محمد ﷺ کا ہے سب انبیاء ﷺ ایک طرف ہوں، سب رسول ایک طرف ہوں، سب نبی ایک طرف ہوں، سارا جہان ایک طرف ہو، ساری کائنات ایک طرف ہو، سوہنا محمد ﷺ ایک طرف ہو، تو ساری کائنات سے بڑھ کر شان اور مقام ہے تو جناب محمد ﷺ کا ہے۔ اُس نبی ﷺ کا کلمہ پڑھنے والا اور نبی ﷺ سے تعلق جوڑنے والا اُس نبی ﷺ کا اُمتی بھی اعلیٰ ہے۔ جس طرح نبی ﷺ سب انبیاء سے اعلیٰ نبی ہے۔ اس طرح وہ اُمتی بھی سب اُمتیوں سے اعلیٰ اُمتی ہے کہ جس کا تعلق سوہنے محمد ﷺ کے ساتھ ہے۔

اللہ نے مسلمان بنایا تو وہ بھی خاص بنایا ہے یعنی اُمت محمدیہ ﷺ میں اللہ پاک نے ہم کو پیدا فرمایا ہے۔ پھر میرے بھائیو! اگر اللہ نے کوئی کتاب عطا فرمائی ہے تو وہ بھی عام

کتاب نہیں ہے حالانکہ تو رات بھی آسمانی کتاب ہے، انجیل بھی آسمانی کتاب ہے۔ زبور بھی آسمانی کتاب ہے، لانے والے بھی جبرائیل علیہ السلام ہیں اور انبیاء پر ہی آنے والی کتابیں ہیں۔ اور بھیجنے والا بھی رب العالمین ہے جس طرح سب کتابوں سے اعلیٰ ترین کتاب قرآنِ مجید ہے وہ اللہ پاک نے اُمت محمد یہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی ہمارے حصے میں قرآنِ مجید آئی ہے اس طرح کی کوئی کتاب نہیں ہے اور اس محمد صلی اللہ علیہ وسلم جیسا رسول کوئی نہیں ہے۔ سبحان اللہ

اللہ پاک کی کس کس نعمت کا تذکرہ کروں، اور کونسے کونسے احسان کا تذکرہ کروں اور کون کون سی بات کا تذکرہ کروں۔ اللہ کا کوئی ایک احسان ہے، ہم پر تو خاص ہزاروں احسان اللہ پاک نے سبحان اللہ کیے ہیں۔ میرے بھائیو! پھر اللہ پاک نے ہم کو عقیدہ توحید عطا فرمایا۔ جو مسلمان ہے لیکن عقیدہ توحید نہیں وہ بھی فکر کرے۔ کیوں کہ بنیاد عقیدہ توحید ہے۔ اگر عقیدہ درست نہیں ہے تو نماز درست نہیں ہے اگر عقیدہ درست نہیں ہے تو روزہ درست نہیں ہے۔ اگر عقیدہ درست نہیں ہے تو حج درست نہیں ہے۔ اگر عقیدہ درست نہیں ہے تو کوئی کام درست نہیں ہے، اگر عقیدہ درست نہیں ہے تو پھر ذکر اذکار درست نہیں ہے، اگر عقیدہ درست نہیں ہے تو نفل نوافل درست نہیں ہیں، اگر درست درست نہیں ہے تو جہاد درست نہیں ہے، اگر عقیدہ درست نہیں ہے تو شہادت درست نہیں ہے، اگر عقیدہ درست نہیں ہے تو میرے بھائیو نمازی بن کر آنا یہ درست نہیں ہے۔ سب اعمال برباد ہو جائیں گے۔ جن بندوں کا عقیدہ شرک ہے جن کا عقیدہ توحید ہوگا تو سارے اعمال ان شاء اللہ اللہ قبول کرے گا۔ سنت کے مطابق ہوں، عقیدہ توحید ہو، رضا الٰہی ہو، یہ سب چیزیں آگئیں تو ان شاء اللہ، اللہ اعمال قبول کرے گا۔ پھر عمل کم بھی کرو گے تو اُس کا مقام بہت زیادہ ان شاء اللہ، اللہ پاک عطا کر دیں گے۔

تمہارے سامنے واقعہ موجود ہے۔ ابو جہل نے پچپن حج کیے ہیں اور حاجیوں کو شربت پلانے والا تھا مگر ہوا کیا عقیدہ توحید درست نہیں ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دعوتِ توحید دی اُس پر عمل نہیں ہے۔ کئی اور لوگوں کا بھروسہ کرنے والا لیکن ایک ربّ پر بھروسہ نہ کرنے والا کئی اور

چیزوں کو پوجنے والا جب یہ کام کسی میں آیا تو اُس کے پچپن حج ضائع ہو گئے۔ وہ پھر بھی ناکام ہوگیا۔ میرے بھائیو! اس لیے پتہ چلا کہ جس کا عقیدہ درست نہیں ہے وہ چاہے پچپن حج کرلے اور شربت پلا لے، پانی پلا دے سب نیک کام کرلے لیکن اُس کے سب اعمال ضائع ہو جائیں گے۔ میرے بھائیو عقیدہ توحید بنالو، عقیدہ توحید کیا ہے کہ حاجت روا صرف اللہ، مشکل کشاء صرف اللہ ہے، وحدہٗ لاشریک اللہ ہے، رزاق اللہ ہے، داتا اللہ، گنج بخش اللہ ہے یہ سب صفتیں اللہ پاک میں ہیں اور کسی ولی، نبی، پیغمبر، رسول، پیر، مرشد، علامہ، مفتی، قاری، چھوٹا ہو یا بڑا اُس میں پالو گے تو پھر عقیدہ غلط ہو جائے گا۔ سب **مشکلیں حل کرنے والا** صرف اللہ ہے، سب کو روزی دینے والا صرف اللہ ہے۔ سب کو لڑکے اور لڑکیاں دینے والا صرف اللہ ہے، سب کو موت اور زندگی دینے والا صرف اللہ ہے، بس یہ عقیدہ ہو جائے اور سنت کے مطابق عمل ہو جائے۔ اللہ کی رضا شامل ہو تو اللہ عمل قبول کرتا ہے۔ ایک صحابی آیا، نبی ﷺ کا صحابی خلاد بن رافع رضی اللہ عنہ اس کا نام ہے، مسجد نبوی ﷺ کے اندر اللہ کے نبی ﷺ نماز پڑھ رہے ہیں۔ یہ جا کر کہنے لگا اے اللہ کے رسول ﷺ **السلام علیکم** ۔ آپ ﷺ نے کہا **وعلیکم السلام**۔ سلام کا جواب دے کر فرمایا:

((اِرْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ .))

اللہ کے نبی ﷺ نے اس طرح نہیں کہا حالانکہ دیکھ بھی خود رہے ہیں، دیکھ بھی رہے ہیں کہ کونے میں خود بیٹھے ہیں اور دوسرے کونے میں وہ نماز پڑھ رہے ہیں، پڑھنے والا کون صحابی رسول ہے، پڑھ کہاں رہا ہے عام مسجد نہیں ہے، مسجد نبوی ﷺ ہے، جہاں ایک نماز پڑھیں تو ہزار نمازوں کا ثواب ملتا ہے اتنی اعلیٰ ترین جگہ ہے اور ہے بھی صحابی رسول ﷺ ہے۔ مگر میرے بھائیو! تھوڑی سی سستی تھوڑی سی غلطی اور عمل قبول نہیں ہوا۔ آپ ﷺ فرمانے لگے۔

اے میرے صحابی! تم نے نماز نہیں پڑھی ہے، حالانکہ اللہ کے نبی ﷺ اس طرح کہتے تم نے نماز تو پڑھی ہے، تمہاری نماز تو ہوئی ہے مگر تمہاری نماز قبول نہیں ہوئی ہے۔ آپ ﷺ

فرمانے لگے جاؤ میرے صحابی رضی اللہ عنہ! ابھی تک تم نے نماز پڑھی ہی نہیں ہے۔ نبی ﷺ جھوٹ بولتے نہیں حالانکہ دیکھ بھی رہے ہیں کہ اُس نے نماز پڑھی ہے وضو اُس نے کیا ہے، رکوع اُس نے کیا ہے، سجدہ اُس نے کیا ہے، نماز پڑھ کر فارغ ہوا، تو میرے نبی ﷺ نے فرمایا!

اے میرے صحابی رضی اللہ عنہ:

((اِرْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ .))

چلے جاؤ ابھی تک تمہاری نماز نہیں ہوئی ہے تم نے نماز پڑھی نہیں ہے۔ وہ پھر دوبارہ نماز پڑھنے لگا۔ مختصر قصہ اُس صحابی رضی اللہ عنہ نے تین مرتبہ نماز پڑھی۔ نبی ﷺ نے پھر اُسے واپس بلایا۔ آپ ﷺ فرمانے لگے تم نے تو نماز ہی نہیں پڑھی ہے، تین مرتبہ نماز پڑھنے والا صحابی ہو۔ میرے نبی ﷺ نے فرمایا: تم نے تو نماز نہیں پڑھی ہے حالانکہ میرے نبی ﷺ جھوٹے نہیں ہیں۔ میرے نبی ﷺ سچے ہیں۔ اللہ کے نبی ﷺ سچے ہیں، پتہ ہے کہ یہ باتیں کیوں کہہ رہے ہیں کہ صحابی رضی اللہ عنہ تھوڑی سی سستی کر رہا ہے، سنت کے مطابق نماز نہیں پڑھ رہا ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ فرمانے لگے! یہ اس طرح ہے کہ جیسے تم نے پڑھی ہی نہیں ہے صحابی رضی اللہ عنہ ہو لیکن سنت کے مطابق نماز نہ پڑھے، معمولی سی غلطی کوتاہی ہو جائے تو آپ ﷺ فرماتے ہیں تمہاری تو نماز نہیں ہوئی ہے۔ بلکہ تم نے تو نماز پڑھی ہی نہیں ہے۔ تو پھر میرا تیرا کیا بنے گا۔

میرے بھائیو! رضا الٰہی ہو، ایک آدمی کا عقیدہ بھی درست ہے، سنت کے مطابق عمل بھی کر رہا ہے، مگر سوہنے نبی ﷺ کا طریقہ نہیں ہے وہ سنت کے مطابق عمل بھی کر رہا ہے مگر مہر لگ گئی۔ مگر اللہ کی رضا نہیں ہے۔ اُس آدمی کا عمل بھی ضائع ہو جائے گا۔ فرمایا اچھے عقیدے والا سنت کے مطابق عمل کرنے والا اگر اُس میں ریاکاری آ گئی ہے تو اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا اس آدمی کو جہنم میں پھینکا جائے گا۔ وہ سب عمل تباہ و برباد ہو جائیں گے، ریاکاری بھی نہ کرنا، عقیدہ کے اندر شرک بھی نہ کرنا۔

اے میرے بھائیو! عمل ہو تو محمد ﷺ کی مہر لگی ہو، تو ان شاء اللہ عمل قبول ہو جائے گا۔ اے اہلحدیث بھائیو! عمل قبول ہو جائے گا، اے دیوبندی بھائیو عمل قبول ہو جائے گا، اے

اہل سنت بھائیو عمل قبول ہو جائے گا۔ اگر عمل ضائع ہو گا تو ان تین شرطوں میں سے ایک شرط بھی کم ہوگئی تو عمل سب کے سب بے کار ہو جائیں گے۔ بندہ بڑے بڑے عمل کرتا ہے، بڑے بڑے ذکر کرتا ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں ایک بات بیان کی ہے۔ فرمایا:

﴿فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ﴾ (البقرہ:152)

اے انسانوں تم میرا ذکر کیا کرو، تو میں اللہ تمہارا ذکر کروں گا، اگر تم مجھے اکیلے یاد کرو گے تو میں بھی تمہیں اکیلے یاد کروں گا، اگر تم بندوں میں میرا ذکر کرو گے تو میں تم کو نورانی فرشتوں میں یاد کروں گا، اگر تم میری طرف چل کر آؤ گے تو میں اللہ تمہاری طرف بھاگ کر آؤں گا، اگر تم میری طرف ایک ہاتھ آؤ گے تو میں تمہاری طرف ایک میل بھاگ کر آؤں گا۔

کوئی مجھے یاد کرے تو سہی میں تمہارے بھی تذکرے کروں گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھے یاد کرو تو میں تمہیں یاد کروں گا، تم نے میرا شکر کرنا ہے، میری نعمتوں کا انکار نہیں کرنا ہے، اگر آج امیر بن گئے ہو تو پھر بھی کہو الحمد للہ۔ اگر غربت آگئی ہے، اگر آج کھانے کو چکن نہیں ملا، اگر آج کھیر نہیں ملی، اگر آج بہترین کھانے نہیں ملے، اگر آج سہولتیں کم ملی ہیں، تو پھر بھی کہو الحمد للہ۔ ہر حال میں مسلمانوں ہم نے اللہ کا شکر کرنا ہے، ہر حال میں ہم نے اللہ کو یاد رکھنا ہے، دن ہو رات ہو، لیل و نہار ہو، صبح و شام ہو، ہر وقت ہم نے اللہ کو یاد کرنا ہے، جو اللہ کا ذکر کرے گا۔ اللہ اس کا ذکر کرے گا۔ جو اللہ کو یاد کرے گا اللہ اُس کو یاد کرے گا۔

میرے بھائیو! جن قوموں نے اللہ کو یاد نہیں کیا، جن قوموں نے اللہ کو بھلا دیا، قیامت والے دن اللہ اُن کو بھی بھلا دے گا کچھ لوگ قیامت والے دن آئیں گے۔ حدیث رسول ﷺ میں ملتا ہے کہ قیامت والے دن کچھ لوگ آئیں گے۔ اے میرے بھائیو! وہ پھر لوگ تعجب کے ساتھ اللہ سے سوال کریں گے کہ یا اللہ جب دنیا پر آئے تھے تو ہماری موٹی موٹی آنکھیں موجود تھیں۔ ہم دنیا کو تو دیکھتے آئے ہیں آج اللہ تم نے ہم کو اندھا کیوں کر دیا ہے، آج ہماری آنکھیں کہاں چلی گئی ہیں۔ اللہ فرمائیں گے اے میرے بندو! تم نے دنیا میں مجھے بھلا دیا، آج میں رب نے تم کو بھلا دیا، تم نے دنیا پر قرآن کو بھلا دیا، آج اللہ نے تم

کو بھلا دیا، تم نے مجھے دنیا پر یاد نہیں رکھا ہے، آج میں اللہ نے بھی تم کو یاد نہیں رکھا ہے۔ تم نے دنیا پر اسلام کو نظر انداز کیا، آج میں نے بھی تم کو نظر انداز کیا، تم نے دنیا پر مجھے یاد نہیں کیا، آج میں نے بھی تم کو بھلا دیا، آج میں نے تم کو اندھا کر کے اُٹھایا، تا کہ تمہاری غلط آنکھیں میری جنت پر نہ پڑیں۔ وہ لوگ اندھے ہو جائیں گے اس لیے میرے بھائیو! اللہ کو یاد کرنا چاہیے جو بندہ اللہ کو یاد کرے گا، ہر حال میں اللہ کا ذکر کرنا چاہیے اور ذکر کیا ہے۔

میرے بھائیو! قرآن بھی ذکر ہے، اللہ فرماتے ہیں:

﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ إِنَّا لَهُ لَحٰفِظُوْنَ﴾ (الحجر:9)

''یہ ذکر ہم نے دنیا پر بھیجا ہے یہ ذکر ہم نے نازل کیا ہے اور اس کی حفاظت بھی ہمارے ذمہ ہے۔''

اے میرے بھائیو! قرآن کو بھی اللہ نے ذکر کہا ہے، ہر وقت قرآن پڑھا کرو، ہر وقت حدیث کا مطالعہ کیا کرو، ہر وقت دعائیں پڑھا کرو، میرے نبی ﷺ کا تو یہ حال ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ کی سیرت سننے والو، بڑے بڑے جلسوں پر جانے والو، نبی ﷺ کی سیرت پر تقریریں سماعت کرنے والو، سیرت پر تقریریں سننے والو، ذرا یہ بھی سنو نبی ﷺ کی سیرت کیا ہے۔ چلنا بھی میرے نبی ﷺ کی سیرت ہے، بیٹھنا بھی نبی ﷺ کی سیرت ہے، اُٹھنا بھی نبی ﷺ کی سیرت ہے، نماز بھی نبی ﷺ کی سیرت ہے، قرآن پڑھنا بھی نبی ﷺ کی سیرت ہے، قرآن پڑھانا بھی نبی ﷺ کی سیرت ہے، تلوار اُٹھانا بھی نبی ﷺ کی سیرت ہے، کافروں سے لڑنا بھی نبی ﷺ کی سیرت ہے، کافروں سے ٹکرانا بھی نبی ﷺ کی سیرت ہے، غازی بن کر آنا بھی نبی ﷺ کی سیرت ہے۔ اے میرے بھائیو! میرے نبی ﷺ کی سیرت کیا ہے۔

اللہ کے نبی ﷺ صبح کے وقت ذکر اذکار کرتے، بہت زیادہ اللہ کو یاد کرتے۔ حدیث رسول اللہ ﷺ سے بہت سی دعائیں ملتی ہیں۔ شام کو پھر اللہ کا ذکر کرتے، شام کو دعائیں بھی بہت زیادہ پڑھتے۔ اے میرے بھائیو! ذرا توجہ سے سنو! میرے اور تمہارے نبی محمد ﷺ اللہ

کو کتنا یاد کرتے تھے۔ جب رات کو سونے لگتے پھر بھی اللہ کا ذکر کرتے، جب اُٹھنے لگتے پھر بھی اللہ کا ذکر کرتے، جب اُٹھنے لگتے تو کہتے:

((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْهِ النُّشُوْرُ .))

اللہ کے نبی ﷺ جب سونے لگتے تو پھر بھی اللہ کا ذکر کرتے ہیں، جب اُٹھتے پھر بھی اللہ کا ذکر کرتے، اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب تم اُٹھو تو پھر پہلے کیا کام کرنا ہے آپ نے بائیں ہاتھ کو اس طرح ناک پر رکھنا ہے، بار بار تین مرتبہ ناک کو صاف کرو، کیوں کہ ناک کے اندر اس ناک کے اندر شیطان رات گزارتا ہے۔ پھر تم فریش ہو جاؤ گے، تمہاری سستی چلی جائے گی، تم ٹھیک ہو جاؤ گے، ساری سستی ختم ہو جائے گی، تم نیند سے بیدار ہو جاؤ گے، تم نے تین مرتبہ ناک صاف کرنا ہے۔ پھر میرے نبی ﷺ کیا فرماتے ہیں:

((اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْیَانَا .))

اے میرے بھائیو! میرے نبی ﷺ ذکر اذکار کر رہے ہیں، سوتے وقت بھی اللہ کو یاد کیا ہے، جب سو کر اُٹھے تو پھر بھی میرے محمد ﷺ اللہ کو یاد کرتے ہیں۔ اللہ کے نبی ﷺ جب بیت الخلاء میں جاتے، ٹائلٹ کے اندر جاتے، باتھ روم میں جانے لگتے، جانے سے پہلے پھر بھی میرے نبی ﷺ اللہ کا ذکر کرتے، پھر بھی میرا نبی ﷺ اللہ کو یاد کرتا۔ کیونکہ قرآن میں جو اللہ نے فرمایا ہے:

﴿فَاذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ وَاشْکُرُوْا لِیْ وَلَا تَکْفُرُوْنِ﴾ (البقرہ:152)

تم مجھے یاد کرو، میں تمہیں یاد کروں گا۔ میرے نبی ﷺ جب بیت الخلاء میں جانے لگتے تو پھر کیا کہتے، کہتے ہیں:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ .))

جو آدمی یہ دعا پڑھ لیتا ہے، آج جنوں کے مریض بہت ہیں کہتے ہیں کہ فلاں عورت کو جن لگ گئے ہیں، فلاں آدمی کو جن لگ گئے ہیں، فلاں بچے کو جن لگ گئے ہیں، جن نکالنے والے بھی آ گئے، وہ ڈنڈے اُس کے سر کے اندر مارتے ہیں، جن نکالنے کے انداز ہی بہت

انوکھے ہوگئے ہیں۔ اے میرے بھائیو! اگر ہم نبی ﷺ کی سیرت پر عمل کرنے والے لوگ ہوتے، اگر نبی ﷺ کی باتوں کو یاد رکھتے۔ قرآن پر عمل کرتے، اللہ کا ذکر کرتے اُٹھتے وقت بھی اللہ کا ذکر کرتے، بیٹھتے وقت بھی اللہ کا ذکر کرتے، بیت الخلاء میں جاتے وقت بھی اللہ کا ذکر کرتے، نکلتے وقت اللہ کا ذکر کرتے۔ نبی ﷺ کی احادیث پر عمل کرتے جاتے، تو پھر کبھی کوئی جن نہ لگتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہے جو آدمی یہ دعا پڑھ لیتا ہے جو میں نے دعا تمہارے سامنے اب پڑھی ہے۔ فرمایا! یہ اس طرح ہی ہے کہ جن تمہارے ساتھ آتے ہیں، شیطان تمہارے ساتھ آتے ہیں، خبیث مخلوق تمہارے ساتھ چلتی آتی ہے۔ اگر تم یہ دعا نہ پڑھو گے تو جب لیٹرین میں جاؤ گے تو اُس کے بعد یہ تمہارے ساتھ آئیں گے، تمہارے ساتھ شرارت کریں گے، تم قبض کے مریض ہو جاؤ گے، تم کھل کر قضائے حاجت نہ ہوگی، اگر تم ان قبض کی مرض سے بچنا چاہتے ہو تو اس حدیث پر عمل کرلو۔ یہ دعا جو آدمی پڑھ لیتا ہے تو شیطان اس طرح بیٹھ جاتا ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ جس طرح آدمی کے ساتھ کتا چل رہا ہو، جب آدمی گھر میں داخل ہو جاتا ہے تو کتا اپنا پاؤں پھیلا کر باہر بیٹھ جاتا ہے۔ اس طرح شیطان پاؤں پھیلا کر باہر بیٹھ جائے گا، مرتبہ ہو جائے گا۔ اور تم تسلی سے قضائے حاجت کرو گے، قبض سے بچ جاؤ گے، ان مرضوں سے بچ جاؤ گے اور نبی ﷺ کی حدیث پر عمل بھی ہو جائے گا۔

اے میرے بھائیو! ذکر اذکار تو میرے نبی ﷺ نے ہر موقع پر بتائے ہیں، بدقسمتی ہماری ہے کہ آج آپس میں ذاتی لڑائیاں رہ گئی ہیں، اہل سنت، بریلویوں کے ساتھ لڑ رہا ہے۔ بریلوی دیوبندیوں کے ساتھ لڑ رہا ہے۔ اہل حدیث ان دونوں کے ساتھ لڑ رہا ہے ان تینوں کے ساتھ وہ لڑ رہے ہیں۔ ایک دوسرے کے گریبان کو پکڑا ہوا ہے۔ مذہبی لڑائیوں پر جوش ہے، مذہبی لڑائیاں بڑی زبردست لڑی جا رہی ہیں۔ ایک دوسرے کو کافر کے فتوے لگائے جا رہے ہیں۔ مگر یہ بھی پتہ ہے کہ ہم اللہ کے دین پر بھی عمل کر رہے ہیں کہ نہیں۔

اے میرے بھائیو! اللہ کو یاد کرو، اللہ تمہیں یاد کرے گا۔ نبی ﷺ جب بیت الخلاء میں گئے تو پھر بھی دعا پڑھتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب میں باتھ روم کے اندر یا غسل

خانے کے اندر ایک اور مقام ہے، اُس مقام کے علاوہ باقی ہر وقت اللہ کا ذکر کرتا رہتا ہوں۔ میرے بھائیو! یہ سوہنے نبی ﷺ نے فرمایا ہے۔ میرے نبی ﷺ نے فرمایا کہ میں محمد ﷺ اللہ کا ذکر کرتا ہوں۔ استغفار پڑھتا ہوں، ایک دن میں کم از کم سو مرتبہ اللہ کو یاد کرتا ہوں۔ میں علیحدہ بیٹھ کر بھی اللہ سے معافیاں مانگتا ہوں۔ یہ میرے نبی ﷺ ہیں جن کے بارے میں میرے اللہ نے فرمایا ہے۔ اے میرے پیارے نبی ﷺ جب تم آ ؤ گے تو تمہارے اشارے سے جنت کے دروازے کھل جائیں گے۔

حوضِ کوثر کا مالک میرا محمد ﷺ ہے، وہ اتنی شان والے میرے محمد ﷺ ہیں۔ اتنے مقام والا محمد ﷺ ہے۔ اے میرے بھائیو! اگر چاند کو اشارہ کریں تو چاند کے دو ٹکڑے ہو جائیں اور زمین پر آ گرے۔ اتنے مقام والا سوہنا نبی ﷺ ہے، گناہوں سے پاک محمد ﷺ ہے۔ جنت میں جانے والا محمد ﷺ ہے۔ سب سے پہلے جنت میں جانے والا پیارا محمد ﷺ ہے مگر میرے نبی ﷺ اللہ سے معافیاں مانگ رہے ہیں۔ ایک دن میں سو مرتبہ میرے نبی ﷺ استغفار کرتے تھے۔ آپ ﷺ فرمانے لگے! اے اللہ ہائے جب بیت الخلاء سے باہر آئے تو کہنے لگے "غُفْرَانَكَ" اے اللہ میں محمد ﷺ کو معاف کر دے۔ کیونکہ جب میں بیت الخلاء کے اندر گیا تو اُس وقت تمہیں یاد نہیں کرنا چاہیے تھا۔ اللہ اس وقت میں برہنہ تھا میں تمہیں یاد نہیں کرسکتا تھا۔ اُس وقت قضائے حاجت کے موقع پر اللہ میں نے تم کو بھلا دیا۔ تمہیں میں نے یاد نہیں کیا۔ اللہ میں محمد ﷺ تم سے ڈر کر معافیاں مانگ رہا ہوں۔ "غُفْرَانَكَ" اللہ مجھے معاف کر دے، جو لیٹرین کے اندر چند منٹ میری زبان بند رہی ہے۔ کیا خیال ہے، آج اس عمل پر عمل ہے، آج یہ ذکر کر رہے ہو افسوس ہے۔ ذکر بھی وہ کرنا ہے جس ذکر پر محمد ﷺ کی مہر لگی ہے۔ اللہ سے ڈر کر ذکر کرنا ہے اور ذکر لازمی کیا کرو۔ جو آدمی ذکر کرتا ہے، وہ بڑی بڑی مصیبتوں سے بچ جاتا ہے۔ میرے سامنے ایک واقعہ آیا۔

نبی ﷺ کا دور ہے۔ ایک جنگ میں ایک صحابی گرفتار ہوگیا۔ ذرا توجہ کرنا، بڑا اہم واقعہ ہے۔ صحابی گرفتار ہوگیا، گرفتار کن کے پاس ہوا ہے کافروں کی جیل میں ہوا ہے۔

مسلمانوں کی جیل تو تھوڑی نرم ہوتی ہے۔ پوچھو اُن قیدیوں سے جو ساہیوال کی جیل میں ہیں، بحر حال جیل جیل ہی ہوتی ہے اور کافروں کی جیل کتنی خطرناک ہوتی ہے۔ نبی ﷺ کے پاس ایک بزرگ آیا، لاٹھی پکڑی ہوئی ہے، بہت پریشان ہے، کیونکہ جب کوئی پریشان ہو تو چہرے سے پتہ چل جاتا ہے کہ یہ آدمی پریشان ہے۔ بہت پریشان ہے، نبی ﷺ کے پاس جب آیا تو آنکھوں سے آنسو نکل گئے ابھی بات تک نہیں کی اور پہلے ہی رونے لگ پڑا۔ اللہ کے نبی ﷺ فرماتے ہیں: اے بابا جی کیا پریشانی لگ گئی ہے۔ میں محمد ﷺ تو پریشانیوں کو مٹانے آیا ہوں۔ میں خود پریشان ہو جاتا ہوں، مگر پریشانیوں کو پریشان لوگوں سے دور کر دیتا ہوں۔

اللہ کے نبی ﷺ فرمانے لگے میں خود سر پر گھڑی اُٹھا لیتا ہوں، میں خود تمہارے وزن اُٹھانے آیا ہوں۔ میں نے پتھر تو کھا لیے لیکن تم کو پریشان نہیں کیا، میں تو اللہ سے معافیاں مانگنے آیا ہوں۔ تم کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچانے آیا ہوں، تمہیں سیدھے راستے پر چلانے آیا ہوں، تمہیں ہر پریشانیوں سے بچانے آیا ہوں۔ بابا جی آپ کو کیا پریشانی لگ گئی ہے، بابا کہنے لگا۔ اللہ کے نبی ﷺ جی میں آپ سے پریشان نہیں ہوں۔ اے میرے بھائیو! ذا غور کرو، آدھا گھنٹہ گزر گیا ہے اور آدھا گھنٹہ باقی رہ گیا ہے یہ وقت ضائع مت کرنا، غور کرنا۔ نبی ﷺ اس بزرگ سے کہنے لگے بابا جی پریشان کیوں ہو گئے ہو، کہنے لگا جی پریشان اس لیے ہو گیا ہوں میں آپ ﷺ سے پریشان نہیں ہوں میں پہلے سے امید لے کر آیا ہوں کہ جب میں اپنے پیارے محمد ﷺ سے ملوں گا تو پریشانیاں ان شاء اللہ دور ہو ہی جائیں گی۔ آپ کا چہرہ دیکھتا ہوں تو پریشانیاں ختم ہو جاتی ہیں۔ باقی مسئلہ یہ ہے اللہ کے نبی ﷺ جی جب فلاں جنگ کے اندر لڑائیاں ہوئیں کیونکہ لڑائی کے موقع پر یا تو شہادت ہوتی ہے، جنگ کے موقع پر یا تو آدمی غازی بن جاتا ہے، جنگ کے موقع پر یا تو آدمی گرفتار ہو جاتا ہے۔

اللہ کے نبی ﷺ جی مجھے یہ پریشانی ہے کہ میری بیوی اور اُس لڑکے کی ماں وہ اتنی پریشان ہے جب سے میرا بیٹا گرفتار ہے، جب سے میرا بیٹا کافروں کی جیل میں گیا ہے، اُن

کے قبضے میں ہے وہ اس کو سزائیں بہت دے رہے ہیں۔ اُس کی ماں بہت پریشان ہے وہ رو رو کر اپنی آنکھوں کی بینائی کھو بیٹھی ہے۔ بزرگ کہنے لگا کہ میری بیوی کی آنکھوں کی بینائی چلی گئی ہے اور بیوی اچھی ہو تو فکر کرنی چاہیے، کئی تو ہر وقت غصے میں رہتے ہیں کہ یہ میری بیوی ہے اور اس کے ساتھ خیر خواہی کیوں کریں۔ لوگ کیا کہیں گے تم تو بیوی کے مرید ہو، بیوی اچھی ہو تو خیر خواہی کرنی چاہیے اور جس کو بیوی عقلمند مل جائے تو وہ سمجھے کہ جنت کے تحفوں میں سے ایک تحفہ اللہ نے عطا کر دیا ہے جس کو گندی عورت مل گئی، نکمی عورت مل گئی، غلط عورت مل گئی، بے کار عورت مل گئی، نافرمان مل گئی تو وہ سمجھے کہ مجھے جہنم کی سختیوں میں سے ایک سختی مل گئی ہے۔ اور باقی مرنے کے بعد پتہ نہیں کہ میرے ساتھ کیا بنے گا۔ اُس کو جہنم کے انگاروں میں سے ایک انگارہ مل گیا۔ جس کو اچھی عورت مل گئی تو اُسے جنت کے تحفوں میں سے ایک تحفہ مل گیا۔ دعا کیا کرو کہ اللہ عورت دو تو نیک دو، وگرنہ کنوارہ فوت ہو جاؤں تو یہ بات ٹھیک ہے۔ اگر گندی عورت مل گئی تو ساری زندگی جہنم میں جلو گے، تباہ ہو جاؤ گے اور اچھی عورتوں کی نشانیاں کیا ہیں۔ جب آدمی پریشان ہو، تو ایسی بات کرے کہ پریشانیاں دور ہو جائیں۔

تمہارے ذہن میں ایک واقعہ ہوگا، جب سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوت دے کر آئے اور بیوی اچھی ہے ہماری بیویوں کی طرح نہیں تھی۔ اگر ہماری عورت جیسی ہوتی تو کہتی کہ تمہارے گھر سوا کلو دانے ہیں اور تم نے دعوت کہہ دی ہے۔ اب تم جانو اور تمہارا کام جانے۔ تمہیں کہا کس نے تھا کہ دعوتیں کرو، آئے بڑے صوفی صاحب، آئے بڑے نیک عالم ایسے ہی بڑے خیر خواہ اور سخی بنے ہوئے ہو، آج کی ہوتی تو اس طرح کہتی۔ مگر وہ عورت کیسی ہے وہ کہنے لگی کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اعلان کیا ہے یا تم نے بتایا ہے۔ کہنے لگے میں نے تو تمہاری ہدایت پر کان میں ہی بتایا ہے۔ عورت اچھی ہے کوئی عورت اچھی بات کہے تو مان لیا کرو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم سے بڑا خوددار کون ہے مگر اچھی اصلاح ہے اُس طرح جا کر بتانا ہے۔ آہستہ سا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کان میں کہنے لگا۔ میرے پاس ایک چھوٹا سا لیلہ ہے اور سوا کلو دانے ہیں۔

میں آپ ﷺ کی دعوت کرنا چاہتا ہوں۔ آپ ﷺ خود اور تین چار صحابہ رضی اللہ عنہم آ جائیں۔ بس اتنے لوگوں کو کھانا کافی ہے، باقی چودہ سو صحابہ رضی اللہ عنہم کو کھلانے کی ہم میں ہمت نہیں ہے۔ سب بے چاروں نے پیٹ پر پتھر باندھے ہیں اور بھوکے ہیں۔ نبی ﷺ نے اعلان کر دیا پہاڑی پر کھڑے ہو کر اعلان کر دیا۔

اے میرے بھائیو! آج تمہارے بھائی جابر رضی اللہ عنہ نے گوشت روٹی کی دعوت کی ہے، بڑا گوشت اور اُونٹ کا نہیں ہے، بکرے کا گوشت ہے، بہترین بکرے کا گوشت ہوتا ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھوک کی وجہ سے پیٹ پر پتھر باندھے ہوئے ہیں وہ تو خوش ہو گئے کہ سبحان اللہ آج کام بن گیا ہے۔ وہ صحابی رضی اللہ عنہ بھاگا بھاگا اپنی بیوی کے پاس پہنچتا ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ کے پاس سے جب واپس آیا تو بہت زیادہ صحابی رضی اللہ عنہ پریشان ہے۔ بیوی کہنے لگی اے میرے سر کے تاج پریشان کیوں ہو۔ کہنے لگے کہ پریشان اس لیے ہوں میں نے تمہاری بات پر عمل کیا، اور آہستہ سا نبی ﷺ کو کان میں بتایا مگر میرے نبی ﷺ نے تو عام اعلان کر دیا ہے۔ وہ تو سب آ رہے ہیں اور ہمارے پاس اتنا انتظام نہیں ہے، ہمارے پاس تو کوئی بچھڑا بھی نہیں ہے، اگر ہوتا تو چلو گزارہ ہو جاتا، مگر ایک چھوٹا سا لیلہ ہے، ایک سوا کلو دانے ہیں، اب بنے گا کیا، مجھے تو ڈر آ رہا ہے، کیوں کہ جس کے گھر میں صحیح معنی میں دعوت نہ ہو تو آدمی زیادہ آ جائیں تو بڑی پریشانی ہوتی ہے۔ اس لیے میرے نبی ﷺ نے فرمایا کہ جب تم کسی کے گھر جاؤ۔ اگر کوئی آدمی ساتھ لے کر جائے تو اُس کو چند منٹ کے لیے الگ بٹھا دو، اُس آدمی سے پہلے اجازت لے لو۔

جس آدمی نے دعوت کی ہے اُس کو کہو کہ یار میرے ساتھ ایک آدمی ہے اگر اجازت ہو تو وہ گھر آ سکتا ہے، وہ آگے سے اگر کہہ دے کہ ہاں ہاں ٹھیک ہے تو پھر وہ آ سکتا ہے، ہمارے نبی ﷺ نے تو ہمیں یہ طریقہ کار سکھایا ہے۔ اگر نبی پاک ﷺ کی تعلیمات پر عمل کرو تو ان شاء اللہ کبھی کوئی پریشانی نہیں آ سکتی ہے آپ ﷺ نے فرمایا جو کسی سے پوچھے بغیر جا کر کھانے پر بیٹھ جاتا ہے، اُس آدمی کی عزت بھی نہیں اور وہ ڈاکو بھی ہے۔ وہ لوٹ رہا ہے،

چوریاں کرر ہا ہے۔ یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔

اے میرے بھائیو! جب بھی کسی کے گھر میں جاؤ، تو پہلے اُس سے اجازت لے لو اور پھر دعوت کھاؤ۔ اس میں تمہاری عزت بھی بنے گی۔ بحر حال وہ عورت کہنے لگی، اے جابر رضی اللہ عنہ پریشان نہیں ہونا ہے۔ نبی ﷺ نے اعلان کیا ہے تو نبی ﷺ کی لاج اللہ رکھے گا۔ کبھی بھی محمد ﷺ کی توہین اللہ نہیں کروائے گا۔ نبی ﷺ نے اس کھانے کے اندر لب ڈالا اور پھر کیا ہوا۔ اللہ اکبر اللہ۔

اِک لیلہ تے سوا سیر دانے سی
بارہ چودہ سو فوجیاں نے کھانے سی
تُھکیا ہانڈی کنالی دے وچ سوہنے
بُھکاں نکلیاں سارے لشکیر دیاں

جب دیکھا کہ چودہ سو آدمی پیٹ بھر کر فارغ ہوگیا ہے جب ہنڈیا کا ڈھکن اُٹھا کر تو اُس کی بوٹیاں بھی ویسے ہی پڑی ہیں، بندے سب کھا گئے لیکن نہ بوٹیاں ختم ہوئیں اور نہ روٹیاں ختم ہوئیں۔ یہ نبی ﷺ کے لب کے اندر برکت ہے۔ بحر حال میرے بھائیو وہ عورت بہت پریشان ہے، اُس کا خاوند آ کر کہنے لگا۔ اللہ کے نبی ﷺ فلاں جنگ میں میرا بیٹا گرفتار ہوگیا تھا۔ اُس کی گرفتاری کی وجہ سے اُس کی والدہ رو رو کر ہوگئی ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ جی کوئی اس کا وظیفہ ہی بتا دو، کوئی ذکر ہی بتا دیں۔ آپ ﷺ فرمانے لگے! اے اللہ کے بندے پہلے میرے پاس کیوں نہیں آئے ہو۔ اب آ گئے ہو، اب اس طرح کرو ایک گھڑ سوار آدمی پکڑو، جلدی سے آدمی ڈھونڈا گیا، اُس کو گھوڑے پر بٹھایا گیا۔ میرے نبی ﷺ نے اس کو ایک دعا بتائی۔

اے میرے بھائیو! وہ دعا تم بھی ذہن نشین کرلو، کیوں جی عمل کرو گے بالکل ٹھیک کہہ رہے ہو کہ مسجد میں بس مجھے راضی کرنے کے لیے کہہ رہے ہو تم آئے ہو ہم سے کچھ لینے کے لیے ہم ان شاء اللہ، اللہ کے لیے کچھ دیں گے۔ تم سے کچھ نہیں لیں گے۔ باقی جو میرا مضمون

ہے اس پر ان شاء اللہ عمل کرنا ہے اور یہ جو دعا ہے اُس آدمی کو کتنی پریشانی ہے اور سب پریشانیاں حل کون کرتا ہے جو رب کو یاد کرے تو اللہ اُسے پریشانیوں سے دور کرتا ہے۔ یہ دعا اس لیے بتاتا ہوں کہ تم عمل کرو گے ان شاء اللہ کرو گے کہ نہیں کرو گے۔ اب یہ تم نے مسجد میں بیٹھ کر وعدہ کیا ہے۔ لیجیے پھر سن لیں۔

نبی ﷺ وہ جو گھوڑے پر سوار ہے اُس سے کہنے لگے کہ اے بھائی جان جس جیل کے اندر فلاں بن فلاں گرفتار ہے اُس آدمی سے ملنے کے بعد یہ جو وظیفہ میں نے تم کو لکھ کر دیا ہے یہ جو ذکر تم کو دے رہا ہوں۔ یہ ذکر صرف اُس کو دے دینا ہے۔ اور جلدی اُس کو پہنچا دینا۔ اللہ اُس کی پریشانیاں دور کرے گا۔ اُس کی والدہ بھی بہت پریشان ہے۔ ذرا غور کرتے جاؤ۔ جو اللہ کو یاد کرے تو اللہ کس طرح اُس کی مدد کرتا ہے۔ جو اللہ کو یاد نہ کرے اللہ اُسے دنیا پر بھی بھلا دیتے ہیں اور کل قیامت والے دن بھی اللہ اُس کو نابینا کریں گے۔ اللہ کو یاد رکھا کرو، اللہ کا ذکر کیا کرو، نعمتوں کی ناشکری نہ کیا کرو۔

اے میرے بھائیو! جب اُس صحابی رضی اللہ عنہ نے وہ وظیفہ نبی ﷺ کا تحریر کیا ہوا لے لیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جلدی جاؤ۔ اُس کو پہنچا دو۔ جب اُس کو پہنچایا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا! اے میرے صحابی رضی اللہ عنہ اس وظیفے کو بس تم نے پڑھتے جانا ہے۔ تو اللہ تمہاری بہت جلدی مدد کرے گا۔ اب کافروں کی جیل ہے، چھوڑنا تو انہوں نے نہیں تھا بلکہ ایک وقت آنا تھا کہ انہوں نے اُس کو تلوار مار کر شہید کر دینا تھا۔ ماں رو رو کر نابینا ہوگئی ہے۔ نبی ﷺ نے جب ذکر لکھ کر اُسے دے دیا وہ وظیفہ کیا ہے۔ میرے بھائیو! ذرا غور کرتے جائیں اگر اس وظیفے پر آج تم بھی عمل کرو گے تو اللہ ہمیں بھی پریشانیوں سے بچائے گا۔ اگر اس وظیفے پر تم بھی عمل کرو گے تو اللہ ہم کو بھی جیلوں سے بچائے گا۔ اگر تم بھی اس وظیفے پر عمل کرو گے تو اللہ کافروں سے اور ہر کسی کی پریشانی سے بچائے گا۔ ان شاء اللہ، اللہ بچائے گا۔

وظیفہ کیا ہے، آپ ﷺ فرمانے لگے! یہ جا کر اُس کو بتا دو۔ وہ وظیفہ کیا ہے۔ فرمایا:

﴿لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلاَّ بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ﴾

یہ وظیفہ پڑھا کرو، یہ سب بھائیوں کو آتا ہوگا۔ ذرا اُونچا پڑھو ﴿لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ﴾ فرمایا جو آدمی یہ وظیفہ پڑھے گا تو اللہ سب پریشانیوں سے اس آدمی کو بچائے گا۔ جب وہ صحابی یہ وظیفہ پڑھنے لگ پڑا، جیل کے اندر نبی ﷺ پر یقین ہے۔ نبی ﷺ کی سچ بات پر یقین ہے اُن لوگوں کو یقین تھا ہم کو آج ڈاکٹروں پر یقین ہے۔ ہمیں آج ہندوؤں، سکھوں اور اُن حکیموں پر یقین ہے، ہمیں انگریزوں پر یقین ہے، لیکن محمد ﷺ کی بات پر یقین نہیں ہے، آج ہم مسلمانوں کا حال یہ ہے کہ انگریزی ادویات پر بہت یقین کرتا ہے۔ لیکن جو محمدی ادویات ہے اُس پر یقین نہیں کرتا ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے جو وظیفہ بتایا ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے جو حل بتایا ہے، اُس پر عمل نہیں کرتا ہے اور جو انگریز نے بات بتا دی، اُس پر بہت جلدی عمل کرتا ہے، نبی ﷺ نے روکا ہے کہ شراب نہیں پینا ہے۔ محمد ﷺ کی بات پر عمل نہیں ہے، کہتا ہے انگریزوں کا دودھ نہیں پینا وگرنہ تمہارا ٹمپریچر ہائی ہو جائے گا۔

انگریز نے بتا دیا ہے کسی ڈاکٹر نے بتا دیا ہے، انگریزی ادویات نے بتا دیا ہے، دودھ پینا حلال ہے، دودھ اللہ کا نور ہے، دودھ میرے محمد ﷺ نے پیا ہے۔ جب میرے نبی ﷺ معراج کے موقع پر گئے تھے نبی ﷺ کو تب شراب بھی پیش کی گئی، دودھ بھی پیش کیا گیا۔ آپ ﷺ نے شراب نہیں پی تھی، دودھ کا پیالہ پی لیا۔ جبرائیل علیہ السلام کہنے لگے اللہ کے نبی ﷺ نے یہ جو چیز پی ہے اب تمہاری اُمت بھی ان شاء اللہ اس پر عمل کرے گی اور کامیاب ہو جائے گی۔ اگر آپ ﷺ شراب کو پی لیتے تو آپ ﷺ کی امت تباہ و برباد ہو کر رہ جاتی۔

میرے بھائیو! اگر گندی چیز ہے، انگریز بتائے تو اس پر عمل ہے، اگر اچھی چیز سے انگریز روک دے۔ تو اُس سے مسلمان رُک جاتا ہے۔ نبی ﷺ نے بتایا ہے کہ اچھی چیز کھاؤ، وہ کھاتا نہیں ہے۔ نبی ﷺ نے گندی چیزوں سے روکا ہے۔ یہ مسلمان اُس سے رکتا نہیں ہے، سوچو تو سہی کیا اس طرح ہے کہ نہیں، شرابیں پی رہے ہیں کہ نہیں، سود چل رہا ہے کہ نہیں، گناہ کر رہے ہیں کہ نہیں، سینما میں جا رہے ہیں کہ نہیں، غلط کام کر رہے ہیں کہ نہیں۔ نبی ﷺ

نے جو علاج بتایا ہے اُس علاج پر عمل بالکل نہیں ہے اور پکا دعویٰ کرتا ہے کہ میں عاشق رسول ﷺ ہوں۔ میں محبّ رسول ﷺ ہوں۔ اہلحدیث کے دو اصول ہیں ﴿اِنَّـا لِلّٰهِ وَاِنَّـا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ﴾ دعویٰ تو تمہارا صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی بڑا ہے۔ مگر تمہارا عمل نہیں ہے۔

بحرحال اُن لوگوں کو یقین تھا۔ نبی ﷺ نے جب یہ وظیفہ بتایا تو صحابی جیل میں پڑھنے لگ پڑا۔ وہ بار بار پڑھ رہا ہے ﴿لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِـاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ﴾ وہ صحابی کہنے لگا۔ اللہ کے نبی ﷺ نے جو وظیفہ بتایا میں اُس ذکر پر عمل کرنے لگ پڑا۔ دعائیں پڑھتا گیا، دعائیں پڑھتا گیا۔ ایک دن گزر گیا، دوسرا دن بھی گزر گیا، تیسرا دن جب گزرا۔ کیونکہ اُس دور کے اندر یہ لوہے کی ہتھکڑیاں نہیں تھیں۔ اس دور میں چمڑے کی ہتھکڑیاں تھیں۔ صحابی کہنے لگا جب تین دن گزر گئے، ذکر اذکار کرتے کرتے جو نبی ﷺ نے لکھ کر دیا تھا۔ جب میں نے وہ پڑھ لیا۔ اور تیسرے دن میں جیل کے اندر ہی بیٹھا تھا۔ حالانکہ میرے پاس کوئی چیز نہیں تھی کہ جس کے ساتھ میں وہ کاٹ سکتا، کہتا ہے کہ اپنے آپ ہی وہ میرے ہاتھ سے ٹوٹ گئیں۔ وہ ہتھکڑیاں خود ہی ٹوٹ گئیں۔ جب خود ہی ٹوٹ گئیں۔ تو مجھے یقین ہو گیا کہ آج اللہ کی مدد آ گئی ہے۔ سوہنے نبی ﷺ کی لاج اللہ رکھتا ہے۔

میرے نبی ﷺ نے جو بولا ہے، سچ بولا ہے، میں نے نبی ﷺ کی بات پر عمل کیا ہے۔ نبی ﷺ کی بات پر یقین کیا ہے، اُس ذکر کرنے والے کو اللہ نے کس طرح محفوظ کیا ہے۔ کتنی پریشانی کے اندر بندہ موجود تھا۔ اُس موقع پر کیا پڑھتا ہے، جب ذکر پڑھتا ہے، ذکر کی برکت سے میرے بھائیو! ہتھکڑیاں خود بخود ٹوٹ گئیں۔ صحابی رضی اللہ عنہ کہتا ہے کہ جب ہتھکڑیاں ٹوٹ گیں۔ تو میں فوراً دروازے پر آیا، جس جیل خانے میں موجود تھا۔ میں اکیلا ہی اُس کمرے میں تھا، جب میں نے دروازے کو آہستہ سا دھکا لگایا تو دروازے کے تالے ہی ٹوٹ گئے۔ بھلا پہلے تو دھکے سے نہیں ٹوٹے تھے۔ آدمی کتنا دھکا لگا سکتا ہے پہلے اُس میں کنڈا لگا ہوتا ہے۔ پھر تالا لگا ہوتا ہے۔

صحابی رضی اللہ عنہ کہتا ہے کہ کنڈے بھی ٹوٹ گئے اور تالے بھی ٹوٹ گئے۔ میں نے سمجھا یہ

میرا کمال نہیں ہے، یہ ذکر کا کمال ہے، جو اللہ نے سوہنے نبی ﷺ کو ذکر بتایا تھا تو وہ مجھے نبی ﷺ نے بتا دیا تھا۔ یہ ذکر میں نے پڑھا اس ذکر کی برکت کی وجہ سے آج سب مسائل حل ہوتے گئے۔ کہتا ہے کہ صبح صبح کا وقت ہے، ابھی تک سب کافر سوئے ہوئے تھے، جیلوں کے آدمی بھی سوئے ہوئے ہیں، میں جب باہر نکلا تو ایک اونٹنی باہر بیٹھی ہے۔ اُس اونٹنی کو مہاریں پہنائی گئی ہیں۔ تیار شدہ اُونٹنی ہے، بیٹھی ہوئی تھی۔ مجھے یقین ہوگیا کہ یہ اللہ کی غیبی مدد ہے، جو میں نے ذکر پڑھا ہے۔ اُس کی برکت ہے، میں اُونٹنی پر بیٹھا اور خیر و عافیت سے اپنے گھر آ گیا۔ سبحان اللہ۔

﴿فَاذْكُرُونِيٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْن﴾ (البقرہ:152)

﴿ سُبحان اللّٰه فَاذْكُرُونِيٓ اَذْكُرْكُمْ وَشْكُرُوْلِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنَ ﴾

اے لوگو! اللہ فرماتے ہیں کہ تم مجھے یاد کرو تو میں تمہیں یاد کروں گا، اُس بندے نے اللہ کو جیل میں یاد کیا، تو اللہ نے عرش بریں سے مدد نازل کردی۔ خود بخود جیل کی ہتھکڑیاں ٹوٹ گئیں۔ وہ دروازے ٹوٹ گئے، وہ تالے ٹوٹ گئے، مہاروں والی اُونٹنیاں آ گئیں۔ سوار ہوکر اپنے گھر چلا گیا، رہائیاں مل گئیں۔

کوئی ذکر کرے تو سہی کوئی اللہ کو یاد کرے تو سہی۔ اے بھائیو یہ وظیفہ پڑھو گے۔ جب صحابی رضی اللہ عنہ گھر پہنچتا ہے کہتا ہے پھر اللہ کی مدد کس طرح ہوئی۔ میری پریشانی سے رو رو کر میری ماں جو نابینا ہوگئی تھی جب میں گھر آیا اُس کو اتنی خوشی ہوئی کہ میری ماں کی آنکھیں بھی دوبارہ آ گئیں۔ میرے بھائیو یہ ذکر کی برکت ہے۔ وہ جیل میں سے بھی رہا ہوگیا، اُس کی ماں کی بینائی بھی دوبارہ آ گئی۔ اللہ اُس وقت برکتیں کرتا ہے، جب کوئی اللہ کو یاد کرتا ہے، اللہ کو جیلوں میں یاد کرو، اللہ کو زمین پر یاد کرو، اللہ کو فضاؤں میں یاد کرو، اللہ کو راتوں کو یاد کرو، اللہ کو دن کو یاد کرو، تو ان شاء اللہ، اللہ مدد کرتا ہے۔

مجھے ایک مجاہد کا واقعہ یاد آیا، میرے ساتھ حفاظت کے طور پر ایک مجاہد بھائی تھا۔ وہ پورا رمضان میرے ساتھ چلا، وہ میرا باڈی گارڈ تھا، اُس کو شہادت نہ ملی۔ وہ رمضان کو تہجد پڑھتا

اور روتا رہتا تھا کہ مجھے شہادت کیوں نہیں ہوئی۔ ہائے لشکر طیبہ کے نوجوانوں کے جذبات دیکھو کیسے ہیں، بدقسمتی ہماری حکومت کی ہے کہ آج ان نوجوانوں پر جن کے جذبات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ملتے ہیں۔ یہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی سیرت پر عمل کرنے والے نوجوان آج اُن کے جذبات کو زبردستی مٹایا جا رہا ہے۔ یہاں سے پتہ یہ چلا کہ پاکستان خطرے میں ہے۔

اے میرے بھائیو! جو ان لوگوں کو پریشان کرے گا تو رب اُس کو کبھی پریشانیوں سے نہیں بچائے گا، وہ خود پریشان ہو جائے گا، ملک پریشان ہو جائے گا، ساری دنیا پریشان ہو جائے گی۔ بحرحال میرے بھائیو جس کو اللہ ختم نہ کرنا چاہے، اُسے کوئی ختم نہیں کر سکتا ہے۔ بحرحال وہ نوجوان اتنے اچھے ذہن والا تھا۔ کہتا ہے کہ ہم لاچی ہو گئے۔ جب رات کو چل رہا تھا تو ایک ایسا علاقہ آیا، جو علاقہ کفر کا علاقہ تھا۔ وہ پہچانا کس طرح گیا ایک مین ہوتی ہے مین جو زمین میں بچھائی جاتی ہے اس کے اوپر وزن آئے۔ چاہے معمولی سا آئے تو جب وزن یا پاؤں اُٹھاؤ گے تو فوراً اُٹھ جائے گا۔ ایک بم ملتا ہے جو چھوٹا سا بم ہوتا ہے جس کو دستی بم کہا جاتا ہے اس میں سے پن نکال لی جائے تو جب اُس کو پھینکو گے تو تین سیکنڈ کے بعد چلے گا، جب ہم نے ٹریننگ کی تھی تو ہمارے امیروں نے ہمیں یہ بات بتائی کہ یہ چلانے کے بعد تم نے زمین پر لیٹ جانا ہے ہم زمین پر لیٹ گئے پھر جب اُٹھے تو ہم نے پوچھا کہ یہ لیٹنے کا مطلب کیا ہے وہ کہنے لگے کہ اگر تم نہ لیٹتے تو یہ زمین سے تین فٹ اونچا ہو کر حملہ کرتا ہے اور تین سیکنڈ کے بعد بم کی آواز تھی۔ اور جو مین ہے اس کے تین سیکنڈ بھی نہیں ہوتے ہیں یہ فوراً پھٹ جاتی ہے۔ مین پر پاؤں آیا وہ بھائی کہتا ہے کہ میں پانچ قدم کا فاصلہ طے کر چکا تھا بعد میں ہمیں پتہ چلا لیکن وہ پھٹی نہیں تھی۔ کہتا ہے کہ یہ کیا مسئلہ ہے۔ سنو میرے بھائیو کوئی اللہ کو یاد کرے چاہے کافروں کا علاقہ ہو، چاہے رات کا وقت ہو، چاہے پہاڑی علاقہ ہو، چاہے کشمیری محاذ ہو، چاہے کوئی مین ہو، جو اللہ کو یاد کرے گا۔ تو اللہ اس کی حفاظتیں کرے گا۔ وہ کیا کرتا ہے وہ ساتھی کہتا ہے کہ جب ہم لاچ ہوتے آئے تو یہ ہم دعا پڑھتے آئے:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِی الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ فِیْ دِيْنِیْ

وَدُنْیَایَ وَاَهْلِی وَمَالِیْ۔ اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِیْ وَاٰمِنْ رَوْعَاتِیْ اَللّٰهُمَّ احْفَظْنِیْ مِنْ بَیْنِ یَدَیَّ وَمِنْ خَلْفِیْ وَعَنْ یَمِیْنِیْ وَعَنْ شِمَالِیْ وَمِنْ فَوْقِیْ وَاَعُوْذُ بِعَظْمَتِكَ اَنْ اُغْتَالَ مِنْ تَحتی ﴾

سنو ذرا اس کا ترجمہ کیا ہے۔

''اللہ میں تم سے مدد یں چاہتا ہوں، اللہ میری دنیا بھی اعلیٰ بنا اور اللہ میرا دین بھی اعلیٰ بنا، اللہ میری اولاد کا بھلا کردو، اللہ میری بیوی کی حفاظتیں کرو، اللہ میرے اہل وعیال کی مدد کردے، اللہ میں تیرے دین کے لیے نکلا ہوں، اللہ تم میری حفاظتیں کردو، اللہ اس طرف سے بھی حفاظت کرو، اللہ اُس طرف سے بھی حفاظت کرو، اللہ پیچھے سے بھی حفاظت کرو، اللہ آگے سے بھی حفاظت کرو، اللہ اُوپر سے بھی حفاظت کرو، اللہ نیچے سے بھی حفاظت کرو۔''

کیونکہ نیچے مینیں ہوا کرتی ہیں کہتا ہے میں نے اس حدیث پر عمل کیا تو مجھے اللہ پاک نے پانچ مینوں سے محفوظ کیا، تو میں نے اُن مینوں کو زمین سے نکالا اور اپنے گھر لے گیا۔ اے میرے بھائیو! جو اللہ کو یاد کرے، اللہ بھی اُس کو یاد کرتا ہے، سبحان اللہ۔ یہ حدیثیں پڑھا کرو میری تقریر سے شاید تم اُکتا جاؤ، میں تو یہی باتیں کرتا ہوں کہ اے مولویو ایسی باتیں بتاؤ جس کا عوام کو فائدہ ہو جائے، لڑانا نہیں ہے، آپس میں بہت لڑتے ہیں۔ اب لڑنے کا وقت نہیں ہے اب تو بھائیوں کو بتانے کا وقت ہے، موت اور زندگی کا پتہ نہیں ہے۔ اس موضوع پر عمل کر لینا ان شاء اللہ تم کامیاب ہو جاؤ گے۔

ایک نبی کا تعارف کرواؤں۔ آؤ ذرا تمہیں مزید موضوع کی سمجھ آئے۔ ایک اللہ کا نبی ہے وہ طریقہ حقیقت میں یہ تھا کہ اللہ نے بتا دیا کہ اے یونس علیہ السلام اپنی قوم کو یہ بات سنا دو کہ فلاں دن تم پر عذاب الٰہی آ جانا ہے اور اس قوم کو اللہ تباہ کرے گا کیونکہ جو قوم نبی کا کہنا نہ مانے اُن پر عذاب آ جاتے ہیں اور تم بھی فکر کرو ہم لوگ بھی نبی کا کہنا نہیں مان رہے ہیں۔ ذرا اپنی شکلوں کے اندر اپنے لباس کے اندر اور اپنے گھر بار کے اندر غور کرو۔ کیا ہمارے لباس

اسلامی ہیں، کیا ہماری شکل محمدی ہے یہ ذہن میں رکھنا۔ بہر حال اس قوم کو اللہ نے نبی کے ذریعے یہ بات سنائی۔ اور جناب یونس علیہ السلام نے کہا کہ میں نے تم کو سمجھایا اور تم نہیں سمجھے ہو۔ اب اللہ کے عذاب کا انتظار کرو، وہ عنقریب آنے والا ہے، اور خود اللہ کی اجازت کے بغیر وہاں سے چلے گئے جب یونس علیہ السلام چلے گئے۔ قرآن نے سارا واقعہ نقل کیا ہے۔ یونس علیہ السلام جب چلے گئے وہاں ایک دریا تھا، دریا پر یونس علیہ السلام نے ایک کشتی دیکھی، کشتی بھری ہوئی تھی، جب جناب یونس علیہ السلام بیٹھ گئے تو کشتی چلنے لگ پڑی۔ جب کشتی درمیان میں پہنچی تو عذاب میں پھنس گئی۔ پانی کی لہروں میں پھنس گئی۔ کشتی والا کہنے لگا کہ ایک آدمی قربانی دے یعنی ایک آدمی دریا میں چھلانگ لگا دے۔

کیونکہ کشتی پر وزن بہت زیادہ ہے اگر ایک آدمی چھلانگ نہیں لگائے گا تو سب کشتی والے جان ہلاک کر بیٹھیں گے۔ کوئی آدمی ایک قربانی دے دو۔ مگر کون موت کے منہ میں چھلانگ لگاتا، اگر کشتی میں بیٹھتا ہے تو پھر بھی موت ہے، اگر چھلانگ لگاتا ہے تو آگے سمندر ہے، آگے پانی ہے۔ اب موت کے منہ میں کون جائے، کوئی بھی قربانی دینے کے لیے تیار نہ ہوا۔ پھر انہوں نے قرعہ اندازی کی اس لیے قرعہ اندازی کی گئی تھی کیونکہ کسی نے بھی چھلانگ لگانے کا دعویٰ نہ کیا تھا۔ وہ کہنے لگے کہ قرعہ اندازی کی جائے، جب قرعہ اندازی کی تو ساری کشتی میں سے اعلیٰ ترین انسان کیونکہ نبی شکل میں بھی اعلیٰ ہوتا ہے، نبی تقویٰ میں بھی اعلیٰ ہوتا ہے، نیک آدمی کو دیکھ کر بندہ پہچان جاتا ہے کہ یہ نیک آدمی ہے۔ اب نیک آدمی بہت بڑا ہے، نبی سے بڑھ کر نیک کون ہے۔ جب قرعہ نکلا وہ کہنے لگے کہ یہ آدمی ایسا نہیں ہوسکتا ہے۔ یہ قرعہ تو اس آدمی کے حق میں نکلے جو کہ اپنے آقا سے ناراض ہو کر آیا ہو۔ اجازت کے بغیر آیا ہو، اور یہ آدمی اس طرح کا لگتا ہی نہیں ہے۔

اب یونس علیہ السلام سمجھ گئے کہ بات تو اسی طرح ہی ہوئی ہے کہ میں اپنے رب سے پوچھے بغیر ہی آیا ہوں، ہوا کیا۔ بہر حال یونس علیہ السلام کے نام پر تین مرتبہ قرعہ نکلا نبی ہے، تین قرعوں کے بعد پھر بھی وہ کہنے لگے کہ چھلانگ نہ لگاؤ۔ کیونکہ ہمارا دل نہیں کرتا کہ تم چھلانگ لگاؤ،

آپ تو بڑے اچھے آدمی لگتے ہو، ہم نے آپ کو دریا میں پھینکنا نہیں ہے۔ ہم میں سے کوئی چھلانگ لگا جائے گا۔ کہنے لگے کہ سمجھ تو مجھے بھی آ گئی کہ جو میں اللہ سے پوچھے نہیں آیا ہوں، مجرم میں ہوں، کوئی بات نہیں مجھے شہادت آ جائے۔ مجھے موت آ جائے، باقی کشتی تو بچ جائے گی۔ کیونکہ نبی خیر خواہ ہوتا ہے۔ کئی لوگ آج کہتے ہیں کہ فلاں ولی صاحب نے ایک گھونٹ دودھ سے ساری کشتی ڈبو دی ہے۔

اے میرے بھائیو! ناراض نہ ہونا، ولی کسی کو ڈوبتا نہیں ہے۔ اے میرے بھائیو ہر ولی خیر خواہ ہوتا ہے۔ نبی بھی خیر خواہ ہوتا ہے، نبی خود تو چھلانگیں لگا جاتا ہے مگر ساری کشتی کو نہیں ڈوبنے دیتا ہے۔ یہ بات غلط ہے۔ یہ ولی کی شان میں بات نہیں ہے یہ تو مولویوں کے چکر اور بہانے ہیں۔ کوئی بھی ولی گھونٹ دودھ سے کشتی نہیں ڈوبتا ہے کہ ایک نے گھونٹ نہ دیا تو ساری کشتی ڈبو دی۔ بارہ سال سویا رہا اور پھر اُٹھ کر آ گیا، یہ سب غلط باتیں ہیں، ولی کشتیاں ڈبونے نہیں آئے بلکہ ولی تو اللہ سے دعائیں کر کے کشتی پار لگاتے ہیں۔ نبی بھی خیر خواہ ہوتا ہے اور ولی بھی خیر خواہ ہوتا ہے۔ ولی کشتیاں ڈبوتے نہیں ہیں، خود ولی تکلیفیں اُٹھا لیتا ہے۔ مگر کسی کو تکلیف میں مبتلا نہیں کرتا ہے، یہ ولی کی شان ہے۔

ذرا غور سے سنو! ہمارا تو یہ عقیدہ نہیں ہے کہ ولی نے کشتی ڈبو دی ہو، یہ کیا کہ ایک نے دودھ نہ دیا اور ولی نے ساری کشتی ڈبو دی۔ یہ تو زیادتی ہے، زیادتی تو اللہ کو برداشت نہیں ہے۔ نہ نبی ڈبوتا ہے اور نہ ولی ڈبوتا ہے، یونس علیہ السلام خود تو چھلانگ لگا گئے جب چھلانگ لگا دی تو مچھلی نے آگے سے منہ میں ڈال لیا۔ یہ قرآن کہتا ہے:

﴿وَاِنَّ یُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ﴾ (الصافات:139)

ہمارا یونس علیہ السلام بھی رسولوں میں سے ایک رسول ہے۔ آگے فرمایا:

﴿اِذْ اَبَقَ اِلَى الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ﴾ (الصافات:140)

بھاگ کر آئے۔ بستی سے نکل کر آ گئے۔ اللہ سے پوچھے بغیر ہی آ گئے جب آئے تو آگے سے کشتی تیار ہے اور سوار ہو گئے۔

﴿اِذْ اَبَقَ اِلَى الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِo فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِيْنَo﴾

(الصافات:140تا141)

جب قرعہ اندازی ہوئی تو قرعہ یونس علیہ السلام کے نام پر نکل آیا۔ اے میرے بھائیو جب انہوں نے چھلانگ لگائی ﴿فَالْتَقَمَهُ الْحُوتُ وَهُوَ مُلِيمٌ﴾ (الصافات:142) اور مچھلی نے اپنے پیٹ میں یونس علیہ السلام کو محفوظ کرلیا۔ اللہ نے ٹیلی فون بجایا۔ فرمایا! اے مچھلی تمہارا کام بندوں کو کھا جانا ہے، مگر تم نے کھانا نہیں ہے، مچھلی اللہ کا کہنا مان رہی ہے، مچھلی نے کھایا نہیں ہے۔ اے میرے بھائیو! جب پیٹ میں چلے گئے۔ اب کیا ہوا:

﴿فَلَوْلَا اَنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَo لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهِ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَo﴾ (الصافات:143تا144)

اللہ کا قرآن کہتا ہے: میرے نبی مچھلی کے پیٹ کے اندر کتنے اندھیروں میں ادھر سے پانی کا اندھیرا ہے، اُدھر سے راتوں کا اندھیرا ہے، اُدھر سے مچھلی کے پیٹ کا اندھیرا ہے، اُس دور میں اُنہوں نے کیا کہا:

﴿فَنَادٰى فِى الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ﴾ (الانبیاء:87)

کتاب یونس علیہ السلام نے اللہ کو یاد کیا، مچھلی کے پیٹ میں یاد کیا۔ اللہ فرماتے ہیں اگر میرا بندہ مچھلی کے پیٹ میں مجھے یاد نہ کرتا ﴿لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهِ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ﴾ (الصافات: 144) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں پھر میں اپنے یونس علیہ السلام کو قیامت والے دن لوگ قبروں سے اُٹھتے لیکن یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں سے نکلتے۔ میں قیامت تک ان کو مچھلی کے پیٹ میں رکھتا۔ یہ چالیس دن کے بعد یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں سے نکلے۔ اس لیے کہ انہوں نے مچھلی کے پیٹ میں میرا ذکر کیا تھا تو میں نے ان کو یاد کیا اور وہ محفوظ ہوگئے۔ پھر کیا ہوا: ﴿فَنَبَذْنٰهُ بِالْعَرَاءِ وَهُوَ سَقِيْمٌ﴾ (الصافات: 145) جب باہر آئے تو بیمار ہوگئے، کپڑے سب خراب ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ نے پھر یونس علیہ السلام کے لیے انتظامات کیے

﴿وَاَنْۢبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِّنْ يَّقْطِيْنٍ﴾ (الصافات:146) اللہ نے پھر کدو کی بیل اُگائی وہ بہت بڑی بیل ہوتی ہے۔ اللہ نے اُس کا سایہ کیا، پھر اس کدو کی بیل کی وجہ سے اللہ نے جناب یونس علیہ السلام کو چند دنوں میں بالکل ٹھیک کر دیا۔

جب یونس علیہ السلام ٹھیک ہوگئے اب اپنی قوم کے پاس نہیں جاتے ہیں کیونکہ میں نے اپنی قوم سے کہا تھا کہ تم پر عذاب آئے گا۔ لیکن عذاب تو آیا نہیں ہے کیونکہ وہ تو ساری قوم اللہ تعالیٰ سے ڈر گئی تھی۔ میرے بھائیو! جب اللہ سے آدمی ڈر جاتا ہے، اللہ پھر معاف کر دیتا ہے۔ اُس قوم نے بھی اللہ کو یاد کیا۔ اللہ کا ذکر اُس قوم نے بھی کیا۔ جب انہوں نے اللہ کو یاد کیا۔ تو اللہ کا ذکر کرنے کے بعد قوم کہنے لگی۔ اے اللہ ہمارے بچے بھی میدان میں آ گئے، ہم بھی میدان میں آ گئے۔ اللہ ہم تم سے معافیاں مانگتے ہیں۔ اللہ ہم تمہیں یاد کر رہے ہیں۔ اللہ تم ہماری حفاظتیں کرو۔ اُس قوم پر اللہ کی یاد کی وجہ سے اللہ کے ذکر کی وجہ سے عذاب ہی نہ آیا۔ اِدھر یونس علیہ السلام بھی اللہ کے ذکر کی وجہ سے مچھلی کے پیٹ میں سے بچ گئے۔ یہ اللہ کا ذکر کرنے کے بعد نتیجے نکلتے ہیں۔

بحرحال پھر یونس علیہ السلام کو پتہ چل گیا۔ اللہ نے پھر یونس علیہ السلام سے کہا کہ قوم بھی حق پر آ گئی ہے۔ اب آپ بھی ذرا قوم میں چلے جائیں پھر کیا ہوا:

﴿وَاَرْسَلْنٰهُ اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ يَزِيْدُوْنَ ۝ فَاٰمَنُوْا فَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ۝﴾ (الصافات: 147 تا 148)

جناب یونس علیہ السلام کے ساتھ پہلے ایک بھی آدمی نہیں تھا لیکن جب یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ سے نکل کر واپس آئے تو ایک لاکھ پچیس ہزار آدمی مسلمان ہو گئے۔

اللہ پاک ہمیں بھی اپنا ذکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ



مقام رسول ﷺ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o

﴿وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا o﴾ (السباء :28)

اللہ پاک کا بہت بڑا احسان ہے کہ جس رب نے ہم سب کو مسلمان بنایا، اور مسلمان بھی اُمت محمدیہ میں سے پیدا کیا، کیا مقام اُس نبی محمد ﷺ کا ہے۔ سب انبیاء ایک طرف ہوں سب صحابہ رضی اللہ عنہم ایک طرف ہوں، ساری کائنات ایک طرف ہو، چودہ طبق ایک طرف ہوں اور میرا سوہنا محمد ﷺ ایک طرف ہو تو ان سب سے اعلیٰ ہے۔ گزشتہ جمعہ میں مقام رسول ﷺ پر بات چلی تھی۔ یہ ہم خود ہی موضوع بنا کر ختم کر دیتے ہیں۔ ورنہ آپ ﷺ کی شان تو اتنی زیادہ ہے کہ نبی ﷺ کی سیرت کا کوئی پہلو بیان کیا جائے تو قیامت آ سکتی ہے۔ ساری دنیا کے علماء اکٹھے ہو جائیں۔ ساری دنیا کے عالم اہلحدیث، دیوبندی اور بریلوی سب اکٹھے ہو کر نبی ﷺ کی شان بیان کرنا شروع کر دیں تو قیامت آ سکتی ہے۔ لیکن محمد ﷺ کی شان مکمل نہیں ہو سکتی ہے۔ بس پھر کوئی اور موضوع چلانا ہوتا ہے۔ اگر ایک موضوع پر چلتے جائیں تو یہ زندگی ہی ختم ہو جائے۔ گزشتہ جمعہ میں مقام رسول ﷺ پر بات چلی تھی۔ یعنی تم کو یہ بتایا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کی شان اور مقام یہ ہے کہ اگر آپ ﷺ کی زبان کا ذکر کرتے ہیں تو قرآن تعارف کرواتا ہے۔ یعنی نبی ﷺ کی زبان کا ذکر قرآن کرتا ہے۔ اگر آپ ﷺ کے دل کا ذکر کریں تو قرآن تعارف کرواتا ہے۔ پھر بھی قرآن سامنے آتا ہے اگر آپ ﷺ کی آنکھوں کا ذکر کریں تو قرآن پھر سامنے اا تا ہے۔ اگر آپ ﷺ کے مقام کا تذکرہ کریں تو قرآن پھر سامنے آتا ہے۔ اگر سیرت رسول ﷺ بیان کریں تو قرآن پھر

سامنے آتا ہے اگر آپ ﷺ کا سونا اور جاگنا بیان کریں تو قرآن پھر سامنے آتا ہے۔ اگر آپ ﷺ کا چلنا اور کھانا پینا بیان کریں تو قرآن پھر سامنے آتا ہے۔ یعنی جو آپ ﷺ کی صفتیں عادتیں اگر وہ بھی بیان کریں تو پھر بھی قرآن سامنے آتا ہے۔ اگر آپ ﷺ کے کسی اعضاء کا ذکر کریں تو پھر بھی قرآن سامنے آتا ہے۔ یعنی اس طرح سمجھو کہ چلتا پھرتا قرآن مکہ مدینہ کی گلیوں میں لوگوں نے محمد ﷺ کو دیکھا ہے کیوں جی اس سے بڑا بھی کوئی مقام ہے۔

چلتا پھرتا قرآن مکہ مدینہ کی گلیوں میں وہ نبی مکرم ﷺ کی ذات ہے اور کاغذوں اور جلدوں میں بند قرآن دیکھنا ہے تو میرے سامنے ہے لوگ کہتے ہیں کہ یار اہلحدیث وہاں سے آیات پڑھتے ہیں جہاں گستاخی رسول ہوتی ہے۔ یعنی اس طرح کی آیات پڑھتے ہیں جس میں نبی ﷺ کی گستاخی ہوتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ آج کے علماء کے نزدیک کچھ ایسی آیات قرآن میں جمع ہوچکی ہیں کہ جن کے بارہ میں یہ بات ہے کہ اگر وہ پڑھی جائیں تو نبی ﷺ کی گستاخی ہوتی ہے۔ حالانکہ سفید جھوٹ ہے حقیقت میں وجہ یہ ہے اُس مولوی کا اُس مذہب کا یہ عقیدہ ہے، عقیدہ اپنے طور پر بنایا گیا ہے، اپنے خیال کے مطابق بنایا گیا ہے، اپنے مذہب کے مطابق بنایا گیا، اپنے امام کے مطابق بنایا گیا ہے، اپنے بزرگ کے مطابق بنایا گیا ہے، اپنی عقل کے مطابق بنایا گیا ہے، اور پھر جب قرآن پڑھتے ہیں تو اس بناوٹی عقیدے کے خلاف بات ہوتی ہے اور لوگوں کو یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ اہلحدیث وہاں سے قرآن پڑھتے ہیں جہاں سے نبی ﷺ کی گستاخی ہوتی ہے۔ اِنَّا لِلّٰه وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ

جاؤ میرے بھائیو! ہمارا اعلان ہے، ہمارا یہ عقیدہ ہے، ہماری یہ دعوت ہے، ہمارا یہ موقف ہے، اہلحدیث کا موقف یہ ہے، اہلحدیث کا ذہن یہ ہے، اہلحدیث کا عقیدہ یہ ہے کہ جو قرآن کی آیت نبی ﷺ کی گستاخی کرے اللہ کی قسم ہے ہم اُس قرآن کو قرآن ہی تصور نہیں کرتے ہیں۔ وہ قرآن قرآن ہی نہیں ہے۔ ہائے میرے بھائیو ہو قرآن اور نبی ﷺ کی گستاخی کرے ایسا ممکن ہی نہیں ہے اِنَّا لِلّٰه وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ ان علماء کی زبانوں کو لگام ڈالنے والا کوئی نہیں ہے۔ جس طرح چاہے کوئی مرضی کرلے کہ بس اہلحدیث کے خلاف کوئی

بات ہونی چاہیے یہ نہیں دیکھنا کہ اُس میں چاہے نبی ﷺ کی گستاخی ہو جائے یا قرآن کی گستاخی ہو جائے جو آدمی یہ بات کہتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن محمد ﷺ کی گستاخی کرنے آیا ہے۔ اِنَّا لِلّٰه وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ قرآن تو نبی ﷺ کی شان میں اُترا ہے، قرآن تو نبی ﷺ کا مقام بیان کرتا ہے، قرآن تو نبی ﷺ کی عظمت بیان کرتا ہے، جو بات قرآن میں آگئی وہ ماننا پڑے گی، وہ گستاخی نہیں ہے، اگر قرآن میں بات نہ ہو، اور ہم دوسری بات کریں تو وہ گستاخی مانی جاسکتی ہے۔ اگر قرآن بات بیان کرے پھر اُس کے بعد کوئی کہے کہ یار اہلحدیث وہاں سے آیات پڑھتے ہیں جہاں گستاخی ہوتی ہے نہیں نہیں۔

میرے بھائیو! اپنے عقیدے کی اصلاح کرو، یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔ ماں جی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک صحابی آیا وہ آکر فرمانے لگا اے امی جان بھلا یہ بتائیں کہ نبی ﷺ کا اخلاق شان اور عظمت کیا ہے۔ پتہ ہے کہ وہ کیا فرمانے لگیں کہنے لگیں ﴿اَوَ لَسْتَ تَقْرَءُ الْقُرْاٰنَ﴾ یہ تمہاری اور میری امی جان کہہ رہی ہیں آج کے کسی مولوی کی بات نہیں سنا رہا ہوں میں تو نبی محمد ﷺ کی بیوی سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بات بیان کر رہا ہوں۔ جب صحابی رضی اللہ عنہ آکر سوال کرتا ہے۔ کہتا ہے کہ ہمیں یہ بتائیں کہ نبی ﷺ کا اخلاق کیسا تھا، نبی ﷺ کی سیرت اور صورت کے بارے میں کیا خیال ہے۔ آپ کہنے لگیں ﴿اَوَ لَسْتَ تَقْرَءُ الْقُرْاٰنَ﴾ فرمایا! تم نے قرآن کو نہیں پڑھا ہے تم قرآن پڑھتے چلے جاؤ، قرآن کے تیس پارے بنتے ہیں۔ پانچ سو چون رکوع کل قرآن کے بنتے ہیں۔

میرے بھائیو! ایک سو چودہ سورتیں قرآن کی بنتی ہیں اسی طرح میرے بھائیو اٹھائیس سورتیں مدنی قرآن کی بنتی ہیں یہ سب کا سب قرآن تین لاکھ چوالیس ہزار پانچ سو اٹھانوے کل حرف قرآن کے بنتے ہیں۔ سنو ہمارا عقیدہ کیا ہے ہم نبی ﷺ کے بارے میں کیا ذہن رکھتے ہیں تین لاکھ چوالیس ہزار پانچ سو اٹھانوے کل حروف قرآن کے ہیں۔ ایک حرف بھی ایسا نہیں آتا کہ جو قرآن میں محمد ﷺ کی گستاخی کرے۔ ایک زبر زیر نہیں آتی ہے جو کہ نبی ﷺ کی گستاخی کرے۔ ایک آیت نہیں آتی ہے جو کہ نبی ﷺ کی گستاخی کرے۔ کوئی

پارہ نہیں آتا ہے کہ جس میں نبی ﷺ کی گستاخی ہو۔ اللہ کی قسم ہے پتہ نہیں کون سا قرآن ہے یہ ہو نہیں سکتا کہ ہو بھی قرآن بھی ہو اور نبی ﷺ کی گستاخی کرے۔

میرے بھائیو! امی جی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات کہہ کر ہمارے سارے اختلافات ختم کر دیئے ہیں کہ نبی ﷺ پر سارے کا سارا قرآن آپ ﷺ کی شان اور اخلاق پر نازل ہوا ہے۔ پھر ہم قرآن پڑھیں جو بھی بات بیان کرتا ہوں قرآن میں سے کرتا ہوں۔ اگر نبی ﷺ کے دل پر بیان کرتا ہوں۔ تو قرآن پھر سامنے آتا ہے نبی ﷺ کے دل کا ذکر قرآن میں ہے کئی مقامات پر ہے۔ مگر ایک ایک مقام سناتا جاتا ہوں تاکہ شارٹ کٹ لمبا چوڑا فاصلہ ہے۔ تاکہ ہم جلدی طے کرلیں۔ میرے بھائیو جو بات بیان کروں گا ان شاء اللہ ساتھ قرآن پڑھوں گا۔

میرے بھائیو! یہی تو نبی ﷺ کی شان اور مقام ہے باقی موسیٰ علیہ السلام کی بات کرلو۔ ہر بات ان کی قرآن میں نہیں ہے جناب ابراہیم علیہ السلام کی بات کریں۔ تو ان کی بھی ہر بات قرآن میں نہیں ہے۔ جناب یعقوب علیہ السلام کی بات کریں تو ہر بات قرآن میں ان کی نہیں ہے۔ جتنے بھی انبیاء آئے ہیں ان کا اپنا اپنا مقام اور شان ہے مگر جب محمد ﷺ کا نمبر آیا۔ تو سب انبیاء علیہم السلام کی اپنی اپنی شان ہے۔ مگر سیرت میں بھی میرے نبی ﷺ اعلیٰ ہیں، صورت میں بھی میرے نبی ﷺ اعلیٰ ہیں، مقام میں بھی میرے نبی ﷺ اعلیٰ ہیں، عظمت میں بھی میرے نبی اعلیٰ ہیں، چال ڈھال میں بھی میرے نبی ﷺ اعلیٰ ہیں، اخلاق میں بھی میرے نبی ﷺ اعلیٰ ہیں، جنگی زندگی میں بھی میرے نبی ﷺ اعلیٰ ہیں۔

میرے بھائیو! سخاوت میں بھی میرے نبی ﷺ اعلیٰ ہیں، حوصلے میں بھی میرے نبی ﷺ اعلیٰ ہیں۔ میرے نبی ﷺ کا سونا بھی اعلیٰ ہے، میرے نبی ﷺ کا قیام بھی اعلیٰ ہے، رکوع بھی اعلیٰ ہے، تشہد بھی اعلیٰ ہے، شجاعت بھی اعلیٰ ہے، عدالت بھی اعلیٰ ہے، کون سی کون سی خوبیاں میں بتاؤں۔ میرے نبی ﷺ سر سے لے کر پاؤں کی انگلی تک اعلیٰ ہی نظر آتے ہیں، کیوں جی سن رہے ہو۔ یہ نبی ﷺ کی شان ہے۔ ایک مرتبہ اس طرح ہوا اللہ کے

نبی ﷺ اپنے گھر سے نکل کر دور کہیں علاقے میں سو گئے اللہ نے کہا کہ آج آپ ﷺ نے اپنے گھر نہیں سونا ہے، فلاں علاقہ میں سو جاؤ، باریک سی چادر لے کر نبی پاک ﷺ لیٹ گئے۔

دو آ گئے کون فرشتے آ گئے، کہنے لگے ﴿اَھُوَ ھُوَ﴾ یہ وہی ذات ہے جس کے پاس ہم کو رب نے بھیجا ہے۔ پھر انہوں نے پتہ ہے کہ کیا کیا۔ سنو مقام محمد ﷺ اور اُن کی زبان سے سنو جن کو اہلحدیث کہا جاتا ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ گستاخ رسول ﷺ ہیں۔ چلو ہم کسی کو برا بھلا نہیں کہتے ہیں۔ ہم پر تو جو حملہ ہوا ہے ہم تو اُس کا دفاع کرنا چاہتے ہیں۔ قوم عقل مند بیٹھی ہو تو اُسے اشارے کافی ہوتے ہیں۔ اگر پاگل بندے بیٹھے ہوں تو پھر جو مرضی کیے جاؤ۔ وہ پکے ہی رہتے ہیں۔ فرشتوں نے آ کر نبی ﷺ کے قریب ایک ترازو گاڑھا، نبی ﷺ کو ایک پلڑے میں بٹھایا۔ دوسرے پلڑے میں انہوں نے ایک آدمی بٹھایا۔ جب نبی ﷺ دوسرے پلڑے میں بیٹھ گئے۔ ترازو اُٹھایا گیا، تو میرے اور تیرے نبی ﷺ کا پلڑا بھاری نکلا۔ اُنہوں نے دوسرے پلڑے میں پانچ آدمی بٹھا دیئے پھر ترازو اُٹھایا تو میرے نبی ﷺ کا پلڑا پھر بھی بھاری نکلا۔ انہوں نے پھر نبی ﷺ کے مقابلے میں سو آدمی بٹھایا۔

غور کرتے جاؤ، سو آدمی بٹھا دیا پھر جب ترازو اُٹھایا تو پھر بھی میرے نبی ﷺ کا پلڑا بھاری نکلا۔ پھر انہوں نے دوسرے پلڑے میں پانچ سو آدمی بٹھایا۔ پھر ترازو اُٹھایا تو پلڑا پھر بھی سوہنے نبی ﷺ کا بھاری نکلا۔ پھر انہوں نے نبی ﷺ کے مقابلے میں ہزار آدمی بٹھایا۔ پھر جب ترازو اُٹھایا تو پلڑا پھر بھی نبی ﷺ کا بھاری نکلا۔ یہ میرے اور تمہارے نبی ﷺ کا مقام ہے۔ اے میرے بھائیو پھر اُن فرشتوں نے دوسرے پلڑے میں پانچ ہزار آدمی بٹھایا۔ جب ترازو اُٹھایا تو پلڑا پھر بھی نبی ﷺ کا بھاری نکلا۔ پھر انہوں نے دس ہزار آدمی بٹھایا۔ جب ترازو اٹھایا تو پلڑا پھر بھی نبی ﷺ کا بھاری نکلا۔ اب دونوں فرشتے کہنے لگے ہم کونسے کام میں پڑ گئے ہیں یہ ذات تو اتنی اعلیٰ ہے یہ تو اتنی سچی اور اُونچی ذات ہے ایک طرف دس ہزار نہیں، دس لاکھ نہیں، دس کروڑ نہیں، دس ارب نہیں، ساری کی ساری امت بٹھا دی جائے۔ اور دوسرے پلڑے میں سوہنے نبی محمد ﷺ کو بٹھایا جائے۔ پھر جب ترازو اُٹھائیں

گے۔ تو پھر بھی سونے محمد ﷺ کا مقام اعلیٰ ہی ہوگا۔

اے میرے بھائیو! اب میرے اور تمہارے نزدیک ایک بات ذہن میں آئے گی۔ پتہ ہے کیا کہ اس کا مطلب ہے کہ نبی ﷺ وزن کے اعتبار سے موٹے اور طاقت والے ہوں گے۔ جب آدمی سنگل پسلی ہو۔ اُس کا وزن تو زیادہ نہیں ہوتا ہے، صحت مند ہو، تو پھر اُس کا وزن کیا جائے، تو اُس کا وزن بہت زیادہ ہوتا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ نبی ﷺ بہت موٹے ہوں گے۔ اگر میرے نبی ﷺ بہت زیادہ موٹے ہوں تو اللہ کی قسم یہ پھر بھی نبی ﷺ کا مقام نہیں ہے۔ کیونکہ زیادہ موٹا آدمی پیارا نہیں لگتا ہے۔ مگر میرے نبی ﷺ سے زیادہ خوب صورت کوئی دنیا پر آیا ہی نہیں ہے۔ اگر اتنا زیادہ میرے نبی ﷺ وزنی ہوں۔ تو پھر نبی ﷺ کو کوئی سواری اُٹھا نہ سکتی۔ اگر میرے نبی ﷺ اتنے زیادہ وزنی ہوتے۔ تو پھر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی کندھوں پر اٹھا نہ سکتے۔ اگر اتنے زیادہ میرے نبی ﷺ وزنی ہوتے۔ تو پھر کوئی سواری کوئی آدمی میرے نبی ﷺ کو اُٹھا نہ سکتے۔ حقیقت بات یہ ہے کہ نبی ﷺ کا وزن نہیں تولا گیا۔ نبی تو وزن کے اعتبار سے ہلکے پھلکے تھے۔ نبی ﷺ کا وزن اتنا زیادہ نہیں تھا نبی کا قد کاٹھ بڑا سوہنا تھا۔ درمیانے قد والے درمیانے وزن والے تھے۔

میرے بھائیو! بہت خوب صورت انداز میرے اللہ نے نبی ﷺ کو عطا فرمائے۔ مگر حقیقت میں وزن نہیں تولا گیا تھا۔ پتہ ہے تولا کیا تھا، تولا شان اور مقام ہے، ایک طرف ساری دنیا بٹھا دی جائے۔ ساری کائنات بٹھا دی جائے۔ سب بریلوی بٹھا دیئے جائیں۔ سب اہلحدیث بٹھا دیئے جائیں ساری دنیا بٹھا دی جائے۔ چودہ طبق رکھ دیئے جائیں تو جب شان کے لحاظ سے وزن کیا جائے گا۔ تو میرے محمد ﷺ کے مقام سے زیادہ کوئی نہیں ہے۔ شان کے لحاظ سے ساری کائنات سے اعلیٰ ہیں۔ مقام کے لحاظ سے ساری دنیا سے اعلیٰ ہیں۔

اے میرے بھائیو! مقام مصطفیٰ ﷺ ہے ایک مرتبہ ایک یہودی کہنے لگا۔ اے نبی جی ہم آپ کو مان تو لیتے مگر اس لیے نہیں مانتے ہیں کیونکہ ایک درمیان میں ایک رکاوٹ ہے۔ پوچھا وہ کیا ہے۔ نبی مکرم فرمانے لگے کہ وہ رکاوٹ کیا ہے وہ کہنے لگا کہ جو جبرائیل علیہ السلام آپ ﷺ پر

وحی لے کر آتا ہے۔ یہ جبرائیل علیہ السلام ہمارا دشمن ہے فرمایا کیوں کہنے لگا کہ اس لیے کہ ہمارے بزرگوں پر ہمارے نیک لوگوں پر یہ وحی لے کر آتا تھا۔ تو اُن کو عذاب سنائے جاتے تھے۔ یہودی کہتا ہے کہ یہ اُن کو دھمکیاں دیتا تھا۔ ہمارے انبیاء پر یہ عذاب کی وحی لے کر آتا تھا۔ اور وہ ہمارے بزرگوں کو سناتے تھے۔ اس لیے یہ ہمارے بڑوں کا دشمن ہے اور جو بڑوں کا دشمن ہوتا ہے۔ وہ چھوٹوں کا بھی دشمن ہوتا ہے۔ اگر یہ جبرائیل آپ ﷺ پر نہ آتا ہوتا۔ کوئی اور فرشتہ آتا تو پھر ہم آپ ﷺ کو مان لیتے۔ یا ڈریکٹ آپ ﷺ پر قرآن نازل ہوتا۔ جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے نازل نہ ہوتا۔ یہ وحی لے کر آتا ہے۔ ہم اس لیے آپ ﷺ کو مانتے نہیں ہیں۔ فوری طور پر قرآن نازل ہوا۔ اللہ پاک نے فرمایا:

﴿ قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَىٰ قَلْبِكَ ﴾ (البقرہ: 97)

یہاں دل کا ذکر آیا ہے۔ میں نبی ﷺ کے دل کا ذکر کرنے لگا ہوں۔ تو قرآن پھر سامنے آیا ہے۔ فرمایا:

﴿ عَلَىٰ قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللَّهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَبُشْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ مَن كَانَ عَدُوًّا لِّلَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَرُسُلِهِ وَجِبْرِيلَ وَمِيكَالَ فَإِنَّ اللَّهَ عَدُوٌّ لِّلْكَافِرِينَ ﴾ (البقرہ: 97 تا 98)

اے میرے بھائیو! جب اُس یہودی نے یہ باتیں کیں تو فوری طور پر قرآن نازل ہوا۔ اللہ کے نبی ﷺ کو رب سائیں فرمانے لگے۔ اے میرے سوہنے نبی جی ان میں اعلان کردو کہ جو جبرائیل علیہ السلام کو دشمن مانتا ہے۔ جبرائیل علیہ السلام تو اپنی مرضی نہیں کرتا ہے۔

﴿ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَىٰ قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللَّهِ ﴾ (البقرہ: 97)

جبرائیل علیہ السلام تو اتنا زبردست ہے کہ ہمارا حکم مانتا ہے، ہم جس طرح حکم کرتے ہیں، وہ فوری طور پر نازل کردیتا ہے، اللہ کا قرآن آپ ﷺ کے دل پر نازل کرتا ہے۔ اور اپنی بات نہیں کرتا اپنے حکم پر نہیں آتا ہے بِإِذْنِ اللَّهِ ہمارے حکم سے آتا ہے فرمایا مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ۔ ان یہودیوں کو تو جبرائیل علیہ السلام سے پیار کرنا چاہیے۔ ان یہودیوں کو تو اس جبرائیل علیہ السلام

سے محبت کرنی چاہیے۔ جبرائیل علیہ السلام زیادتیاں تو نہیں کرتا ہے۔ وہ تو قرآن اُتارتا ہے اور قرآن کیا ہے یہ پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی کتاب ہے۔ تورات کی تصدیق کرتی ہے انجیل کی تصدیق کرتی ہے، زبور کی تصدیق کرتی ہے، تصدیق کس طرح کرتی ہے کہ تورات اور انجیل میں بھی محمد ﷺ کا مقام لکھا ہے۔ تورات میں بھی نبی ﷺ کی شان ہے، انجیل میں بھی نبی ﷺ کی شان ہے۔ اے میرے بھائیو! قرآن میں بھی نبی ﷺ کی شان ہے جو پہلی کتابیں آئی ہیں۔ ان کتابوں کی قرآن تصدیق کرتا ہے۔ اور وہی قرآن جبرائیل علیہ السلام لے کر آتا ہے۔ پھر کیوں تم جبرائیل علیہ السلام کو دشمن مانتے ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِلّٰهِ ﴾

اے یہودیو سن لو! جو مجھے دشمن مانتا ہے میرا دشمن ہے جو کہے کہ اللہ دشمن ہے، اللہ کو دشمن ماننے والا وَمَلَائِكَتِهٖ اور میرے فرشتوں کو دشمن ماننے والا وَرُسُلِهٖ اور میرے رسولوں کو دشمن ماننے والا وَجِبْرِيْلَ اور جبرائیل علیہ السلام کو دشمن ماننے والا وَمِيْكَائِيْلَ اور میکائیل علیہ السلام کو دشمن ماننے والا ﴿ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكَافِرِيْنَ ﴾ وہ تو میرا دشمن ہے میں اللہ نے مستقل طور پر اُس سے عداوت کردی ہے۔ جو فرشتوں کا دشمن ہے وہ اللہ کا دشمن ہے جو جبرائیل علیہ السلام کا دشمن ہے وہ میرے رسولوں کا دشمن ہے۔ وہ اللہ کا دشمن ہے۔ کیونکہ جبرائیل علیہ السلام میرے حکم سے زمین پر آتا ہے۔ اور انبیاء کو بھی میں نبی بناتا ہوں۔ جو میرے نبی ﷺ کو نہیں مانتا ہے۔ جو جبرائیل علیہ السلام کی بات کو نہیں مانتا ہے۔ جبرائیل علیہ السلام کو سچا نہیں مانتا ہے۔ نبی ﷺ کو سچا نہیں مانتا ہے۔ یہ اس طرح ہے کہ جیسے میرا دشمن ہے۔ وہ میرا دشمن کیوں ہے، کیونکہ اُن لوگوں نے مجھے جھٹلایا۔ درحقیقت انہوں نے انبیاء علیہم السلام کو نہیں جھٹلایا، انہوں نے رسولوں کو نہیں جھٹلایا، انہوں نے انبیاء علیہم السلام کو نہیں جھٹلایا، انہوں نے جبرائیل علیہ السلام، میکائیل علیہ السلام اور دوسرے فرشتوں کو نہیں جھٹلایا ہے۔ بلکہ انہوں نے مجھے جھٹلایا ہے کیونکہ نظام چلانے والا تو میں اللہ پاک ہوں۔ یہاں پر دل کا تذکرہ آیا تھا۔ پھر بھی قرآن پڑھا گیا۔

میرے بھائیو! آؤ ذرا غور کرنا، اللہ کے نبی ﷺ کا مقام اور شان کیا ہے جو بھی بات

کروں گا ان شاء اللہ آپ ﷺ کی کروں گا، ساتھ قرآن پڑھوں گا، پہلے دل کا ذکر ہوا ہے، تو تم نے قرآن سنا ہے، اب نبی ﷺ کے سینے کا ذکر سنو۔ جناب موسیٰ علیہ السلام نے دعائیں کی تھیں۔ کہتے ہیں اے اللہ سائیں:

﴿قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْo وَيَسِّرْلِيْٓ اَمْرِيْo وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْo يَفْقَهُوْا قَوْلِيْo﴾ (طٰهٰ :25-28)

﴿ رَبِّ شَّرْحلِيْ صَدّرِيْ وَيَصِّرْلِيْ اَمْرِيْ وَهْلُلْ اُكْدَت ملسان يفقهو قَوْلِيْ ﴾

جناب موسیٰ علیہ السلام بھی نبی ہیں اور میرے محمد ﷺ بھی نبی ہیں۔ میرے بھائیو! جناب موسیٰ علیہ السلام بھی ہیں اور میرے محمد ﷺ بھی نبی ہیں۔ جناب موسیٰ علیہ السلام پتہ ہے کیا کہتے ہیں خود دعائیں کرتے ہیں کہ اے اللہ میرے سینے کو دین کے لیے کھول دے۔ میری زبان کی گرہ کو کھول دے۔ میری زبان ذرا توتلی ہے، اچھی کردو، اچھی طرح میری زبان کی گرہ کو کھول دے، میرے سینے کو فراخ کردے، میرے سینے کو دین کے لیے کھول دے، خود دعائیں کرتے ہیں۔ اور اللہ پاک نے جناب موسیٰ علیہ السلام کی دعا قبول کرلی۔ مگر جب تمہارے اور میرے نبی ﷺ کا نمبر آیا تو خود اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں سینے کا ذکر بھی خود اللہ تعالیٰ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَo وَوَضَعْنَا عَنكَ وِزْرَكَo الَّذِيْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَo وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَo﴾ (الانشراح:1تا4)

اے میرے سوہنے نبی ﷺ جی میں نے آپ کے سینے کا ذکر بھی کردیا ہے۔ جب اے پیارے محمد ﷺ تمہاری بات آئی جب آپ ﷺ کا نمبر آیا تو آپ نے دعا بھی نہیں کی۔ میں خود اللہ نے کہہ دیا ہے کہ میں نے آپ کا سینہ دین کے لیے کھول دیا ہے۔ اور آپ کی کمر کا بھی ذکر کردیا ہے۔ اور آپ ﷺ کے چرچے بھی ہوں گے۔ ہر طرف آپ کے چرچے ہوں گے جہاں میرا نام ہوگا وہاں آپ ﷺ کا بھی نام ہوگا۔ اذان پڑھتے ہو، تو اللہ کا نام

لیتے ہو، آگے فرمایا "اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ." جب درود پڑھتے ہو، تو پہلے نام اللہ کا آتا ہے۔ پھر میرے نبی ﷺ کا نام آتا ہے، نماز پڑھتے ہو، تو اللہ کا نام آتا ہے، پھر محمد ﷺ کا نام آتا ہے، قرآن پڑھتے ہو کیونکہ میرا نبی ﷺ اپنی مرضی سے تو بولتا نہیں ہے۔

﴿وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰیo مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰیo وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰیo اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ يُّوْحٰیo﴾ (النجم :1 تا4)

میرے نبی ﷺ اتنی دیر تک بولتے نہیں ہیں جب تک آسمان سے ٹیلی فون یا خط نہ آجائے، حالانکہ پہلے اللہ نے اپنا نام لیا ہے، پھر نبی ﷺ کا نام لیا ہے، اطاعت کا نمبر آیا تو پہلے اپنا نام لیا، پھر اپنے نبی ﷺ کا نام لیا، مگر ایک جگہ اللہ نے قرآن میں حد ختم کر دی ہے۔ فرمایا اب پہلے میرا نام نہیں بلکہ پہلے سوہنے نبی ﷺ کا نام پھر میں رب کا نام ہے۔ فرمایا:

﴿مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ﴾ (النساء:80)

"جو میرے نبی ﷺ کا کہنا مان گیا، وہ میرا کہنا مان گیا۔"

جو میرے نبی ﷺ کی پیروی کر گیا تو وہ اللہ کی پیروی کر گیا جو میرے نبی ﷺ کی بات مان گیا وہ اس طرح ہی ہے کہ جیسے اُس نے میری بات مان لی ہے۔ کتنی شان سوہنے نبی ﷺ کی ہے۔ میرے بھائیو سینے کا ذکر آیا تو پھر قرآن سامنے آجاتا ہے ایک مقام تم نے سن لیا ہے۔ لیجیے دوسرا مقام بھی سن لیں۔ فرمایا:

﴿ الٓمّٓصٓo كِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَيْكَ فَلَا يَكُنْ فِیْ صَدْرِكَ﴾

(الاعراف:1تا2)

عربی زبان میں سینے کو صدر کہتے ہیں ہم سینہ کہتے ہیں اور عربی میں صدر کہتے ہیں۔

فرمایا:

﴿ كِتَابٌ اُنْزِلَ اِلَيْكَ فَلَا يَكُنْ فِیْ صَدْرِكَ حَرَجٌ مِّنْهُ لِتُنْذِرَ بِهٖ وَذِكْرٰی لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴾ (الاعراف :2)

میرے بھائیو اللہ کے نبی ﷺ کا مقام بہت ہے یعنی جس کا تعارف کروائے گا تو

قرآن کروائے گا۔ میرے بھائیو یہ تو نبی ﷺ کے سینے کا ذکر تھا۔ لیجیے نبی ﷺ کی زبان کا ذکر سنو۔ نبی ﷺ کی زبان کا ذکر کریں تو پھر قرآن سامنے آتا ہے، فرمایا:

﴿ فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِيْنَ وَتُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا ﴾

(مریم : 97)

یہ سورۃ مریم ہے فرمایا! اے میرے نبی جی اے امام الانبیاء جی اے والئی بطحا جی اے شمس الضحیٰ جی اے آقائے دو جہاں جی اے محمد ﷺ جی میں نے آپ کی زبان کے اندر یعنی عربی زبان کے اندر قرآن کو نازل کر کے آپ کے لیے آسان کر دیا ہے۔ کیوں ﴿لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِيْنَ﴾ اگر مشکل ہوتا تو آپ سمجھا کس طرح سکتے میں نے آسان کر دیا۔ پھر اس کی تفسیر بھی سمجھا دی۔ فرمایا اب مومن بندوں کو جنت کی خوشخبریاں سنا دیں۔ جو بندے آپ کا کہنا مان گئے جنہوں نے آپ کی بات کو مان لیا جو محمد ﷺ کی اطاعت کر گئے جو قرآن کا کہنا مان گئے اللہ کی بات ماننے والے اور قرآن کی بات ماننے والے اور نبی ﷺ کی بات ماننے والے اسلام کی ماننے والے اپنی مرضیاں چھوڑنے والے، معاشرے کی اصلاح کرنے والے، اپنے معاشرے میں عام لوگوں کی طرح مل جل کر رہنے کی بجائے نبی محمد ﷺ کے طریقے پر چلنے والے بلکہ اپنی بات اور اپنے معاشرے کی بات کو مقام نہیں دیتے ہیں، صرف مقام دیتے ہیں، تو سوہنے نبی ﷺ کی بات کو مقام دیتے ہیں۔

اے میرے بھائیو! نبی ﷺ کا کہنا ماننے والے جو ہیں فرمایا یہ مومن لوگ ہیں یہ متقی لوگ ہیں ان کو آپ قرآن پڑھ کر جنت کی خوشخبریاں سنا دیں کیونکہ قرآن میں جنت کا بھی تعارف ہے۔ قرآن میں جہنم کا بھی تذکرہ ہے۔ آگے فرمایا: ﴿وَتُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا﴾ اے میرے سوہنے نبی ﷺ جی پھر ان کو جہنم کے عذابوں سے ڈراؤ۔

کن لوگوں کو جھگڑالو قوموں کو نکمّی قوموں کو بدکار قوموں کو گندی قوموں کو جھوٹ بولنے والی قوموں کو گناہ کرنے والی قوموں کو اللہ کو چھوڑ کر اپنے اپنے داتا بنانے والی قوموں کو اور نبی ﷺ کا کہنا نہ ماننے والی قوموں کو اپنے اپنے علاقے کے بزرگوں کے پیچھے چلنے والے

لوگوں کو فرمایا ان کو عذاب سنا سنا کر ڈراؤ۔ میرے بھائیو آپ ﷺ کا کیا مقام ہے۔ یہ نبی ﷺ کی زبان کا ذکر آیا ہے پہلے زبان کا ذکر آیا اور پھر اللہ نے مسائل اور بھی بیان کر دیئے۔ فرمایا تمہاری زبان عربی میں میں نے قرآن کو نازل کر دیا۔ ایک مقام یہ ہے، دوسرا مقام سن لو، فرمایا ﴿فَاِنَّمَا یَسَّرْنٰهُ﴾ میرا دل کرتا ہے کہ میں آج قرآن ہی پڑھتا جاؤں۔ بس دل کر رہا ہے کہ قرآن ہی پڑھتا جاؤں اور اس طرح دل کرتا ہے کہ میں ترجمہ بھی نہ کروں اور بس قرآن ہی پڑھتا جاؤں۔ اس لیے کہ لوگ کہتے ہیں کہ اہلحدیث نہ قرآن پڑھتے ہیں اور نہ نبی ﷺ کا مقام سناتے ہیں۔ میں اپنے پاس سے مقام مصطفیٰ ﷺ بیان نہیں کر رہا ہوں۔ نبی ﷺ کے ہاتھ کا ذکر کیا تو پھر قرآن سامنے آجاتا ہے۔ نبی ﷺ کے سر کا ذکر کیا تو پھر قرآن سامنے آتا ہے نبی ﷺ کے مقام کا ذکر کیا تو پھر قرآن سامنے آتا ہے۔ نبی ﷺ کی زبان کا ذکر کیا تو پھر قرآن سامنے آتا ہے۔ سارے کا سارا قرآن میرے محمد ﷺ کے مقام پر ہی نازل ہوا ہے۔

اور مقام سنو، فرمایا ﴿فَاِنَّمَا یَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ﴾ پھر زبان کا ذکر آیا ہے۔ یہ سورۃ دخان ہے۔ وہ سورۃ مریم تھی ﴿فَاِنَّمَا یَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لَعَلَّهُمْ یَتَذَكَّرُوْنَ﴾ (الدخان: 58) اے میرے سوہنے نبی ﷺ میں نے تمہاری زبان میں قرآن کو نازل کیا ہے۔ آپ کی آسانی کے لیے قرآن کو آپ کی زبان میں نازل کیا ہے۔ اس لیے کہ جب آپ لوگوں کو قرآن سناؤ گے۔ تو پھر لوگوں کی اصلاح کرو گے۔ قرآن سن سن کر لوگ نصیحت حاصل کریں گے۔ اس لیے نبی ﷺ میں نے تمہاری زبان میں قرآن کو نازل کیا ہے۔

میرے بھائیو! نبی ﷺ کی زبان کا ذکر آیا تو پھر سامنے قرآن ہے آؤ ذرا ایک مقام اور سن لو۔ جب وحی نئی نئی نازل ہوئی تو اللہ کے نبی ﷺ تیزی تیزی سے اپنی زبان سے کہتے ہیں کہ کہیں مجھے وحی بھول نہ جائے کہیں مجھے قرآن بھول نہ جائے۔ کہیں مجھے یاد نہ بھول جائے تو پھر قوموں کو کیسے سمجھاؤں گا۔ تو اللہ کے نبی ﷺ تیزی تیزی سے وحی کو یاد کرتے تھے۔ فوری طور پر اللہ پاک نے یہ بات بھی سمجھا دی کہ اے میرے سوہنے نبی ﷺ آپ

زیادہ پریشان نہ ہوں۔ قرآن کو نازل کرنا بھی ہمارے ذمہ ہے۔ قرآن یاد کروانا بھی ہمارے ذمہ ہے۔ قرآن کی تفسیر بیان کروانا بھی ہمارے ذمہ ہے، قرآن آپ کے دل پر بٹھانا بھی ہمارے ذمہ ہے، چاہے آپ پڑھے نہیں ہو، مگر جب قرآن نازل گا تو آپ ﷺ کو فوراً یاد ہو جائے گا۔ آپ اپنی زبان کو تکلیف نہ دیں، کیا شان نبی ﷺ کا ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ کی زبان تیزی تیزی سے بولنے لگی۔ تو اللہ پاک کو نبی ﷺ کی اتنی بھی پریشانی برداشت نہ ہوئی۔ فرمایا تیزی سے زبان سے نہ بولو، بس چپ ہوکر خاموشی سے قرآن سنو۔ جب آپ سن لیں گے تو وہ سب یاد ہو جائے گا۔ جبرائیل علیہ السلام سے سنا کرو، جب سنو گے تو آپ ﷺ کو یاد ہو جائے گا۔ کہاں آتا ہے قرآن سنو۔ فرمایا:

﴿لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖo اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗo فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗo ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗo﴾ (القیامہ:16 تا19)

لسان زبان کو کہتے ہیں بھائیو تین مقام سنائے ہیں۔ جہاں نبی ﷺ کی زبان کا ذکر آیا ہے۔ فرمایا ﴿لَا تُحَرِكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ﴾ (القيامة:16) اے میرے سوہنے نبی ﷺ اپنی زبان کو تیزی تیزی سے نہ چلاؤ۔ کوئی بات نہیں ہے خاموش ہوکر سن لیں مگر جب قرآن سن لو گے۔ تو ان شاء اللہ ہم سارا قرآن یاد کروادیں گے۔ ﴿ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَه﴾ (القيامة:19) پھر قرآن کی تفسیر بھی ہمارے ذمہ ہے ہم آپ کو تفسیر سمجھا دیں گے وہی تفسیر آپ لوگوں کو سنا دینا۔ قرآن بھی ہم آپ کو خود یاد کروادیں گے۔

اے میرے بھائیو! اس مقام پر بھی میرے نبی ﷺ کی زبان کا ذکر آیا۔ تو پھر قرآن سامنے آتا ہے پھر قرآن نے تعارف کروایا ہے۔ میرے بھائیو! کہتے ہو کہ اہلحدیث گستاخ رسول ﷺ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ فوت ہوگیا ہے مگر بھائیو جو بات قرآن میں آجائے وہ نبی ﷺ کی گستاخی نہیں ہے لیجیے میرے بھائیو سنو! نبی ﷺ کی قربانی کا ذکر آیا۔ تو پھر قرآن سامنے آتا ہے نبی ﷺ کی نماز کا ذکر آیا۔ تو پھر قرآن سامنے آتا ہے۔ نبی ﷺ کی زندگی کا ذکر آیا تو پھر قرآن سامنے آتا ہے نبی ﷺ کی وفات کا ذکر آیا تو پھر قرآن سامنے

آ تا ہے۔ کہو گے کہ اے یسین بلوچ تم نے کہا ہے کہ ہر بات قرآن سے بتاؤں گا۔ تو ذرا ثابت کرو، ذرا آیات سناؤ کہ تم اہلحدیثوں کو قرآن آ تا بھی ہے کہ نہیں، ذرا سنو ﴿قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ﴾ نبی ﷺ کی زبان کا ذکر قرآن میں ہے۔

﴿قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ﴾

(الانعام:163)

میرے بھائیو! اللہ کے نبی ﷺ کی نماز کا ذکر آیا، فرمایا ﴿قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ﴾ میری نماز بھی اللہ کے لیے ہے۔ میں لوگوں کو دکھانے کے لیے نہیں پڑھتا ہوں، لوگوں کو خوش کرنے کے لیے نہیں پڑھتا ہوں، میری نماز بھی اللہ کے لیے ہے وَنُسُكِیْ اور میری قربانی بھی اللہ کے لیے ہے جو میں دین کے لیے وقت دیتا ہوں۔ میں پیسوں کے لیے وقت نہیں دیتا ہوں، تنخواہ کے لیے ٹائم نہیں دیتا، تبلیغ کرتا ہوں تو اللہ کے لیے کرتا ہوں، وقت دیتا ہوں تو اللہ کے لیے دیتا ہوں، نماز پڑھتا ہوں تو اللہ کے لیے پڑھتا ہوں، جمعہ پڑھاتا ہوں تو اللہ کے لیے پڑھاتا ہوں، اگر میں اُونٹوں کی قربانی کرتا ہوں، تو وہ بھی اللہ کے لیے کرتا ہوں، میرے نبی ﷺ کا عقیدہ یہ ہے کہ نماز پڑھتے ہیں تو اللہ کے لیے پڑھتے ہیں، صدقہ خیرات کرتے ہیں تو اللہ کے لیے کرتے ہیں۔ ذکر اذکار کرتے ہیں تو اللہ کے لیے کرتے ہیں۔ قربانیاں کرتے ہیں تو اللہ کے لیے کرتے ہیں۔ میرے نبی ﷺ غیر اللہ کی نذر و نیاز نہیں کرتے تھے جو میرے نبی ﷺ کا عقیدہ ہے۔ اور آج کا اہلحدیث بھی یہی عقیدہ رکھتا ہے ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ﴾ ہم بھی کہتے ہیں کہ نذر و نیاز اللہ کے لیے ہیں، بکرے بھی اللہ کے لیے ہیں، دودھ دینا ہے تو پیروں اور بزرگوں کے نام پر نہیں دینا ہے، بکرے پیروں کے نام پر نہیں کرنے ہیں، اولیاء اللہ کے نام پر نہیں، نذر و نیاز بھی اللہ کے لیے ہے، نماز بھی اللہ کے لیے پڑھنی چاہیے، قربانی بھی اللہ کے لیے کرنی چاہیے، ہر چیز اللہ کے لیے ہونی چاہیے۔ یہ میرے نبی ﷺ کا عقیدہ ہے اور جو میرے نبی ﷺ کا عقیدہ اختیار کرے گا تو وہ ان شاء اللہ کامیاب ہو جائے گا۔

میرے نبی ﷺ فرماتے ہیں میری قربانی بھی اللہ کے لیے ہے، قربانی کا ذکر آیا تو پھر

قرآن سامنے آتا ہے۔ آگے فرمایا ﴿وَمَحْيَايَ﴾ اور میرا زندہ رہنا بھی اللہ کے لیے ہے، میری زندگی بھی اللہ کے لیے ہے، آگے فرمایا ﴿وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ (الانعام: 163) اللہ کے نبی ﷺ فرماتے ہیں اور میرا مرنا بھی اللہ کے لیے ہے۔ یہاں سے پتہ چلا کہ نبی ﷺ نے فوت ہونا تھا، کہا کہ میرا فوت ہونا بھی اللہ کے لیے ہے۔ نبی ﷺ خود فرماتے ہیں کہ میرا مرنا اور جینا اللہ کے لیے ہے اور آج کا مولوی کہتا ہے کہ جو کہے نبی ﷺ فوت ہوئے ہیں وہ گستاخی کرتا ہے اور اہلحدیث وہاں سے قرآن پڑھتے ہیں، جہاں گستاخی لکھی ہو۔

اس کا مطلب ہے کہ نبی ﷺ نے اپنی گستاخی خود کی ہے، اچھا چلو نبی ﷺ فوت ہوگئے تھے وہ بارہ ربیع الاوّل کا دن تھا آج کل تو ماشاء اللہ بہت کچھ کیا جاتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم زار و قطار رو رہے تھے سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے تلوار نکال لی۔ کہا کہ جو کہے گا کہ نبی ﷺ فوت ہوگئے ہیں تو میں اس کی گردن اڑا دوں گا تو سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ منبر پر چڑھے۔ پتہ ہے وہ کیا کہتے ہیں لیجیے پھر قرآن سنو۔ نبی ﷺ کی موت کا ذکر آیا ہے، تو پھر قرآن سنو، فرمایا:

﴿وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰى اَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَo﴾ (آل عمران: 144)

اللہ کے نبی ﷺ کے بارے میں قرآن بیان کرتا ہے فوری طور پر سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اُٹھ کر یہ آیت سنائی کہنے لگے کہ اللہ کے رسول ﷺ نبی ہیں جس طرح پہلے رسول تھے اُسی طرح یہ محمد ﷺ بھی اللہ کے سچے رسول ہیں۔ جس طرح وہ دنیا سے چلے گئے اسی طرح میرے محمد ﷺ نے بھی چلا جانا تھا۔ اور آج نبی ﷺ دنیا سے چلے گئے ہیں۔ میرے نبی ﷺ فوت ہوگئے ہیں سن لو، اگر میرے نبی ﷺ شہید ہو جائیں یا میرے محمد ﷺ فوت ہو جائیں تو اے لوگو پھر تم اسلام کی ایڑھیوں سے پھر جاؤ گے۔ جب اتنی بات سنی تو فوری طور پر سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ زمین پر گر گئے۔ کتنے اچھے نوجوان تھے، کتنے دلیر انسان تھے، کتنے

جرأت والے انسان تھے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ننگی تلوار تھے، بڑے بہادر انسان تھے، بڑی شجاعت والے تھے، بڑی دلیری والے تھے، بڑی بہادری والے تھے، مگر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کی وفات کا سن کر گر گئے یا جب آیت ذہن میں آئی۔ اُسی وقت کہنے لگے مجھے اس طرح لگتا ہے کہ جیسے آج ہی یہ قرآن کی آیت نازل ہوئی ہے اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پڑھ کر سنا دی ہے اسی وقت ہی زمین پر گر گئے نوفٹ قد اس نوجوان کا تھا، اتنے دلیر انسان سیدنا عمر رضی اللہ عنہ تھے اور اتنے بہادر ہیں کہ جس بازار سے گزر جائیں تو شیطان وہ راستہ ہی چھوڑ دیتا ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بڑے شیر بہادر اور بارُعب انسان تھے مگر آج سب رعب ختم ہو گئے آج دلیری ختم ہو گئی، بالکل کمزور ہو کر زمین پر گر گئے، اتنا صدمہ آیا مگر آج تو خوشیاں منائی جا رہی ہیں آج تو جھنڈیاں لگائی جا رہی ہیں، آج تو گدھے گاڑیاں سجائی جا رہی ہیں، آج تو بھنگڑے ڈالے جا رہے ہیں۔ حالانکہ بارہ ربیع الاوّل کا دن ہے لیکن آج مولوی مرغ اور بٹیر کھا رہے ہیں، عیش کر رہے ہیں۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اتنے بڑے نوجوان گر گئے پھر رونے لگ پڑے لوگ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو اُٹھاتے ہیں آج سیدنا عمر رضی اللہ عنہ میں اتنی پاور نہیں ہے کہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہو سکیں۔ لوگ پکڑ پکڑ کر اُٹھاتے ہیں مگر پھر نڈھال ہو کر گر جاتے ہیں اور چیخیں مار مار کر رو رہے ہیں۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کہنے لگیں مجھے اس طرح لگتا ہے کہ جس طرح آج سارا دن رات میں تبدیل ہو گیا ہے۔ اُسی وقت ہی سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اللہ کے نبی ﷺ کا چہرہ مبارک چوم کر کہنے لگے اے میرے سوہنے نبی ﷺ جی ایک مرتبہ میری آنکھوں کے قطرے آپ کے چہرے پر گرے تھے وہ جب آپ غار میں سوئے ہوئے تھے اور مجھے سانپ نے ڈس لیا تھا۔ تو میری آنکھوں سے آنسو گرے تھے تو آپ فوراً بیدار ہو گئے تھے۔ اے میرے سوہنے نبی ﷺ مگر آج آپ اٹھ نہیں رہے ہو۔ آج آپ کی آنکھیں بند ہو گئی ہیں، آج آپ بول کیوں نہیں رہے ہو، آپ ﷺ کا مرنا بھی اعلیٰ اور آپ ﷺ کا جینا بھی اعلیٰ ہے۔ اب آپ ﷺ دوبارہ فوت نہیں ہوں گے۔ بس اب آپ ﷺ پر موت آ گئی ہے تو ایک مرتبہ ہی آ گئی ہے

آج آپ ﷺ کھڑے نہیں ہو رہے ہو، یہ لوگ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ یہاں موجود ہیں۔ کہیں گے یہاں ہیں، یہاں ہی ہیں۔

اے میرے بھائیو! کیا ویسے ہی صحابہ رضی اللہ عنہم پریشان ہو گئے تھے کیا ایسے ہی قرآن سنانے لگ پڑے تھے، کیا ویسے ہی سب باتیں کرنے لگ پڑے تھے۔ اے میرے بھائیو! ذرا غور کریں، ہم تو وہ بات بیان کرتے ہیں جو قرآن بیان کرتا ہے اور قرآن وہ بات کرتا ہے جو رب نے نازل کی ہے اور رب نبی ﷺ کی گستاخی نہیں کرتا ہے۔ قرآن گستاخی نبی ﷺ کی نہیں کرتا ہے۔ اے میرے بھائیو! آؤ ذرا ایک اور مقام سنیں۔ اللہ کے نبی ﷺ کو کافر پتہ ہے کہ کیا کہنے لگے۔ کافر لوگ کہنے لگے ہم آپ ﷺ کو نبی ﷺ کس طرح مانیں۔ آپ ﷺ کو رسول کس طرح مانیں۔ آپ ﷺ کو پیغمبر کس طرح مانیں۔ آپ تو ہماری طرح ہی کھاتے پیتے ہو، ہماری طرح ہی چلتے پھرتے ہو، یہ اعتراض کیا۔ تو قرآن بیان کرتا ہے، فرمایا:

﴿وَقَالُوا مَالِ هٰذَا الرَّسُولِ يَأْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِي فِي الْاَسْوَاقِ﴾

(الفرقان: 7)

کافر کہنے لگے کہ ہم آپ کو نبی ﷺ کس طرح مانیں آپ ﷺ کھاتے ہیں ہو اور بازاروں میں چلتے بھی ہو، پتہ ہے کیوں کہنے لگے کہ اگر آپ رسول ہوتے تو آپ ﷺ نورانی ہوتے، کیونکہ فرشتے کھاتے پیتے بھی نہیں ہیں اور ہمیں چلتے پھرتے نظر بھی نہیں آتے ہیں اس لیے آپ تو ہم کو کھاتے پیتے بھی نظر آتے ہو، وہ جو کھاتا پیتا ہوتا ہے وہ انسان ہوتا ہے، اور یہاں سے پتہ چلا کہ آپ ﷺ انسان تھے، کافروں کی زبانی پتہ چلا کہ میرے محمد ﷺ تو انسان تھے، کیونکہ وہ انسانیت کا انکار کرتے ہیں، جو بشر کہتا ہے، میرے نبی ﷺ نے خود اپنے آپ کو کہا۔

بخاری شریف میں حدیث ہے اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا! میں تمہارے جیسا بشر ہوں، تو جب میں بھول جاؤں تو مجھے یاد کروایا کرو، اللہ کے نبی ﷺ جب دو رکعت پڑھا کر گھر چلے

گئے تو بعد میں صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ نبی ﷺ جی نماز کم ہوگئی ہے یا آپ بھول گئے ہو۔ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا نہ میں بھولا ہوں اور نہ نماز کم ہوئی ہے مجھے ایمان سے بتاؤ کہ نبی ﷺ جھوٹ بول سکتے ہیں، ساری کائنات جھوٹ بول سکتی ہے مگر میرے نبی ﷺ جھوٹ نہیں بول سکتے ہیں۔ اللہ کے نبی ﷺ فرمانے لگے نہ میں بھولا ہوں اور نہ نماز کم ہوئی ہے پھر صحابہ رضی اللہ عنہم کہنے لگے اللہ کے نبی ﷺ جی اگر نماز کم نہیں ہوئی ہے تو پھر آپ ﷺ نے دو رکعت پڑھائی ہیں۔ تو اُسی وقت ہی اللہ کے نبی ﷺ فرمانے لگے "اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ فَاِذَا نَسِیْتُ فَذَکِّرُوْنِیْ" اے میرے صحابہ رضی اللہ عنہم میں تمہاری طرح بشر ہوں، میں تمہاری طرح انسان ہوں، تو جب میں بھول جاؤں تو مجھے یاد کروا دیا کرو، قرآن بھی یہ بیان کرے، نبی ﷺ خود بھی یہ بیان کریں اور اگر آج کا اہلحدیث بیان کردے تو وہ گستاخ ہو جاتا ہے۔

ہائے میرے بھائیو! ہم تو نبی ﷺ کی شان بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ کھاتے بھی ہیں، نبی ﷺ چلتے بھی ہیں، اگر نبی ﷺ فرشتہ ہوتے، اگر نبی ﷺ نوری ہوتے، جبرائیل علیہ السلام نہ کھاتے نظر آئے، نہ پیتے نظر آئے، نہ ہمیں چلتے نظر آئے، نبی ﷺ کو تو لوگوں نے دیکھا بھی تھا، کافر خود کہتے ہیں کہ آپ ﷺ چلتے ہو، آپ ﷺ انسان ہو، آپ ﷺ کھاتے ہو، نبی ﷺ کی شان یہ ہے کہ نبی ﷺ جو کھاتے بھی تھے، پیتے بھی تھے، چلتے بھی تھے، شادی بھی ہوئی تھی، مجھے ایمان سے بتائیں کسی فرشتے کی شادی ہوئی ہے اللہ کے نبی ﷺ کو اگر ہم فرشتوں میں شامل کریں بھی تو ہم پھر پاگل اور جاہل ہیں۔ اگر نبی ﷺ کو ہم فرشتوں میں شامل کردیں تو پھر انسان کا مقام نہیں ہے، پھر تو فرشتوں کی شان ہے تم اپنی شان کو خود مٹاتے ہو، اس لیے تو ہمارا مقام بنا کہ ہمارے حصے میں محمد ﷺ آئے۔ ہمارے حصے میں قرآن آیا، ہمارے حصے میں نبوت آئی، ہمارے حصے میں پیغمبری آئی، انسانوں کو پیغمبری ملی، انسانوں کو نبوت ملی۔

میرے بھائیو! سارے مقام بندوں کو ملے، اس لیے اپنا مقام کم نہیں کرنا چاہیے۔ لوگ کہتے ہیں کہ تمہارا تو پیر ہی کوئی نہیں۔ اے اہلحدیثو! ہمارے فلاں بھی پیر ہیں، فلاں بھی پیر

ہے، ایک پیر یہاں بیٹھا دہلی کی ٹیڑھی مسجد سیدھی کر دیتا ہے۔ ایک پیر فلاں علاقہ کے دریا کے کچھوے، سانپ اور کیڑوں کو جانتا ہے، تمہیں کیا پتہ ہے، تمہارا تو کوئی پیر ہی نہیں ہے۔ ہم کہتے ہیں یار ہمارا تو پیر محمد ﷺ ہے۔ کہتے ہیں لیجیے بس، کیا نبی ﷺ کم ہیں۔ ہمارا پیر وہ ہے کہ ہاتھوں کا ذکر قرآن میں ہے، دانتوں کا ذکر قرآن میں ہے، آنکھوں کا ذکر قرآن میں ہے، دل کا ذکر قرآن میں ہے، زبان کا ذکر قرآن میں ہے، ہمارے پیر کی کیا بات ہے، کھانے کا ذکر آیا تو پھر قرآن سامنے آجاتا ہے، چلنے کا ذکر آیا تو پھر قرآن سامنے آجاتا ہے، موت کا ذکر آیا تو پھر قرآن سامنے آجاتا ہے، زندگی کا ذکر آیا تو پھر قرآن سامنے آجاتا ہے۔ بھائیو نماز کا ذکر آیا تو، پھر قرآن سامنے آجاتا ہے۔ یہ ہمارا پیر ہے، ہمارے پیر جیسا تو کوئی پیر لے کر آؤ۔

ساڈا پیر اے محمد جیہڑا آمنہ دا لال اے
تے جے تیرا بھی کوئی ایسا ہے تے سانوں وی وکھاوے

ہمارے پیر کے بارے میں سنو کہ ہم نبی ﷺ کی شان کیا بیان کرتے ہیں:

ساڈا پیر اے محمد جیہڑا آمنہ دا لال اے
تے جے تیرا بھی کوئی ایسا ہے تے سانوں وی وکھاوے
ساڈا پیر اے اُو جس نے چن نوں سی چیریا

میرا پیر چاند کو اشارہ کرے تو وہ ٹکڑے ہو جائے، کوئی پیر اس طرح کر سکتا ہے:

ساڈا پیر اُو جس نے چن نوں سی چیریا
اُنگلی جاں اُٹھی چن ہویا لیرو لیر آ
اپنے وی پیر دا کوئی دس مینوں حال اے
ساڈا پیر اے محمد جیہڑا آمنہ دا لال اے
اُو پیر ساڈا پتھراں نوں کلمہ پڑھا گیا
سیر آسمانوں کر کے راتو رات آ گیا

سبحان اللہ کیوں جی کیا نبی ﷺ کا مقام بیان نہیں ہو رہا کیا یہ نبی ﷺ کی شان بیان نہیں ہو رہی ہے ہم تو پیر نبی ﷺ کو مانتے ہیں اور اگر نبی ﷺ سے بڑا کوئی ہے تو دکھا دو۔ اگر کوئی ہے تو اُس کو مان لیں گے:

او ساڈا پیر اے اُو جس نے چن نوں سی چیریا
اُنگلی جاں اُٹھی چن ہویا لیرو لیر آ
اپنے وی پیر دا کوئی دس مینوں حال اے
ساڈا پیر اے محمد جیہڑا آمنہ دا لال اے
او پیر ساڈا پتھراں نوں کلمہ پڑھا گیا
سیر آسماناں کر کے راتو رات آ گیا
قرآن جئی نعمت بخشی ربِ ذوالجلال نے
او ساڈا پیر اے محمد جیہڑا آمنہ دا لال اے
او پیر ساڈے جگ دیاں کرنیاں سفارشاں
اُمتاں دے دُھونے دُھونے فضل دیاں بارشاں
حکم ہوسی جنت نوں اے لے جاؤ نال اے
ساڈا پیر اے محمد جیہڑا آمنہ دا لال اے

کیوں جی آج کے جمعہ میں قرآن سنایا ہے نبی ﷺ کی شان میں بھی قرآن پڑھا ہے۔ میرے بھائیو سنیں۔

او پڑھ کے قرآن ویکھو شان ساڈے پیر دا
او نبیاں دی لڑی وچوں موتی جے اخیر دا
صدیق فاروق ہوریں ستے پالو پال اے
او ساڈا پیر اے محمد جیہڑا آمنہ دا لال اے

اے میرے بھائیو! میں نے تم کو بہت کچھ سنانا تھا مگر ہمارے پاس وقت ہی کم تھا جمعہ تو

جلدی ہی ختم ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ بہت تیاری کر کے آتے ہیں، بڑے لعل و جواہر ہم لے کر آتے ہیں۔ مگر پہلے ہی وقت ختم ہو جاتا ہے۔ آؤ ذرا سنیں کہ ہم نے مرشد کس کو مانا ہے:

سچا مرشد خلقت ساری دا
یعنی خاکی نوری ناری دا
جنوں خیر البشر پکاری دا
واہ واہ صفتاں نے اُس بدر منیر دیاں
آ اہلحدیثاں توں سن سجنا
جے گلاں سنیاں ایں بدر منیر دیاں
قرآن مکا دتا قصہ اے
نہ رب تے نہ رب دا حصہ اے
اُو نوری نئیں پرنوریاں تے
سرداریاں اُس منیر دیاں

ہم نبی ﷺ کو نور نہیں مانتے ہیں مگر نوریوں پر محمد ﷺ کی سرداری تھی وہ نوری تو نبی ﷺ کی خدمت کرتے تھے، فرشتے تو میرے نبی ﷺ کی غلامی کرتے تھے، فرشتے تو میرے نبی ﷺ کی عظمت پر نوکری کرتے تھے، میرے نبی ﷺ کے پیر دباتا ہے۔ میرے نبی ﷺ پر وحی لے کر آتا ہے، فرشتے میرے محمد ﷺ کی نوکرانی کرتے تھے، میرے نبی ﷺ نوری نہیں ہیں:

او نوری نئیں پر نُوریاں تے
سرداریاں اُس منیر دیاں
آ اہلحدیثاں توں سن سجنا
جے گلاں سنیاں ایں بدر منیر دیاں

ابھی بھی لوگ کہتے ہیں کہ ہم گستاخ رسول ﷺ ہیں، چلو کہتے رہو:

او کئی قومی نبی تے کئی ملکی نبی
او چھوٹے چھوٹے حلقے وَل سارے نبی

مگر سوہنے محمد ﷺ کی شان کیا ہے؟

مشرق توں لے کے مغرب تائیں
حداں پہنچیاں اُوندی جاگیر دیاں
آ اہلحدیثاں توں سن سجنا
جے گلاں سنیاں ایں بدر منیر دیاں

اللہ پاک ہمیں مقام محمد ﷺ سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ



آدابِ رسول ﷺ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ o﴾ (الحجرات:1)

اللہ رب العالمین کا بہت بڑا احسان ہے کہ جس رب نے ہم سب کو مسلمان بنایا، اللہ رب العالمین کا بہت بڑا احسان ہے کہ جس رب نے عقیدہ توحید عطا فرمایا، اللہ رب العالمین کا بہت بڑا احسان عظیم ہے کہ جس رب نے قرآن وحدیث سماعت کرنے کے لیے اپنے گھر میں ہمیں جمع فرمایا، اللہ رب العالمین کا بہت بڑا احسان ہے کہ جس رب نے ہم کو امام الانبیاء والی بطحاء سید المرسلین امام المجاہدین آقائے دو جہاں آمنہ کے لال جناب محمد ﷺ کا اُمتی بنایا۔

میرے بھائیو! عام طور پر اس معاشرہ کے اندر کچھ لوگوں پر فتویٰ بازی عام ہو رہی ہے وہ یہ کہ ان اہلحدیثوں کو چھوڑو ان کو تو نبی پاک ﷺ کا ادب کرنا ہی نہیں آتا ہے جو نبی ﷺ کا ادب ہی نہیں کرسکتا ہے تو اُس گستاخِ رسول ﷺ کے پاس اُس بے ادب کے پاس بیٹھنے کا کیا فائدہ ہے اگر ہم بیٹھیں گے تو ہمارے ایمان کو وہ تباہ و برباد کردے گا۔ میرے بھائیو میں تو کسی پر فتویٰ نہیں لگاتا ہوں لیکن ہم پر بڑے بڑے فتوے چلتے ہیں کبھی کہا جاتا ہے کہ ان کو اللہ کی شان کا پتہ نہیں ہے، کبھی کہا جاتا ہے کہ ان کو نبی ﷺ کی شان کا علم نہیں ہے، کبھی کہا جاتا ہے کہ ان کو صحابہ رضی اللہ عنہم کی عظمت کا پتہ نہیں ہے، کبھی کہا جاتا ہے کہ ان کو قرآن ہی نہیں آتا ہے۔ یعنی جو بھی دنیا میں خطرناک قسم کے فتوے ہیں وہ اہلحدیثوں پر لگائے جاتے ہیں۔

بھائیو! اگر کوئی الزام لگائے گا تو قیامت کے دن وہ خود سزا اُٹھائے گا اللہ زیادتی کرنے

والوں کو کبھی معاف نہیں کرتا ہے مسلمان ہو اور نبی ﷺ کی بے ادبی کرے۔ میرے بھائیو میرا آج کا جمعہ الحمد للّٰہ آدابِ مصطفیٰ ﷺ پر ہے اور ان شاء اللہ قرآن میں سے ثابت کروں گا کہ نبی ﷺ کا ادب کون کرتا ہے۔ اور نبی ﷺ کی توہین کون کرتا ہے بے ادبی کون کرتا ہے اور ادب و احترام کن کے پاس ہے قرآن مجید پر چلنے والے کون ہیں اور بظاہر قرآن کا ادب کرتے ہیں لیکن جو کچھ قرآن میں ہے تو اس کا انکار کرنے والے کون ہیں۔

میرے بھائیو! نبی ﷺ کا ادب اتنا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے اندر با قاعدہ طور پر جہاں پر اللہ تعالیٰ نے اہم اہم باتیں کی ہیں۔ وہ اہم باتیں اللہ تعالیٰ نے کن سے کی ہیں اللہ تعالیٰ کے قرآن میں کچھ خطاب ہیں۔ کچھ اللہ تعالیٰ نے تقریریں کی ہیں کن کو مومنوں کو کی ہیں۔ سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ یہ دونوں صحابی ہیں اور عجیب بات ہے کہ یہ دونوں صحابی رضی اللہ عنہم بھی ہیں اور دونوں مفسر قرآن بھی ہیں۔ یہ دونوں صحابی بیان کرتے ہیں جس وقت اٰمَنُوْا والی آیت شروع ہو جائے جس آیت میں اٰمَنُوْا آجائے تو اس سے مراد مسلمان ہوتا ہے اور خطاب اللہ پاک کا ہوتا ہے۔ جس کو کہا جاتا ہے وہ مسلمان ہے اور کرنے والا اللہ پاک ہے قرآنِ مجید میں اٹھاسی مرتبہ لفظ اٰمَنُوْا آیا ہے۔ اُن اٹھاسی تقریروں میں جو اللہ پاک نے مسلمانوں کو قیمتی لیکچر دیا ہے وہ اللہ نے جو عظیم درس دیئے ہیں کوئی پروفیسر درس دے بڑی ڈگریوں کا مالک ہو تو لوگ بڑے غور سے سنتے ہیں کہ یار یہ عام آدمی نہیں ہے، یہ آدمی بہت قیمتی ہے، یہ علم کے اعتبار سے بڑا مانا ہوا انسا ہے، یہ بڑا عظیم ہے اس کے پاس بہت ڈگریاں ہیں اس کا ایک ایک جملہ بڑا گہرا اور درد اندیشی والا ہوتا ہے۔

میرے بھائیو! اور جب تقریر کرنے والا رب رحمان ہو تو کتنی پر جوش پر تاثیر اور کتنی قیمتی تقریر ہوگی کیا عظمت اللہ کے نبی ﷺ کے ادب و احترام کی ہے۔

رب نے فرمایا ہے گویا کہ یہ اللہ کی تقریر ہے آج وہی اللہ کی تقریر یٰسین بلوچ کی زبانی سنیں۔ موضوع آدابِ محمد ﷺ ہے، نبی ﷺ کا ادب اتنا زیادہ ہے کہ پیارے نبی ﷺ کا

ایک صحابی جنگل بیابان میں ہے اور جنگل میں شیر اور چیتے بھی رہتے ہیں ایک شیر کافی دنوں کا بھوکا ہے اس نے سوچا کہ آج مجھے بہترین شکار مل گیا، شیر دھاڑتا ہوا صحابی رضی اللہ عنہ کی طرف آرہا ہے، صحابی رضی اللہ عنہ خاموشی سے کھڑا ہوگیا جب شیر قریب آیا تو شیر سے کہنے لگا اے حملہ کرنے والے اے شیر تم جنگل کے بادشاہ ہو تو میں نبی محمد ﷺ کا غلام ہوں جو نبی سب انبیاء علیہم السلام سے اعلیٰ ہے، سیرت کے اعتبار سے اعلیٰ ہے، مقام کے اعتبار سے اعلیٰ ہے، اُس نبی ﷺ کا ادب واحترام اتنا زیادہ ہے کہ ابھی تک میرے نبی ﷺ دنیا پر آئے نہیں اور اللہ نے سب انبیاء علیہم السلام کو بلا کر ایک اجلاس کیا کہ اے انبیاء میں نے تم کو نبی بنایا ہے میں نے تم کو نبوتیں دی ہیں، میں نے تمہارے سر پر نبوت کے تاج پہنائے ہیں۔

تو اے انبیاء اگر آنے والے کسی دور میں میرا نبی محمد ﷺ آجائے تو تم نے کیا کرنا ہوگا، انبیاء نے فرمایا: کہ ہم کیا کریں تو اللہ نے فرمایا کہ تم نے کرسی چھوڑ دینی ہے اپنی نبوت کو چھوڑ دینا ہے تو تم نے اُس نبی ﷺ کا اُمتی بن جانا ہے جو میرے نبی ﷺ کا اُمتی بن گیا تو اُس کے ساتھ میری محبت رہ جائے گی اور جو پھر گیا تو میں اس کی نبوت بھی ختم کردوں گا اور اُس کو فاسق بنادوں گا۔ صحابی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اس نبی ﷺ کا غلام ہوں تو ہوش میں رہ کر حملہ کرنا شیر بہت دنوں کا بھوکا پیاسا ہے بڑے جوش سے آیا لیکن سارے جوش ختم ہوگئے آداب محمد ﷺ کی روشنی میں اتنا ادب کیا ہے۔

میرے بھائیو! انسان تو انسان رہ گئے مسلمانوں نے تو ادب کرنا ہی کرنا ہے میرے نبی ﷺ کا ادب اتنا زیادہ ہے کہ درندہ جو بھوکا پیاسا ہے جسے شکار مل گیا تھا تو اُسی وقت اُس شیر نے اپنی گردن کو جھکایا اور دم ہلا کر یہ بتانا چاہتا ہے کہ مجھ پر سوار ہو جاؤ۔ تو میں تمہیں منزل مقصود تک پہنچاتا ہوں کیونکہ تم محمد ﷺ کے غلام ہو تو میرا فرض بنتا ہے کہ میں اپنے علاقے سے تمہیں حفاظت کے ساتھ تمہارے گھر پہنچا دوں۔ اتنا ادب میرے محمد ﷺ کا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اہلحدیث ادب نہیں کرتے ہیں۔ میرے بھائیو ادب تو جانور بھی کرتے ہیں۔ نبی ﷺ کے یار یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جنگ لڑ کر آرہے ہیں یہ مجاہدین آرہے ہیں، آگے

جنگل بیابان ہے میرے بھائیو غور کرنا مجاہدین جنگ لڑ کر آ رہے ہیں اور اللہ کے نبی ﷺ بھی موجود ہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم فرمانے لگے پیارے نبی ﷺ جی کیا کریں ہم آرام کرنا چاہتے ہیں، سنا ہے اس جنگل میں بہت زہریلے سانپ اور بچھو اور کئی قسم کے جانور رہتے ہیں ہم نے یہاں رات گزارنی ہے تو کیا بنے گا۔ اگر رات گزاری تو ہم کو خطرہ ہے میرے نبی ﷺ نے فرمایا اس طرح اُونچی آواز لگا دو کہ ہم نبی ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم ہم یہاں آج رات گزارنا چاہتے ہیں تو ان شاء اللہ میرا رب مدد کرے گا۔ جب اُونچی پہاڑی پر چڑھ کر اعلان کیا نبی ﷺ کے صحابی غلام نے جب اعلان کیا تو تمام جانور اپنے بچوں کو منہ میں لے کر چلے گئے تو جنگل سب کا سب خالی ہو گیا۔

میرے بھائیو! نبی ﷺ کا ادب و احترام اتنا ہے کہ جب صحابہ رضی اللہ عنہم نے اعلان کیا ہے تو میرے نبی ﷺ کے ادب و احترام کے لیے اُن سب جانوروں نے جنگل خالی کر دیا اس کا نام ادب و احترام ہے ادب کا معنی کیا ہے کہ جو میرے نبی ﷺ اعلان کریں تو اس پر عمل کرتے جاؤ۔ میرے نبی ﷺ نے کہا کہ جنگل کو آج خالی کر دو میرے صحابہ رضی اللہ عنہم نے رات گزارنی ہے۔ تو سب جانوروں نے عمل کیا۔ ہمیں نبی ﷺ نے کہا کہ یہ یہ کام کرلو۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ داڑھیاں رکھ لو تو ہم داڑھیاں رکھتے نہیں ہیں ویسے کہتے ہیں کہ ہم عاشق رسول ہیں۔ ویسے ہم اہلحدیث ہیں ویسے ہم دیوبندی بریلوی بنے ہوئے ہیں۔

میرے بھائیو! ہم سے تو درندے اچھے ہیں ہم سے تو سانپ اور بچھو اچھے ہیں، ہم سے تو بھیڑیئے اچھے ہیں، ہم سے تو وہ گیڈر اچھے ہیں، ہم سے تو شیر اور چیتے اچھے ہیں کہ میرے بھائیو جنہوں نے نبی ﷺ کا ادب و احترام اتنا کیا ہم نبی ﷺ کے امتی اور مسلمان ہو کر کوئی عاشق رسول ﷺ کہلاتا ہے کوئی محبِ رسول کہلاتا ہے، کوئی اہلحدیث کے دو اصول اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ کے نعرے لگاتا ہے لیکن داڑھیاں منا رہے ہیں، گستاخیاں کر رہے ہیں۔ میرے نبی ﷺ کا جو کہنا نہیں مانتا ہے وہ بہت بڑی نبی ﷺ کی بے ادبی کر رہا ہے، نبی ﷺ کا ادب یہ ہے کہ جہاں نبی ﷺ روک دیں وہاں رُک جاؤ جہاں نبی ﷺ چلنے دیں

وہاں چل پڑو، جہاں نبی ﷺ منع کر دیں وہاں سے باز ہو جاؤ۔ اس کا معنی ادب واحترام ہے۔

قرآن مجید میں جو رب نے درس دیا ہے وہ سورۃ حجرات اور پہلی آیت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کیا فرمایا! اٰمَنُوْا آیا ہے غور کریں مجھے اور تمہیں اللہ کا خطاب ہے، فرمایا: ﴿ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ﴾ اے ایمان والو مسلمان کہلوانے والو کلمہ پڑھنے والو سن لو ﴿ لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ ﴾ اللہ اور اُس کے رسول ﷺ سے آگے نہیں بڑھنا۔ اپنی مرضی سے مسائل نہیں بیان کرنے ہیں، اپنی عقل سے مسائل نہیں بتانے ہیں، اپنی سمجھ اور سوچ سے مسائل نہیں کرنے ہیں۔ تقریر کرنی ہے تو قرآن و حدیث کو دیکھ کر کرنی ہے مسئلہ بتانا ہے تو قرآن و حدیث کو دیکھ کر بتانا ہے لیکن آج ہم علماء کا حال کیا ہے کہ جب ہم سے کسی نے کہہ دیا کہ فلاں مسئلہ کس طرح ہے تو اب اگر میں نے صحیح طرح نہ بتایا تو انہوں نے کہنا ہے کہ تم تو عالم ہی نہیں ہو۔

میرے بھائیو! خود کو عالم کہلوانے کے لیے مسئلہ نہ بتایا کرو، اپنے پاس سے نہ بتایا کرو، نہ وہ مسئلہ قرآن میں ہوتا ہے، نہ وہ مسئلہ حدیث میں ہوتا ہے۔ میرے بھائیو! لَا تُقَدِّمُوْا کا معنی یہ بھی ہے کہ اپنے پاس سے کوئی مولوی مسئلہ نہ بتائے لیکن مولوی سوچتا ہے کہ پھر مجھے عالم کون کہے گا۔ عالم کا معنی پتہ ہے کیا ہے عالم کا معنی یہ ہوتا ہے کہ کچھ جانتا ہو اور کچھ نہ جانتا ہو﴿ عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴾ اللہ علیم ہے، اللہ ہی علیم ہے، باقی ساری دنیا پر عالم آئے ہیں۔ کوئی عالم انبیاء کی شکل میں ہے کوئی عالم اولیاء کی شکل میں ہے، کوئی صحابہ رضی اللہ عنہم کی شکل میں ہے، کوئی محدثین کی شکل میں ہے، کوئی خطیبوں کی شکل میں ہے، کوئی مفتیوں کی شکل میں ہے، کوئی علاموں کی شکل میں ہے، کوئی قاریوں کی شکل میں ہے، ساری دنیا پر عالم آئے ہیں۔ اب تک کوئی علیم نہیں آیا۔ علیم صرف اللہ پاک ہے باقی علیم کوئی نہیں ہے علیم کا معنی ہے کہ سب کچھ جاننے والا اور عالم کا معنی ہے کہ کچھ جانتا ہو اور کچھ نہ جانتا ہو۔ جو اللہ نے علم دیا ہے وہ تو جانتا ہے اور جو نہیں ملا ہے وہ نہیں جانتا ہے۔

میرے بھائیو! ہم عالم بھی کہتے ہیں اور سب کچھ جانتے بھی ہیں لیکن سب باتوں کا ہمیں علم نہیں اگر ہم یہ سمجھیں کہ ہم سب کچھ جانتے ہیں پھر تو ہم علیم ہوگئے اور علیم دنیا پر نہ تو نبی ہے، نہ صحابی ہے، نہ ولی ہے، نہ پیغمبر ہے، نہ چھوٹا ہے، نہ بڑا ہے، نہ عربی ہے، نہ عجمی ہے، کوئی بھی آج تک علیم نہیں بنا ہے۔ علیم صرف اللہ ہے سمجھ تو علماء کو اپنے نام کی بھی نہیں کہ اس کا معنی یہ بنتا ہے کہ یہ کچھ جانتا ہے اور کچھ نہیں جانتا ہے۔ ہم نے **الحمد للہ** کبھی یہ محسوس نہیں کیا جس مسئلہ کا پتہ ہے وہ بتا دیتے ہیں جس کا علم نہیں وہ ہم نہیں بتاتے ہیں۔

نبی پاک ﷺ کے پاس ایک مرتبہ بی بی خولہ رضی اللہ عنہا آ گئی، آہستہ سے کان میں آ کر کہتی ہے پاس ماں جی عائشہ رضی اللہ عنہا بیٹھی ہیں وہ بھی سن نہ سکیں کیونکہ بی بی خولہ رضی اللہ عنہا بڑا عجیب وغریب سوال کر رہی ہے کہتی ہے اے پیارے نبی ﷺ جی آپ کو پتہ ہے کہ میں بوڑھی ہوگئی ہوں میرے بچے تباہ ہو جائیں گے مجھ سے اب کسی نے شادی بھی نہیں کرنی ہے تو مجھے کون سنبھالے گا۔ اللہ تو سنبھالنے والا ہے مگر اللہ نے کچھ مختصر سہارے بنائے ہوئے ہیں، میرے خاوند نے آج مجھے ماں کہہ دیا ہے اب میرا کیا بنے گا۔ میرے نبی ﷺ نے فرمایا! اے بی بی خولہ رضی اللہ عنہا مجھے علم نہیں ہے کیونکہ میرے نبی ﷺ بھی عالم تھے۔ نبی ﷺ نے یہ نہیں کہا کہ اگر میں نے نہ بتایا تو میری توہین ہو جائے گی یا لوگ کہیں گے کہ یہ تو نبی بنا ہوا ہے اور کہتے ہیں کہ مجھے علم نہیں ہے فرمایا میں نے نہیں بتانا ہے ابھی تک مجھے اس مسئلہ کا پتہ نہیں ہے۔ پھر کیا ہوا آسمانوں سے ٹیلی فون آیا:

﴿قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِيْٓ اِلَى اللّٰهِ﴾

(المجادلہ: 1)

جب اللہ کے نبی ﷺ کو فون آیا اسی موقع پر ماں جی عائشہ رضی اللہ عنہا نے بڑی پیاری بات کی ہے کہنے لگیں کہ اللہ کی سماعت کرنے کا کیا کمال ہے۔ اللہ پاک کی ذات کمال ہے کہ میں پاس بیٹھی تھی اور دو فٹ کا فرق تھا میں تو خولہ رضی اللہ عنہا کی بات سن نہ سکی لیکن میرے رب نے عرش بریں پر سن لی ہے۔ جو میں نے پاس بیٹھ کر بات نہیں سنی ہے وہ اللہ نے سن لی ہے۔ سب

سے زیادہ سننے والا کون ہے۔

تیرا نام رحیم کریم اللہ تیری شان بلند عظیم اللہ

یہ اللہ کی شان ہے۔ ماں جی عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں ایک دو فٹ کے فاصلے پر بیٹھی تھی میں نے نہیں سنا تھا کہ کیا مسئلہ ہوا ہے بعد میں پتہ چلا جب آسمان سے وحی آئی تھی کہتی ہیں کہ میں نے پاس ہو کر بھی نہیں سنا ہے اور اللہ پاک نے سات آسمانوں کے اوپر بیٹھ کر سن لیا ہے۔

تیرا نام رحیم کریم اللہ تیری شان بلند عظیم اللہ
آسماناں زمیناں نوں بنایا اللہ
اپناں دا نظام چلایا اللہ
آسماناں زمیناں نوں سجایا اللہ
غیباں نوں جانے علیم اللہ

بی بی خولہ رضی اللہ عنہا بیٹھی زمین پر ہے کان میں بات کرتی ہے تو اللہ تعالیٰ نے آسمانوں پر سن لیا ہے تو غیب جاننے والا کون ہے، اللہ تعالیٰ ہے۔

آسماناں زمیناں نوں بنایا اللہ
اپناں دا نظام چلایا اللہ
آسماناں زمیناں نوں سجایا اللہ
غیباں نوں جانے علیم اللہ
تیرا نام رحیم کریم اللہ تیری شان بلند عظیم اللہ
اولاداں دیوے نہ دیوے اللہ
خوشیاں تے غم دیوے اللہ
عمر تھوڑی بہتی دیوے اللہ
او حیی قیوم مقیم اللہ

تیرا نام رحیم کریم اللہ تیری شان بلند عظیم اللہ

بولو سب کچھ کرنے والا کون ہے، اولاد دینے والا اللہ تعالیٰ ہے، بیٹیاں دینے والا اللہ تعالیٰ ہے، بیٹے دینے والا اللہ تعالیٰ ہے، رزق دینے والا اللہ تعالیٰ ہے، دعائیں سننے والا اللہ تعالیٰ ہے، دکھ دینے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ سکھ دینے والا اللہ تعالیٰ ہے، زندگی بھی دینے والا اللہ تعالیٰ ہے، موت کا مالک بھی اللہ تعالیٰ ہے، تو پھر کرنا کیا چاہیے۔

غیراں نوں پکارنا چھوڑ دے
سب بت خانے توڑ دے
رب ولے ہُن منہ موڑ دے
تیرا میرا خالق قدیم اللہ
تیرا نام رحیم کریم اللہ تیری شان بلند عظیم اللہ

میرے بھائیو! اللہ پاک سننے والا ہے جب کوئی نہ سنے تو سنتا کون ہے جہاں کوئی نہ سن سکے وہاں اللہ سنتا ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے اتنی دیر تک مسئلہ نہیں بتایا تھا جب تک آسمان سے وحی نہیں آئی تھی اس لیے عالمو! اتنی دیر تک بات نہیں کرنی ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا کہ میرے نبی ﷺ کا ادب و احترام یہ ہے کہ تم نے اللہ کے نبی ﷺ سے آگے بڑھنا نہیں ہے اگر تم نے وہ مسئلہ کر دیا جو قرآن و حدیث میں نہیں ہے تو اس کا معنی یہ ہے کہ تم نبی ﷺ سے آگے بڑھ گئے ہو اور جو نبی ﷺ سے آگے بڑھے گا تو اُس کے لیے ڈانٹ آ رہی ہے اللہ نے وارننگ دی ہے۔ فرمایا اِتَّقُوا اللّٰهَ اے لوگو ڈر جاؤ، ڈر جاؤ۔ جب اللہ اِتَّقُوا اللّٰهَ کہہ دے اپنا ڈر اللہ پیش کرے کہ مجھ سے ڈر جاؤ تو معنی یہ ہے کہ بہت بڑی غلطی ہو رہی ہے۔ جس وجہ سے اللہ اِتَّقُوا اللّٰهَ کہہ کر ڈرا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ لوگو ڈر جاؤ میں بہت بڑے عذاب لے کر آنے والا ہوں۔ میں تمہیں برباد کر دوں گا تمہیں تباہ کر دوں گا تم نے میرے نبی ﷺ سے آگے بڑھنا نہیں ہے۔ ساتھ اللہ تعالیٰ نے اور ڈرایا ہے، فرمایا:

﴿ إِنَّ اللّٰهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴾

اللہ کے نبی ﷺ سے آگے بڑھنا نہیں ہے تم ڈر جاؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہاری باتیں سن رہا ہے اور اللہ دیکھ بھی رہا ہے ایمان سے بتاؤ کہ ہمارے پاس کوئی بڑا آدمی بیٹھا ہو جس کا آدمی ادب واحترام کرتا ہو۔ تو اس سے آدمی ڈرتا بھی ہے اُس کا ادب واحترام بھی کرتا ہے۔ اگر پرویز مشرف آجائے وہ تمہیں ایک بات سے روک دے وہ تمہیں منع کردے تو پھر وہ تمہیں دیکھ بھی رہا ہو اور تمہاری باتیں سن بھی رہا ہو تو مجھے ایمان سے بتاؤ کہ ہم اُس کے سامنے ایسی حرکت نہیں کریں گے کہ یہ ہمیں ابھی قتل کروادے گا، ہمیں سزائیں دے دے گا۔ اس نے ہم کو منع کیا ہے جو ہمیں دیکھ رہا ہو تو ہم اس کے سامنے غلط کام نہیں کرتے ہیں۔

تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے لوگو! میرے نبی ﷺ سے آگے نہیں بڑھنا ہے مجھ سے ڈر جاؤ کیونکہ میں دیکھ بھی رہا ہوں اور سن بھی رہا ہوں۔ ہم پھر بھی نبی ﷺ سے آگے بڑھ جاتے ہیں تم کہو گے کہ کس طرح آگے بڑھ جاتے ہیں۔ میرے بھائیو! جو قرآن میں مسئلہ نہیں ہے جو حدیث میں مسئلہ نہیں ہے جو میرے نبی ﷺ نے نہیں بتایا ہے۔ میرے نبی ﷺ کی سیرت میں نہیں ہے آج لوگ کہہ دیتے ہیں کہ کیا حرج ہے کوئی مر جائے تو ہم تو بس قرآن ہی پڑھتے ہیں۔ میرے نبی ﷺ نے اس طرح قرآن پڑھے نہیں ہیں ہم چنوں پر قرآن پڑھتے ہیں میرے نبی ﷺ نے چنوں پر قرآن نہیں پڑھا ہے ہم تو قل کروالیتے ہیں، قرآن خوانیاں کروالیتے ہیں ہم کہتے ہیں کہ ہم خیرات کرتے ہیں اس میں کیا حرج ہے۔ میرے نبی ﷺ کے دور میں ایمان سے بتاؤ آدمی فوت ہوئے ہیں کہ نہیں میرے نبی ﷺ کے دور میں بھی وفاتیں ہوئیں۔ میرے نبی ﷺ کے دور میں قرآن مجید تھا میرے نبی ﷺ کے دور میں لوگ قرآن کے قاری تھے، میرے نبی ﷺ کو قرآن زیادہ آتا تھا اگر یہ ثواب ہے تو پیارے نبی ﷺ نے کیوں نہیں پڑھا اس کا معنی یہ ہے کہ یہ آج اپنے پاس سے ثواب بنایا گیا ہے -نبی ﷺ نے ثواب بتایا نہیں تھا۔ شاید یہ ہم ثواب اپنے پاس سے بنارہے ہیں یہ تو بہت بڑے ہم اللہ کے نبی ﷺ کو خائن بنائیں گے کہ اللہ کے نبی ﷺ جی آپ نے سارا قرآن نہیں بتایا ہے۔ آپ نے سارا دین نہیں بتایا یہ چودہ صدی کا ملاں اُٹھ کر دین کو مکمل کر رہا ہے۔

میرے بھائیو! نہ قل نبی نے کیے، نہ ساتے نبی نے کیے، نہ چالیسواں نبی نے کیا، یہ نبی ﷺ سے آگے بڑھنا ہے۔ وہ کام نہیں کرنا جو میرے نبی ﷺ نے نہیں بتایا ہے۔ جیسے جیسے نبی ﷺ کرتے چلے گئے اگر اُس طرح کرتے چلے جاؤ گے تو اس کا معنی ہے کہ ان لوگوں نے نبی ﷺ کا ادب واحترام کیا ہے تمہیں دنیا کی مثال دیتا ہوں کہ گاڑی پشاور سے چلتی ہے تو چلتے چلتے لاہور رُکتی ہے، لاہور سے پھر ملتان رُکتی ہے، ملتان سے پھر سکھر رُکتی ہے، سکھر سے چلی تو کراچی رکتی ہے تو کراچی سے آگے جو گاڑی جائے گی تو وہ کامیاب نہیں ہے۔ وہ سمندر میں گر کر تباہ ہو جائے گی جو آدمی ثواب کی گاڑی چلائے گا آدم علیہ السلام سے گاڑی چلی اور نوح علیہ السلام پر رکی ہے۔ موسیٰ کلیم اللہ پر رکی، سلیمان علیہ السلام پر رکی، الیاس علیہ السلام پر رکی، داؤد علیہ السلام پر رکی، انبیاء علیہم السلام پر رکتی رکتی اللہ کے نبی پر دین کی گاڑی مکمل ہوگئی ہے۔ جو میرے نبی ﷺ سے آگے دین کی گاڑی چلائے گا جس طرح عوامی گاڑی کراچی سے آگے تباہ ہو جاتی ہے سمندر میں گر کر برباد ہو جاتی ہے۔ اس طرح جہنم میں گر کر آدمی تباہ ہو جائے گا اس لیے میرے اللہ فرماتے ہیں کہ ﴿لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ﴾ کہ اللہ کے نبی ﷺ سے آگے نہ بڑھو، ڈر جاؤ، ڈر جاؤ۔ میں تمہیں پکڑ لوں گا۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ ہے آج کل تو بہت کچھ ہو جاتا ہے اور کہتے ہیں کہ کیا حرج ہے، پیٹ پوجا ہے، اس لیے تو کہتے ہیں کہ کیا حرج ہے ہم حلوہ کھاتے ہیں ہم مرغا کھاتے ہیں تو ہمیں یہ کاٹتے تو نہیں ہیں، ہمیں سرخ چارپائیاں اور سرخ بیڈ اِن کا ہمیں کیا دکھ ہے۔ ہم اگر اپنے پاس سے معمولی معمولی تنخواہ اکٹھی کر کے اپنے گھر کا سامان بنا رہے ہیں تو ہمیں یہ سب کچھ کاٹتا ہے، کوئی نہ کوئی تو مہینہ بعد چلتا ہی رہتا ہے اور پورا مہینہ بہترین قسم کی روٹی چلتی ہے۔ ہمیں ایک بات سے ڈر ہے کہ ہم قرآن سنتے ہیں، احادیث سنتے ہیں۔

میرے بھائیو! اگر ہم دین اسلام سے آگے جا کر اُس بات کو اجر سمجھیں گے تو اس کا معنی یہ ہے کہ ہم نے نبی پاک ﷺ سے آگے دین کی گاڑی چلا دی ہے اس سے بڑا بے ادب دنیا پر اور کوئی نہیں، مجھے ایمان سے بتاؤ کہ ادب کون کرتا ہے اور بے ادبی محمد ﷺ کی

کون کر رہا ہے، جاؤ قرآن اُٹھاؤ، جاؤ حدیث اُٹھاؤ، کہیں یہ سب بکواس ملتا ہے یہ پتہ چلتا ہے جب ہم مر گئے ادب و احترام انگھوٹے چومنا نہیں، ادب و احترام یہ ہے کہ جس طرح ایک صحابی نے کام کیا، میرے نبی ﷺ نے اس کو دعا پڑھائی دعا پڑھاتے ہوئے فرمایا "اٰمَنْتُ بِنَبِیِّکَ" اتنی دعا ہے جب صحابی دعا سنانے لگا تو کہنے لگا "اٰمَنْتُ بِرَسُوْلِکَ" پیارے نبی ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تم کو نبی پڑھایا ہے، تم رسول کیوں کہہ رہے ہو۔ صحابی کہتا ہے کہ نبی تو سب ہوئے ہیں رسول چند ہوئے ہیں۔ نبی سے رسول کا مقام زیادہ ہے۔ سارے نبی ضرور ہیں لیکن سارے نبی رسول نہیں ہیں اور سب رسولوں میں سے آپ کا نام زیادہ شان والا ہے اس لیے میں نے رسول کہا ہے اس میں ادب و احترام ہے میں نے آپ کی عزت والا نام لیا ہے تو میرے نبی ﷺ نے فرمایا! اللہ کے بندے تمہیں پتہ ہی نہیں ہے، دین وہ ہے جو میرے منہ سے نکلا ہے جو تمہارے منہ سے نکلے اور میرے منہ سے نہ نکلے تو وہ دین نہیں ہے جب یہ دین ہی نہیں بنتا ہے تو پھر تمہارے ادب کا کیا فائدہ ہے۔ یہ نبی ﷺ کا ادب ہے میرے نبی ﷺ کے منہ سے نبی نکلے یہ ادب و احترام ہے تم بھی نبی کہو اگر میرے نبی ﷺ کے منہ سے رسول نکلے تو تم رسول کہو یہ ادب ہے میرے نبی ﷺ کے منہ سے رسول نہ نکلے۔ تو تم عزت و احترام والا جملہ بھی بولو لیکن وہ نہیں بنے گا۔ میرے نبی ﷺ کا ادب و احترام یہ ہے کہ جو نبی ﷺ نے کہا ہے اس کے پیچھے چلو، اُس کے آگے نہ چلو ﴿ لَا تُقَدِّمُوْا ﴾ یہ موقف ہمارا ہے لیکن ہمیں پھر بھی گستاخِ رسول ﷺ کہتے ہو جن کو وہابی کا نام دے کر پوری دنیا میں بے عزتی کر رہے ہو ہمارا یہ مؤقف ہے ذرا نوٹ کرو اگلی بات سنو قرآنِ مجید نے میرے نبی ﷺ کا ادب و احترام ان آیات میں کیا ہے ایک درس میرے رب کا ختم ہوا تو دوسرا درس شروع ہے، فرمایا! ﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ﴾ غور کریں میں نے تمہیں بتایا ہے کہ جہاں اٰمَنُوْا آئے تو اس سے مراد مسلمان ہیں سمجھیں کہ اللہ تعالیٰ تمہیں تقریر کر رہا ہے۔

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا

تَجۡهَرُوۡا لَهٗ بِالۡقَوۡلِ كَجَهۡرِ بَعۡضِكُمۡ لِبَعۡضٍ اَنۡ تَحۡبَطَ اَعۡمَالُكُمۡ وَاَنۡتُمۡ لَا تَشۡعُرُوۡنَ۝﴾ (الحجرات:2)

میرے بھائیو! ذرا غور کرنا اور پیار محبت سے میری تقریر سننا آگے سے جمعہ پڑھنے چاہے نہ آنا لیکن اگر غلطی سے آ گئے ہو تو پھر غور سے سنیں، تعصب کی پٹی اُتار کر سنیں، یہ نہیں کہنا کہ یہ وہابی ہے، یہ سنی ہے، یہ دیوبندی یا بریلوی ہے میں کوئی بھی نہیں ہوں میں عام سا غلطی کرنے والا بس نکما سا نبی ﷺ کا غلام ہوں۔ مجھے اس طرح ہی سمجھ لو میرے بھائیو غور کریں۔ اللہ نے قرآن مجید میں مومنوں سے مخاطب ہو کر فرمایا:

اے ایمان والو اے کلمہ پڑھنے والا ﴿لَا تَرۡفَعُوۡۤا اَصۡوَاتَكُمۡ فَوۡقَ صَوۡتِ النَّبِیِّ﴾ تم اپنی آوازوں کو اونچا نہ کیا کرو۔ نبی پاک ﷺ کی آواز سے تمہاری آواز بلند نہ ہو جب تم میں نبی موجود ہوں تو تمہاری آوازیں پست ہوں اور میرے نبی ﷺ کی آواز بلند ہو یہ نہ ہو کہ تمہاری آوازیں اُونچی اُونچی ہوں اور نبی ﷺ کی آواز پست ہو جائے یہ نبی ﷺ کا ادب واحترام ہے آدابِ محمد ﷺ کیا ہے کہ نبی ﷺ کی آواز سے اونچی آواز نہیں کرنا، آگے فرمایا:

﴿وَلَا تَجۡهَرُوۡا لَهٗ بِالۡقَوۡلِ كَجَهۡرِ بَعۡضِكُمۡ لِبَعۡضٍ﴾

اور جس طرح آپس میں بلا تکلف باتیں کرتے ہو جس طرح اُونچی اُونچی باتیں کرتے ہو اس طرح نبی ﷺ کے ساتھ اُونچی اُونچی زبان استعمال نہیں کرنی ہے۔ اے میرے بھائیو اگر تم اس طرح کرو گے تو ہمارے لیے ڈانٹ آرہی ہے جو آدابِ محمد ﷺ کا لحاظ نہیں کرے گا نبی ﷺ بیٹھے ہوں اور تم اُونچا اُونچا بولتے جاؤ ﴿اَنۡ تَحۡبَطَ اَعۡمَالُكُمۡ﴾ ورنہ میں تمہاری ساری زندگی کے اعمال برباد کر دوں گا، تباہ کر دوں گا، ضائع کر دوں گا، تمہاری نمازیں بھی ضائع ہو جائیں گی۔ اگر تم نے بے ادبی کی اور تم نے نبی ﷺ کا ادب نہیں کیا جو نبی ﷺ کا ادب نہیں کرتا تو میں اُس کی نماز تباہ کر دوں گا، میں اُس کا روزہ تباہ کر دوں گا، میں اُس کا حج تباہ کر دوں گا، میں اُس کا عمرہ تباہ کر دوں گا، میں اُس کی نفلی عبادت تباہ کر دوں گا، میں اُس

کی فرضی عبادت تباہ کردوں گا، میں رات تباہ کردوں گا، میں دن تباہ کردوں گا، لیل و نہار تباہ کردوں گا، صبح و شام تباہ کردوں گا، ساری زندگی کے عمل برباد کردوں گا، اگر تم نے اپنی آوازوں کو میرے نبی ﷺ کی آواز سے بلند کردیا کچھ ہم بھی اپنی طرف غور کریں۔ نبی ﷺ موجود ہوں تو نبی ﷺ کی آواز سے اپنی آواز بلند نہیں کرنی ہے یہ بے ادبی ہے اگر جج بیٹھا ہو آج کا جج سپریم کورٹ میں بیٹھا ہو۔ تو تم اُونچا اُونچا بولو کہ میری بھینس نکل گئی ہے، میری بکری نکل گئی ہے، مجھے یہ ہوگیا ہے، مجھے وہ ہوگیا ہے تو وہ جج کہے گا کہ بکواس کرتے ہو، تمہیں بولنا نہیں آتا ہے ذرا ادب و احترام تو کرو ادب و احترام کیا ہے وہ یہ کہ خاموشی سے آہستہ آہستہ احتیاط سے باتیں کرو جج اپنی آواز کو پستی کی طرف مائل نہیں ہونے دیتا۔ تو میرے نبی ﷺ موجود ہوں تمہاری مجلس میں ہوں تو تم اُونچی اُونچی نعتیں پڑھو اور بعد میں پتہ نہیں کہ کیا کچھ کرو۔ ذرا غور کریں کہ یہ نبی ﷺ کے دور میں روکا جارہا ہے۔ میرے نبی ﷺ کے دور میں سپیکر نہیں تھے، چاہے جتنی بھی صحابہ رضی اللہ عنہم کی آوازیں اُونچی ہوں لیکن ان سپیکروں سے آہستہ ہی تھیں۔

میرے بھائیو! جب یہ آیات نازل ہوئیں تو ایک صحابی رضی اللہ عنہ ہے وہ گھر بیٹھ گیا نماز پڑھنے کے لیے نہ آیا ایک دن نہ آیا دوسرے دن بھی نہ آیا، تیسرے دن بھی نہ آیا، تو میرے نبی ﷺ نے فرمایا کہ فلاں آدمی نہیں آرہا ہے، کیا ہوا ہے، صحابہ رضی اللہ عنہم نے فرمایا وہ اس لیے نہیں آرہا ہے کہ قرآن میں آیا ہے کہ جو نبی ﷺ کی آواز سے اپنی آواز کو بلند کرے گا تو اُسکی ساری زندگی کے عمل برباد ہو جائیں گے۔ آج تین دن ہوگئے ہیں نہ وہ آرہا ہے نہ وہ چپ ہو رہا ہے وہ اپنے غم میں روتا چلا جارہا ہے کہ میری تربیت کے لیے قرآن کی آیت آگئی ہے کیونکہ میری آواز دوسروں سے کافی بلند ہے۔ میرے نبی ﷺ نے فرمایا: اُس نوجوان کو بلاؤ، جب بلایا گیا تو آپ نے فرمایا! اے صحابی تمہارے لیے یہ حکم نہیں ہے جو جان بوجھ کر اُونچا اُونچا بولتا ہے یہ اُن کے لیے حکم ہے تمہاری تو آواز اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی اتنی اُونچی ہے۔ ساتھ صحابی رضی اللہ عنہ کہتا ہے کہ ٹھیک ہے چلو میں آجاؤں گا، ان شاء اللہ میں

آؤں گا۔ چاہے میری آواز ویسے ہی بلند ہو جاتی ہے پھر بھی میں اُونچی نہیں کروں گا۔ یہ صحابی رضی اللہ عنہ ڈر گیا آج کہتے ہیں کہ نبی ﷺ ہماری مجلس میں ہیں میں نے اُس مسلک کا نام نہیں لینا لیکن ذرا غور کریں کہ قرآن پر عمل کس کا ہے اور بے ادبی کا الزام ہم پر لگایا جاتا ہے ہم پتہ ہے کیا کہتے ہیں کہ پیارے نبی ﷺ اس وقت اللہ کے پاس آرام کر رہے ہیں لیکن ایک مسلک ایسا ہے وہ کہتا ہے نہیں نہیں۔ نبی ﷺ مجلس میں ہیں وہ ہماری مجلسوں میں آتے ہیں اللہ کے نبی ﷺ حاضر ناظر ہیں۔ اچھا ایمان سے بتاؤ کہ نبی ﷺ وہاں موجود ہوں تو سپیکر میں تقریر کرنا کس طرح جائز ہو جائے گی کیونکہ نبی ﷺ کی آواز سپیکر سے تو بلند نہیں ہوسکتی ہے نبی ﷺ مجلس میں موجود ہیں اور سپیکر چل رہے ہیں ساؤنڈ سسٹم چل رہے ہیں، اُونچی اُونچی آواز میں نعت پڑھی جا رہی ہے تقریر کی جا رہی ہے، نعرے لگائے جا رہے ہیں، اگلے مذہب پر اٹیک جاری ہیں۔

ہائے میرے بھائیو! اس کا معنی ہے کہ یا تو نبی ﷺ کو جو اس طرح سمجھتا ہے وہ غلط ہے یا پھر اُن کی تقریریں وعظ و نصیحت اور سپیکروں میں اُونچی اُونچی بولنا بہت زیادہ غلط ہے۔ پتہ ہے پھر تقریر کس طرح کرنی چاہیے کہ سپیکر بند ہوں، آہستہ آہستہ کہیں کہ نبی ﷺ موجود ہیں، نمازیں پڑھو، حج کرو، اس طرح آہستہ آہستہ بولیں، اگر نبی ﷺ کی آواز سے آواز بلند ہوگئی تو سب عمل برباد ہیں۔ ہائے نبی ﷺ موجود ہیں اور اُونچی اُونچی اہلحدیثوں کے خلاف گالیاں بھی موجود ہیں، نعرے بازی بھی موجود ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ موجود ہیں ایک کہتا ہے:

آ گیا وہ آنے والا جس کا سارا نور ہے

مذہب یہ ہے کہ نبی ﷺ ہر وقت ہمیشہ ہم میں حاضر ناظر ہیں اور نعت کیا پڑھی جا رہی ہے:

آ گیا وہ آنے والا جس کا سارا نور ہے

لوگ سبحان اللہ کہہ رہے ہیں۔ ایک اور نعت خواں اُٹھا وہ کہتا ہے تمہارا مذہب یہ ہے کہ

نبی ﷺ ہر وقت موجود ہیں مگر کہتا ہے آ گیا اس کا معنی یہ ہے کہ پہلے نبی ﷺ نہیں اور اب آئے ہیں۔ اپنے جملے میں خود ہی پکڑے جاتے ہیں کہتے ہیں کہ نبی ﷺ موجود ہیں پھر آئے کہاں سے ہیں۔

آ گیا پھر اس کا معنی یہ ہے کہ پہلے نہیں تھے اور اب آ گئے ہیں دوسرا بولا نہیں نہیں،

دم بہ دم پڑھو درود حضرت بھی ہیں یہاں موجود

ایک ہی مسلک ہے اور موقف دو دو ہیں۔ کہتا ہے تمہیں نہیں پتہ ہے آئے نہیں تھے درود پڑھو وہ یہاں ہی ہیں۔ اب بھی یہاں ہی ہیں اور خود سپیکر میں پڑھ رہا ہے۔ نبی ﷺ موجود ہوں تو اُونچی آواز نہیں کرنی چاہیے لیکن جو سپیکر میں بولے تو مجھے ایمان سے بتاؤ کہ وہ آواز نبی ﷺ کی آواز سے بلند ہوگی کہ نہیں پتہ یہ چلا کہ اگر ان کا یہ عقیدہ ہے تو پھر ان کے سب عمل برباد ہوں۔ یا پھر سپیکر آج کے بعد توڑ دو، وہ کہتا ہے کہ یہاں ہی ہیں، تیسرا بولا وہ نعت خواں کہتا ہے۔

وگنی اے پرے دی ہوائے نیں
جا کے میرا سلام نبی نوں مدینے پہنچائے نیں

کوئی پکڑنے والا ہی نہیں ہے، کوئی پوچھنے والا ہی نہیں ہے، مسلک ایک ہی ہے، ایک ہی منبر ہے، ایک ہی اسٹیج ہے، اس نے عجیب تقریر کردی ہے۔ کہتا ہے:

نہ آئے تھے نہ موجود ہیں۔ کہاں آئے ہیں وہ تو مدینہ میں ہیں اُن کو ہواؤں کے ذریعے سلام جارہے ہیں۔ اے میرے بھائیو! چلو ایک مؤقف ہو لیکن ایک ہی منبر ہے ایک ہی مسلک ہے، ایک ہی جلسہ ہے، ایک ہی اسٹیج ہے، جب ایک نے کہا

آ گیا آنے والا جس کا سارا نور ہے

تو کسی نے سوال نہ کیا کہ وہ کہاں سے آئے۔ آپ ﷺ تو ہر وقت یہاں حاضر ناظر ہیں لیکن آئے کہاں سے ہیں کسی نے سوال نہ کیا، دوسرا کہتا ہے

دم بہ دم پڑھو درود حضرت بھی یہاں موجود

آئے نہیں وہ موجود ہیں تو کسی نے سوال نہ کیا کہ نبی ﷺ موجود ہیں اب کہہ رہا تھا کہ آ گئے تمہاری باتوں کی ہمیں سمجھ نہیں آ رہی ہے کسی نے کوئی سوال نہ کیا۔ تیسرا کہتا ہے:

وگنی اے پُرے دی ہوائے نیں

جا کے میرا سلام نبی پاک نوں پہنچائے نیں

دوسری طرف کیا حکم ہے اللہ کے نبی ﷺ دنیا سے چلے گئے۔ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ تلوار پکڑ کر کھڑے ہو گئے کہنے لگے کہ جو کہے گا نبی ﷺ دنیا سے چلے گئے ہیں تو میں اس کی گردن اُڑا دوں گا۔ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ منبر پر بیٹھ کر کہتے ہیں۔

﴿وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـًٔا﴾ (آل عمران: 144)

سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اے لوگو! سن لو محمد اللہ کے رسول ہیں پہلے بھی دنیا پر نبی آئے ہیں اور جا چکے ہیں میرے نبی ﷺ بھی دنیا پر آئے ہیں اور چلے گئے ہیں اگر نبی شہید ہو جائیں یا فوت ہو جائیں تو کیا تم اسلام کی ایڑھیوں پر پھسل جاؤ گے۔ میرے بھائیو غور کریں جو آدمی کہے کہ نبی ﷺ دنیا سے گئے نہیں ہیں تو میں کہتا ہوں کہ نبی ﷺ دنیا سے چلے گئے ہیں کیونکہ قرآن نے کہا ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے جانا ہے۔ میرے نبی ﷺ نے خود کہا تھا اے لوگو "وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ" میری موت لِلّٰہِ، میری قربانی لِلّٰہِ، میری نماز لِلّٰہِ، میرا دنیا سے جانا لِلّٰہِ، میرے نبی ﷺ تو دنیا پر ہی کہہ گئے ہیں اللہ کے نبی ﷺ فوت ہو گئے ہیں۔ میرے نبی ﷺ دنیا چھوڑ کر چلے گئے ہیں اگر نبی ﷺ دنیا سے نہیں گئے تو آج کہا جاتا ہے جو نبی ﷺ کو فوت کہتے ہیں وہ نبی ﷺ کی بے ادبی کرتا ہے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ جو آیات قرآن مجید میں پیارے نبی ﷺ کی وفات ثابت کر رہی ہیں تو کیا قرآن نبی ﷺ کی بے ادبی کرتا ہے کیا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کی بے ادبی کر سکتے ہیں۔

میرے نبی ﷺ کا دوست ابوبکر رضی اللہ عنہ ہے نبی ﷺ کے لیے گھر چھوڑ گئے، بیوی کی فکر

نہیں کی، گھر کی فکر نہیں کی، ہجرت میں ساتھ ہیں۔ میرے نبی ﷺ کا ادب کرنے والا کائنات میں اگر سب سے بڑا کوئی ہے تو آدمیوں میں سے وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں اور کتابوں میں سے قرآنِ مجید ہے۔ اور وعظ میں رب رحمان ہے۔ اللہ نے حکم نازل کیا قرآن مجید میں نبی کی وفات کے تذکرے آ گئے۔

سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کہنے لگیں اے انس رضی اللہ عنہ تم میرے باپ کو زمین میں دفن کرنے لگے تو تمہیں ترس نہ آیا۔ کہنے لگے کہ ہاتھ کانپ رہے ہیں لیکن تقدیریں ورت گئی ہیں آج کہا جاتا ہے کہ نہیں یہاں ہی موجود ہیں، پوچھیں نبی پاک ﷺ کی عمر کتنی ہے تو کہتے ہیں کہ تریسٹھ سال ہے۔ دوسری طرف کہتے ہیں کہ حاضر ناظر ہیں تو پھر تریسٹھ سال کا کیا معنی ہے پھر کہا کرو کہ چودہ سو سال ہو گئے ہیں۔ آگے کا پتہ کوئی نہیں ہے پھر اس طرح نہ کہا کرو کہ تریسٹھ سال عمر ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کو معراج ہوا ہے، معراج پر تقریریں کرتے ہیں، پیسے لیتے ہیں، معراج پھر کیا ہوا، اگر نبی ﷺ حاضر ناظر ہیں تو معراج کیا ہے۔ کہتے ہیں کہ نبی حاضر ناظر ہیں۔ اگر نبی ﷺ حاضر ناظر ہیں تو پھر کچھ سورتیں مکی ہیں اور کچھ مدنی ہیں، پھر مکی مدنی نہ کہو پھر ایسا سورت کا نام رکھو جو ہر جگہ پر فٹ ہو کہا جاتا ہے کہ نبی ﷺ کو ہجرت ہوئی ہے پہلے مکہ تھے، پھر مدینہ چلے گئے جب مکہ تھے تو پھر مدینہ میں نہیں تھے۔

جب مدینہ میں تھے تو پھر مکہ میں نہیں تھے جب پہلے آسمان پر تھے تو دوسرے پر نہیں تھے جب دوسرے پر تھے تو تیسرے پر نہیں تھے جب پانچویں پر تھے تو چھٹے پر نہیں تھے، جب چھٹے پر تھے تو ساتویں پر نہیں تھے، جب ساتویں پر تھے تو زمین پر نہیں تھے، جب زمین پر تھے تو آسمان پر نہیں تھے، ہمارا عقیدہ یہ ہے تمہارا عقیدہ چاہے جو مرضی ہے۔ بہرحال دیکھ لو کہ ادب و احترام کس میں ہے اگر پیارے نبی ﷺ کو موجود سمجھتے ہو تو پھر اُونچا بولنا جائز نہیں ہے اگر اُونچا بولو گے اپنی آواز بلند کرو گے تو تمہارے عمل برباد ہو جائیں گے یہ آدابِ محمد ﷺ ہے کہ اگر نبی ﷺ موجود ہوں تو تمہاری آواز بلند نہیں ہونی چاہیے کیونکہ تم اُمتی ہو اور محمد اللہ کے نبی ہیں۔

میرے بھائیو! اگر اللہ کے نبی ﷺ موجود ہیں تو پھر میں نے نماز کروانی ہے۔ دوسری طرف بھی مولوی نے کروانی ہے تو کیا نبی ﷺ کو نماز کروانا نہیں آتی ہے کیا یہ ادب ہے کہ نبی ﷺ موجود ہوں اور میں نماز کرواؤں۔ ایمان سے بتاؤ نبی ﷺ تمہاری مجلس میں موجود ہوں تو تم کہو کہ یٰسین بلوچ تم ہی جمعہ پڑھاؤ کیونکہ تمہارا جمعہ اچھا ہے، تمہاری تقریر اچھی ہے، تمہارا درس اچھا ہے، تمہارا وعظ اچھا ہے، ایمان سے بتاؤ کہ اس میں میرے نبی ﷺ کا ادب ہے یا توہین ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ کا ادب یہ ہے کہ اے مولوی پیچھے ہٹ جاؤ آج محمد ﷺ جمعہ پڑھائیں گے۔ آج نبی جماعت کروائیں گے، ادھر میں کروا رہا ہوں، اُدھر مولوی کروا رہا ہے اور عقیدہ یہ ہے کہ نبی ﷺ موجود ہیں یہ ادب نہیں ہے ادب یہ ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ جماعت کروائیں۔ مگر مولوی کھڑے ہیں اور نبی ﷺ پیچھے کھڑے ہیں اس کا معنی تو پھر یہ ہے کہ نبی ﷺ پیچھے ہیں۔ (استغفر اللّٰہ)

جب نبی ﷺ بیت المقدس میں موجود تھے تو جناب آدم علیہ السلام کی جرأت نہیں۔ نوح علیہ السلام کی جرأت نہیں، ابراہیم علیہ السلام کی جرأت نہیں۔ انبیاء علیہم السلام نے اُس وقت نماز نہیں کروائی۔ میرے نبی ﷺ امام الانبیاء بنے یہ نبی ﷺ کا ادب ہے۔ اللہ نے ادب کیا، حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بازو پکڑا اور جائے نماز پر کھڑا کر دیا تو سب نبی مقتدی بنے اور محمد ﷺ امام ٹھہرے۔ یہ ادب و احترام ہے اِدھر میں جماعت کرواتا ہوں کہتا بھی ہوں کہ نبی ﷺ موجود ہیں (استغفر اللّٰہ)۔ ہم کہتے ہیں کہ نبی ﷺ موجود نہیں ہیں اس لیے جائے نماز پر آنے کی جرأت ہے تم کہتے ہو کہ نبی ﷺ موجود ہیں اور تمہاری جرأت جائے نماز پر کھڑے ہونے کی ہوتی ہے۔

اس کا معنی یہ ہے کہ بہت بڑی بے ادبی محمد ﷺ کی تم نے کی ہے۔ فتویٰ ہم پر لگائے جا رہے ہو ﴿اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ﴾ آگے والی بات سنیں جو نبی ﷺ کا ادب واحترام کرے گا۔

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ

امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰی لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ۝﴾

(الحجرات:3)

فرمایا جولوگ نبی ﷺ کے سامنے اپنی آوازوں کو پست کر لیتے ہیں نبی ﷺ کی آواز اُونچی ہوتی ہے اور اُن کی آوازیں نیچی ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو میں نے تقویٰ کے لیے چن لیا ہے تقویٰ والے لوگ وہ ہوتے ہیں جو کہ نبی ﷺ کا ادب واحترام کریں کہ نبی ﷺ مجلس میں موجود ہوں۔ تو اپنی آوازیں آہستہ آہستہ نکالتے ہیں جیسے کہ آواز نکال ہی نہیں رہے ہیں۔ فرمایا ان کے لیے میں نے مغفرت تیار کر رکھی ہے جو نبی ﷺ کے سامنے آہستہ آہستہ بولتا ہے اُونچی آواز میں نہیں بولتا ہے۔ تو نبی ﷺ کا ادب واحترام کرنے والے کو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں یہ مقام دیتا ہوں کہ ﴿لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ﴾ ساری زندگی کے گناہ میں نے معاف کر دیئے کیونکہ اس آدمی نے نبی ﷺ کی آواز کے سامنے اپنی آواز کو آہستہ کیا ہے۔ نبی ﷺ کا ادب واحترام کیا ہے جو آداب محمد ﷺ کا لحاظ کرے۔ تو میں رب اُس کا لحاظ کرتا ہوں کہ ساری زندگی کے گناہ معاف کر دیئے۔ اور اُس کے لیے بہت بڑا جنت میں اجرِ عظیم ہے جو نبی ﷺ کے ادب کا لحاظ کرتا ہے اُس کے لیے اللہ تعالیٰ نے اتنی بڑی شانیں بنائیں کہ اُس کو اللہ تعالیٰ نے تقویٰ والا بنایا ہے اُس کے گناہ معاف ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اُس کے لیے اجرِ عظیم رکھا ہے۔

دوسری طرف فرمایا:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ۝﴾

(الحجرات:4)

جو نبی پاک ﷺ کے کمروں کے پیچھے کھڑے ہو کر اُونچی اُونچی آوازیں دیتے ہیں یا محمدؐ یا محمدؐ اللہ کے نبی ﷺ ابھی تبلیغ کر کے آئے تھکاوٹ سے دو چار آئے آپ ﷺ آرام کر رہے ہیں اور یہ باہر کمروں کے پیچھے کھڑے ہو کر آوازیں دے رہے ہیں نیا نیا دور تھا، بدو لوگ بے چارے تھے اُن کو ابھی تک صحیح مسائل کا پتہ بھی نہیں تھا۔ باہر کھڑے ہو کر کہتے ہیں

یا محمد ﷺ یا محمد ﷺ اونچی اونچی کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جو کمروں کے باہر کھڑے ہوکر نبی ﷺ کو آرام نہیں کرنے دیتا ہے باہر کھڑے ہوکر اُونچی اُونچی آوازیں دیتا ہے ''یَا مُحَمَّدُ ﷺ، یَا مُحَمَّدُ ﷺ وَاَکْثَرُھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ '' اکثر یہ بے عقل ہیں، بے وقوف ہیں۔

اب ایمان سے بتاؤ آج اونچا اونچا کون کہتا ہے '' یا محمد ﷺ، یا محمد ﷺ '' کہنا ہے ان اہلحدیثوں نے جلتے رہنا ہے کہتے ہیں نہ تو یہ وہ لوگ ہیں جو یا محمد ﷺ کہتے تھے یہ بے عقل ہیں ﴿وَاَکْثَرُھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ ﴾ اکثر اُن میں ایسے ہیں جن کو عقل ہی نہیں ہے جو یہ نام لے کر اونچا اونچا بولتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تم میں عقل نہیں ہے تم بے وقوف ہو، اور کہتے ہم کو ہو کہ ہم بے ادب ہیں دیکھو کہ ایک آدمی ڈاکٹر ہے اُس کو کوئی کہے اے قیوم پہلے تو بہ کہ اُس نے تمہاری بات ہی نہیں سننی ہے۔ حالانکہ وہ واقع ہی قیوم ہے عبدالقیوم اُس کا نام ہے لیکن وہ ڈگریاں حاصل کر کے ڈاکٹر بن گیا۔ آج اس کی عزت یہ ہے کہ اس کا صفاتی نام لیا جائے، صفاتی کیا ہے کہ یہ ڈاکٹر ہے حالانکہ حقیقی نام عبدالقیوم ہی ہے جو ماں باپ نے رکھا ہے اُس کو اگر آدمی کہے اے قیوم میرے باپ کا اپریشن کرو۔ تو اُس نے کہنا ہے کہ کس کو کہہ رہے ہو یہ کہے گا کہ تمہیں کہہ رہا ہوں۔ تم قیوم نہیں ہو، وہ ڈاکٹر کہے گا کہ تمہیں تو ادب واحترام ہی نہیں ہے۔ کبھی کسی ڈاکٹر کا اس طرح نام لے کر کہا ہے کہتے ہیں ڈاکٹر صاحب پروفیسر صاحب عالم صاحب، قاری صاحب تم مجھے کہو اے یٰسین اے یٰسین یہ تقریر کرو۔ تو میں نے کرنی نہیں ہے۔ چاہے میں کر ہی دوں لیکن میں بات سمجھا رہا ہوں، سوچوں گا کہ یار اِن کو ادب ہی نہیں ہے۔ یٰسین یٰسین کہے جا رہے ہیں۔ حالانکہ یٰسین میرا نام ہی ہے نہ۔ اصل میرے نبی ﷺ کا نام محمد ﷺ ہے جو یا محمد ﷺ، یا محمد ﷺ کہتا ہے تو اُس نے اللہ کے نبی ﷺ کی بے ادبی کی ہے۔

میرے بھائیو! صفاتی نام لو، جس طرح اللہ تعالیٰ نے کہا ہے ﴿یٰاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ – یٰسٓ وَ الْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ ﴾ اے میرے بھائیو! یا محمد ﷺ، یا محمد ﷺ نہ کہا کرو اس کے

ساتھ اللہ کے نبی ﷺ کی توہین ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ کو کہنا ہے تو رسول اللہ ﷺ کہا کرو۔ امام الانبیاء محمد ﷺ والئ بطحا محمد ﷺ، سید المرسلین نبی ﷺ، امام المجاہدین نبی ﷺ، سید دو جہاں نبی ﷺ، والئ کوثر نبی ﷺ اس طرح کہا کرو۔ یہ نبی ﷺ کا ادب واحترام ہے نبی ﷺ کا اصل ذاتی نام لے لے کر نہ کہا کرو اپنے باپ کا اصلی نام لے کر بیٹا پکارے تو باپ توہین سمجھتا ہے، ڈاکٹر کا اصلی نام لیں تو ڈاکٹر توہین سمجھتا ہے، مولوی کا اصلی نام لو تو مولوی توہین سمجھتا ہے، خطیب کا اصلی نام لو تو خطیب توہین سمجھتا ہے، علامہ کا اصلی نام لو تو علامہ توہین سمجھتا ہے، پروفیسر کا اصلی نام لو تو پروفیسر توہین سمجھتا ہے اور جو نبی ﷺ کا اصلی نام لے کر یا محمد ﷺ، یا محمد ﷺ کہے جا رہا ہے۔

تو ایمان سے بتاؤ کہ اس میں میرے نبی ﷺ کی توہین نہیں سمجھیں گے اللہ کے نبی ﷺ کا ادب واحترام کیا کرو۔ اس طرح اُونچی اُونچی آوازیں نہ لگایا کرو، آہستہ آہستہ کہا کرو اگر اِس طرح کہتے چلے جاؤ گے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ اکثر لوگ بے وقوف اور جاہل ہیں۔ اب ان ساری آیات پر غور کریں فیصلہ تم نے کرنا ہے کہ ادب کون کرتا ہے اور بے ادبی کون کرتا ہے۔ میں نے کسی کا نام تو نہیں لیا ہمارے تو نام بھی لیتے ہو کہ ہم نے یامحمد ﷺ کہنا ہے۔ ان اہلحدیثوں نے جلتے رہنا ہے کہتے ہو نہ۔ ہم نے کبھی کہا ہے کہ ہم نے محمد رسول اللہ ﷺ کہنا ہے ان بریلویوں نے جلتے رہنا ہے ہم نے کبھی نہیں کہا ہے۔ تم نے سب کچھ کہا ہے ہمارا تو صبر ہی ہے۔

اللہ تعالیٰ کیا فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں گھروں سے باہر آوازیں دینے والو، بے وقوفو اس طرح نہ کیا کرو۔

﴿وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ﴾

(الحجرات:5)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب میرا نبی ﷺ کمرے میں داخل ہو جائے اللہ کے نبی ﷺ گھر میں داخل ہو جائیں تو پھر صبر کرنا ہے تو اللہ کے نبی ﷺ اپنے آپ اپنی

ضرورت کے تحت تمہارے پیچھے نہیں بلکہ خود ہی وہ نکل آئیں گے خود ہی اُن کو ضرورتیں پیش آ جائیں گی۔ ایک تو اُن کو ضرورت نماز کی ہے کہ وہ نماز کے لیے آئیں یہ تمہارے لیے بہت اچھی بات ہے۔ لیکن نبی ﷺ کو مجبور نہ کیا کرو۔ اُونچی اُونچی یا **محمد**، یا **محمد** اس طرح نہ کہا کرو وہ بدو اسی طرح کہتے تھے تو اللہ نے کہا اے بے وقوفو! اللہ کو بھی یہ بات پسند نہ آئی تو آج کون یا **محمد**، یا **محمد** کہتا ہے۔ گستاخِ رسول ﷺ ہم ہیں بے ادب ہم ہیں اور کہتے تم ہو۔ انصاف کی تکڑی بھی دنیا میں نہیں رہی ہے۔ ٹائم کافی ہوگیا ہے آیات تو باقی اور بھی تھیں۔

اللہ پاک سے دعا ہے کہ جو میں نے سنایا ہے اور تم نے سنا ہے وہ اللہ قبول کرے (آمین)۔ آدابِ محمد نبی ﷺ کا ادب و احترام کرو۔ نبی ﷺ کا ادب یہ ہے کہ جو نبی ﷺ کہے اُس پر ڈٹ جاؤ۔ اُس پر عمل کرو۔ اہلحدیثو، دیوبندیو، حنفیو داڑھیاں رکھ لو، شلواریں ٹخنوں سے اُوپر رکھا کرو، نماز کے پابند ہو جاؤ۔ یہ نبی ﷺ کا ادب و احترام ہے۔ ایک طرف بہت بڑے دعوے کرو، دوسری طرف اپنی مرضی کرتے چلے جاؤ، تو یہ ادب نہیں ہے۔ ادب یہ ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے جو کہا ہے اُس پر عمل کرتے چلے جاؤ۔

اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ



شفاعتِ رسول ﷺ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ ابْتَغُوْٓا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ﴾

(المائدہ:35)

اللہ رب العالمین کا بہت بڑا احسان ہے کہ جس رب نے ہم سب کو مسلمان بنایا، اللہ رب العالمین کا بہت بڑا احسان ہے کہ جس رب نے قرآن وحدیث سماعت کرنے کے لیے ہم سب کو اپنے گھر میں جمع فرمایا۔ دعا فرماؤ کہ اللہ مجھے حق اور سچ بیان کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور میں جو سناؤں تو اللہ سب کو عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ (آمین)

آج میرا موضوع شفاعت کے بارہ میں ہے۔ قیامت والے دن کچھ لوگ بندوں کی سفارش کریں گے اور ان میں ایک امام کائنات جناب محمد رسول اللہ ﷺ بھی ہیں۔ جنہوں نے اپنے امتیوں کی سفارش کرنی ہے۔ نبی ﷺ کی سفارش کے بغیر کوئی بندہ جنت میں نہیں جائے گا اور سفارش کن کے لیے ہوگی وہ ان شاء اللہ سب چیزیں آج کے جمعہ میں بیان کی جائیں گی۔ دعا کرو کہ اللہ مجھے صحیح بیان کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

آج کے دور کے اندر شفاعت کا معنی کچھ غلط بیان کیا جا رہا ہے، شفاعت کا عام تصور یہ کیا جا رہا ہے کہ نیک آدمی یا ولی اللہ کوئی پیر فقیر کسی کو نیک آدمی سمجھ کر اُس کو پکڑ لو، اس موضوع کی تمہیں سمجھ نہیں آئے گی اگر اس کو توجہ سے نہیں سنو گے، تھوڑا سا مشکل ہے، توجہ سے سنو گے تو ان شاء اللہ آسان بھی ہے۔ میرے بھائیو! عام طور پر شفاعت کا تصور یہ کیا جا رہا ہے کہ کوئی نیک آدمی کوئی اللہ کا ولی کوئی پیر یا فقیر اُس کو نیک آدمی سمجھ کر اُس کو پکڑ لو،

اور اُسے پکڑتے اس نیت سے ہیں کہ یہ قیامت کو سفارش کرے گا۔ اور اس کی سفارش سے ہم جنت میں چلے جائیں گے۔ یہ عام طور پر شفاعت کا تصور ہے کہ یار تم بہت نیک آدمی ہو، میں تمہاری غلامی اس لیے کر رہا ہوں کہ تمہاری وجہ سے میں جنت میں چلا جاؤں گا۔ تم اللہ کے ہاں میری سفارش کر دینا۔ یہ جو تصور ہے تو شفاعت کا تصور سراسر ہی غلط ہے۔ کوئی نیک ہو کوئی برا ہو، کوئی عالم ہے، کوئی قاری ہے، کوئی خطیب ہے، کوئی ادیب ہے، کوئی نبی ہے، کوئی رسول ہے، کوئی ولی ہے، کوئی شہید ہے۔ جو کسی کو شفاعت کی نیت سے پکڑتا ہے یہ تصور جب آدمی بنائے گا تو پھر بڑی بڑی خرابیاں پیدا ہوں گی۔ ایک تو یہ بھی خرابی بنے گی کہ جب بندے کا ذہن اور عقیدہ یہ بنے گا کہ میری سفارش میرا پیر کرے گا، میری سفارش کرنے والا میرا مولوی بنے گا، میری سفارش کرنے والا میرا قاری بنے گا، میری سفارش کرنے والا میرا شہید بیٹا بنے گا، یا میرا شہید بھائی بنے گا، اس طرح تصور کر بیٹھنا یہ بات درست نہیں ہے۔ اگر یہ ذہن بناؤ گے تو بڑی بڑی خرابیاں پیدا ہوں گی۔ میں چند ایک کا ذکر کرتا ہوں زیادہ کا نہیں۔ خرابیاں تو بہت زیادہ آئیں گی ایک تو بندہ پھر یہ مثالیں دے گا کہ یار کسی افسر کو ملنا ہو تو تعلق یا وسیلے سے ملا جاتا ہے تو دنیا کے افسر کے ساتھ اللہ کی مثال دیتے ہیں۔

کہیں گے کہ کتنے عجیب اہلحدیث ہیں کہ یہ کہتے ہیں کہ اللہ ڈریکٹ مل جاتا ہے، دنیا کا افسر تو ڈریکٹ نہیں مل سکتا ہے، اُس سے ملنے کے لیے تو وسیلے اور شفاعت کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ اہلحدیث کہتے ہیں کہ اللہ پاک ڈریکٹ مل جاتے ہیں۔ پھر یہ مثالیں اللہ کے ساتھ اور دنیاوی افسروں کے ساتھ تو یہ بات بھی ٹھیک نہیں ہے۔ یہ بھی ایک بہت بڑی خرابی ہے۔ دیکھو میرے بھائیو! افسر کو تو علم نہیں ہے کہ باہر کون آیا ہے۔ اُس کو پتہ نہیں ہے کہ باہر کون آیا ہے، ہوسکتا ہے وہ ڈریکٹ بلائے، تو وہ آگے سے افسر کا قاتل ہو، اُس کو مل کر اُس کو قتل کرنا چاہتا ہو۔ وہ افسر اندر کرسی پر بیٹھا ہے، اُس کو کمروں کی خبر نہیں ہے کہ باہر آنے والا کون ہے۔ تم لوگ ان دنیاوی افسروں کی اللہ کے ساتھ مثالیں دیتے ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾

(النحل:74)

اے لوگو مجھ سے بندوں کی مثالیں نہ دیا کرو، میں تو جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے ہو، مجھے تو علم ہے کہ باہر آنے والا کون ہے، دعا کرنے والا کون ہے، میرے در پر آنے والا کون ہے، مجھ سے فریاد کرنے والا کون ہے، مجھے پکارنے والا کون ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں تو سب کچھ جانتا ہوں یہ اُس وقت خرابیاں پیدا ہوتی ہیں کہ جب لوگ اپنے طور پر نیک لوگوں کو اور بزرگوں کو سفارشی بنا کر بٹھالیں۔ سفارشی خود طے کرلینا، یہ بھی ایک بہت بڑی غلطی ہے۔ آج کل لوگ خود اپنے اپنے سفارشی طے کررہے ہیں کہ یہ میرا پیر ہے اور یہ میرا سفارشی ہے۔ وہ بھی آگے سے کہتا ہے کہ نمازوں کی کوئی ضرورت نہیں، حج کی کوئی ضرورت نہیں، زکوٰۃ کی کوئی ضرورت نہیں، میں تمہارا پیر ہوں۔ تم میرے مرید ہو، تو پھر میں نے تمہاری سفارش کرنی ہے، تم میرے جھنڈے کے نیچے آؤ گے۔ تو وہ بھی حوصلے میں آجاتے ہیں۔ لوگوں نے خود اپنے سفارشی طے کرلیے ہیں۔ ہائے میرے بھائیو! یہ بہت بڑی خرابی ہے حالانکہ وہاں تو اللہ کے علاوہ کسی کو علم بھی نہیں ہے کہ کوئی سفارش کرسکے گا کہ نہیں۔

اللہ نے قرآن مجید کے اندر کیا فرمایا ہے، فرمایا:

﴿مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ﴾ (البقرہ:255)

اے لوگو وہ کون ہے جو کہ اللہ کے حکم کے بغیر سفارش کرسکے۔ کون ہے جو آج اللہ کے آرڈر کے بغیر سفارش کرسکے۔ تب تک کوئی سفارش نہیں کرسکے گا جب تک اللہ کا آرڈر نہیں آئے گا اور جنہوں نے خود اپنے اپنے سفارشی طے کرلیے ہیں تو ان کو کس طرح علم ہوگیا ہے کہ اس آدمی کو اللہ پاک اختیار دیں گے، کیا خبر ہے کہ ہوسکتا ہے ہم کسی کو ولی اللہ یا نیک سمجھ رہے ہوں۔ اس کو عالم سمجھ رہے ہوں اور کل کو یہ خود ریاکاریاں کرکرکے جہنم کا ایندھن بن جائے۔ تمہارے سامنے مسلم کی روایت نہیں ہے کہ شہید بندہ ستر لوگوں کو جنت میں پہنچائے گا وہ سفارش کرے گا لیکن تمہیں یہ پتہ ہے کہ کون سا شہید کرے گا۔ یہ تمہیں علم ہے یا نہیں۔

میرے نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ نے جہنم بنائی ہے تو سب پہلے تین بندوں سے جہنم کا افتتاح کیا جائے گا۔ سب سے پہلے تین بندوں سے جہنم کو بھڑکایا جائے گا اُن کے اندر شہید بھی ہے، عالم بھی ہے، سخاوت کرنے والا سخی بھی ہے، مجھے ایمان سے بتاؤ کہ ہم نے خود طے کر لیے ہیں کہ یہ مولوی ٹھیک ہے، یہ میرا سفارشی ہے، فلاں پیر نیک ہے، وہ میرا سفارشی ہے، تمہیں کس نے علم دیا ہے کہ یہ واقع ہی تمہارا سفارشی بنے گا۔ اللہ کے قرآن نے کہا ہے:

﴿مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ﴾ (البقرہ:255)

اے لوگو! یاد کرو کہ میرے حکم کے بغیر کوئی سفارشی بن سکتا نہیں ہے لیکن ہم نے خود طے کر لیے ہیں یہ خرابی اُس وقت پیدا ہوتی ہے جب شفاعت کا مالک اور شفاعت کا اختیار ہم لوگوں کو دے دیتے ہیں۔ حالانکہ شفاعت کا اختیار اللہ پاک کو ہے۔ اللہ آگے جس کو دے گا پھر وہ سفارش کرے گا جس کے بارہ میں اللہ حکم نہیں دے گا تو اُس کی جرأت نہیں ہے کہ وہ سفارش کر سکے۔

میرے بھائیو! بڑے بڑے شہید جنت میں جانے ہیں، بڑے بڑے عالم جنت میں جانے ہیں۔ ہائے جو خود جہنم میں جا رہا ہے وہ تمہاری سفارش کیسے کرے گا۔ یہ بہت بڑی خرابی ہے۔ جب آدمی اپنے سفارشی خود طے کر لیتا ہے تو ایک خرابی یہ بھی آتی ہے پھر آدمی اس پر توکل کرتا ہے، آدمی اُس پر بھروسہ کرتا ہے، آدمی اُس کو اختیار دے دیتا ہے۔ میرے بھائیو! اختیار اور بھروسہ کس پر کرنا چاہیے۔ قرآن مجید کی آیت سنو، سورت فرقان ہے، آیت نمبر اٹھاون ہے۔ فرمایا:

﴿وَتَوَکَّلْ عَلَی الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ﴾ (الفرقان:58)

کہ توکل اُس ذات پر کرو اُس حق ذات پر کرو، اُس ذات پر توکل کرو، کہ جس ذات کو کبھی موت نہیں آنی ہے اور موت کس کو نہیں آنی ہے، ولی کو بھی موت آئے گی، نبی کو بھی موت آئے گی، قاری کو بھی موت آئے گی، خطیب کو بھی موت آئے گی، ادیب کو بھی موت آئے گی، حنفی کو بھی موت آئے گی، اہلحدیث کو بھی موت آئے گی، بریلوی کو بھی موت آئے

گی۔ اللہ نے قرآن مجید کے اندر بیان کیا ہے، فرمایا:

﴿كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝ وَيَبْقَى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ﴾

(الرحمن: 26تا27)

اللہ پاک فرماتے ہیں کہ ہر ایک کو موت آ جائے گی، ہر کوئی فنا ہو جائے گا، ہر کوئی دنیا چھوڑ کر چلا جائے گا۔ اے میرے بھائیو! اس ذات پر توکل کیا کرو کہ جس ذات کو کبھی موت نہیں آنی ہے وہ صرف اللہ کی ذات ہے، ہر کسی کو موت آ جائے گی۔ انبیاء علیہم السلام پر بھروسہ نہیں کرنا، اولیاء اللہ پر بھروسہ نہیں کرنا، پیروں پر بھروسہ نہیں کرنا، علماء پر بھروسہ نہیں کرنا، لیکن جب آدمی شفاعت کا اختیار کسی اور کو دے دیتا ہے تو یہ بھی ایک غلطی آئے گی پھر آدمی اُس پر بھروسہ کر بیٹھتا ہے۔ سب اختیار اُس کو دے بیٹھتا ہے۔ پھر آدمی یہ باتیں بھی کرنے لگ جاتا ہے، عام طور پر تم نے سنی ہوں گی، پھر مشکلات کے وقت بھی اُس کو پکارے گا۔ پھر تکلیفوں کے وقت بھی اُس کو پکارے گا۔ عام طور پر کہتے ہیں نہ:

امداد کُن امداد کُن

در دین دنیا شاد کُن

امداد کُن امداد کُن

در دین دنیا شاد کُن

یا شیخ عبدالقادر

یہ لوگ ایسی باتیں کرتے ہیں کہ عبدالقادر ہمارا سفارشی ہے، عبدالقادر ہماری مدد کرے گا، حالانکہ نماز میں کھڑے ہو کر یہ دعائیں کرتا ہے ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ (الفاتحہ: 4) اہل سنت نمازی بھی یہ دعا پڑھتا ہے، ہر کوئی یہ دعا کرتا ہے، مسجد میں یہ وعدہ کرتا ہے کہ اللہ میں سارے اختیار تمہیں دیتا ہوں، اے میرے اللہ میری مدد بھی تم نے کرنی ہے، اللہ میں تمہاری عبادتیں کر رہا ہوں۔ میری مدد بھی اب آپ نے کرنی ہے۔ ہائے میرے بھائیو! یہاں پر پھر کسی اور پر توکل کر کے کہتا ہے:

امداد کُن امداد کُن

در دین دنیا شاد کُن

یا شیخ عبدالقادرا

یہ دعا کرتا ہے، کبھی کہتا ہے:

امداد کُن یا معین الدین چشتی

پار لگا دے میری کشتی

کبھی یہ دعا کرتا ہے کبھی یہ باتیں بھی کرنے لگ جاتا ہے:

یا بہاول حق بیڑا میرا تک

یہ بیڑے بہاول حق سے پار لگا رہا ہے حالانکہ بیڑے تارنے والا بھی اللہ ہے، بیڑے ڈوبنے والا بھی اللہ ہے، نفع کا مالک بھی اللہ ہے، مدد کرنے والا بھی اللہ ہے، بیٹے دینے والا بھی اللہ ہے، سفارش کا اختیار دینے والا بھی اللہ ہے، لیکن یہ سب خرابیاں اُس وقت آتی ہیں جب بندہ سفارشی خود طے کرلے کہ یہ میرا ولی ہے، یہ میرا پیر ہے، یہ میرا مولوی ہے، یہ میرا قاری ہے، یہ میری سفارش کرے گا، یہ مجھے جنت میں لے کر جائے گا۔ اے لوگو! مجھے ایمان سے بتاؤ یہ تو اللہ پاک کو علم ہے کہ اللہ کس کو اختیار دے گا۔ کس کو اختیار نہیں دے گا۔ اپنے طور پر سفارشی طے کرنا، یہ بہت بڑی عقیدے کی خرابی ہے، آج یہی ان شاء اللہ بتانی ہے۔

پھر اللہ کی ذات کے ساتھ مثالیں دیتے ہیں۔ اللہ کی ذات سے ملاتے ہیں۔

کہتے ہیں کہ افسر سے ملنا ہو تو تعلق یا وسیلے کی ضرورت ہوتی ہے، وہ اللہ جس کو سب علم ہے کیونکہ دنیا کے اندر کوئی علیم نہیں، نبی بھی عالم ہے، علیم نہیں ہے، ولی بھی عالم ہے، علیم نہیں ہے، محدث بھی عالم ہے، علیم نہیں ہے۔ ہر بندہ عالم ہوسکتا ہے لیکن علیم صرف اللہ کی ذات ہے۔ اے میرے بھائیو علیم اللہ کی ہی ذات ہے۔ علیم کی صفت بڑی زبردست ہے۔ اللہ پاک علیم ہے، کب سے تم کو جانتا ہے، ہر آدمی کو شروع سے لے کر پیدائش سے لے کر اُس کی وفات تک جتنے تم نے سانس لیے اُن سارے سانسوں کا اللہ کو علم ہے، جتنی مرتبہ تم نے ساری

زندگی میں اپنی آنکھوں کو جھکا۔ اُن سب جھک کو اللہ جانتا ہے جتنی مرتبہ تمہاری زبان حرکت میں آئی ان سب حرکتوں کو اللہ جانتا ہے۔ جتنی مرتبہ تمہاری ساری زندگی میں دل دھڑکا ہے۔ اِس دل کے دھڑکنے کو اللہ جانتا ہے۔ ہائے میرے بھائیو! تم فوت ہو گئے، اور تمہارے جسم کو مٹی کھا گئی تو اللہ جانتا ہے کہ تمہارے جسم کے کتنے ذرے بچ گئے اور کتنے زرے مٹی کھا گئی ایک انسان کا نہیں بلکہ میرے بھائیو! ساری دنیا کا اللہ کو علم ہوتا ہے کہ آج چیچہ وطنی کے درختوں کے کتنے پتے گر گئے۔ اللہ کو علم ہے۔ انسان جتنے سانس لیتا ہے، وہ اللہ کو علم ہے۔ جن جتنے سانس لیتا ہے وہ اللہ کو علم ہے، فرشتے جتنے سانس لیتے ہیں وہ اللہ کو علم ہے کہ فرشتے کتنی مرتبہ آنکھ جھپکتے ہیں، سانس کتنی مرتبہ لیتے ہیں، ان کے دل کتنی مرتبہ دھڑکے ہیں۔ ایک علیم والی صفت تم ذہن میں بٹھاؤ، تو حیران ہو جاؤ گے۔ اللہ کا معنیٰ بھی حیرانگی ہے، اللہ کی صفتوں میں پڑتے جاؤ گے تو حیران ہوتے چلے جاؤ گے۔ اُس اللہ کی مثال ان افسروں سے دیتے ہو اللہ تو بڑی زبردست چیز ہے۔ اللہ تو بڑی اعلیٰ ذات ہے، یہ اللہ پاک جس کو اختیار دے گا۔ پھر وہ سفارش کرے گا۔ جس کو اللہ اختیار نہیں دے گا تو وہ سفارش نہیں کرے گا۔ آگے والی بات سن لو۔ اللہ جس کے بارہ میں کہیں گے تو اس کے بارہ میں ہی اختیار دیا جائے گا۔ پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے ایک ذہن میں سوال آئے گا جس کا میں ان شاء اللہ بڑا تفصیلی جواب دینا چاہتا ہوں۔

سوال یہ آئے گا کہ جب اللہ کے ہی اختیار میں ہے کہ کسی کو شفاعت کا حق دے یا نہ دے۔ یہ اللہ کے اختیار میں ہے کہ کسی کو جہنم دے یا جنت دے۔ یہ اللہ کا اختیار ہے کہ کسی کو مار دے یا زندہ رکھے تو پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے پھر سفارش اور شفاعت کا معنیٰ کیا ہے۔ اللہ سفارشیوں کو جو اجازت دے گا تو اس کا پھر مقصد کیا ہے۔ اللہ کے پاس حالانکہ یہ فیصلے ہیں۔ اللہ ہر بندے کے بارہ میں فیصلہ کرلے گا کہ میں نے اتنے لوگوں کو جنت دینی ہے۔ کن کن کو جنت دینی ہے۔ پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر شفاعت کا معنیٰ کیا ہے اس کا مقصد کیا ہے۔ اس کا مقصد صرف یہ ہے کہ اللہ انبیاء علیہم السلام کو اولیاء کو صحابہ رضی اللہ عنہم کو تابعین کو نیک لوگوں کو شہداء کو

عالموں کو اللہ اعزاز اور مقام دینا چاہتے ہیں۔ باقی معاف تو اللہ نے ہی کرنا ہے۔ جس کے بارہ میں فیصلہ آئے گا اُس کے بارہ میں نبی اللہ سے اجازت لے کر سفارش کرے گا۔

اے میرے بھائیو! یہ سب اختیار میرے اللہ پاک کے پاس ہیں۔ کہاں آتا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿قُلْ لِلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا﴾ (الزمر:44) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یہ سب سفارشیں میرے اختیار میں ہیں۔ اگر میں اجازت دوں گا تو پھر اجازت ملے گی۔ اور پھر سفارش کی جائے گی۔ میرے بھائیو! یہ کتنا زبردست مقام ہے اور کتنی اللہ کی شان ہے۔ اللہ پاک بہت بڑی ہستی ہیں جس کے بارہ میں فیصلہ ہوگا تو اُس کے بارہ میں اجازت ملے گی۔ جس کے بارہ میں فیصلہ نہیں ہوگا جس کے بارے میں آرڈر نہیں آئے گا اُس کے بارے میں نہ نبی، نہ صحابی، نہ ولی، نہ پیغمبر کوئی بھی سفارش نہیں کر سکے گا۔ ہائے میرے بھائیو! شفاعت میں تین چیزیں آتی ہیں سب سے پہلی چیز یہ ہے کہ اللہ کی طرف سے اجازت ہوگی تو پھر سفارش کی جائے گی۔

یہ کہاں آتا ہے پھر وہی سورت یاد کرو، سورہ آیۃ الکرسی میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ﴾ (البقرہ:255)

اے لوگو! کون ہے جو اللہ کی اجازت کے بغیر آج سفارش کر سکے یا شفاعت کر سکے۔ آج کسی آدمی کے بارہ میں کوئی بات کر سکے۔ آج کسی کا کوئی سفارشی بن سکے۔ اللہ پاک اجازت دیں گے سب سے پہلے اللہ کی اجازت آئے گی۔ پھر ولی اپنی بات چلائے گا۔ اللہ کی اجازت آئے گی۔ تو پھر صحابی رضی اللہ عنہ اپنی بات چلائے گا۔ اللہ کی اجازت آئے گی تو پھر شہید اپنی بات کرے گا۔ اللہ کی اجازت آئے گی تو پھر نبی اپنی بات چلائے گا۔

میرے بھائیو! اللہ پاک کی اجازت کے بغیر یہ شفاعت کا معاملہ شروع نہیں ہونا ہے۔ اور تمہیں کس نے کہہ دیا ہے کہ فلاں بھی سفارشی بنے گا فلاں پیر بھی سفارشی بن جائے گا۔ فلاں مولوی سفارشی بن جائے گا، فلاں قاری سفارشی بن جائے گا، فلاں بزرگ سفارشی بن جائے گا۔ اے میرے بھائیو! یہ تصور ہی غلط دیا جا رہا ہے۔ اس وجہ سے بہت بڑے بڑے

شرک ہو رہے ہیں۔ ہائے میرے بھائیو! لوگوں کو حوصلے مل رہے ہیں۔ میرے بھائیو! دوسری بات سنو! پہلی بات یہ ہے کہ اللہ کی اجازت کے بغیر کوئی سفارشی نہیں بننا ہے۔ پھر اگر کوئی ویسے سفارش کرے گا تو اُس کی سفارش فضول ہے۔ قرآن کہتا ہے:

﴿يَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِيَ لَهٗ قَوْلًا﴾
(طٰه:109)

اُس دن اگر کسی نے اپنے طور پر کسی کی سفارش کردی پیر نے مرید کی کردی، یا مولوی نے مقتدی کی کردی، فرمایا! میرے بھائیو وہ بے فائدہ ہے اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے ﴿لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ﴾ اُس دن کوئی سفارش کام نہیں آئے گی۔ ﴿اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ﴾ اللہ پاک اجازت دیں گے جس سفارش پر اللہ راضی ہوں گے جس قول پر اللہ راضی ہوں گے۔ جس بات پر اللہ راضی ہوں گے، جس کی سفارش پر اللہ خوش ہوں گے تو اس سفارش کا فائدہ ہو جائے گا۔

اے میرے بھائیو! پھر آگے والی بات سنو کہ اس آدمی کے بارہ میں شفاعت کا پیغام اللہ کی طرف سے آئے گا کہ فلاں آدمی کے متعلق میرے نبی ﷺ سفارش کرلو، پھر اُس آدمی کے بارے میں آئے گا، فرمایا:

﴿لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ﴾ (طٰه:109)

اللہ پھر فرمائیں گے اے میرے انبیاء اے میرے اولیاء اے میرے نیک بندو اس آدمی کے بارہ میں تم سفارش کرلو، پہلے اللہ کی اجازت آئے گی پھر اُس آدمی کے بارہ میں پیغام آئے گا، تو پھر سفارش کی جائے گی۔ اور جو خود ہم نے سفارشی بنا لیے ہیں کہ میرا بزرگ سفارش کرے گا، میرا پیر سفارش کرے گا، میرا مولوی سفارش کرے گا، میرا قاری سفارش کرے گا مجھے نمازوں کی کوئی ضرورت نہیں مجھے تلاوتوں کی کوئی ضرورت نہیں مجھے نیک اعمال کی کوئی ضرورت نہیں۔ میرے تو بڑے بڑے بزرگو کے ساتھ تعلقات ہیں۔

ہائے میرے بھائیو تمہیں کیا پتہ ہے کہ دنیا میں تو وہ بہت بڑا بزرگ تھا لیکن آج وہ

پھنس گیا ہے۔ دنیا میں بہت بڑا قاری تھا لیکن آج وہ پھنس گیا ہے، دنیا میں بہت بڑا شہید تھا، لیکن آج وہ پھنس گیا ہے، دنیا میں تو بہت بڑا نیک تھا۔ لیکن آج وہ پھنس گیا ہے۔ یہ تو اللہ کو پتہ ہے۔ اے میرے بھائیو! بہت بڑا مسئلہ آنے والا ہے، بہت مشکل معاملہ آنے والا ہے، پہلے تو اس بات پر سارے جناب آدم علیہ السلام کے پاس جائیں گے۔ جناب آدم علیہ السلام اللہ سے نہیں کہیں گے، لوگ کہیں گے کہ آج ہماری سفارش کردو۔ اتنی بات بھی آدم علیہ السلام نہیں کہیں گے۔ جناب نوح علیہ السلام یہ بات نہیں کہیں گے۔ جناب ابراہیم علیہ السلام یہ بات نہیں کہیں گے۔ جناب موسیٰ علیہ السلام یہ بات نہیں کہیں گے۔ جناب عیسیٰ علیہ السلام یہ بات نہیں کہیں گے۔ سب انبیاء علیہم السلام جواب دے دیں گے تو پھر میرے نبی ﷺ کے پاس ساری قوم آئے گی کہ ہم تو مر گئے ہیں آج سورج ایک میل پر آ گیا ہے اس طرح زمین ہوگی جس طرح تانبا ہوتا ہے۔ تانبے کی طرح زمین ہو جائے گی۔

ہائے میرے بھائیو! لوگوں کے گناہوں کی وجہ سے کئیوں کے ٹخنوں تک پسینہ آئے گا، کئیوں کو گھٹنوں تک پسینہ آیا ہوگا۔ کئیوں کو کمر تک پسینہ آیا ہوگا، کئیوں کو بازوؤں تک پسینہ آیا ہوگا، کئی پورے کے پورے بیچارے پسینے میں غرق ہوئے ہوں گے۔ ہائے میرے بھائیو! معاملہ بہت خطرناک ہے۔ اتنے بندے تڑپ رہے ہوں گے وہ کہیں گے۔ اے اللہ ہمارا حساب شروع کردو۔ اتنے پریشان ہیں کہ کہیں گے چلو جہنم ہی دے دو۔ یعنی لوگ جہنم کو آسان سمجھنے لگ جائیں گے۔ اتنا خطرناک قیامت کا معاملہ ہے۔ اتنا زبردست قیامت کا معاملہ ہے۔ اللہ اکبر اللہ۔

لوگ یہ فیصلہ مانگنا چاہتے ہیں کہ ہمارا حساب تو اللہ شروع کردے کہ یہاں ہی نہ بیٹھے رہیں۔ میرے بھائیو! آگے والی بات سن لو، جو گنہگار آدمی ہے اس کا حساب کتاب بھی لمبا ہوگا اور اُس کے لیے قیامت کا دن پچاس ہزار سال جتنا دن بن جائے گا اور جو نیک آدمی ہے جو پیارا آدمی ہے، جو اعلیٰ آدمی ہے جو نبی پاک ﷺ کا لحاظ کرنے والا ہے۔ اللہ پاک کا لحاظ کرنے والا ہے۔ اپنے حقوق کا لحاظ کرنے والا ہے، غیروں کے حقوق کا لحاظ کرنے والا

ہے، اپنی بیوی کے حقوق کا لحاظ کرنے والا ہے، اپنی برادری کے حقوق کا لحاظ کرنے والا ہے، اپنی قوم کے حقوق کا لحاظ کرنے والا ہے، جو اللہ پاک کے حقوق کا لحاظ کرنے والا ہے، حقوق العباد کا لحاظ کرنے والا ہے، نیک اعلیٰ آدمی ہے۔

میرے بھائیو! اُس کے بارہ میں تو اتنا فیصلہ آئے گا کہ ایک منٹ جتنا بھی دن اُس کے لیے لمبا نہ ہوگا۔ اللہ اپنے عرش کے نیچے جو وہ دوپہر کا قیلولہ کرتا تھا اس دن اللہ پاک وہ بھی ضائع نہیں کریں گے اُس کو اپنے عرش کے سائے کے نیچے بلا کر اللہ اُس کو آرام دے دیں گے۔ اُس کے لیے قیامت کا دن اس طرح گزرے گا جس طرح آدھا گھنٹہ یا گھنٹہ گزرتا ہے۔ اللہ اکبر اللہ۔

بھائیو! نیک بن جاؤ، پھر آج یہ بھی کوئی امتیاز نہیں ہے کہ سفارش کرنے والا توحید والا ہے یا کہ مشرک ہے، سفارش کرنے والا مواحد ہے یا مشرک ہے۔ وہ توحید والا ہے یا قبر پرست ہے۔ وہ اللہ والا ہے کہ یا قبر کو پوجنے والا ہے۔ آج تو یہ بھی کوئی امتیاز نہیں ہے۔ بس نیک بزرگ کے نام پر مشہور ہوگیا تو لوگ اس کو پوجنے لگ پڑے۔ اور اُس پر اختیار کرنے لگے کہ یہ ہمارا سفارشی بنے گا۔ پہلی بات سن لو ایک تو اس طرح کا آدمی سفارشی نہیں ہونا ہے۔ پھر جس کے بارہ میں سفارش کی جائے گی۔ اللہ نے اُس کو دیکھا ہے کہ یعنی وہ آدمی مواحد ہو، وہ یہ کہتا ہو کہ میرے مرنے کے اختیار اللہ کے پاس ہیں میرے جینے کے اختیار اللہ کے پاس ہیں۔ میری زندگی کے اختیار اللہ کے پاس ہیں۔ میری صحت کے اختیار اللہ کے پاس ہیں۔ بیٹے اور بیٹیاں دینے کا اختیار اللہ کے پاس ہے۔ بارش برسانے کا اختیار اللہ کے پاس ہے، نفع اور نقصان کا اختیار اللہ کے پاس ہے، اس طرح کے عقیدے والا انسان ہو تو اگر اُس کو ضرورت پڑگئی ہے۔ اگر اُس کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ گیا ہے تو میرے نبی ﷺ نے فرمایا ہے اے لوگو! وہ بھی غیروں سے نہ مانگو، بلکہ وہ بھی اللہ سے مانگو۔ جو رب تمہیں بڑی بڑی نعمتیں دے رہا ہے تو کیا وہ جوتے کا تسمہ نہیں دے سکتا۔ فرمایا! اگر آدمی مواحد نہیں ہے، عقیدہ ٹھیک نہیں ہے تو اس کے بارہ میں قرآن سنو، فرمایا:

﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَن يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَىٰ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ﴾

(التوبہ:113)

اللہ قرآنِ مجید کے اندر بیان فرمارہے ہیں کہ میرے انبیاء کے لیے لائق نہیں ہے، میرے نیک بندوں کے لیے لائق نہیں ہے کہ کسی مشرک کے لیے اتنی بات بھی کہہ دیں، اگر کوئی مشرک فوت ہو جائے، تو اس کے لیے اتنی بات بھی کہنا ٹھیک نہیں ہے کہ اللہ یہ میرا باپ ہے اس کو معاف کردو، بیٹا مواحد ہے، باپ مشرک ہے، اگر بیٹا یہ بات کرے گا کہ اللہ میرے باپ کو معاف کردو۔ فرمایا! تو تم مجرم ٹھہر جاؤ گے، وہ تمہارا باپ تو پہلے ہی مجرم ہے۔ ہائے میرے بھائیو! ہمارے انبیاء کے لیے لائق نہیں ہے کہ مشرکوں کے لیے سفارش کرسکیں۔ چھوٹی سی بات حضرت نوح علیہ السلام نے کی تھی تھوڑی سی سفارش کی ہے کہ اللہ تم نے تو خود کہا تھا کہ میں تمہاری آل کو بچالوں گا۔ اللہ پھر یہ میری آل ہے، اللہ میرا بیٹا میری آل ہے تو آج میرے بیٹے کو سواری پر بٹھادو۔ اتنی بات کررہے ہیں لیکن بیٹا مشرک ہے۔ تو اللہ پاک کو اتنا غصہ آیا فرمایا! میرے نبی علیہ السلام اب تم نے یہ بات کہہ دی ہے لیکن اگر دوبارہ بات کی تو میں آپ کو نبوت کی صف سے نکال کر جاہل بنا دوں گا۔ آپ وہ سوال کیوں کرتے ہو، جس بات کا آپ کو علم نہیں ہے۔

اتنے اللہ مشرک لوگوں پر ناراض ہوتے ہیں، چاہے نبی کا بیٹا ہو، لیکن نبی سفارش نہیں کرسکتا ہے، چاہے نبی کا باپ ہو لیکن نبی سفارش نہیں کرسکتا ہے۔ تمہارے سامنے بات آئے گی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مگر پہلے نہ سن لیں۔ حضرت نوح علیہ السلام نے یہ چھوٹی سی بات کی:

﴿وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِينَ﴾ (ھود:43)

پانی کی موج حائل ہوگئی اور حضرت نوح علیہ السلام کا مشرک بیٹا غرق ہوگیا، یہاں پر ہی بس نہیں بلکہ پھر اللہ نے ڈانٹ دیا کہ اے میرے نوح علیہ السلام نبی اگر اب تم نے کہہ دیا اپنے مشرک بیٹے کے بارہ میں سفارش کی تو میں تمہیں جاہل بنا دوں گا اور نبی نہیں رہنے دوں گا۔ ہائے

ہائے اتنی بڑی ڈانٹ ملی، ابھی بھی امتیاز نہیں ہے، سفارشی بناتے بھی مشرکوں کو ہیں۔ اور سفارش کرتے بھی مشرکوں کے لیے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ہم سفارشی تمہارے بنیں گے لیکن ہیں قبروں کو پوجنے والے۔ اللہ کو چھوڑ کر قبروں کو پوجنے والا بن گیا۔ اللہ کو چھوڑ دیا اور جھنڈیوں کو مشکل کشاء مانتا ہے۔

میرے بھائیو! یہ خود سفارش کا طلب گا ہے۔ اور سفارش کرنے والا بھی عجیب ہے، ادھر کیا ہے، نبی ہے، لیکن بیٹا مشرک ہے تو نبی سفارش نہیں کرسکتا ہے۔ معمولی سی بات کی تو اللہ نے ڈانٹ دیا۔ پھر معافی مانگ رہے ہیں کہ اے اللہ مجھے معاف کردو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جاؤ نبی میں نے معاف کردیا۔ لیکن آگے سے یہ بات نہیں کرنی ہے۔ ابراہیم علیہ السلام نبی کیسے نبی ہیں، کیسے زبردست نبی ہیں۔ جس کے بارہ میں میرے رب نے قانون بنایا ہے کہ اے میرے سوہنے محمد ﷺ تم بھی ملت ابراہیم علیہ السلام پر چل رہے ہو۔ جتنے بھی نبی آئے اُن کی نبوتیں ختم لیکن ابراہیم علیہ السلام کتنے پیارے درجے کے کمال نبی ہوئے ہیں کہ ان کی ملت کو محمد ﷺ کی ملت کہا جارہا ہے۔ اور دو نبی ہیں۔ جہاں اللہ نے فرمایا ہے:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (الاحزاب: 21)

کہیں فرمایا:

﴿قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ﴾ (الممتحنه: 4)

اے امت محمد یہ تمہارے لیے دو نبی نمونہ ہیں ایک ابراہیم علیہ السلام اور دوسرے جناب محمد رسول اللہ ﷺ کتنی پیاری بات ہے، کتنے قیمتی نبی ہیں، کتنے اعلیٰ نبی ہیں، بلکہ میرے بھائیو! بعض مرتبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اتنی شان ہے کہ اس طرح لگتا ہے جیسے سب انبیاء سے بڑھ کر ہیں۔ حالانکہ سب سے زیادہ شان محمد ﷺ کی ہے۔ سبحان اللہ میرے نبی ﷺ کی شان سب سے زیادہ ہے۔ لیکن بعض مرتبہ اس طرح لگتا ہے کہ شان ابراہیم علیہ السلام کی زیادہ ہے۔ اتنا زیادہ مقام ابراہیم علیہ السلام کا ہے۔ قرآنِ مجید کے اندر جتنا نام اور ذکر ابراہیم علیہ السلام کا ہے، اتنا کسی کا نہیں ہے، اٹھاسی مقام پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تذکرہ ہے۔ اور ایک سورۃ ہے جو پوری

88

ابراہیم علیہ السلام کے نام پر رکھی گئی ہے اور کچھ ایسی باتیں ہیں کہ جو ابراہیم علیہ السلام کے دور سے چلی آرہی ہیں اور آج محمد ﷺ کے دور میں بھی وہی آرہی ہیں۔ قربانی کا مسئلہ یہ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے جس پر آج امت محمد یہ ﷺ بھی عمل کر رہی ہے۔

میرے نبی ﷺ بھی ابراہیم علیہ السلام کی سنت ادا کر رہے ہیں۔ کیسے نبی ہیں اللہ نے ابراہیم علیہ السلام سے ایک وعدہ کیا تھا۔ اللہ پاک فرمانے لگے! اے میرے ابراہیم نبی علیہ السلام پریشان نہیں ہونا ہے، گھبرانا نہیں ہے، میں تمہیں کبھی پریشان نہیں کروں گا، اور تمہیں میں ذلیل نہیں ہونے دوں گا، تمہاری عزتیں میں بہت زیادہ بناؤں گا، جب قیامت کا دن آئے گا تو ابراہیم علیہ السلام کا باپ آزر ابراہیم کے پاس آئے گا۔ کہے گا اے میرے بیٹے آج میں تمہارے دین کو مانتا ہوں۔ آج میں تمہارے اسلام کو مان لیتا ہوں، آج میں تمہارے رب رحمان کو مان لیتا ہوں، میری ذرا سفارش کر دو۔ ہائے میرے بھائیو تو ابراہیم علیہ السلام اللہ پاک کے سامنے دعا کرنے لگیں گے۔

میرے بھائیو! جب دعا کرنے لگیں گے تو اللہ پاک نے ابراہیم علیہ السلام کو روک دیں گے، فرمایا! آپ دعا نہیں کر سکتے ہو۔ ابراہیم فرمائیں گے اے اللہ آپ نے خود کہا تھا کہ میں نے تمہیں پریشان نہیں ہونے دینا ہے میں تمہاری عزت بناؤں گا۔ اس سے بڑی میری توہین کیا ہے کہ میرا باپ ساری دنیا دیکھے کہ میرا باپ جہنم کو جا رہا ہو۔ اور بیٹا جنت کو جا رہا ہو۔ اس سے بڑی رسوائی کائنات کے اندر اور کوئی نہیں ہو سکتی ہے۔ اللہ آپ نے تو مجھ سے وعدے کیے ہیں۔ فرمایا سوہنے میرا یہ بھی وعدہ ہے کہ میں نے مشرکوں کے لیے دعا نہیں ہونے دینی ہے۔ اس طرح کرو کہ اپنے پاؤں کی طرف نظر مارو، جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نظر ڈالی تو پاؤں کے نیچے اس طرح لگتا ہے کہ جیسے کوئی جانور بجو ہے، بجو جانور پڑا ہے۔ فرمایا! اس کو پکڑ کر جہنم میں پھینک دو۔ کہا اے ابراہیم علیہ السلام اب تمہاری توہین نہیں ہے۔ اس بجو کو لوگ سمجھیں گے کہ شاید کوئی جانور جہنم میں جا رہا ہے لیکن تمہارے باپ کی سفارش میں نے نہیں مانی کیونکہ ساری زندگی تمہاری مخالفتیں کرتا رہا ہے، ساری زندگی اللہ سے عداوتیں کرتا رہا

ہے، جو مشرک ہے وہ چاہے نبی کا بیٹا ہو، چاہے نبی کا باپ ہو، چاہے نبی کی بیوی ہو۔

ہائے میرے بھائیو! اللہ فرماتے ہیں:

﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ﴾

(التوبہ:113)

اے میرے بھائیو! کسی نبی کو کسی ولی کو کسی ایمان والے کو اور کسی نیک کو اللہ نے یہ حق دیا ہی نہیں ہے کہ مشرک کے لیے کوئی سفارشی بن جائے۔ ہم نے تو بنائے ہوئے ہیں۔ مواحد کی سفارش ہونی ہے، مشرک کی تو ہونی ہی نہیں ہے۔ آؤ ایک مسلم کی روایت سنو۔ مسلم شریف کے اندر کوئی بھی حدیث ضعیف نہیں ہے اور امام مسلم بہت بڑے پائے کے محدث گزرے ہیں۔ امام بخاری اور امام مسلم رحمہ اللہ یہ بہت پائے کے محدث گزرے ہیں۔ محدثین کا اتفاق ہے کہ جو کتاب امام مسلم رحمہ اللہ کی ہے اور جو کتاب امام بخاری رحمہ اللہ کی ہے ان میں جو بھی حدیث آ گئی تو بلاوجہ تم اُس پر عمل کرلو وہ ضعیف حدیث نہیں ہوسکتی ہے۔ ضعیف حدیث بیان کرنا ہی جرم ہے کئی مولوی تو ماشاء اللہ ضعیف حدیثیں بیان کرتے ہیں اور ساتھ جھومتے ہیں، مجمعے کو بڑا گرم بھی کرتے ہیں اور لوگوں کو مزہ بھی بہت آتا ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ ہمارا خطیب ہے، ہمارا عالم ہے اور وہ بڑی نئی نئی باتیں کرتا ہے اور بہت زیادہ مزہ آتا ہے۔ ہاں بڑے بڑے جو شیوخ ہیں جو شیخ الحدیث ہوتے ہیں وہ تو ضعیف حدیث کو سننا بھی گوارہ نہیں کرتے ہیں اور ضعیف حدیث بیان کرنے والا جو کہ کبھی بیان نہیں ہوئیں۔ اُس کا مزہ تو آنا ہی آنا ہے لیکن اُس کا مزہ یہ ہے کہ اُس نے تو بیان کردیا۔ میرے نبی پاک ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدُ مِنَ النَّارِ .))

کچھ ایسے بندے ہیں کہ جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر جھوٹ باندھتے ہیں جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر جھوٹ باندھے تو میرے بھائیو! فرمایا اس کا قیامت والے دن یہ حشر ہونا ہے اس کا حشر کیا ہونا ہے فرمایا وہ خود تو بہت زبردست بنا ہوا تھا لیکن جو آدمی اللہ اور اُس کے رسول ﷺ پر بہتان باندھے، بہتان کیا ہے، کہتا ہے کہ یہ حدیث ہے، لیکن وہ حدیث

نہیں ہے۔ ضعیف حدیث وہ ہوتی ہے کہ جو نبی ﷺ تک بات گئی ہی نہیں ہے۔ نبی ﷺ نے بیان کی ہی نہیں ہے لیکن کہتا ہے کہ یہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے۔ یہ نبی نے کہا ہے، یہ نبی ﷺ نے بیان فرمایا ہے۔ یہ نبی ﷺ نے سنایا ہے یہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے سنا، تقریر کا رعب تو بن گیا لیکن اُس کہنے والے کا بیڑا غرق ہوگیا۔ فرمایا! اُس کا ٹھکانہ آگ کے انگاروں کا جہنم میں تیار ہوگیا ہے۔ آگ کے انگاروں کا مکان بن گیا۔ ضعیف حدیث نہ بیان کرو، اور ضعیف حدیث نہ سنو، یہ مسلم کی روایت ہے۔ اور حدیث کیا ہے ہر نبی کو اللہ پاک نے اپنے اپنے دور کے اندر ایک ایک دعا کا اختیار دیا ہے۔ یہ بھی اللہ نے اختیار دیا ہے کہ اے آدم علیہ السلام ایک دعا کرلو۔ میں تمہاری فوراً قبول کرتا ہوں۔

اے نوح علیہ السلام ایک دعا کرلو، میں تمہاری فوری قبول کرتا ہوں۔ اے ابراہیم علیہ السلام ایک دعا کرلو میں فوری قبول کرتا ہوں۔ اے موسیٰ علیہ السلام دعا کرو میں فوری قبول کرتا ہوں۔ اے یحییٰ علیہ السلام وسلیمان علیہ السلام دعا کرو میں فوری قبول کرتا ہوں۔ ہر نبی کو اللہ نے ایک ایک دعا کا اختیار دیا تھا اور سب نبیوں نے کیا کیا۔ حدیث سنو:

((فَتَعَجَّلَ كُلُّ نَبِيٍّ دَعْوَتَهُ))

ہر نبی نے اپنی اپنی دعا کے بارہ میں جلدی کرلی "فَتَعَجَّلَ" انہوں نے جلدی کرلی۔ اپنی اپنی دعا کے اندر ہر کسی نے جلدی کرلی۔ انہوں نے دنیا میں دعا کرکے اپنی اُمت کے لیے کوئی نہ کوئی فائدہ اُٹھالیا۔ لیکن میرے نبی ﷺ کا نمبر آیا، امام الانبیاء کا نمبر آیا، والئ بطحاء کا نمبر آیا، سید المرسلین کا نمبر آیا، امام المجاہدین کا نمبر آیا، پیارے سوہنے محمد ﷺ کا نمبر آیا۔ ہمارے کتنے خیر خواہ نبی ﷺ ہیں، یارو ہماری قسمت کتنی اچھی ہے، ہماری قسمت کتنی اعلیٰ ہے تو میرے نبی ﷺ نے فرمایا: پھر میں نے جلدی نہیں کی جس دعا کا مجھے اختیار ملا تھا میں نے اس کو محفوظ کرلیا۔

((وَاِنِّی اِخْتَبَأْتُ دَعْوَتِیْ شَفَاعَةً لِاُمَّتِیْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ .))

میرے نبی ﷺ فرمانے لگے اللہ نے مجھے ایک دعا کا اختیار دیا تھا لیکن میں نے اس

دعا کو دنیا کے اندر کر کے اللہ سے قبولیت نہیں لی۔ میں نے اُسے جمع کر لیا "وَاخْتَبَاْتُ" میں نے اُس دعا کو محفوظ کر لیا۔ کس لیے " شَفَاعَةً لِاُمَّتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ" میں نے قیامت کے دن کے لیے اپنی اُمت کی شفاعت کے لیے میں نے اُس دعا کو محفوظ کر لیا۔ تا کہ یہی دعا میں قیامت کو کروں گا اور میری امت کی سفارش ہو جائے گی۔ چلو دنیا میں نہ بھی قبول ہوئی تو کوئی بات نہیں۔ دنیا تو اچھی بری گزر ہی جاتی ہے لیکن میری اُمت کی آخرت بری نہ گزرے۔ سبحان اللہ کیا عظمت محمد پاک ﷺ کی ہے، کتنی اُس نبی ﷺ کی شان ہے جب اتنی بات ہوئی تو آگے فرمایا:

((فَهِیَ نَائِلَةٌ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ))

میرے نبی ﷺ نے فرمایا: اے میرے صحابہ رضی اللہ عنہم میری یہ جو دعا ہے جو مجھے اللہ نے اختیار دیا تھا میری یہ دعا ہر بندے تک اور ہر اُمتی تک پہنچے گی ان شاء اللہ ساتھ کہہ رہے ہیں کہ میری دعا ہر اُمتی تک پہنچے گی " مَنْ مَاتَ مِنْ اُمَّتِیْ" میرے ہر اُمتی تک میری شفاعت والی دعا پہنچ جائے گی۔ چھوٹوں تک پہنچ جائے گی، بڑوں تک پہنچ جائے گی، علماء تک پہنچ جائے گی، قاریوں تک پہنچ جائے گی، ہر کسی تک پہنچ جائے گی، عربیوں تک پہنچ جائے گی، عجمیوں تک پہنچ جائے گی، ہر کسی تک پہنچ جائے گی، کالوں تک پہنچ جائے گی، گوروں تک پہنچ جائے گی لیکن لوگو! سن لو ہر کسی تک میری سفارش پہنچ جائے گی لیکن ایک طبقہ ایسا آئے گا جن تک نہیں پہنچنی ہے "لَا یُشْرِكُ بِا اللّٰهِ شَیْئًا" جن لوگوں نے اللہ کے ساتھ شرک کر لیا۔ اُن کے لیے نہ محمد ﷺ کی شفاعت ہونی ہے، نہ پہنچنی ہے اور نہ اُن کو معافی ملنی ہے۔ وہ دائمی جہنمی ہیں اور ان کے لیے میری جرأت ہی نہیں ہونی ہے کہ میں اپنے مشرک اُمتی کے لیے سفارش کروں اور وہ بچ جائے اور وہ آدمی جنت میں چلا جائے۔ مشرک کون ہے، جو یہ کہتا ہے کہ کوئی بات نہیں ہے سب کچھ اللہ ہی کر سکتا ہے، لیکن آخر بزرگ بھی تو کم نہیں ہیں۔ مدد اللہ سے نہیں مانگتا، بلکہ پیر عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ سے کہتا ہے کہ مدد کرو۔

امداد کن امداد کن یا شیخ عبدالقادر

اپنی کشتی پار کرتا ہے تو معین الدین چشتیؒ سے کہتا ہے بڑے بڑے بزرگوں کی بات کرتا ہے۔ حالانکہ ان بزرگوں کی داستان پڑھیں تو یہ بڑے زبردست ہوئے ہیں۔ بابا بلھے شاہ رحمہ اللہ ایک ہوا ہے لوگ تو کہہ دیتے ہیں کہ اہلحدیثوں کے پاس کیا خبر ہے، ہم بزرگوں کو بزرگ سمجھتے ہیں لیکن بزرگوں کو اللہ سمجھ کر پوجتے نہیں ہیں۔

بزرگی بزرگاں دی بے شک بجا ہے
پَر عبادت کے لائق واحد خدا ہے

پوجنا عبادت ہے، مانگنا عبادت ہے، سجدہ کرنا عبادت ہے، لیکن یہ ہم اللہ کے سامنے کریں گے اور بزرگوں کی عزت کریں گے، احترام کریں گے۔ بابا بلھے شاہؒ جو کہ تمہارا پیر ہے، وہ پتہ ہے کیا کہتا ہے:

پیتل کدی نئیں سونا بندا
اُو بھاویں جڑیے لعل نگینے
اُو شُوم کدی نئیں سخی بندا
بھاویں ہوون لکھ خزینے
اُو سپاں دے پُتر کدی متر نئیں بندے
بھاویں چُنیا دُود پلائیے
اُو باہجھ توحید بلھیا جنت نئیں ملنی
بھاویں مریے وچ مدینے

اور یہی بات جو بابا بلھے شاہؒ کر گیا ہے ہم بھی تو یہی کہتے ہیں:

اے سارے اختیار میرے اللہ کول نے

ذرا سبحان اللہ پڑھ لو، شفاعت دینا اور اُس کی اجازت دینا، اجازت نہ دینا، اُس کی قبول کرنا یا نہ قبول کرنا، اُس کو روزی دینا، اُس کو روزی نہ دینا، اُس کو اولاد دینا، اُس کو اولاد نہ دینا، یہ سب اختیار کس کے پاس ہیں۔ اللہ کے پاس ہیں:

اے سارے اختیار میرے اللہ کول نے
آسمانوں ڈِگے نئیں کوئی مر سکدا
پانی وچ ڈُبے نئیں کوئی تر سکدا

جناب یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں گئے تھے۔ پانی کے اندر تیر تو رہے تھے لیکن تیر نہ سکے اور ڈوب گئے پھر اللہ کو پکارا، اور اللہ نے اُن کی مشکل کو حل کر دیا۔

آسمانوں ڈِگے نئیں کوئی مر سکدا
پانی وِچ ڈُبے نئیں کوئی تر سکدا
قرآن واقعات دسے کھول کھول نے
سارے اختیار میرے اللہ کول نے

آج کل دیکھو کہ عجیب آدمی ہے، کھانے کے لیے اللہ نے دیا، زمین اللہ نے دی، آسمان بنایا تو اللہ نے بنایا، زمینیں دیں تو اللہ نے دیں۔ میرے بھائیو پانی عطا فرمایا تو اللہ نے فرمایا، پہننے کے لیے زبردست قسم کے سوٹ دیئے تو اللہ نے دیئے لیکن جب پکارنے کا نمبر آیا لیکن اس وقت غیروں کو پکار رہا ہے۔ ایک چھوٹی سی بچی تھی تو وہ چھوٹی سی مرغی کو مار رہی ہے۔ مرغی کائیں کائیں کرتی ہے، ایک بزرگ پاس سے گزرا، وہ کہنے لگا کہ اے بچی یہ تو جانور ہیں ان کو تو پتہ نہیں ہے اس کو کیوں مار رہی ہو، وہ کہتی ہے میں اس کو ماروں کیوں نہ اس کی رہائش ہمارے گھر ہے اس کا گند ہمارے گھر ہے، پانی ہمارے گھر سے پیتی ہے، کھاتی ہمارے گھر سے ہے لیکن جب عبادت کا نمبر آتا ہے کچھ لینے دینے کا نمبر آتا ہے تو اُس وقت غیروں کی عبادت کرتی ہے یہ انڈے ہمسائیوں کے گھر دیتی ہے۔ اس چھوٹی سی بچی کی غیرت کتنی ہے کہ وہ کہتی ہے کہ مرغی ہماری ہے کھاتی ہمارا ہے لیکن یہ گیت غیروں کے گائے۔ یہ اُن کو انڈے دے۔

اے میرے بھائیو! اتنے اتنے پتیلے جتنے ہمارے سر ہیں اور ہمیں سمجھ نہیں آ رہی ہے۔ اللہ پاک کی زمین ہے، آسمان اللہ کا ہے، یہ سارا نظام اللہ کا ہے، اللہ کھلائے، اللہ پلائے،

اللہ سب کچھ دے لیکن جب عبادت کرو تو اُس وقت کسی پیر صاحب کی، کسی ولی صاحب کی، کسی مولوی صاحب کی، جھنڈی والے کی اور کسی قبر والے کی کرتے ہو، ہائے ہائے یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔ اب حال کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

بندیا تو پڑھ لے قرآن رب دا
اُو جندے وچوں رب دا اے شان لبدا
پتہ نئیں توں کدوں اے اوراق کھولنے
سارے اختیار میرے اللہ کول نے
رب دا دِتا جو ہنڈاویں بندیا
اُس نوں پکار جندا • کھاویں بندیا

ہماری دعوت پر غور کرو، ہماری پکار پر غور کرو، شفاعت لینی ہے تو پھر مواحد بنو:

رب دا دِتا جو ہنڈاویں بندیا
اُس نوں پکار جندا کھاویں بندیا
اُو چھڈ دے توں شرک والے بول بولنے نے
سارے اختیار میرے اللہ کول نے

ایک بندہ کہنے لگا کہ اگر بزرگوں کے پاس نہیں جائیں گے تو مجھے یہ بتاؤ کہ آپ کو اولاد کیسے ہوگی۔ میں نے کہا اس کا معنی یہ ہے کہ اولاد کا ڈپو ان بزرگوں کے پاس ہوتا ہے یہ بڑے بڑے بزرگ تھے۔ جن کو خود بچہ یا بچی نہیں پیدا ہوئی ہے پھر جو اپنے گھر پیدا نہیں کر سکا ہے تو وہ تم کو پانچ کلو کا لڑکا کیسے عطا کرے گا۔ سب سے زیادہ ہر کسی کو اپنا گھر عزیز اور پیارا ہے لیکن جو یہ خود اپنا کام نہیں کر سکا تو وہ دوسروں کا کیسے کرے گا۔ میں نے پھر اُس کو مثال دی، میں نے کہا کہ بہاول پور کا ایک پروفیسر ہے۔ اللہ نے اس کو ایک بیوی سے چوبیس بیٹے عطا فرمائے ہیں۔ ساہیوال کا ایک نوجوان ہے اللہ نے اُس کو اٹھارہ بیٹے عطا فرمائے ہیں۔ سعودی عرب میں ایک نوجوان ہے اللہ نے اُس کو اڑتالیس بیٹے عطا فرمائے ہیں۔ انہوں

نے تو کبھی تعویذ تک نہیں لیا۔کبھی پیر صاحب سے ایک پھونک بھی نہیں مروائی ہے۔تو پھر اُن کو کیسے بیٹے مل گئے۔

ڈپو کسی کے پاس ہو تو وہ کیسے مل جاتا ہے۔اللہ کی قسم ہم کسی کو نذر نیازیں نہیں دیتے ہیں، ہم ان کو بکرے چھتروں کی نیازیں نہیں دیتے ہیں۔ پھر تو اہلحدیثوں کے گھر کانی لڑکی بھی کوئی پیر پیدا نہ ہونے دے۔ اور یہ دیکھو کہ کتنے اہلحدیث بیٹھے ہیں۔ یہ میں نے جتنے بیٹے بتائے ہیں یہ اہلحدیثوں کے بیٹے ہیں۔ اہلحدیثوں کے گھر میں پیدا ہوئے ہیں۔معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب اختیار کس کے پاس ہیں۔ اللہ انبیاء کو نہ دے تو اُس کو اختیار ہے۔ اللہ مشرکوں کے گھر لائنیں لگادے تو یہ اُس کا اختیار ہے۔ اللّٰہ اکبر اللّٰہ

پت دیوے دھیاں دیوے اُس دی رضا
کُج وی نہ دیوے اُونوں کون پُچھدا
لکھاں بھانویں ہنجواں والے موتی رول نے
سارے اختیار میرے اللہ کول نے

اللہ پاک ہمیں بھی خود سے مانگنے کی توفیق عطا فرمائے۔(آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ



سخاوتِ رسول ﷺ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَ الْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَ ذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا o﴾ (الاحزاب: 21)

اللہ رب العالمین کا بہت بڑا احسان ہے کہ جس رب نے ہم سب کو مسلمان بنایا، اللہ رب العالمین کا بہت بڑا احسان ہے کہ جس رب نے ہم سب کو عقیدہ توحید عطا فرمایا، اللہ رب العالمین کا بہت بڑا احسان ہے کہ جس رب نے ہم سب کو امام الانبیاء، والیٔ بطحا، سید المرسلین، امام المجاہدین، آقائے دو جہاں آمنہ کے لال جناب محمد ﷺ کا اُمتی بنایا ہے۔

میرے بھائیو! میں موقع کی مناسبت سے بات کرنے کا عادی ہوں۔ آج کا میرا موضوع سخاوت مصطفیٰ ﷺ ہے۔ یہ موضوع بیان کیوں کر رہا ہوں۔ اللہ کے نبی ﷺ کی حدیث ہے۔ میرے نبی ﷺ نے بہت زیادہ سخاوت کی ہے۔ بخاری میں ایک روایت پڑھ رہا تھا آپ ﷺ رمضان کے مہینہ میں اس طرح سخاوت کرتے تھے جس طرح تیز آندھی آتی ہے، تیز آندھی چلے اگر آندھی لاہور سے چلنا شروع ہو تو وہ منٹوں سیکنڈوں میں چیچہ وطنی کراس کر جائے گی۔ بڑی تیز ہوا چلتی ہے۔ تیز ہوا سے زیادہ میرے نبی ﷺ غریبوں، مسکینوں میں رمضان المبارک کو مال خرچ کرتے تھے۔

میرے بھائیو! رمضان اور سخاوت محمد ﷺ اس کا آپس میں گہرا تعلق ہے، میں اس لیے آج کا جمعہ سخاوت محمد ﷺ اور سخاوتِ صحابہ رضی اللہ عنہم پر بیان کرنا چاہتا ہوں۔ آج رمضان کا مہینہ ہے۔ میرے نبی ﷺ نے جب بھی چندے کا اعلان کیا تو کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے کچھ دیا، کسی

صحابی رضی اللہ عنہ نے کچھ دیا۔ میرے نبی ﷺ نے کیا دیا یہ میں آگے بیان کروں گا۔

میرے بھائیو! رمضان کے روزے گزر رہے ہیں، تیز ہوا کی طرح سخاوت کرو، غریبوں مسکینوں کا لحاظ کرو، اپنے ساتھیوں کا لحاظ کرو، مجاہدین کو فنڈ دو، تاکہ فنڈ میں تمہارا مال جمع ہوجائے۔ پھر اس مال کا اسلحہ لیا جائے وہ اسلحہ پھر کافروں پر چلایا جائے۔ تو تمہارا مال قیمتی ہو جائے گا۔ تو تم گھر بیٹھے جنت کے وارث بن جاؤ گے۔ میرے بھائیو! آج سخاوت سن کر تم نے بھی اس طرح عمل کرنا ہے آج نبی ﷺ کی احادیث سنیں۔ آج نبی ﷺ کے فرمان سنیں۔ سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ صحابی رسول ﷺ ہیں۔ نبی پاک ﷺ کے چچا بھی ہیں۔ وہ اس حدیث کو پیش کرتے ہیں۔ کہتے ہیں:

((كَانَ رَسُوْلُ اللهِ اَجْوَدُ النَّاسِ بِاالْخَيْرِ وَكَانَ اَجْوَدَ مَا يَكُوْنُ فِيْ رَمَضَان .))

رمضان کا لفظ اگر نہ ہوتا تو پھر سخاوت محمد ﷺ رمضان کے مہینہ میں بیان کرنا کوئی خاص موضوع نہیں بنتا تھا لیکن اس کا معنیٰ سنیں:

((اِنَّ جِبْرَائِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَلْقَاهُ فِيْ كُلِّ سَنَةٍ فِيْ رَمَضَانَ حَتّٰى يَنْسَلِخَ فَيُعْرِضُ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللهِ الْقُرْاٰنَ .))

یہ حدیث بیان کی جا رہی ہے۔ اس کا ترجمہ سنیں۔ میں رمضان کے مہینہ میں آج سخاوت محمد ﷺ کیوں بیان کر رہا ہوں۔ اس بنا پر کیونکر حدیث میں آتا ہے۔ میرے نبی ﷺ سارے لوگوں سے زیادہ سخی تھے۔ میرے نبی ﷺ کا مقام بہت زیادہ ہے۔ علم کے اعتبار سے بھی ساری دنیا سے اعلیٰ ہیں۔ عقل کے اعتبار سے بھی ساری دنیا سے اعلیٰ ہیں۔ زبان کے اعتبار سے بھی ساری دنیا سے اعلیٰ ہیں۔ حسن کے اعتبار سے بھی سارے انبیاء علیہم السلام سے اعلیٰ ہیں۔ میرے نبی ﷺ کی جس لحاظ سے بھی بات سنو گے۔ وہ سارے انبیاء علیہم السلام سے اعلیٰ ہوگی۔ میرے نبی ﷺ کی سیرت بھی اعلیٰ ہے۔ صورت بھی اعلیٰ ہے، چلنا بھی اعلیٰ ہے، اُٹھنا بھی اعلیٰ ہے، قیام بھی اعلیٰ ہے، رکوع بھی اعلیٰ ہے، تشہد بھی اعلیٰ ہے، اخلاق بھی اعلیٰ

ہے، شجاعت بھی اعلیٰ ہے، سخاوت بھی اعلیٰ ہے، عدالت بھی اعلیٰ ہے، تلوار بھی اعلیٰ ہے، جہاد بھی اعلیٰ ہے۔

میرے بھائیو! نبی ﷺ کی جو بھی بات بیان کروں گا وہ ساری کائنات سے اعلیٰ ہی نظر آئے گی۔ اگر میرے نبی ﷺ کو علم کے اعتبار سے بیان کیا جائے تو کوئی علم کے اعتبار سے نبی ﷺ کے علم کا مقابلہ نہیں کرسکتا ہے۔ میرے نبی ﷺ کا حسن بیان کیا جائے تو میرے نبی ﷺ کے حسن کا مقابلہ کوئی نہیں کرسکتا ہے۔ میرے نبی ﷺ کی اگر کوئی سخاوت بیان کرے تو میرے نبی ﷺ سے زیادہ سخی کائنات میں نظر نہیں آتا ہے۔ اگر نبی ﷺ کو مجاہد کے اعتبار سے بیان کیا جائے تو میرے نبی ﷺ سے بڑا مجاہد، دلیر اور بہادر نظر نہیں آتا ہے۔ ایک مرتبہ مدینہ والوں کو بڑا خطرہ ہوگیا۔ اس طرح لگتا ہے کہ جیسے کسی علاقہ کی طرف سے مدینہ پر حملہ ہونے والا ہے۔ سارے صحابہ رضی اللہ عنہم پہلے ہی بہادر تھے، سارے صحابہ رضی اللہ عنہم تیاری کرکے مدینہ سے باہر دفاع کے لیے نکل رہے ہیں۔ لیکن ایک گھوڑے پر سوار شہسوار تیزی سے واپس آرہا ہے۔ شک یہ ہوا کہ شاید دشمنوں کی طرف سے کوئی آدمی آرہا ہے۔ ابھی صحابہ رضی اللہ عنہم تیاری کر ہی رہے تھے جب صحابہ رضی اللہ عنہم نے دیکھا تو وہ محمد ﷺ تھے جو پہلے ہی پہرہ دے کر آگئے تھے۔

فرمایا! اے مدینہ والو میرے صحابہ رضی اللہ عنہم آرام سے سو جاؤ، تمہارا محمد ﷺ پہرہ دے کر آگیا ہے۔ میں سب کچھ چیک کرکے آگیا ہوں۔ اپنا باڈر بالکل محفوظ ہے۔ ہمیں کوئی خطرہ نہیں ہے ویسے افواہ پھیلی تھی میں پہلے ہی چلا گیا تھا۔ یہ میرے محمد ﷺ ہیں۔ میرے نبی ﷺ مجاہد کے لحاظ سے بھی ساری دنیا سے اعلیٰ ہیں۔ میرے نبی ﷺ سخاوت کے لحاظ سے بھی ساری دنیا سے اعلیٰ ہیں۔ اس لیے یہ حدیث ہے:

((اَجْوَدَ النَّاسِ بِا الْخَيْرِ .))

میرے نبی ﷺ ساری دنیا سے زیادہ سخاوت کے اعتبار سے افضل تھے لیکن جب رمضان المبارک آتا ((فِیْ رَمَضَانَ)) پہلے بھی بہت زیادہ خرچ کرتے تھے لیکن رمضان کے

مہینہ میں بہت زیادہ سخاوت کرتے ہیں۔ میرے بھائیو! تم بھی رمضان میں زیادہ سخاوت کرو۔ میرے بھائیو غور کرتے جائیں۔

دوسری حدیث سنیں: سیّدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہتے ہیں:

((قَالَ مَا سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ فِی شَیْءٍ قَطُّ فَقَالَ لَا))

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں یہ وہ انس رضی اللہ عنہ ہیں جس انس رضی اللہ عنہ نے دس سال نبی پاک ﷺ کی غلامیاں کی ہیں۔ کہتے ہیں کہ ایک دن بھی ایسا نہیں ہے جب نبی ﷺ نے مجھے کہا ہو کہ اے بچے یہ کام کیوں نہیں کیا ہے یا یہ کام کیوں کیا ہے۔ بلکہ ایک دن اللہ کے نبی ﷺ نے کہا اے بیٹے جاؤ فلاں کام کرو۔ میں نے آگے سے کہا کہ میں نے نہیں جانا ہے میں بچہ تھا میں نے انکار کر دیا تو میرے نبی ﷺ نے مجھے پیار دیا۔ آپ ﷺ فرمانے لگے اے پیارے بیٹے کیا تم میرے چھوٹے بیٹے نہیں ہو، جاؤ چلے جاؤ۔ میں محمد ﷺ تمہیں عرض کر رہا ہوں کوئی ہمارے جیسا ہوتا تو بچے کو تھپڑ مار کر روانہ کر دیتا۔ لیکن پیارے نبی ﷺ پیار کر رہے ہیں۔ انس رضی اللہ عنہ انکار کرتے جا رہے ہیں۔ میرے نبی ﷺ محبت کیے جا رہے ہیں۔ وہ بچہ آگے سے منع کیے جا رہا ہے۔

میرے نبی ﷺ اُس کے سر پر پیار دیئے جا رہے ہیں لیکن انس رضی اللہ عنہ انکار کیے جا رہے ہیں۔ محمد ﷺ اخلاق سے پیش آ رہے ہیں، آخر میں اس طرح ہوا کہ انس رضی اللہ عنہ چل تو پڑے لیکن بچوں میں جا کر کھیلنے لگ گئے۔ نبی پاک ﷺ کو ذرا جلدی تھی کوئی کام تھا۔ میرے نبی ﷺ گھر سے نکل پڑے کہ ابھی تک انس رضی اللہ عنہ آیا کیوں نہیں ہے۔ پتہ نہیں کہاں چلا گیا ہے جب نبی ﷺ نے جا کر دیکھا تو وہ بچوں میں کھیل رہے تھے۔ آپ ﷺ سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کے پیچھے جا کر کھڑے ہو گئے۔ آپ ﷺ نے پیچھے سے آہستہ ان کے کندھے کو پکڑا تو انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم میں ڈر گیا کہ پہلے بھی بہت زیادہ انکار کیا تھا۔ پھر میں یہاں آ کر کھیلنے لگ گیا تھا۔ میرے ذہن سے کام نکل گیا۔ نبی ﷺ نے جس کام کے لیے بھیجا تھا وہ میرے ذہن سے نکل گیا تھا۔ تو میں ڈر گیا کہ آج مجھے نبی پاک ﷺ ماریں گے۔ لیکن میں

نے دیکھا تو نبی ﷺ مسکرا رہے تھے آپ ﷺ فرمانے لگے اے بچے تمہیں کام بھیجا تھا تم کیوں نہیں گئے یہ میرے محمد ﷺ کا اخلاق ہے۔ یہ وہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ ہیں جو یہ روایت پیش کر رہے ہیں۔

کہنے لگے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے بیان کیا ہے:

((مَا سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فِي شَيْءٍ قَطُّ فَقَالَ لَا))

کہتے ہیں کہ آج تک اس طرح نہیں ہوا ہے، اس طرح کا واقعہ ہوا ہی نہیں ہے کہ نبی ﷺ کو سوال ہوا ہو "مَا سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ" نبی پاک ﷺ کو سوال کیا گیا ہو۔ لیکن نبی ﷺ نے آگے سے کہا ہو کہ نہیں نہیں لَا کا معنی نہیں ہے۔ کبھی یہ کہا ہو کہ میں نے یہ کام نہیں کرنا ہے یا یہ چیز نہیں دینی ہے بلکہ نبی ﷺ کے پاس جب بھی کوئی غریب، مسکین آیا جب بھی کسی نے سوال کیا تو میرے نبی ﷺ کی سخاوت اتنی اعلیٰ ہے اگر نبی ﷺ کے پاس چیز نہیں ہے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے خادم ہیں۔ آپ ﷺ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے کہتے کہ جاؤ فلاں آدمی سے میرا نام لو، اور قرضِ حسنہ لے کر آجاؤ۔ میں محمد ﷺ ان شاء اللہ قرضہ بھی دے دوں گا لیکن جنہوں نے مجھ سے سوال کیا ہے اُنہیں میں نے ضرور کوئی نہ کوئی چیز دینی ہے۔ اس طرح نہ ہو کہ نبی ﷺ کے پاس کوئی آیا ہو، تو نبی ﷺ نے اُسے خالی بھیج دیا ہو، کبھی آج تک اس طرح نہیں ہوا ہے بلکہ اللہ کے نبی ﷺ بغیر سوال کے بھی دے دیا کرتے تھے۔ تم کہو گے کہ یہ بات کہاں آتی ہے کہ بغیر سوال کے بھی آپ ﷺ دے دیتے تھے۔ نبی ﷺ تو بغیر سوال کیے بھی سخاوت کرتے تھے، سخاوت بغیر سوال کیے دے دینا اتنا بڑا کمال نہیں ہے۔

نبی پاک ﷺ تو دشمنوں پر بھی سخاوت کرتے تھے تم کہو گے کہ یہ کون سا واقعہ ہے۔ میرے بھائیو جنگ حنین کا موقع ہے۔ صحابی کا نام صفوان بن اُمیہ ہے یہ ابھی تک مسلمان نہیں ہوا تھا۔ سارے مکہ میں نبی ﷺ کے بڑے بڑے دشمن تھے۔ لیکن صفوان بن اُمیہ سے زیادہ نبی ﷺ کو برا بھلا کہنے والا کوئی نہیں تھا۔ آپ ﷺ نے کہا کہ اگر کوئی مجھے برا بھلا کہتا ہے تو کوئی بات نہیں ہے لیکن نبی پاک ﷺ نے سیدنا صفوان رضی اللہ عنہ کے گھر ایک سو اُونٹ سخاوت

کے طور پر بھیج دیا۔ حالانکہ وہ دشمن ہے نبی ﷺ کو بہت زیادہ برا بھلا بھی کہتا ہے کچھ دن گزرے تو میرے نبی ﷺ نے فرمایا کہ صفوان بن اُمیہ رضی اللہ عنہ کا ذہن کیسا ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کہنے لگے کہ وہ تو آپ ﷺ کو پہلے سے بھی زیادہ برا بھلا کہہ رہا ہے۔ فرمایا ایک سو اونٹ میں محمد ﷺ کی طرف سے پھر اُس کو سخاوت کردو، دوسو اُونٹ بھیج دیا گیا۔ پھر آپ ﷺ نے پوچھا کہ اب اُس کا کیا حال ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کہنے لگے کہ صفوان بن اُمیہ رضی اللہ عنہ پہلے سے بھی زیادہ آپ ﷺ کو برا بھلا کہہ رہا ہے۔ فرمایا! ایک سو اُونٹ میں محمد ﷺ اس کو پھر سخاوت کے طور پر دیتا ہوں۔ تین سو اُونٹ اُس کو دے دیا وہ پھر بھی بڑی بڑی غلط باتیں کرتا رہا۔ بالآخر نبی ﷺ کی سخاوت دیکھ کر، نبی ﷺ کی سیرت دیکھ کر، نبی ﷺ کا پیار دیکھ کر، نبی ﷺ کی ہمدردی دیکھ کر مسلمان ہوگیا۔

میرے بھائیو! جب آدمی کسی پر زیادہ خرچ کرے گا تو آدمی کا سر جھک جائے گا اگلا آدمی کبھی نہ کبھی تو آگے سے ٹھنڈا ہو جائے گا۔ یہ صفوان بن اُمیہ رضی اللہ عنہ کہنے لگا اے لوگو سن لو! ساری دنیا سے زیادہ میں نبی پاک ﷺ کو برا بھلا کہتا تھا میری نظروں میں ساری دنیا سے زیادہ محمد ﷺ برے تھے۔ لیکن اللہ کے نبی ﷺ نے مجھ پر اتنی سخاوت کردی ہے اے لوگو سن لو آج ساری کائنات سے بڑھ کر والدین سے زیادہ، بہنوں بھائیوں سے زیادہ، اپنی اولاد سے زیادہ، اپنی بیوی سے زیادہ، اپنے بچوں سے زیادہ، اپنے دوستوں سے زیادہ، اپنی قوم سے زیادہ اور اپنے ساتھیوں سے زیادہ اگر مجھے کسی سے محبت ہوگئی ہے تو وہ صرف وہ ذات ہے جس ذات کو محمد ﷺ کہتے ہیں۔

میرے بھائیو! ہم ہر بُرے کام پر سخاوت کرتے ہیں۔ لیکن ہماری سخاوت دین دار لوگوں پر نہیں ہوتی ہے۔ تم کہو گے کہ وہ صفوان بن اُمیہ رضی اللہ عنہ بھی تو دین دار نہیں تھا۔ وہ بھی تو ابھی تک مسلمان نہیں ہوا تھا۔ وہ نبی ﷺ کو برا بھلا کہتا تھا۔ نبی ﷺ کو اپنی نظروں میں غلط سمجھتا تھا۔ وہ بھی کوئی دین دار تھا۔ میرے بھائیو! نبی ﷺ کا ذہن اور تھا "حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ" اللہ کے نبی ﷺ حریص تھے۔ آپ ﷺ سوچتے کہ اگر میں اس طرح کام کروں گا

تو شاید یہ مسلمان ہو جائے، میں وہ کام کروں گا تو شاید یہ مسلمان ہو جائے، اُس کو مسلمان بنانے کے لیے آپ ﷺ سخاوت کرتے تھے کیونکہ صفوان بن اُمیہ رضی اللہ عنہ بڑا قیمتی کافر تھا۔ بہت بڑا آدمی تھا لیکن کافر تھا۔ لیکن قیمتی بھی بہت زیادہ تھا۔ اللہ کے نبی ﷺ نے اتنی زیادہ سخاوت کی کہ تین سو اُونٹ جب اُس کے گھر چلا گیا تو وہ کہنے لگا کہ میں تو دشمنی کرتا ہوں۔ میں تو بُرا بھلا کہتا ہوں، میں تو آپ ﷺ کو گالیاں دیتا ہوں، میری نظر میں نبی ﷺ بہت زیادہ برے ہیں لیکن نبی ﷺ تو بہت زیادہ سخی ہیں، نبی ﷺ تو بہت اچھے اخلاق والے ہیں، نبی ﷺ تو پیار کرنے والے ہیں، نبی ﷺ تو رحمت للعالمین ہیں، نبی ﷺ تو بہت اچھے ہیں، تو وہ یہ سب کچھ دیکھ کر مسلمان ہوگیا۔ اس لیے نبی پاک ﷺ کافروں پر بہت زیادہ سخاوت کرتے تھے۔ نبی ﷺ کا اصل نسخہ یہ تھا، یہ سخاوتِ رسول ﷺ ہے۔

میرے بھائیو! بخاری کی روایت ہے۔ میرے نبی ﷺ نے ایک مرتبہ فرمایا! اے میرے صحابہ رضی اللہ عنہم تم میں سے کوئی ایسا آدمی ہے کہ جو کسی کے مال کی حفاظت کرے۔ اُس کا اپنا مال چور لے جائیں، ڈاکو لے جائیں، خود وہ ذلیل ہو جائے، وہ تباہ و برباد ہو جائے۔ "پھٹی کپانوں پچھے کوئی نہ" وہ اپنا خیال نہ کرے۔ لیکن کسی کی گندم کی مکئی اور کسی کے مال کی حفاظت کر رہا ہو۔ تم میں سے کوئی ایسا آدمی ہے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کہنے لگے ہم میں سے کوئی بھی ایسا آدمی نہیں ہے جو اپنے مال کی حفاظت نہ کرے لیکن کسی کے مال کی حفاظت کرتا ہو۔ یہ تو بہت عجیب بات ہے کوئی کسی کے مال کی حفاظت نہیں کرے گا بلکہ اپنے مال کی ہر کوئی حفاظت کرے گا۔ اپنی گائیں بھینسوں کی حفاظت کرے گا۔ اپنی بھیڑ بکریوں کی حفاظت کرے گا۔ اپنی زمین جائیداد کی حفاظت کرے گا۔ اپنے گھر کی حفاظت کرے گا، اپنے روپے پیسے کی حفاظت کرے گا، ہر کوئی اپنی چیز کی حفاظت کرتا ہے، کسی دوسرے کی کوئی نہیں حفاظت کرتا ہے تو میرے نبی ﷺ نے فرمایا کہ ہم اپنے مال کی حفاظت نہیں کر رہے ہیں بلکہ ہم لوگوں کے مال کی حفاظت کر رہے ہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کہنے لگے کہ نبی ﷺ جی یہ کیا بات ہے۔

ہمیں سمجھ میں نہیں آ رہا ہے۔ تو میرے نبی ﷺ نے فرمایا کہ جو آدمی اپنا مال سمجھ کر اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرتا ہے مسکینوں غریبوں کو نہیں دیتا ہے۔ مجاہدین سے تعاون نہیں کرتا ہے اس کے پاس بہت زیادہ مال و دولت ہے لیکن اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرتا ہے۔ اُس کے ذہن میں یہ ہے کہ اگر میں لوگوں کو مال و دولت دوں گا تو میں کہاں سے کھاؤں گا۔ بس اپنا مال سنبھال کر رکھتا ہے۔ اگر کرے تو تھوڑا بہت خرچ کر دیتا ہے، باقی سارا مال بینک میں جمع کروا دیتا ہے۔ میرے نبی ﷺ نے فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں مال خرچ نہیں کرتا ہے لیکن جمع کیے جا رہا ہے وہ تو غیروں کا مال ہے وہ آج مر گیا مجھے ایمان سے بتائیں اگر ارب پتی مر جائے، کروڑ پتی مر جائے، لاکھ پتی مر جائے، ہزار پتی مر جائے، جب وہ فوت ہو جاتا ہے تو مال اپنے ساتھ تو نہیں لے کر جاتا ہے۔ قبر کے اندر تو مال لے کر نہیں جاتا ہے۔

میرے نبی ﷺ نے فرمایا کہ جو یہ مال چھوڑ کر جاتا ہے تو اُس کا وارث تو اور کوئی ہو جاتا ہے یا برادری ہو جائے گی، یا اولاد ہو جائے گی، یا بیوی ہو جائے گی، فرمایا وہ تو غیروں کے مال کی حفاظت کر رہا ہے۔ لیکن جو اُس کا اصل مال ہے اُس کی حفاظت ہی نہیں کرتا ہے۔ اگر اللہ کے راستے میں دے دیتا، اگر اللہ کے راستے میں مال خرچ کر دیتا، اگر سخاوت کر دیتا۔ فی سبیل اللہ مال دے دیتا، غریبوں مسکینوں کو دے دیتا، مجاہدین کو دے دیتا، اللہ کے گھر کی حفاظت کر دیتا تو پھر یہ مال اُس کا ہو جانا تھا۔ فرمایا وہ تو غیروں کے مال کا وارث ہے۔ لیکن اپنے مال کی حفاظت ہی نہیں کر رہا ہے۔ اُس کے اپنے مال کی حفاظت یہ ہے کہ جتنا اُس نے اللہ کے لیے دے دیا تو اس کا بدلہ اُسے جنت مل جائی گی۔

ایک مرتبہ نبی ﷺ نے فرمایا: اے پیاری عائشہ رضی اللہ عنہا ہمارے گھر میں ایک بکری کھڑی تھی۔ اگر آدمی سخی ہو تو پھر عورت بھی سخی ہوتی ہے اگر آدمی کنجوس ہو تو پھر عورت کو کس نے سیرت سکھانی ہے۔ نبی پاک ﷺ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے خاوند تھے۔ وہ تو بہت زیادہ سخی تھے لیکن سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی بھی سخاوت سنیں۔ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا! اے پیاری عائشہ رضی اللہ عنہا

ہمارے گھر میں ایک بکری تھی لیکن اب وہ نہیں ہے، وہ کہاں ہے، کہنے لگیں کہ میں نے اللہ کے راستے میں ذبح کر کے ساری بانٹ دی ہے پوری بکری میں نے ذبح کر کے اللہ کے راستے میں سخاوت کر دی ہے۔ لیکن ایک کندا میں نے رکھ لیا ہے وہ میں آپ ﷺ کو پکا کر کھلاؤں گی۔ اللہ کے نبی ﷺ فرمانے لگے! اے میری بیوی عائشہ رضی اللہ عنہا اس طرح نہ کہو کہ میں نے ایک کندا بچالیا ہے۔ باقی سب کچھ دے دیا ہے۔ بلکہ اس طرح کہو کہ کندے کے علاوہ باقی سارا گوشت ہے لیکن ایک کندا ہمارے پاس نہیں ہے تو سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا حیران ہوگئیں۔

کہنے لگیں کہ اس کی کیا وجہ ہے تو آپ ﷺ فرمانے لگے کہ یہ بھی اللہ کے راستے میں دے دینا تھا تو ساری بکری ہمارے لیے باقی بچ جاتی تھی۔ کیونکہ جو اللہ کے راستے میں دے دیا تو وہ باقی ہے جو یہاں بچ گیا وہ باقی نہیں ہے۔ ایک مرتبہ سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سفر سے آرہے ہیں۔ پیارے نبی ﷺ بھی ساتھ ہیں، سفر سے آرہے ہیں۔ سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ کا اونٹ بڑا غلط اونٹ تھا۔ بار بار تنگ کرتا تھا، جو جانور تنگ کرے اس کو لوگ کم روپے پیسے میں بھی دے دیتے ہیں۔ چاہے وہ جتنا بھی موٹا تازہ کیوں نہ ہو لیکن تنگ کرنے والے کو کوئی نہیں رکھتا ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ اب اُس کو فروخت کرنا چاہتے ہیں۔ سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ کا اونٹ کھڑا ہوگیا۔ بار بار خراب کر رہا ہے، سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ نیچے اُترے، لاٹھی ہاتھ میں لے کر اُس کو زور زور سے مارنے لگ پڑے لیکن بہت مارا وہ پھر بھی تنگ کرتا ہے۔

عورت کو بھی نہ مارا کرو، مارنے سے عورت اس طرح ہو جاتی ہے۔ میرے نبی ﷺ نے فرمایا کہ جس طرح خشک لکڑی ہوتی ہے اس کو جب توڑو گے تو وہ ٹوٹ جائے گی لیکن سیدھی نہیں ہوگی۔ اسی طرح عورتیں بھی لکڑی کی مثال ہیں۔ اس کو باتوں باتوں میں ایسا مار دو، باتوں باتوں میں ان کی ایسی بے عزتی کریں کہ باتوں باتوں میں وہ ڈوب کر مر جائیں۔ لیکن آگے سے تمہارے سامنے بولنے کی جرأت نہ کریں۔ ان کو باتوں باتوں میں سمجھاؤ ان کو عذاب دینے والی باتیں سناؤ۔ باتوں باتوں میں ان کی ایسی بے عزتی کرو، تو ان شاء اللہ کبھی نہ کبھی عورت ٹھیک ہو جائے گی۔ اگر پیار سے سیدھی ہو جائے تو اُسے پیار و محبت سے سیدھی

کرو، مارا پیٹا نہ کرو۔ کیونکہ اس سے عورتیں زیادہ خراب ہو جائیں گی۔ مارنے سے سواریاں بھی ٹھیک نہیں ہوتی ہیں۔ جانور بھی ٹھیک نہیں ہوتے ہیں۔ ان کے ساتھ بھی پیار کرنا چاہیے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا جابر رضی اللہ عنہ تم اونٹ کو کیوں مار رہے ہو، کیا مسئلہ ہے۔ وہ کہنے لگے یہ اونٹ چلتا ہی نہیں ہے۔

پیٹ بھر کر کھاتا پیتا بھی ہے، اپنی خدمت بھی اچھی طرح کروالیتا ہے لیکن جب کام کرنے کا وقت آتا ہے، جب سفر کا موقع آتا ہے تو پھر یہ تنگ کرتا ہے، آج میں ماروں نہ تو کیا کروں۔ فرمایا کتنے ایسے لوگ ہیں جو رب کا کھا رہے ہیں، کتنے ایسے لوگ ہیں جو رب کا پی رہے ہیں، کتنے ایسے لوگ ہیں جو اپنے رب کی زمین استعمال کر رہے ہیں، کتنے ایسے لوگ ہیں جو اللہ کے آسمان کے نیچے بیٹھے ہیں، کتنے ایسے لوگ ہیں جو اللہ کی نعمتیں کھا پی رہے ہیں لیکن کتنے ایسے لوگ ہیں جو اللہ کی بغاوت کر رہے ہیں، اللہ کے سامنے غرور کر رہے ہیں، اللہ کے سامنے تکبر کر رہے ہیں، وہ نمازیں نہیں پڑھتے ہیں، وہ قرآن نہیں پڑھتے ہیں۔ نبی ﷺ کی دشمنی کرنے والے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی دشمنی کرنے والے، قرآن سے تعلق نہ جوڑنے والے بڑے بڑے لوگ ایسے ہیں لیکن اللہ بھی تو ہے جو اُن کو پھر بھی کھلا رہا ہے، بش کو کھلا رہا ہے، واجپائی کو کھلا رہا ہے، ایڈوانی کتے کو کھلا رہا ہے، منافق پرویز مشرف کو کھلا رہا ہے، ہر کسی کو کھلا رہا ہے۔ لیکن میرے بھائیو! اللہ بھی تو کسی کو مارتا نہیں ہے۔ فرمایا! اے پیارے جابر رضی اللہ عنہ اس طرح کرو کہ یہ اُونٹ مجھے فروخت کر دو لیکن اسے مارو نہیں۔ سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ پہلے چاہتے تھے کہ میں اس کو فروخت کر دوں فوراً کہنے لگے یہ اونٹ آپ ﷺ لے لیں۔

فرمایا! کتنے پیسے لو گے جابر رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ جتنے چاہیں دے دیں۔ کیسے نبی ﷺ تھے سخاوتِ رسول ﷺ بیان کر رہا ہوں، اس طرح کا سخی کائنات میں نہیں پاؤ گے۔ جابر رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ یہ لیں آپ ﷺ اس کی رسی پکڑ لیں، روپے پیسوں کی کوئی بات نہیں ہے، پھر کر لیں گے۔

نبی پاک ﷺ اپنی سواری سے اُترے، نبی پاک ﷺ نے اونٹ کے سر سے لے کر کمر

تک بسم اللہ پڑھ کر ہاتھ پھیرا۔ قرآن نبی پاک ﷺ کے بارہ میں کہتا ہے ویسے بھی جب نبی ﷺ کے بچپن کا دور تھا تو سواری سیّدہ سلیمہ رضی اللہ عنہا کی بھی کمزور تھی جو بھاگنے دوڑنے کے قابل نہیں تھی۔ سیّدہ حلیمہ رضی اللہ عنہا ساری عورتوں میں سے پیچھے رہ گئیں ایک رات اور ایک دن کا فرق پڑ گیا تھا۔ وہ عورتیں امیروں کے بچے لے کر جا رہی تھیں تو حلیمہ رضی اللہ عنہا مکہ میں پہنچی تھیں تو جب اللہ کے نبی ﷺ کو سواری پر بٹھایا تو اس سواری کی کمزوریاں چلی گئیں وہ سواری تیز دوڑنے لگ پڑی۔ یہ ماجرا کیوں بنا تھا۔

﴿وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ﴾ (الانبیاء:107)

کیونکہ میرے نبی ﷺ تمام جہانوں کے لیے رحمت بن کر آئے تھے۔ وہ عورتیں جو پہلے چلی گئی تھیں۔ آج حلیمہ رضی اللہ عنہا کی سواری نے اُن کو پیچھے چھوڑ دیا۔ وہ زبان سے پکار کر کہتی ہیں، مولانا کہتے ہیں وہ عورتیں کہتی ہیں:

کیوں اپنی تیز ڈاچی نوں دوڑائی جانی ایں
کیڑی دنیا دی دولت کمائی جانی ایں

ماں جی حلیمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں:

اُو جس دی مثال نہ بے مثال لبھیا
مینوں آمنہ دی گودی وچوں لال لبھیا
اُس لال نوں میں گودی وچ پائی جانی آں
تایوں اپنی تیز ڈاچی نوں دوڑائی جانی آں

آج سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ کی سواری پر اللہ کے نبی ﷺ نے ہاتھ لگایا۔ میرے نبی ﷺ کے ہاتھوں میں اللہ نے رحمت ڈالی تھی۔ میرے نبی ﷺ نے ہاتھ لگایا۔ میرے نبی ﷺ کے ہاتھوں میں اللہ نے رحمت ڈالی تھی۔ میرے نبی ﷺ کی زبان میں اللہ نے رحمت رکھی ہے۔ میرے نبی ﷺ کو اللہ نے رحمۃ للعالمین بنایا ہے۔ میرے بھائیو جب نبی ﷺ نے اونٹ کو ہاتھ لگایا، تو وہ اونٹ آج اتنا تیز بھاگا کہ نبی ﷺ کی سواری سے بھی آگے جانے لگ گیا۔ تو

جابر رضی اللہ عنہ آہستہ سا کہتے ہیں۔ اے اُونٹ ذرا رُکو، اب آگے جانے لگ پڑے ہو۔ میرے بھائیو! اونٹ تیز دوڑنے لگ پڑا، اللہ کے نبی ﷺ نے سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ کے ساتھ چاندی کا سودا کرلیا تھا۔ جابر رضی اللہ عنہ کہنے لگے پیارے نبی ﷺ جی اب تو اُونٹ کو پَر لگ گئے ہیں تو میں آپ ﷺ کو مدینہ جاکر اُونٹ دے دوں گا۔ سودا ہمارا یہاں ہوگیا ہے۔ آپ ﷺ مجھے روپے ابھی دے دیں، سوچ یہ تھی کہ روپے ابھی مل گئے تو سودا پکا ہو جائے گا۔ پھر اس اونٹ سے جان چھوٹ جائے گی۔ یہ ذہن جابر رضی اللہ عنہ کا تھا۔ کہنے لگے کہ آپ ﷺ پیسے ابھی دے دیں تو پیارے نبی ﷺ نے فرمایا کہ جلدی کرو اس کو روپے ابھی ادا کردو، روپے ادا ہوگئے۔ فرمایا! اے جابر رضی اللہ عنہ راضی ہو، جابر رضی اللہ عنہ کہنے لگے جی آقا میں خوش ہوں۔ یہاں بھی ایک نقطہ سمجھ لیں جتنے پیسوں کا سودا ہوا تھا مثلاً بیس تولے چاندی کا سودا ہے تو میرے نبی ﷺ نے پچاس تولے چاندی دے دی تھی۔ فرمایا! اے جابر رضی اللہ عنہ اب خوش ہو، جابر رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ میں خوش تو پہلے پیسوں پر تھا وہ ہمارے درمیان سودا ہوا تھا۔

آپ ﷺ نے فرمایا! نہیں نہیں، میں نے زیادہ پیسے دے دیئے ہیں۔ تو یہ محمد ﷺ کی سخاوت سمجھ لو، جابر رضی اللہ عنہ خوش ہوگئے۔ جب مدینہ پہنچ گئے تو اُونٹ دے کر واپس جانے لگے۔ چند قدم دور گئے تو خوش بہت ہیں۔ ایک تو روپے زیادہ مل گئے تھے۔ دوسرا اُونٹ سے جان چھوٹ گئی تھی۔ جابر رضی اللہ عنہ بہت خوش ہیں لیکن تھوڑی دیر گزری تو پیارے نبی ﷺ نے فرمایا: اے صحابہ رضی اللہ عنہم جابر رضی اللہ عنہ کو واپس بلاؤ۔ جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں واپس تو آ رہا تھا لیکن اندر سے میں ڈر گیا کہ شاید وہی اُونٹ آپ ﷺ مجھے واپس کردیں گے۔ کہنے لگے کہ میں ذہنی طور پر پریشان تھا لیکن بات کچھ اور نکلی جب میں نبی ﷺ کے پاس واپس آیا تو میرے نبی ﷺ نے فرمایا: اے جابر رضی اللہ عنہ پہلے تیرا میرا سودا ہوا تھا پیسے میں نے تمہیں دے دیئے ہیں اب ان شاء اللہ سواری بھی تیز رہے گی یہ بھی خراب نہیں کرے گی۔ تو یہ اپنا اونٹ بھی واپس لے جاؤ۔ یہ محمد ﷺ سخاوت کرتا ہے۔ میرے نبی ﷺ جیسا سخاوت کرنے والا دنیا میں نہیں پاؤ گے۔ اے کاروبار کرنے والو کوئی اس طرح کا ہے۔ نبی ﷺ کا مقابلہ نہیں ہوسکتا ہے۔

ایک کافر آیا، کہنے لگا اے پیارے نبی ﷺ جی میرے پاس ایک بکری نہیں ہے۔ میں آپ سے اللہ کا نام لے کر کہتا ہوں مجھے ایک بکری دے دیں ساتھ کہنے لگا کہ میں کافر ہوں۔ مجھے دینا ہے تو اپنے طور پر دینا ہے۔ میں نے مسلمان نہیں ہونا ہے، اپنی جماعت سمجھ کر مجھ سے سخاوت نہ کرنا۔ میرے نبی ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان ہو یا نہیں ہو تم نے میرے رب کا نام لیا ہے اگر رب کی قدر محمد ﷺ نہیں کرے گا، اگر رب کی قدر میں نہیں جانتا ہوں تو اور دنیا پر کون ہے جو رب کی قدر کرے۔ میرے رب نے میری اتنی قدر بنائی ہے میں آیا تو سب انبیاء علیہم السلام کے بعد میں ہوں۔ لیکن سب سے پہلے جنت کا مہمان میں محمد ﷺ نے بننا ہے۔ میں آیا تو سب انبیاء علیہم السلام کے بعد میں ہوں لیکن خاتم الانبیاء اللہ نے مجھے بنایا ہے۔ ساری دنیا کا سردار رب نے مجھے بنایا ہے۔ اتنا مقام کسی بھی نبی ﷺ کا نہیں ہے اتنا مقام کسی بھی پیغمبر یا رسول کا نہیں ہے تو آج اللہ کی قدر محمد ﷺ نہیں جانتا ہے تو اور کون ہے جو رب کی قدر کرے۔

اے آنے والے مسلمان ہو یا نہیں ہو، میں تو رب کی قدر کروں گا۔ میرے اللہ کے نام پر تم نے سوال کیا ہے۔ فرمایا جاؤ میرے صحابہ رضی اللہ عنہم اسے ایک بکری کی ضرورت ہے۔ اللہ کی قدر ایک بکری دینے سے نہیں ہے۔ یہ آدمی واپسی پر اپنی قوم کے پاس گیا اور کیا کہتا ہے کہ نبی پاک ﷺ کی حدیث سن لیں۔ کہتا ہے:

((قَـوْمَهُ فَقَالَ يَاقَوْمِ اَسْلِمُوْا فَوَاللّٰهِ اِنَّ مُحَمَّدًا لَيُعْطِى عَطَاءَ مَا يَخَافُ الْفَقْرَ .))

ایک آدمی آ کر اللہ کے نبی ﷺ سے سوال کرتا ہے۔ کہتا ہے اے پیارے نبی ﷺ جی میں مسلمان بھی نہیں ہوں لیکن سنا ہے کہ نبی محمد ﷺ سخی بہت زیادہ ہیں۔ تو مجھے اپنے رب کے نام پر ایک بکری دے دیں میں غریب بہت زیادہ ہوں۔ میرے بچے دودھ پینے کے لیے ترس رہے ہیں۔ مجھے کوئی بکری دے دیں۔ مجھ پر سخاوت کر دیں آج کل اگر کوئی اس طرح آ کر کہے کہ اے بھائیو! تمہارے پاس پانچ بھینسیں ہیں تو ایک بھینس مجاہدین کے لیے دے

دیں، ہم اسلحہ لے لیں گے، وہ اسلحہ ہم کافروں پر چلائیں گے تو اللہ تمہیں اور زیادہ دے دے گا۔ لیکن ہم تو کلو دودھ بھی دینے کے لیے تیار نہیں ہوں گے۔ اللہ کے راستے پر نہیں دیں گے لیکن پیروں کے نام پر بہت کچھ دے دیتے ہیں۔ غیر اللہ کی نذر نیاز کے لیے بہت کچھ دے دیتے ہیں لیکن اللہ کے نام پر ہم کبھی نہیں دیتے ہیں کیونکہ ہمارا اس طرح کا ذہن ہی نہیں بنا ہوا ہے۔

لیکن اس کافر نے جب اللہ کے نام پر سوال کیا، تو میرے نبی ﷺ نے فرمایا:

((بَيْنَ جَبَلَيْنِ .))

میرے نبی ﷺ نے فرمایا کہ اس نے اللہ کے نام پر سوال کیا ہے میں اگر ایک بکری دوں تو یہ اللہ کی شان نہیں بنے گی۔ فرمایا "بَيْنَ جَبَلَيْنِ." جو دو پہاڑوں کے درمیان میں جتنا بکریوں کا ریوڑ بیٹھا ہے۔ وہ اس کو دے دو جب بکریوں کا ریوڑ اس کے آگے لگا دیا گیا تو وہ کافر حیران و پریشان ہوگیا کہ ایک تو میرا مذہب اسلام نہیں ہے۔ ایک میں مسلمان نہیں ہوں، ایک تو میں نبی ﷺ کا دشمن ہوں، ایک میں کافر ہوں، یہ نبی ﷺ ہیں یہ مجھے اتنا کچھ دے رہے ہیں تو وہ دیکھ کر مسلمان ہوگیا۔ جب وہ مسلمان ہوگیا تو کہتا ہے "فَقَالَ يَاقَوْمِ اَسْلِمُوْا" اے میری قوم، اے لوگو مسلمان ہو جاؤ، محمد ﷺ کے غلام بن جاؤ، اسلام والے بن جاؤ، نبی پاک ﷺ کتنے زیادہ سخی ہیں وہ تو اللہ کے نام پر اتنا زیادہ کچھ دے دیتے ہیں کہ کوئی غربت ہی باقی نہیں رہتی ہے۔ وہ کافر مسلمان ہوگیا۔ کہتا تھا کہ میں نے مسلمان نہیں ہونا ہے اب ہوا ہے کہ نہیں۔

میرے نبی ﷺ جیسا سخی کائنات میں نہیں پاؤ گے، میرے بھائیو! نبی ﷺ جیسی سیرت اپناؤ گے۔ لوگ کہتے ہیں کہ اہلحدیثوں کو نبی ﷺ کی شان کا کیا پتہ ہے آج سخاوت محمد ﷺ اس لیے بیان کر رہا ہوں یہ بھی نبی ﷺ کی عظمت ہے۔ مقام مصطفیٰ ﷺ ہے، حسن مصطفیٰ ﷺ یہ بھی نبی ﷺ کی عظمت ہے۔ دعائے مصطفیٰ ﷺ یہ بھی نبی ﷺ کی عظمت ہے۔ میرے بھائیو! اگر ہم گستاخ رسول ﷺ ہوتے تو پھر کبھی بھی نبی ﷺ کے بارہ میں یہ

موضوع بیان نہ کرتے۔ یہ بات غلط ہے کوئی بھی اہلحدیث ایسا نہیں ہے جو کہ گستاخ رسول ﷺ ہو، کوئی بھی دنیا میں مسلمان نہیں ہے جو نبی ﷺ کا گستاخ ہو، نبی ﷺ کی شان بہت زیادہ ہے۔ میرے ذہن میں ایک نعت آ رہی ہے یہ نہ سمجھو کہ ان کو نعتیں نہیں آتی ہیں۔

میرے بھائیو! احادیث میرے سامنے ہیں لیکن میرا دل کرتا ہے کہ تم کو نبی پاک ﷺ کی ایک نعت بھی سنا دی جائے۔ جس نبی ﷺ کی بات کر رہا ہوں ان کے بارہ میں نعت بھی سنا دی جائے وہ کیسے نبی ﷺ ہیں۔ بھائیو! احادیث بھی میرے سامنے ہیں لیکن آخری بات سے پہلے میں یہ بات کرنا چاہتا ہوں۔ ایک اور بات سن لیں نبی پاک ﷺ کی سیرت بھی سخاوت میں بڑی اعلیٰ ہے۔

میرے بھائیو! صحابہ رضی اللہ عنہم نے سیرت نبوی ﷺ سے سبق سیکھا۔ اس لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سارے جہان سے اعلیٰ بنے تھے۔ سیّدنا عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ کا نام ہے۔ دوسرا صحابی رضی اللہ عنہ ہے جس کا نام خالد بن عقبہ ابی معیط رضی اللہ عنہ ہے۔ یہ غریب لوگ ہیں لیکن مکہ کے بازار میں اس خالد بن عقبہ بن معیط رضی اللہ عنہ کا مکان تھا ان کو پیسوں کی ضرورت تھی۔ بیچارے مانگتے تو نہیں تھے آج کل تو لوگوں نے مانگنے کا ٹھیکہ اُٹھایا ہوا ہے لیکن میرے نبی ﷺ کے دور کے صحابہ رضی اللہ عنہم کیسے صحابہ رضی اللہ عنہم تھے۔ اُن کو مال کی ضرورت تھی روپے پیسے کی ضرورت تھی لیکن کسی سے روپے نہیں مانگے ہیں۔ کہنے لگے کہ پیسے تو نہیں ہیں لیکن چلو ضرورت تو پوری کرتے ہیں۔ انہوں نے مل کر ایک مکان فروخت کر دیا۔ جو مکان مکہ کے بازار میں اُن کے پاس تھا۔ موقع کی مناسبت سے اور کاروباری اعتبار سے مکان بہت قیمتی تھا۔ ان کو ستر ہزار درہم مل گئے۔ ان کی ضرورت پوری ہوگئی لیکن جب مکان فروخت کر بیٹھے جب سودا پورا ہوگیا، جب رات کا وقت ہوا، تو عشاء کے بعد سارے گھر کے افراد اکٹھے ہوگئے، گھر بیٹھ کر افسوس کرنے لگ پڑے۔

کہنے لگے کہ ہم نے مکان نہیں دینا تھا، ضرورت تو بالآخر پوری ہو جانی تھی لیکن ہمیں مکان نہیں دینا چاہیے تھا، کرایہ پر تو ہم رہ نہیں سکتے ہیں۔ کہنے لگے کہ کیا بنے گا، رونے لگ

پڑے، گھر سے رونے کی آواز آنے لگ پڑی تو جو عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ تھا۔ وہ اپنے ساتھیوں کو لے کر وہاں گیا، ساتھیوں کو بتایا کہ مجھے خالد رضی اللہ عنہ کا مکان مل گیا ہے۔ میں نے اتنے پیسے دے کر ان غریبوں سے مکان لے لیا ہے لیکن پیسے بھی اُن کو بہت زیادہ دیئے ہیں تاکہ وہ غریب ناراض نہ ہو جائیں۔

میرے بھائیو آج کل تو جس کو ضرورت ہو اُس کی مجبوری سے غلط فائدہ اُٹھایا جاتا ہے آج کل کے مسلمان مجبوریوں سے غلط فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم غلط فائدہ نہیں اُٹھاتے تھے۔ وہ مجبور آدمی کو ضرورت سے بھی زیادہ روپے دے دیتے تھے۔

عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتا ہے میں نے ستر ہزار درہم دے کر وہ مکان خرید لیا ہے۔ صبح میں نے وہاں جانا ہے۔ صبح اُن کا سامان نکال دینا ہے، جب عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ اُس گھر کے پاس گئے تو وہ آگے سے رو رہے ہیں، عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ ساتھیوں کو لے کر واپس چلے گئے۔ پھر عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ اپنے غلام کو بھیجتے ہیں کہنے لگے اے غلام چلے جاؤ اُن کو جا کر بتا دو کہ رات کو روتے کیوں تھے۔ ایک آدمی آیا آکر کہنے لگا کہ جناب روتے اس لیے تھے ہم بہت زیادہ غریب ہیں۔ پیسوں کی ضرورت بہت زیادہ تھی۔ مانگنے کو دل نہیں کرتا تھا۔ ویسے بھی مانگنا نہیں چاہیے، شرم بہت زیادہ آتی تھی۔ لیکن ہم مکان فروخت تو کر بیٹھے ہیں لیکن اب میری بیوی اور بیٹے بیٹیاں رو رہے تھے کہ کل ہم نے اس مکان سے نکل جانا ہے۔

میرے بھائیو! جب اتنی باتیں ہوئیں تو عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہنے لگے جاؤ میرے بھائی خالد بن عقبہ بن ابی معیط رضی اللہ عنہ چلے جاؤ، واپس چلے جاؤ، خوش ہو جاؤ کل میں تمہیں ستر ہزار درہم تو دے کر آگیا تھا لیکن اپنا مکان بھی اپنے پاس رکھ لو یہ میری سخاوت ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت پر قربان جاؤں۔ میرے بھائیو اس طرح کے سخی بن جائیں جو جیب میں پیسہ ہے وہ اللہ کے راستے میں خرچ کر دینا چاہیے۔

میرے بھائیو! جتنے روپے جمع کرتے ہو اُن میں سے کچھ اپنے پاس رکھ لو، لیکن زیادہ اللہ کے راستے میں خرچ کیا کرو۔ مجاہدین کو دیا کرو، مسجد کو زیادہ روپے دیا کرو۔ اے میرے

اللہ ان کو سخی کر دے۔ بہر حال آخری بات سن لیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کی سیرت دیکھ لی ہے یہ صحابی مکان دے دیتے ہیں۔ اُونٹ دے دیا، سامان دے دیا، پورے پورے گھر صحابہ نے لٹا دیئے۔ سخاوت کے موقع پر میرے نبی ﷺ نے سب کچھ دے دیا۔ میرا نبی ﷺ ساری دنیا سے اعلیٰ ہے، میرے نبی ﷺ کی شان اعلیٰ ہے۔ میرے نبی ﷺ سب انبیاء سے اعلیٰ ہیں، نعت سن لیں:

میرا نبی اِنج سجے نبیاں ساریاں دے وچ
جیویں چن پیا سج دا اے تاریاں دے وچ
میری نبی دی مثال دا تے ہویا کوئی نہ
چن توڑ کے وکھاوے جو اشاریاں دے وچ
میرے نبی دے مقام نوں جو جاندا نئیں
لکھیا جاندا اُو قسمتاں دے ماریاں دے وچ
میرا نبی انج سجے نبیاں ساریاں دے وچ
جیویں چن پیا سج دا اے تاریاں دے وچ
پاوے اَکھ وچ لعاب تے بینائی مل جائے

ایک صحابی رضی اللہ عنہ نابینا ہوگیا تھا اُس کو سانپ نے ڈس لیا تھا۔ میرے نبی ﷺ نے فرمایا کیا ہوا ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کہنے لگے کہ اس کو سانپ نے ڈس لیا ہے۔ سانپ کی زہر سے اس کی بینائی چلی گئی ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے اُس کی آنکھ میں لعاب ڈالا تو اللہ نے اُس کو آنکھیں دے دیں۔

پاوے اَکھ وچ لعاب تے بینائی مل جائے
ایسا ملے نہ نظارہ کوئی نظاریاں دے وچ
میرا نبی انج سجے نبیاں ساریاں دے وچ
جیویں چن پیا سج دا اے تاریاں دے وچ

میرے نبی دے لعاب دی تاثیر وکھری
کھوہ مٹھے ہوندے جدوں پاندے
کھوواں کھاریاں دے وچ کھواں
میرا نبی انج سجے نبیاں ساریاں دے وچ
جیویں چن پیا سج دا اے تاریاں دے وچ

میرے نبی ﷺ کے ایک صحابی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک مرتبہ مہمان آ گئے۔ ان مہمانوں کو صحابی رضی اللہ عنہ نے کھانا پیش کر دیا۔ ایک رومال تھا جو میلا کچیلا تھا۔ صحابی رضی اللہ عنہ نے اُس میں روٹیاں دے دیں۔ مہمان کہنے لگے کہ مہمانوں کو اچھے رومال میں روٹیاں دینی چاہیے۔ یہ میلے کچیلے رومال میں کیوں دی ہیں۔ صحابی رضی اللہ عنہ کہنے لگا کہ جلدی کرو، مجھے رومال واپس دے دو، صحابی رضی اللہ عنہ نے رومال آگ میں پھینکا اور پکڑ کر لے آیا۔ مہمان کہنے لگے کہ اتنی جلدی تو رومال صاف نہیں کیا جا سکتا ہے۔ اتنی جلدی تو آدھا رومال دھو نہیں سکتا ہے۔ کیا بات ہے کہ اب رومال پر میل کچیل نہیں ہے لیکن رومال وہی لگتا ہے۔ صحابی رضی اللہ عنہ کہنے لگا کہ ایک مرتبہ اللہ کے نبی ﷺ میرے پاس آئے تھے تو میں نے اس رومال سے نبی ﷺ کا پسینہ صاف کیا تھا۔ پھر میں نے یہ رومال کبھی دھویا ہی نہیں ہے کیونکہ اس رومال سے اب خوشبو آتی ہے۔ سنو بھائیو

جندے نال نبی پاک نے پسینہ پونجیا
پھر سڑے نہ رومال اُو انگاریاں دے وچ
میرا نبی انج سجے نبیاں ساریاں دے وچ
جیویں چن پیا سج دا اے تاریاں دے وچ
لکھاں نبیاں چوں کسے نوں معراج ہوئی نہ
میرا نبی پہنچے عرش دیاں میناریاں دے وچ
میرا نبی انج سجے نبیاں ساریاں دے وچ

جیویں چن پیا سج دا اے تاریاں دے وچ

ایک مرتبہ ابوجہل نے کہا تھا کہ میری مٹھی میں کیا ہے ہوا کیا۔

میری مُٹھی وچ کی اے ابوجہل پچھدا

روڑاں دتیاں گواہیاں لوکاں ساریاں دے وچ

میرا نبی انج سجے نبیاں ساریاں دے وچ

جیویں چن پیا سج دا اے تاریاں دے وچ

اُو شان نبی دا پچھنا اے تے رب کولوں پُچھ

شان دسیا جنے تیاں پاریاں دے وچ

میرے بھائیو! تیس پارے اُٹھاؤ، سورت الحمد سے لے کر والناس کی س تک جہاں سے بھی قرآن پڑھو گے محمد ﷺ کی عظمت نظر آئے گی۔

اُو شان نبی دا پچھنا اے تے رب کولوں پُچھ

شان دسیا جنے تیاں پاریاں دے وچ

میرا نبی اِنج سجے نبیاں ساریاں دے وچ

جیویں چن پیا سج دا اے تاریاں دے وچ

جیہڑا رب تے رسول دی اطاعت کرے گا

اُو شامل ہو جاندا رب دے پیاریاں دے وچ

میرا نبی اِنج سجے نبیاں ساریاں دے وچ

جیویں چن پیا سج دا اے تاریاں دے وچ

قیامت کا دن قائم ہوگا۔ تو کوئی کسی کا والی یا وارث نہیں بنے گا ہر کوئی ایک دوسرے کو چھوڑ جائے گا۔ لیکن

جدوں حشر دے دیہاڑے تینوں پُچھے کوئی نہ

نبی سینے نال لاوے لوکاں ساریاں دے وچ

میرا نبی اِنج ہے نبیاں ساریاں دے وچ
جیویں چن پیا سج دا اے تاریاں دے وچ
اُو یٰسین بلوچ جانویں رب دے حضور
رب کہے چل جنت دے نظاریاں دے وچ
میرا نبی اِنج ہے نبیاں ساریاں دے وچ
جیویں چن پیا سج دا اے تاریاں دے وچ

کیسا میرا پیارا نبی ﷺ ہے۔ میرے نبی ﷺ کی جو بات کرو گے تو میرا نبی ﷺ ساری کائنات سے اعلیٰ نظر آئے گا۔ محمد ﷺ کی سخاوت لاجواب ہے۔ نبی ﷺ کی عدالت لاجواب ہے۔ نبی ﷺ کی سیرت لاجواب ہے۔ نبی ﷺ کا پیار لاجواب ہے۔ نبی ﷺ کا عدل لاجواب ہے۔ نبی ﷺ کا انصاف لاجواب ہے۔ نبی ﷺ کا جہاد لاجواب ہے۔ نبی ﷺ کی تلوار لاجواب ہے۔ نبی ﷺ کا قیام لاجواب ہے۔ نبی ﷺ کی صورت لاجواب ہے۔ نبی ﷺ کا چلنا لاجواب ہے۔ میرے نبی ﷺ کا اُٹھنا لاجواب ہے۔ نبی ﷺ کی رات لاجواب ہے۔ نبی ﷺ کا دن لاجواب ہے۔ نبی ﷺ کا گھر لاجواب ہے۔ نبی ﷺ کا بازار میں جانا لاجواب ہے۔ گفتگو کا انداز لاجواب ہے۔ مختصر بات یہ ہے کہ سر سے لے کر پاؤں تک ساری زندگی نبی ﷺ کی لاجواب ہے۔

اللہ پاک ہمیں اسوۂ حسنہ پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ



وفاتُ النبی ﷺ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ٥ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٥

﴿اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ٥ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ ٥﴾ (الزمر : 30 تا 31)

اللہ پاک کا بہت بڑا احسان ہے کہ جس رب نے ہم سب کو مسلمان بنایا۔ اللہ پاک کا بہت بڑا احسان ہے کہ جس رب نے ہم کو امام الانبیاء، والی بطحاء سید المرسلین، امام المجاہدین، آقائے دو جہاں آمنہ کے لال جناب محمد ﷺ کا اُمتی بنایا ہے۔

میرے بھائیو! آج کا میرا موضوع یہ ہے کہ نبی ﷺ دنیا پر آئے اور پھر چلے گئے وہ کون سا دن تھا جس دن نبی ﷺ دنیا سے گئے اور ساری دنیا پر اندھیرے چھا گئے۔ آج میں نبی ﷺ کی وفات کا تذکرہ کرنے لگا ہوں۔ میرے بھائیو حقیقت بیان کرنا ہمارا حق بنتا ہے ویسے تو آج کل دور یہ چل رہا ہے کہ باطل اس قدر غالب آ گیا ہے کہ اگر حقیقت بیان کریں تو وہ اِس طرح لگتی ہے جیسے یہ باطل ہے۔ میرے بھائیو حقیقت میں ہم نے قرآن و حدیث کا مطالعہ چھوڑ دیا ہے۔ جب ہم خود قرآن و حدیث کا مطالعہ کرنا چھوڑ گئے، تحقیق کرنی چھوڑ گئے، صرف علماء خطباء اور قاریوں پر بھروسہ کرنا شروع کر دیا۔ اُنہوں نے جس طرح اپنا مؤقف بیان کیا تو اُس کو اپنا مذہب بنالیا کل بارہ ربیع الاوّل کا دن منایا گیا ہے لیکن اس دن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا کیا حال ہوا تھا۔ وہ بھی ان شاء اللہ بات کروں گا۔

میرے بھائیو! نبی ﷺ جنت البقیع کے اندر ایک صحابی رضی اللہ عنہ کا نمازِ جنازہ پڑھ کر واپس آئے اس بات سے میرا موضوع شروع ہو رہا ہے۔ جنت البقیع ایک قبرستان ہے تو آپ ﷺ

وہاں سے ایک نمازِ جنازہ کے بعد واپس آ رہے ہیں تو واپسی پر آپ ﷺ کے سر میں شدید درد شروع ہوگیا۔ وہ درد پھر بڑھتا گیا بالآخر پیارے نبی ﷺ نے درد کی وجہ سے سر پر پٹی باندھ لی۔ لیکن یہ تکلیف بڑھتی جا رہی ہے۔ بارہ ربیع الاوّل سے چودہ دن پہلے اِس درد کا آغاز ہوا تھا۔ گیارہ دن تک نبی ﷺ شدید بیماری کی حالت میں نماز پڑھاتے رہے۔ گیارہ دن کے بعد یعنی آخری ہفتہ نبی ﷺ پر وہ آیا کہ اُس کے بعد ذرا حالات بدل گئے۔

چودہ دن بیماری کی کل مدت ہے جب آخری سات دن رہ گئے تو پیارے نبی ﷺ اپنی بیویوں سے پوچھتے رہتے تھے، بار بار پوچھتے کہ کل میرا کس گھر میں ٹھکانہ ہے۔ یعنی کل میں نے کس گھر میں جانا ہے۔ حالانکہ پتہ بھی ہے کہ کل میں نے کہاں جانا ہے۔ آپ ﷺ ویسے پوچھ رہے ہیں، ویسے نہیں کہہ رہے ہیں کہ میں فلاں کے گھر جانا چاہتا ہوں۔ نبی ﷺ کی بیویاں ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن وہ سمجھ گئیں کہ آپ ﷺ کی مرضی ہے کہ آپ کا ٹھکانہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر ہو۔ آپ ﷺ کی بیماری کافی شدید ہو رہی ہے۔ آپ ﷺ پریشان ہیں۔ نبی ﷺ بڑے کمزور ہو رہے ہیں۔ آپ ﷺ کی بیویاں کہنے لگیں کہ ہم مقصد سمجھ گئیں تو ہم نے اپنی اپنی باری ختم کی اور ہم آپ ﷺ کو اجازت دیتی ہیں کہ آپ ﷺ بیماری کے کچھ ایام سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر گزار لیں تو نبی ﷺ خوش ہوگئے۔

آپ ﷺ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر جا رہے ہیں لیکن آپ ﷺ نہ چل سکے خود سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر نہ جا سکے تو سیدنا فضل بن عباس رضی اللہ عنہ اور سیّدنا علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ اِن دونوں صحابہ رضی اللہ عنہم نے پیارے نبی ﷺ کو کندھوں کے ساتھ لگایا ہے اور آپ ﷺ کو لے کر آ رہے ہیں۔ نبی ﷺ کے پاؤں اس وقت زمین سے گھسیٹتے آ رہے ہیں یعنی پاؤں بھی اچھی طرح زمین پر لگتے نہیں ہیں۔ اس قدر آپ ﷺ کمزور ہوگئے کہ بیماری نے لاچار کر کے دکھ دیا۔ جب آپ ﷺ گھر پہنچ گئے تو سیّدہ اماں عائشہ رضی اللہ عنہا معوذات یعنی ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ O قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ یہ سورتیں پڑھ پڑھ کر پھونک مار رہی ہیں۔ نیک عورتیں ہوں تو وہ اپنے خاوند کا احساس کرتی ہیں۔ ماں سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نیک اور اچھی بیوی تھیں۔ تو

انہوں نے دم کیا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پریشان ہوگئیں کہ شاید آپ ﷺ پر جادو ہوگیا ہو۔ کیونکہ پہلے بھی نبی ﷺ پر جادو ہوا تھا۔ تو آپ ﷺ بہت زیادہ کمزور ہوگئے تھے کہنے لگیں کہ شاید وجہ کوئی اس طرح کی ہو، تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا یہ پڑھ پڑھ کر دم کیے جارہی ہیں۔ لیکن کہتی ہیں کہ عجیب بات یہ ہے کہ بیماری کم نہ ہوئی بلکہ پہلے سے بھی بڑھتی جارہی ہے۔

میرے بھائیو! نبی پاک ﷺ نے بارہ ربیع الاوّل سے پانچ دن پہلے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو وعظ ونصیحت فرمائی تھی۔ اور جو حالات بیان کیے تھے وہ ذرا سنتے جائیں۔ پانچ دن پہلے یعنی بدھ کا دن آ گیا۔ بدھ والے دن بیماری بہت شدت پکڑ گئی۔ اس کے بعد سوموار بارہ ربیع الاوّل کو آپ ﷺ کی وفات کا دن ہے اس سے پانچ دن پہلے یعنی بدھ کو بیماری بہت زیادہ بڑھ گئی۔ اس دن صبح کی نماز کے بعد آپ ﷺ کو غشی طاری ہوگئی۔ آپ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بیان کرتے ہیں۔

اے میرے ساتھیو! جلدی کرو، زندگی اور موت کی کیا خبر ہے، جلدی جاؤ سات کنوؤں کا پانی لے کر آؤ کیونکہ مختلف پانی کی تاثیر جب اکٹھی کی جائے تو حکیم لوگ بھی لکھتے ہیں کہ اس میں حکمت یہ ہے کہ بہت جلد بیماری دور ہو جاتی ہے۔ مختلف بوٹیوں کا جب عرق نکال کر ایک عرق بنایا جائے تو بہت جلد شفا ہو جاتی ہے۔ یہ نبی پاک ﷺ کی حکمت ہے۔ آپ ﷺ فرمانے لگے مختلف کنوؤں کا پانی جمع کرو۔ تو سات مشکیں جمع کی گئیں تو نبی ﷺ ایک جگہ پر بیٹھ گئے تو سات مشکیں نبی ﷺ پر ڈالی گئیں۔ جب سارا پانی نبی ﷺ پر ڈالا گیا تو نبی ﷺ فرمانے لگے۔

ساتھیو! بس کرو، بس کرو، بس میری تکلیف کچھ کم ہوگئی ہے۔ جب کچھ تکلیف کم ہوئی تو نبی ﷺ منبر پر تشریف لے آئے، منبر پر بیٹھ کر آپ ﷺ نے فرمایا:

((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ لَا نَبِیَّ بَعْدَ اَمَّا بَعْدُ.))

آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تقریر سنا رہے ہیں، یہ بدھ کا دن ہے، بارہ

ربیع الاوّل سے پانچ دن پہلے کی رپورٹ ہے۔ ذرا غور سے سماعت کرلیں اس طرح نہ سمجھنا کہ ان اہلحدیثوں کو نبی پاک ﷺ کی کیا خبر ہے۔ الحمد للہ ہر ہر بات حدیث میں آتی ہے۔ میرے بھائیو ہمارا یہ مطالعہ ہے اگر ہم کو نبی پاک ﷺ سے محبت نہ ہوتی تو ہر بات نبی ﷺ کی ہم نہ جانتے، ہمیں تو یہ بھی پتہ ہے کہ نبی ﷺ کس دن دنیا پر آئے تھے کس وقت دنیا پر آئے تھے کونسے موسم میں دنیا پر آئے اور کس دن دنیا سے چلے گئے۔

میرے بھائیو! ذرا یہ بھی سماعت کرلیں ربیع الاوّل کا مہینہ ہے نو تاریخ ہے۔ میرے بھائیو لکھنے والا لکھتا ہے:

ربیع پہلا چڑھیا تے نو ہوئی جس دن
محمد پیارے دا چمکارا اوجیا
ہویا مُرغدی بانگ تیجی دا ویلا
دن پیر مطلب دا دربار سجیا

یہ نبی ﷺ کا پیدائش نامہ ہے لیکن لوگ ہمیں برا بھلا کہہ دیتے ہیں، ذرا حقیقت بھی سن لیں اصل حقیقت بیان کرنے والا ویسے ہی کڑوا لگتا ہے:

ربیع پہلا چڑھیا تے نو ہوئی جس دن
محمد پیارے دا چمکارا اوجیا
ہویا مُرغدی بانگ تیجی دا ویلا
دن پیر مطلب دا دربار سجیا
پنجاں تے پچا دِن نہ ہوئے ابرہہ ظالم
لے ہاتھیاں آن بدکار گجیا
سورج تیتی منتاں جا بُرج حمل تھیں
اَگے لنگ کے روشنایاں وکھایاں
صبح جا سمائی تے ہس ہس کے شبنم

نے خوشخبریاں سارے جگ نوں سنایاں
یکم جیٹھ دی آن دِن جھیٹا جھیٹو
سن بکرمی سی چھ سو اُٹھائی
پنج سو اکتر سی سن عیسیٰ سن دا
تے اپریل یوحنا دی تاریخ اے بھائی
وقت چار وج کے تے وی منٹاں اُتے
گھڑی مکی لوکاں جو شمسی بنائی
مُروج گھڑی حال دی جو ہے چالو
نو وج کے ستونجاں منٹاں تے آئی
مرے باپ دا بیٹا اَج تے اے جمیا
یتیم جگ تے آیا میرے اللہ اللہ

اللہ کے نبی ﷺ دنیا پر تشریف لے آئے، ساری بات تمہیں سنا دی ہے، جس دن پیارے نبی ﷺ دنیا سے جا رہے ہیں اُس وفات سے پانچ دن پہلے کا واقعہ سن لیں۔ بدھ کا دن ہے نبی ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے ہیں۔ پھر صحابہ رضی اللہ عنہم میں وعظ و نصیحت جاری ہوگئی۔ میرے بھائیو! جھنڈیاں لگا کر بدمعاشیاں کر لینا آسان ہے لیکن پیارے نبی ﷺ کے آنے کا مقصد کیا تھا۔ میرے نبی ﷺ تو دنیا پر اِس لیے آئے تھے تاکہ رنگ برنگی بدمعاشیاں مٹائی جائیں۔ ایک طرف تو نبی ﷺ کی آمد کی خوشیاں منائی جا رہی ہیں لیکن دوسری طرف آپ ﷺ کی مخالفت بھی جاری ہے۔

میرے نبی ﷺ تو ڈھول اور برے کاموں کو ختم کرنے آئے تھے۔ اللہ کے نبی ﷺ کا مشن یہ تھا کہ اُن کے ہوتے ہوئے گانے نہ چلیں لیکن یہاں ایک طرف نبی ﷺ کی آمد کی خوشی ہے لیکن دوسری طرف نبی ﷺ کے مشن کو تباہ کیا جا رہا ہے۔ نبی ﷺ کی سیرت کو ویران کیا جا رہا ہے، نبی ﷺ کی مخالفت کی جا رہی ہے، گانا سننا نبی ﷺ کی مخالفت ہے،

نامرد کا ڈانس کروانا نبی ﷺ کی مخالفت ہے، قوالی کرنا بھی نبی ﷺ کی مخالفت ہے، ڈھول ساز وغیرہ نبی ﷺ کی مخالفت ہے، بانسری اور باجے بجانا نبی ﷺ کی مخالفت ہے۔ ایک طرف نبی ﷺ کی آمد کی خوشی کی جا رہی ہے لیکن دوسری طرف نبی ﷺ کی سیرت اور آپ ﷺ جو مشن لے کر آئے تھے اُن کی دھجیاں بکھیری جا رہی ہیں کیسی جاہل قوم ہے، ان کے پیچھے لوگ بھی لگ رہے ہیں۔

میرے بھائیو! اگر نبی ﷺ سے محبت ہے تو پھر نبی ﷺ کے مشن سے بھی محبت ہونی چاہیے۔ اگر نبی ﷺ سے محبت ہے تو نبی ﷺ کی سیرت سے محبت ہونی چاہیے۔ اگر نبی ﷺ سے محبت ہے تو پھر نبی ﷺ کے دنیا پر آنے کے جو مقصد تھے پھر وہ ادا کرنے چاہئیں۔ میرے نبی ﷺ کا مقصد تو یہ تھا کہ ساری دنیا سے کفر مٹ جائے، اسلام غالب ہو جائے، کافروں کی ثقافت ختم ہو جائے، کافروں کی سیرت ختم ہو جائے، محمد ﷺ کی سیرت غالب ہو جائے، کافروں کا مشن مٹ جائے، محمد ﷺ کا مشن غالب ہو جائے۔ کافر بھی ڈھول بجاتے ہیں، کافر بھی ڈانس کرواتے ہیں۔ یہاں بھی اسی طرح کیا جا رہا ہے۔

میرے بھائیو! ایک طرف نبی ﷺ کی آمد کے نعرے ہیں لیکن دوسری طرف ڈانس بھی کیا جا رہا ہے۔ اگر میرے نبی ﷺ آج آ جائیں تو اللہ کی قسم ہے آپ ﷺ ہمیں مسلمان بھی تصور نہ کریں گے۔ نبی ﷺ کی سیرت کیا ہے؟ اللہ کے نبی ﷺ ایک مرتبہ جا رہے ہیں تو ایک بستی سے ڈھول اور گانوں کی آواز آ رہی ہے، ساتھ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ موجود ہیں تو پیارے نبی ﷺ نے اپنے کانوں میں اُنگلیاں ٹھونس لیں یہ تو نبی ﷺ کی گانوں سے نفرت ہے لیکن ایک طرف آمدِ مصطفیٰ ﷺ کی خوشی ہے لیکن دوسری طرف سامنے گانے چل رہے ہیں۔ عاشق رسول نبی ﷺ کے مشن کی تباہی کر رہے ہیں۔

میرے بھائیو! نبی ﷺ کی سیرت یہ ہے کہ آپ ﷺ نے تو کانوں میں اُنگلیاں لے لیں اس بستی سے دور چلے گئے لیکن پھر بھی نبی ﷺ نے اپنے کانوں میں سے اُنگلیاں نہ نکالیں۔ آپ ﷺ فرمانے لگے اے عمر رضی اللہ عنہ! اپنے کانوں سے اُنگلیاں نکال کر سنو، کیا گانوں

کی آواز ہم تک پہنچ رہی ہے تو سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے آقا جی ابھی ہلکی ہلکی آ رہی ہے پھر بھی آپ ﷺ نے کانوں میں سے اُنگلیاں نہ نکالیں یہ میرے نبی ﷺ کی سیرت ہے لیکن ہماری سیرت دیکھو کیسی ہے ہم نے تو نبی ﷺ کے آنے پر ڈانس کیا، میرے نبی ﷺ کے آنے کی خوشی ڈانس سے نہیں ہے۔

نبی ﷺ کے آنے کی خوشی یہ ہے کہ تم نفل و نوافل پڑھو، ذکر اذکار کرو، صدقہ خیرات کرو، قرآن کی تلاوت کرو۔ میرے بھائیو یہ بھی کوئی خوشی ہے کہ جس چیز سے میرے نبی ﷺ نفرت کریں لیکن وہ کام کریں ایک طرف کہتے ہیں کہ نبی ﷺ ہم میں موجود ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ نبی ﷺ کو ہمارا ڈانس دیکھ کر بھی غیرت نہ آئی۔ نبی ﷺ نے ہمیں منع نہیں کیا ہے اس کا معنی یہ ہے کہ نبی ﷺ گانے بھی سنتے ہیں، نبی ﷺ سب کچھ کرتے ہیں نبی ﷺ ڈانس دیکھنے کے بھی شوقین ہیں۔ **مَعَاذَ اللّٰہِ۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ**

میرے بھائیو! یہ کتنی بڑی نبی ﷺ کی توہین ہو رہی ہے اس طرح کے علاقے سے جب نبی ﷺ کا گزر ہوا تو آپ ﷺ اپنے کانوں میں اُنگلیاں لے لیتے تھے۔ لیکن یہ کیسے عاشق رسول ﷺ ہیں؟ ایک طرف کہتے ہیں کہ ہم میں رسول اللہ ﷺ موجود ہیں لیکن دوسری طرف گانے چل رہے ہیں، ڈانس کیا جا رہا ہے، اُونچی اُونچی بکواس کی جا رہی ہے، نعرے بازی کی جا رہی ہے، ڈھول بجائے جا رہے ہیں۔ یہ سب غلط کام کیے جا رہے ہیں یہ کوئی خوشی کرنے کا انداز ہے۔

میرے بھائیو! اِن سب چیزوں کو تو محمد ﷺ نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اگر نبی ﷺ سے پیار ہے تو پھر نبی ﷺ کے مشن سے بھی پیار کرو، نبی ﷺ کی سوچ سے بھی پیار کرو، نبی ﷺ کے عقیدے سے بھی پیار کرو، نبی ﷺ کے دین سے بھی پیار کرو، نبی ﷺ کی سیرت سے بھی پیار کرو۔ میرے بھائیو نبی ﷺ دور دراز نکل گئے۔ پھر نبی ﷺ فرمانے لگے اے عمر رضی اللہ عنہ اب آواز آ رہی ہے کہ نہیں سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے پیارے نبی ﷺ جی اب آواز نہیں آ رہی ہے۔ پھر میرے نبی ﷺ نے کانوں سے اُنگلیاں نکال لیں۔ آپ ﷺ اُس بستی

میں داخل نہ ہوئے بلکہ کانوں میں اُنگلیاں لے کر دور چلے گئے یہ تو میرے نبی ﷺ کی سیرت ہے۔ تمہاری سیرت کیا ہے لیکن نبی ﷺ کی سیرت کیا ہے۔ تمہیں کیسا پیار ہے نبی ﷺ کی سیرت اور ہے تیری میری سیرت اور ہے۔ نبی ﷺ کا ذہن اور ہے تیرا میرا ذہن اور ہے۔ نبی ﷺ کا مؤقف اور ہے تیرا میرا مؤقف اور ہے۔ اے ڈانس کرنے والو! اے نامرد نچانے والو! اللہ کی قسم جو یہ کام کرتا ہے اُس کا نبی ﷺ سے کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ اُس کا شیطان سے تعلق ہے۔ کیونکہ یہ سب فضول کام ہیں۔

قرآن کہتا ہے جو یہ کام کرتا ہے وہ شیطان کا بھائی ہے وہ محمد ﷺ کا ساتھی نہیں ہے یہ کام آج کل ہو رہے ہیں۔ لیکن اِن دنوں میں ذرا غور کرتے جائیں۔ پانچ دن پہلے اللہ کے نبی ﷺ بدھ کو خطبہ ارشاد فرما رہے ہیں۔ آپ ﷺ پر غشی طاری ہے جس نبی ﷺ کی خوشی کرتے ہو، اُس نبی ﷺ کو وفات سے پانچ دن پہلے غشی طاری ہے۔ جب میرے نبی ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا! تو سب سے پہلے نبی ﷺ نے نصیحت کرتے ہوئے کہا:

((لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَاءِهِمْ مَسَاجِدَ))

پیارے نبی ﷺ نے بدھ کو بارہ ربیع الاوّل سے پانچ دن پہلے جو خطبہ ارشاد فرمایا! تو پہلی بات یہ فرمائی کہ میں نبی ﷺ تمھیں نصیحت کے طور پر کہہ رہا ہوں وصیت کے طور پر کہنے لگا ہوں۔ اے لوگو سن لو، یہودیوں اور عیسائیوں پر اللہ تعالیٰ لعنت کرے۔ ایک روایت میں آتا ہے، یہودیوں اور عیسائیوں کو رب کی مار پڑے کیونکہ اُنہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنایا۔ یعنی انبیاء علیہم السلام کی قبروں کو یہودی اور عیسائی پوجتے ہیں۔

میرے نبی ﷺ فرمانے لگے اے لوگو سن لو میری قبر کو بت۔ گاہ نہ بنانا، میری قبر کو سجدہ گاہ نہ بنانا، یعنی میری قبر کو پوجا نہ جائے۔ یہ تو نبی ﷺ کی سیرت ہے۔ یہ وفات سے پانچ دن پہلے کی بات ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نصیحت کے طور پر سمجھایا جا رہا ہے۔ آج کل نبی ﷺ کی اِس بات کی دھجیاں بکھیری جا رہی ہیں۔ کون سی قبر ہے جس کو پوجا نہیں جا رہا ہے۔ اگر

انبیاء علیہم السلام کی قبر کو کوئی پوجے تو میرے نبی ﷺ لعنت بھیج دیں۔ لیکن جو شخص اولیاء کی قبر کو پوجتا ہے، پیروں کی قبر کو پوجتا ہے، علماء کی قبر کو پوجتا ہے، علی ہجویری رحمہ اللہ کی قبر کو پوجتا ہے، پیر عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کی قبر کو پوجتا ہے۔ میرے بھائیو! بابا جی فرید گنج شکر رحمہ اللہ کی قبر کو سجدے ہو رہے ہیں۔ کون سی قبر ہے جس کو پوجا نہیں جا رہا ہے جو نبی ﷺ کی وعظ سن کر پھر بھی قبروں کو پوجتا ہے تو پھر نبی ﷺ کی سیرت اور قول کی مخالفت کر رہا ہے جو انبیاء کی قبروں کو پوجتا ہے تو میرے نبی ﷺ فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُس پر لعنت کرے تو جو اولیاء کی قبروں کو پوجتا ہے اُس پر پتہ نہیں کہ کتنی لعنتیں ہوتی ہوں گی؟ جو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر قبروں کو سجدہ کرتا ہے وہ نبی ﷺ کے نزدیک لعنتی انسان ہے اور لعنتی شخص کبھی جنت میں نہیں جائے گا۔ یہ بات نبی ﷺ نے وفات سے پانچ دن پہلے صحابہ رضی اللہ عنہم سے کی تھی۔

پھر نبی ﷺ نے دوسری بات کی فرمایا! اے میرے صحابہ رضی اللہ عنہم میں نے تم میں اتنا عرصہ گزارا ہے اگر مجھ سے کوئی غلطی ہوگئی ہو کسی کی توہین میں نے کردی ہو تو میری آبرو حاضر ہے۔ تم میری آبرو بے آبرو کردو۔ اگر میں نے کسی پر زیادتی کی ہو تو آج میں زیادتی کے لیے حاضر ہوں۔ اگر میں نے کسی کا مال کھایا ہو، تو میں مال واپس کرنے کے لیے حاضر ہوں، اگر میں نے کسی کو مارا ہو تو آج مجھے کوڑے مارلو۔ میں محمد ﷺ دنیا پر سزائیں لے سکتا ہوں لیکن اگر قیامت کو اللہ تعالیٰ نے پوچھ لیا تو وہ بہت مشکل معاملہ ہے۔ کوئی حکمران اس طرح کر کے تو دیکھے یہ نبی ﷺ نصیحت کر رہے ہیں آپ یہ باتیں کر رہے ہیں تو ایک صحابی اُٹھا کہنے لگا اے نبی ﷺ جی آپ نے میرے تین درہم دینے ہیں میں غریب آدمی ہوں مجھے واپس کر دیں تو میرے نبی ﷺ نے فضیل بن عباس رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا کہ جاؤ اِس کے روپے واپس کردو۔ میں محمد ﷺ اب تو سب کچھ دے سکتا ہوں لیکن قیامت کو اللہ تعالیٰ نے پوچھ لیا تو پھر بات مشکل ہو جائے گی۔

میرے بھائیو! آپ ﷺ یہ باتیں کر رہے ہیں ظہر کا وقت ہو گیا تو پیارے نبی ﷺ نماز پڑھنے لگ گئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نماز پڑھنے لگ گئے۔ نماز کے بعد میرے نبی ﷺ نے

پھر منبر لگایا۔ پھر منبر پر بیٹھ گئے خطبہ دینا شروع کر دیا۔ جو پہلے باتیں کی تھیں وہ دوبارہ پھر بتائیں۔ آگے پھر بات ارشاد فرمائی۔ کہنے لگے اے میرے صحابہ رضی اللہ عنہم میری باتیں سن لو موت اور زندگی کا کیا پتہ ہے۔ ذرا میری باتیں سن لو۔ میرے نبی ﷺ نے فرمایا جو تمہارے انصاری بھائی ہیں، انصاری کون ہیں جو مدینہ میں رہنے والے لوگ تھے۔ فرمایا جب تم مکہ سے مہاجر بن کر آئے تھے تو ان انصاری بھائیوں نے تم کو اپنی زمینیں دی تھیں انہوں نے تم کو اپنے گھر دیئے تھے۔ انہوں نے تم کو اپنی فصلیں دی تھیں، انہوں نے تم کو اپنی جائیداد دی تھی، حتیٰ کہ وہ موقع بھی آیا جب انصاری صحابہ رضی اللہ عنہم کہنے لگے ہماری دو دو بیویاں ہیں ہم ایک بیوی کو طلاق دیتے ہیں۔ تو اے مہاجر بھائیو! تم وہ اپنے نکاح میں رکھ لو۔ فرمایا! انہوں نے تم پر بڑے بڑے احسان کیے تھے تو میں محمد ﷺ اب تم کو نصیحت کر رہا ہوں کہ اپنے انصاری بھائیوں کو تم نے بھولنا نہیں ہے اس طرح کی باتیں وہ کرتا ہے جس آدمی کو موت یاد آ رہی ہو لیکن لوگ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کو موت آئی ہی نہیں ہے۔ نبی ﷺ خود ایسی باتیں کر رہے ہیں اور قرآن بھی دلیل دے رہا ہے لیکن لوگ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کو کہنا کہ وہ فوت ہو گئے ہیں تو یہ آپ ﷺ کی توہین ہے۔ پھر یہ قرآن کہتا ہے تو کیا قرآن پھر نبی ﷺ کی توہین کرتا ہے۔ ہم تو اُس قرآن کو قرآن نہیں مانتے ہیں۔ جو قرآن بھی ہو اور نبی ﷺ کی توہین بھی کرے قرآن تو نبی ﷺ کی عظمت اور شان میں نازل ہوا ہے۔

میرے بھائیو! نبی ﷺ نے فرمایا کہ انصار بھائیوں کا لحاظ کرنا ہے اگر کسی سے غلطیاں ہو جائیں تو اُن کی غلطیوں کو درگزر کرنا ہے۔ ان کی کوئی بات ٹھکرانی نہیں ہے۔ انہوں نے اپنے حقوق ادا کر دیئے ہیں۔ اب ہم نے اپنے حقوق ادا کرنے ہیں۔ ساتھ فرمایا اے لوگو سن لو ایک وقت آئے گا کہ انصار مٹتے چلے جائیں گے۔ اور مہاجر بڑھتے چلے جائیں گے انصار اس طرح رہ جائیں گے جس طرح آٹے میں نمک ہوتا ہے۔ یعنی انصار وہ تھے جو مدینہ میں رہنے والے تھے۔ اُنہوں نے تو کم ہونا ہی ہونا تھا۔ لیکن جو اسلام قبول کرنے والے تھے وہ جو دور دراز سے آئے تھے مصر سے آنے والے تھے، فرانس سے آنے والے تھے، حبشہ سے

جو آنے والے تھے، وہ ہر جگہ سے آنے والے تھے۔ وہ تو بڑھنے ہی بڑھنے تھے، یہ تو سلسلہ چلتا ہی رہنا تھا۔ پیارے نبی ﷺ نے ظہر کے بعد نصیحت کے طور پر یہ بات بھی سنا دی۔ ایک بات میرے نبی ﷺ نے یہ فرمائی۔ فرمایا! اے میرے صحابہ رضی اللہ عنہم سن لو فرمایا ایک آدمی ایسا دنیا میں ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دے دیا ہے کہ وہ اگر دنیا کی چمک دمک زیب و زینت اور دنیا کی ہر چیز کو پسند کر لے تو اللہ تعالیٰ نے اُس کو اختیار دے دیا ہے یا پھر وہ اگر اللہ تعالیٰ کے پاس جانا چاہے۔ اللہ تعالیٰ کی ہر چیزوں کو پسند کرے تو فرمایا اے لوگو سن لو ایک ایسا آدمی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے یہ اختیار دے دیا ہے لیکن اُس آدمی نے دنیا کی چمک دمک چھوڑ دی ہے۔ اُس آدمی نے اللہ تعالیٰ کے پاس جانے کا ارادہ کرلیا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بہت حیران ہوگئے۔ کہنے لگے نبی ﷺ نے تو ایک آدمی کا نام لیا ہے لیکن ابوبکر رضی اللہ عنہ کیوں رونے لگ پڑے ہیں۔ یہ بھی کوئی رونے والی بات ہے چند دن گزرے تو نبی ﷺ دنیا سے رخصت ہوگئے تو پھر صحابہ رضی اللہ عنہم کہنے لگے "صَدَقْتَ اَبَابَكْرٍ" اے ابوبکر رضی اللہ عنہ تمہارے پاس کتنا علم ہے ہم سب صحابہ میں سے ایک واحد ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں جس کو اللہ نے علم بہت زیادہ دیا ہے۔ صاحب علم انسان ہیں جو بات سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کی وہ آج پوری ہوگئی ہے۔

تو اب ایمان سے بتاؤ کہ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ وفات کے بارے میں سوچ رہے تھے تو کیا ابوبکر رضی اللہ عنہ گستاخ رسول ہیں۔ یہ حدیث ہے۔ پھر میرے نبی ﷺ نے آخری بات جو بدھ کو کی ہے۔ ذرا وہ بھی سماعت کرلیں۔ میرے نبی ﷺ نے فرمایا لوگو جتنے بھی لوگ ہیں۔ میں سب کے احسان کا بدلہ ادا کر چکا ہوں۔ ایک ابوبکر رضی اللہ عنہ ایسے ہیں جس کا احسان اتنا ہے کہ میں محمد ﷺ ادا نہیں کرسکا ہوں۔ ساتھ فرمایا! جتنے بھی مسجد نبوی ﷺ کے قریب لوگوں کے دروازے ہیں وہ سب بند کردو۔ لیکن ابوبکر رضی اللہ عنہ کا دروازہ کھلا رہنے دینا۔ یہ باتیں کرتے کرتے بدھ کا دن مکمل ہوگیا۔ پھر جمعرات کا دن آیا۔ تو نبی ﷺ کی بیماری پہلے سے بھی زیادہ شدت اختیار کرگئی۔

بارہ ربیع الاوّل سے چار دن پہلے جو نبی ﷺ نے بات کی ہے وہ بھی سماعت کرلیں۔

نعتیں پڑھ لینا اور قوالی کر لینا آسان ہے۔ لیکن اس طرح کی رپورٹ بیان کرنا مشکل ہے۔ یہ ربیع الاوّل کا مہینہ تھا وفات سے چار دن پہلے یعنی آٹھ ربیع الاوّل کو نبی ﷺ نے کیا کہا تھا۔ جمعرات کا دن ہے نبی ﷺ کو صبح صبح ہی غشیاں طاری ہوگئیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے غسل کروایا۔ آپ ﷺ پر پانی ڈالا، تو پیارے نبی ﷺ کی معمولی سی طبیعت ٹھیک ہوگئی۔ آپ ﷺ فرمانے لگے اے میرے ساتھیو جلدی کرو۔ میرے پاس قلم اور دوات لے کر آؤ۔ میں تم کو ایک تحریر لکھ دیتا ہوں۔ پھر وہ تحریر پڑھ کر تم نے عمل کرنا ہے تو کبھی گمراہ نہیں ہوگے۔ جب یہ بات ہوئی تو سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوگئے۔ کہنے لگے ساتھیو پیارے نبی ﷺ کو تکلیف بہت زیادہ ہے۔ غشی طاری ہو رہی ہے۔ آپ ﷺ شاید تکلیف میں کوئی مشکل ترین بات لکھ دیں پیارے نبی ﷺ نے تو خود کہہ دیا ہے کہ تمہارے پاس دو چیزیں آ چکی ہیں۔ ایک اللہ کا قرآن اور دوسرا نبی ﷺ کا فرمان یہ بات تو نبی ﷺ کہہ چکے ہیں۔

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًاؕ﴾ (المائدہ : 3)

پیارے نبی ﷺ نے یہ آیتیں تو سنا دی ہیں دین تو مکمل ہو چکا ہے اب نبی ﷺ کو قلم دوات پیش نہ کرو۔ ہوسکتا ہے کہ غشی کی حالت میں آپ ﷺ ایسی بات لکھ دیں۔ جس پر ہم عمل نہ کرسکیں اور ہم برباد ہو جائیں دین تو مکمل پیارے نبی ﷺ نے کر دیا ہے۔ میرے بھائیو جب اتنی باتیں ہوئیں تو کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا آپس میں اختلاف ہوگیا۔ کوئی کہنے لگے نہیں نہیں نبی ﷺ نے دوات اور قلم مانگی ہے۔ اس لیے آپ ﷺ کو پیش کر دینی چاہیے کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل گئے لیکن شور و غل ہونے لگ پڑا۔ پیارے نبی ﷺ کو تکلیف بہت زیادہ ہے۔ بیمار شخص کے پاس جب شور ہو تو اُس کو شور برداشت نہیں ہوتا ہے۔ تو نبی ﷺ فرمانے لگے اے صحابہ رضی اللہ عنہم میرے پاس سے جلدی سے اُٹھ جاؤ۔ صحابہ رضی اللہ عنہم اُٹھ گئے پھر نبی ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو بلایا۔ جمعرات کا دن ہے۔ آٹھ ربیع الاوّل ہے۔ بارہ ربیع الاوّل تک سارا نقشہ کھینچوں گا۔

حدیث رسول ﷺ میں سے سب کچھ بتاؤں گا۔ پھر نبی ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بلا لیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جمع ہو گئے تو آپ ﷺ فرمانے لگے میں تین باتیں کرنے لگا ہوں۔ تین وصیتیں کرنے لگا ہوں۔ ذرا غور سے سنو، پیارے نبی ﷺ نے فرمایا! اے لوگو سن لو یہودیوں، عیسائیوں اور مشرکین کو اپنے جزیرہ عرب سے نکال دو۔

یہ تینوں قومیں خطرناک ہیں یہ اسلام کے دشمن ہیں ان سے پیار نہیں کرنا ہے۔ بلکہ ان کو عرب سے نکال دو۔ عرب کے جزیرے سے نکال دو۔ پرویز مشرف کہتا تھا کہ میں یہودیوں سے پیار کرتا ہوں، تا کہ پاکستان بچ جائے، اسلام بچ جائے تا کہ یہ ملک بچ جائے۔ میرے بھائیو نبی ﷺ یہودیوں سے مخالفت کریں لیکن تم پیار کرو۔ تو پھر کبھی پاکستان بھی نہیں بچے گا۔ تم بھی نہیں بچو گے، بچے گا وہ جو نبی ﷺ کی سیرت پر عمل کرے گا۔ نبی ﷺ کی پسند یہ تھی آپ ﷺ فرمانے لگے اے لوگو سن لو۔ یہودیوں اور عیسائیوں کو عرب کے جزیرے سے نکال دینا، ورنہ یہ تم کو نقصان دیں گے۔ یہ میرے نبی ﷺ کی بات سچ ہے یا آج کے حکمرانوں کی بات سچ ہے۔ یہ نبی ﷺ کا مشن ہی نہیں جانتے ہیں۔ کیونکہ میرے نبی ﷺ مجاہد ہیں۔ اور مجاہد کافروں سے پیار کرسکتا ہی نہیں ہے۔ ہمارے بے غیرت حکمران مجاہد نہیں ہیں۔ یہ دین کے ڈاکو لٹیرے اور بدمعاش ہیں۔ ان کو کیا پتہ ہے کہ محمد ﷺ کی چاہت کیا تھی۔ اُن کا مشن کیا تھا۔ آپ ﷺ اتنے شدید بیمار ہیں، غشی بھی طاری ہے آپ کہنے لگے کہ جاؤ عرب میں سے مشرکین یہودی اور عیسائیوں کو نکال دو۔ لیکن آج ہم نے اُن کو اپنے ملک میں داخل کرلیا ہے۔ ایک نبی ﷺ نے یہ بات کی تھی۔

دوسری بات آپ ﷺ فرمانے لگے۔ اے میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کوئی لشکر تمہارے قریب آئے، کوئی قافلہ قریب آئے، کوئی دوست احباب دور دراز علاقے سے چل کر تمہارے پاس آئیں تو اُن کو نظر انداز نہ کرنا، جتنی ہو سکے اُن کی مہمان نوازی کرنا، جو لوگ مہمان نوازی چھوڑ دیں گے تو اُن پر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی آئے گی۔ اے میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کہیں میرے بعد اللہ تعالیٰ سے ناراضگی نہ لے لینا ہم نے کبھی مہمانوں کا خیال کیا ہے۔ مہمان آجائے تو

پریشان ہو جاتے ہیں یہ ہم مسلمانوں کا حال ہے۔ نبی ﷺ وصیت کے طور پر یہ بات کہہ رہے ہیں۔ اے صحابہ رضی اللہ عنہم میں تمہارا نبی ہوں تمہیں جو حکم دوں تو وہ تمہارا حق بنتا ہے کہ اُس کی تم اطاعت کرو۔ فرمایا! اگر کوئی لشکر آئے تو اُس کی مہمان نوازی کرنا۔ اُس کو نظر انداز کر کے چھوڑنا نہیں ہے۔

تیسری بات میرے نبی ﷺ نے یہ فرمائی کہ اے میرے صحابہ رضی اللہ عنہم! لشکر اسامہ روانہ کرنا، ایک لشکر نبی ﷺ نے بنایا تھا۔ اُس کے امیر اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ تھے۔ فرمایا اس کو ضرور روانہ کر دینا ہے۔ میرے بھائیو نبی ﷺ نے یہ تین باتیں جمعرات کو کی تھیں۔ آپ ﷺ نے جمعرات کو ساری نمازیں خود پڑھائی تھیں۔ آپ ﷺ نے باجماعت کروائیں۔

لیکن آپ ﷺ جب عشاء کے وقت گھر پہنچ گئے تو پھر بیماری اتنی زیادہ ہوگئی کہ جب آپ ﷺ گھر پہنچ گئے تو عشاء کی اذان ہوئی تو اللہ کے نبی ﷺ کو اُس وقت غشی طاری ہوگئی۔ تھوڑی دیر گزری تو ماں جی عائشہ رضی اللہ عنہا کہنے لگیں۔ اے میرے سر کے تاج یہ بتائیں کیا آپ ﷺ نے نماز پڑھ لی ہے تو میرے نبی ﷺ نے جب نماز کی بات سنی تو اُسی وقت غشی ختم ہوگئی۔ نماز کی کتنی قدر تھی۔ آپ ﷺ کو جب اتنی بات کی تو میرے نبی ﷺ نے فرمایا! اے پیاری عائشہ رضی اللہ عنہا یہ بتاؤ کیا صحابہ رضی اللہ عنہم نے نماز پڑھ لی ہے۔ کہنے لگیں نہیں وہ تو آپ ﷺ کا انتظار کر رہے ہیں۔ اور ساتھ رو رہے ہیں کہ آج ہمارے نبی ﷺ نماز پڑھانے بھی نہیں آئے ہیں۔ جایئے آپ ﷺ اُن کے امام بنیے تو نبی پاک ﷺ نے فرمایا! جلدی غسل خانے میں پانی رکھو۔ غسل خانے میں پانی رکھا گیا۔ آپ ﷺ کو وہاں لے جایا گیا پھر میرے نبی ﷺ نے غسل کیا۔ جب آپ ﷺ نے غسل کیا۔ تو تھوڑی سی طبیعت ٹھیک ہوگئی۔ جب آپ ﷺ اُٹھنے لگے تو پھر غشی طاری ہوگئی۔ یہ جمعرات کو رات کی بات ہے جمعرات کے دن کی بات بتا دی ہے۔ یہ جمعرات کو عشاء کے وقت کی بات ہے۔ نبی ﷺ پر غشی طاری ہے۔ پھر آپ ﷺ نے پانی سے غسل کیا تو تھوڑا سا افاقہ ہوا۔ لیکن جب آپ ﷺ کھڑے ہونے لگے تو آپ ﷺ پھر بے ہوش ہوگئے۔ تین مرتبہ اِسی طرح غسل

کروایا گیا۔ تین مرتبہ اسی طرح غسل کروایا گیا۔ تین مرتبہ اسی طرح غشی ہوئی۔ اب میرے نبی ﷺ فرمانے لگے "مُرُوْا اَبَابَکْرٍ فَلْیُصَلِّ بِالنَّاسِ." اے میرے ساتھیو! مجھ میں ہمت نہیں ہے میں نہیں جا سکتا ہوں۔ جاؤ نماز کو دیر ہو رہی ہے، نماز کا وقت جا رہا ہے، اس لیے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کہہ دو کہ وہ میں محمد ﷺ کی جگہ امامت کروائیں۔ پھر جس طرح ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی تو وہ صحابہ رضی اللہ عنہم جانتے ہیں۔ بہت مشکل سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی تھی۔

آپ ﷺ خود نہ نماز کے لیے جا سکے، دو دن پہلے آپ ﷺ نماز پڑھانے کے لیے پھر نہ آ سکے۔ بارہ ربیع الاوّل سے دو دِن پہلے آپ ﷺ پھر صبح نماز کے لیے نہ جا سکے یعنی ہفتہ کو آپ ﷺ نہ آ سکے پھر ظہر کی نماز کے وقت آپ ﷺ مسجد میں آ گئے۔ نماز ظہر پڑھائی جا رہی ہے۔ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ امامت کروا رہے ہیں۔ میرے نبی ﷺ جب پہنچ گئے تو سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ پیچھے ہٹنے لگے۔ تو اللہ کے رسول ﷺ فرمانے لگے نہیں نہیں ابوبکر رضی اللہ عنہ وہاں ہی ٹھہر جاؤ۔ آپ ﷺ سائیڈ میں بیٹھ گئے آپ ﷺ صحابہ رضی اللہ عنہم کے امام بن گئے۔ لیکن آپ ﷺ آہستہ آہستہ بولتے ہیں اور سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ وہ تکبیرات بول رہے ہیں۔

یعنی نماز تو آپ ﷺ کروا رہے ہیں لیکن آپ ﷺ آہستہ بول رہے ہیں اور اونچی اونچی آواز دینے کے لیے سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے۔ نبی ﷺ نے نماز پڑھائی۔ اُس کے بعد آپ ﷺ پھر گھر چلے گئے پھر آپ ﷺ نے کسی سے کوئی بات نہ کی۔ سارا دِن پریشانی میں گزر گیا۔ تو پھر ایک دِن پہلے یعنی اتوار کا دن طلوع ہو گیا۔ جب اتوار کا دن آ گیا۔ تو نبی ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو فرمایا کہ میرے گھر آ جاؤ۔ میں تمہارے پاس آج نہیں آ سکتا ہوں۔ بیماری شدت اختیار کرتی جا رہی ہے۔ وقت گزرتا جا رہا ہے اتوار کا دن ہے، گیارہ ربیع الاوّل ہے تو نبی ﷺ نے فرمایا! جتنے میرے غلام ہیں۔ آج اُن کو آزاد کر دو۔ میں نے اب غلاموں کو کیا کرنا ہے۔ نبی ﷺ کے گھر میں سات دینار ہیں تو آپ ﷺ فرمانے لگے۔

اے صحابہ رضی اللہ عنہم یہ سات دینار غریبوں مسکینوں میں صدقہ کر دو۔ رات کا وقت ہوا، تو

نبی ﷺ کے گھر میں چراغ جلانے کے لیے کوئی روپے پیسہ نہیں ہے، رات کا وقت ہے، بہت زیادہ آپ ﷺ کو تکلیف ہے۔ مریض کے پاس روشنی کرنی چاہیے، اُس کو دیکھنا چاہیے، پھر نبی ﷺ کو دیکھنے کے لیے ماں عائشہ رضی اللہ عنہا نے ہمسایوں کے گھر سے تھوڑا سا اُدھار تیل لیا۔ میرے نبی ﷺ کے پاس جو تلواریں تھیں وہ بھی آپ ﷺ نے مسلمانوں میں اتوار کو وقف کر دیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے یہ کام اتوار کو کیے۔

پھر آپ ﷺ نے اپنی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلایا، آہستہ آہستہ آپ ﷺ اُس سے باتیں کرنے لگ پڑے۔ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو قریب بلا لیا۔ پھر کچھ دیر سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے باتیں کیں تو سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا رونے لگ پڑیں۔ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا روتی جا رہی ہیں، اتنی روئیں کہ نبی ﷺ کے پاس کھڑی نہ ہو سکیں، دور چلی گئیں، تھوڑی دیر کے بعد میرے نبی ﷺ نے پھر اشارہ کیا کہ میری بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلاؤ۔ جب بلایا گیا تو آپ ﷺ سے کہنے لگے اے میری بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا میں تمہیں دو بشارتیں دینے والا ہوں۔ بشارت یہ دی کہ میرے جانے کے بعد تم میرے پاس جلدی آ جاؤ گی۔ پیارے نبی ﷺ کی وفات کے بعد سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا چھ ماہ زندہ رہیں۔ پھر سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا بھی انتقال ہو گیا۔

میرے نبی ﷺ نے فرمایا! اے میری بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا میرے جانے کے بعد تم جلدی میرے پاس آ جاؤ گی۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا جتنی عورتیں جنت میں جائیں گی اور حوروں کی تم اے فاطمہ رضی اللہ عنہا سردار بنو گی۔ میرے نبی ﷺ کو تکلیف بھی بہت زیادہ ہے۔ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا یہ باتیں سن کر رونے لگ پڑیں۔ کہنے لگیں اے اللہ میرے ابا جان کو تکلیف کتنی زیادہ ہے۔ تو میرے نبی ﷺ نے فرمایا! اے میری بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا اے میری لخت جگر کیوں رو رہی ہو۔ کیوں بے صبری کا مظاہرہ کر رہی ہو۔ کیوں پریشان ہو رہی ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا آج تمہارے باپ کی تکلیفیں ختم ہو جائیں گی، تھوڑی دیر گزری تو سیّدنا عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ آ گئے۔ ایک صحابی سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ہیں، ایک سیّدنا عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ یعنی سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بیٹے عبدالرحمٰن یہ آ گئے انہوں نے مسواک پکڑی ہوئی ہے۔

محمد ﷺ اُونچا بول بھی نہ سکے۔ بس مسواک کو دیکھ رہے ہیں ماں جی عائشہ رضی اللہ عنہا کہنے لگیں اے میرے سر کے تاج کیا آپ ﷺ کو مسواک چاہیے۔ یہ گیارہ ربیع الاوّل کی باتیں ہو رہی ہیں۔ بارہ ربیع الاوّل اگلے دن طلوع ہونا ہے میرے نبی ﷺ نے اشارہ کیا کہ ہاں ہاں مجھے مسواک چاہیے۔ نبی پاک ﷺ کو مسواک پیش کی گئی جب آپ ﷺ نے مسواک منہ میں ڈالی تو آپ ﷺ مسواک بھی چبا نہ سکے۔ ایک وہ نبی ہے جس میں چالیس آدمیوں کے برابر طاقت اور پاور ہے۔ لیکن آج بیماری نے نبی ﷺ کو اتنا کمزور کردیا کہ آپ ﷺ مسواک بھی نہ چبا سکے۔ تو سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہنے لگیں سوہنیا آپ ﷺ مسواک مجھے دیں۔ جب آپ ﷺ نے مسواک دی تو ماں جی عائشہ رضی اللہ عنہا نے مسواک اپنے دانتوں میں چبائی پھر نبی ﷺ کو دے دی تو میرے نبی ﷺ نے وہ مسواک کرلی۔

لوگ کہتے ہیں کہ عورتوں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا حرام ہے۔ نبی ﷺ کے منہ میں جو سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے مسواک ڈالی تھی تو اس لیے نبی ﷺ کی وفات کے بعد ماں جی کہنے لگیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ ایک اعزاز دیا ہے کہ آپ ﷺ کی وفات سے پہلے آپ ﷺ کا لب اور میرا لعاب اکٹھا ہوگیا تھا۔ کہنے لگیں کہ میں نے وہ مسواک کی تو آپ ﷺ نے وہ دھوئی بھی نہیں بلکہ اُسی طرح اپنے منہ میں ڈال لی۔

میرے بھائیو! پتہ چلا کہ میاں بیوی کا جھوٹا نہیں ہوتا ہے مسلمانوں کا جھوٹا نہیں ہوتا ہے۔ نبی ﷺ نے ستر صحابہ رضی اللہ عنہم کا جھوٹا دودھ خود پیا تھا لیکن آج کا مسلمان پینے میں انگریز کی طرح عمل کر رہا ہے۔ ماں کا گلاس الگ ہے، بہن کا گلاس الگ ہے، باپ کا گلاس الگ ہے، بھائی کا گلاس الگ ہے، بیٹے کا گلاس الگ ہے، اُن کے برتن الگ الگ ہیں۔ جب مل بیٹھ کر کھانا نہیں ہے تو پھر محبتیں بھی علیحدہ ہوگئی ہیں۔ آج کل بھائی بھائی کو صحیح معنی میں بلا نہیں رہا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں میرے نبی ﷺ نے یہ باتیں کی تھیں کہ آپس میں ایک دوسرے کا جھوٹا کھاؤ گے تو پھر تم میں محبت پیدا ہوگی، عداوت ختم ہوجائے گی۔

اس لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپس میں محبوب تھے اور کافروں پر سخت تھے۔ لیکن ہم آپس

میں لڑتے ہیں لیکن کافروں پر نرم ہیں۔ ہمارا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا زمین آسمان کا فرق ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سیرتِ محمد ﷺ پر عمل کرتے تھے لیکن ہم سیرت انگریز پر عمل کرتے ہیں۔ اس لیے ہماری تباہی ہو رہی ہے جس علاقے میں مسلمان بیٹھا ہے وہ مصیبتوں کی چکی میں پس رہا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو ہم پر ترس نہیں آ رہا ہے۔ کیونکہ آج وجہ یہ ہے۔ آپ ﷺ نے مسواک کی پھر بارہ ربیع الاوّل کا دن طلوع ہو گیا۔ خوشیاں منانے والو اگر تہجد کے وقت کوئی بچہ پیدا ہو، اور اُسی تاریخ کو قریباً دس بجے فوت ہو جائے تو ایمان سے بتاؤ کہ تم خوشی مناؤ گے یا غم کرو گے۔ تم خوشیاں نہیں مناؤ گے۔ جب خوشی اور غم دونوں اکٹھے ہو جائیں تو پھر ہمیشہ غم غالب آ جاتا ہے۔ تمہارے مؤقف کے مطابق اگر نبی ﷺ بارہ ربیع الاوّل کو پیدا ہوئے ہیں تو بارہ ربیع الاوّل کو آپ ﷺ تہجد کے وقت پیدا ہوئے تھے اور پھر بارہ ربیع الاوّل کو صبح دس بجے نبی ﷺ کا انتقال ہوا ہے۔ اب ایمان سے بتاؤ کہ نبی ﷺ کی خوشی کرنا اچھی لگتی ہے یا نبی ﷺ کا غم کرنا اچھا لگتا ہے۔

میرے بھائیو! نبی ﷺ کے جانے کا غم کرنا چاہیے اگر کچھ کرنا ہی چاہیے تو پھر وفات نبی ﷺ پر افسوس کرنا چاہیے۔ گدھا گاڑیوں کو سجا کر ڈانس کر کے کنجریاں نچا کر ڈھول باجے لا کر محمد ﷺ کے مشن کو برباد کرنے والو اس دن خوشی اچھی نہیں لگتی ہے بلکہ نبی ﷺ کے جانے کی وجہ سے تو غم کرنا چاہیے۔

جب بارہ ربیع الاوّل کا دن آیا صبح آٹھ نو بجے کا ٹائم ہوا، تو نبی ﷺ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر لیٹے ہوئے ہیں۔ گود ماں جی عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہے اور آپ ﷺ نے سر رکھا ہوا ہے۔ آپ ﷺ اس طرح چھت کو دیکھ رہے ہیں تھوڑی دیر گزری تو دروازہ کھٹکا تو سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کہنے لگیں۔ اے ابا جان باہر آپ سے کوئی عربی ساتھی ملنے آیا ہے۔ میں اُس سے کیا کہوں تو میرے نبی ﷺ نے فرمایا! اے فاطمہ رضی اللہ عنہا اُس سے کہنا کیا ہے یہ تو وہ آیا ہے جو بستے گھر اُجاڑ دیتا ہے، یہ تو بچوں کو یتیم کر دیتا ہے، یہ تو عورتوں کو بیوہ کر دیتا ہے، یہ تو فرشتہ آیا ہے۔ میرا وقت اب قریب ہے۔ آج کہتے ہیں کہ نبی ﷺ فوت ہی نہیں ہوئے ہیں لیکن اِدھر

آپ ﷺ کیا فرمار ہے ہیں۔ فرمایا! اے فاطمہ رضی اللہ عنہا یہ تو فرشتہ آیا ہے۔ میرے بھائیو! پھر سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا رونے لگ پڑیں تھوڑی دیر گزری، جب قریباً دس بجے کا ٹائم ہوا۔ یہ بارہ ربیع الاوّل کا دن ہے۔ آپ اوپر چھت کی طرف دیکھتے ہیں اور اُنگلی اُٹھا کر کہتے ہیں ((لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ .)) یہ الفاظ آپ ﷺ بولتے ہیں۔ پھر آپ ﷺ آہستہ آہستہ پڑھنے لگ جاتے ہیں تو سیّدہ ماں عائشہ رضی اللہ عنہا نے فوری طور پر کان قریب کیے تو پیارے نبی ﷺ کیا کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے اُنگلی آسمان کی طرف اُٹھائی ہے آہستہ آہستہ آنکھیں بند کر رہے ہیں۔ یہ بارہ ربیع الاوّل کا دن ہے۔ صبح دس بجے کا وقت ہے عین اس وقت جب نبی ﷺ دنیا سے جا رہے ہیں تو ہم اُس وقت گدھے گاڑیاں سجا کر پیارے نبی ﷺ کی خوشی منانے کے لیے جلوس نکالتے ہیں۔ اِس طرح لگتا ہے جیسے پیارے نبی ﷺ کی وفات پر خوشی منائی جا رہی ہے۔ جیسے کہ خوشی منانے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ چلو اچھا ہوا نبی ﷺ دنیا سے چلے گئے ہیں۔ اس دن سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا زار و قطار رو رہی تھیں۔ آپ ﷺ اس دن کہنے لگے ((اَللّٰهُمَّ بِالرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى)) تو سیّدہ ماں جی عائشہ رضی اللہ عنہا سمجھ گئیں کہ آپ ﷺ تو اپنے رفیق یعنی اللہ سے ملنا چاہتے ہیں۔ تو اسی وقت آپ ﷺ کی انگلی اس طرح نیچے گری اور آپ ﷺ دنیا سے چلے گئے۔ آپ ﷺ نے ((اَللّٰهُمَّ بِالرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى یہ الفاظ تین بار کہے اور دنیا سے چلے گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔

اب ایمان سے بتاؤ کہ اس دن اُسی وقت خوشی کرنا جائز ہے یا غم کرنا جائز ہے۔ پہلے یہ غم کرتے تھے لیکن غم میں ان کو کھیریں اور چاول نہیں ملتے تھے۔ پھر انہوں نے سوچا کہ ہم خوشی مناتے ہیں تا کہ اُس دن ہمیں کھیریں اور حلوے ملیں۔ لوگ ہمیں روپے پیسے بھی دیں اور اہلحدیثوں کو بھی بُرا بھلا کہیں۔ اس طرح کہنے لگے کہ جو شخص بارہ ربیع الاوّل کو میلاد نہیں مناتا ہے وہ تو ناپاک ہے۔ میرے نبی ﷺ نے نبوت کے چالیس سال گزارے تیس سال اعلانِ نبوت سے پہلے گزارے۔ باقی سال ملا کر تریسٹھ سال بنتے ہیں۔ لیکن پیارے نبی ﷺ نے میلاد نہیں منایا ہے۔ آپ ﷺ کی زندگی میں تریسٹھ مرتبہ پیدائش کا دن آیا تھا۔ لیکن اگر

یہ جائز ہوتا تو آپ ﷺ یہ دن مناتے۔ لیکن آپ ﷺ نے نہیں منایا ہے۔ پھر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی حکومت آئی۔ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے دور میں دو مرتبہ یہ دن پایا۔ جب نبی ﷺ دنیا پر آئے تھے۔ لیکن ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس دن میلا دنہیں منایا ہے۔

سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کی دس سال حکومت رہی لیکن انہوں نے بھی اپنی زندگی میں یہ دن نہیں منایا ہے۔ پھر سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی بارہ سال حکومت رہی لیکن ان کی زندگی میں بھی نبی ﷺ کی پیدائش کا دن بارہ مرتبہ آیا تھا۔ لیکن سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کوئی جلوس نہیں نکالے ہیں، یہ دن نہیں منایا ہے۔ پھر سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے چار سال حکومت کی ان کی حکومت میں چار مرتبہ یہ دن آیا لیکن سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے بھی یہ دن نہیں منایا ہے۔

میرے بھائیو! حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بیس سال حکومت کی، بیس مرتبہ یہ دن آیا اپنے دور میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ دن نہیں منایا ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے اپنی زندگی کے ستر سال گزارے۔ ستر سال میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے نہیں منایا ہے۔ ان کی تقلید کی جارہی ہے چلو ان کی مان لو۔ ان کی زندگی میں ستر مرتبہ نبی ﷺ کی پیدائش کا دن آیا لیکن امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے بھی یہ دن نہیں منایا ہے۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ نے یہ دن نہیں منایا ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ نے یہ دن نہیں منایا ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے یہ دن نہیں منایا ہے۔ پیر عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ نے یہ دن نہیں منایا ہے۔

میرے بھائیو! صحابہ رضی اللہ عنہم کا دور تابعین کا دور اماموں کا دور اس میں یہ دن نہیں منایا گیا۔ چھ صدیوں کے بعد ایک بدمعاش عربی علاقے میں سے اُٹھا۔ ابوسعید ترکمانی اس عیاش نے یہ دن منایا۔ اگر میرے بھائیو یہ دن منانا جائز ہوتا تو پھر صحابہ رضی اللہ عنہم یہ دن مناتے۔ نبی ﷺ یہ دن منواتے۔ تابعین یہ دن مناتے، تبع تابعین یہ دن مناتے، امام یہ دن مناتے، اگر جو یہ دن نہ منانے والا ہوتو وہ ناپاک ہے۔ تو پھر نعوذ باللہ کیا سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ ناپاک ہیں، سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ ناپاک ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ناپاک ہیں، تابعین ناپاک ہیں۔ یہ آج کے ظالم عاشق رسول ﷺ پاک آگئے ہیں۔ جو مولوی ناپاک کا فتویٰ لگاتا ہے پہلے وہ فتویٰ صحابہ

کرام رضی اللہ عنہم پر لگے گا۔ پھر تابعین پر لگے گا، پھر ہماری طرف یہ فتویٰ آئے گا۔

میرے بھائیو! جو یہ دن نہیں مناتا اگر وہ ناپاک ہے تو اس کا معنی یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور نیک لوگ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ جیسے بزرگ یہ ناپاک ہیں۔ بس یہ آج کے پاک ہیں جن ظالموں نے کھانے پینے کے لیے دین میں نئی رسمیں نکالیں۔

یعنی نبی ﷺ کی آمد اور وفات پر اس طرح کی رسمیں نکال کر اور جلوس نکال کر فلمیں بنا کر نامرد نچوا کر یہ نبی ﷺ کے مشن کی دھجیاں بکھیرنے والے ہیں۔ اور کہتے ہیں جو نبی ﷺ کی وفات پر خوشی نہیں مناتا ہے۔ تو وہ ناپاک ہے۔ میرے بھائیو ناپاک تو وہ ہوتے ہیں جو اسلام کی مخالفت کریں۔ جو صحابہ رضی اللہ عنہم کی مخالفت کریں جو تابعین کی مخالفت کریں جو قرآن کی مخالفت کریں۔ جو حدیث کی مخالفت کریں۔ جو یہ کام کرتا ہے اس موقع پر خوشی کرتا ہے تو وہ نبی ﷺ کا دشمن ہے۔ کیونکہ وہ نبی ﷺ کے جانے کی وجہ سے خوشی منا رہا ہے۔ میرے بھائیو اگر یہ خوشی منانا جائز ہوتی تو ہم اہلحدیث اتنا بڑا جلوس نکالتے کہ دنیا دیکھتی اگر پکی قبر بنانا جائز ہوتی تو پھر ہم اہلحدیث نبی ﷺ کی قبر پر سونے کے گیٹ لگا دیتے۔

میرے بھائیو! کہتے ہیں کہ نبی ﷺ دنیا سے گئے نہیں ہیں تو پھر جو روضہ مبارک مدینہ میں بنا ہے تو کیا پھر زندہ لوگوں کی قبر بنتی ہے۔ تمہارے باپ کو اگر خارش ہو، تمہارا باپ اگر خارش کا مریض ہو، ٹی بی کا مریض ہو، تو ایمان سے بتاؤ اگر باپ زندہ ہو، تو کیا کوئی زندہ باپ کو دفنا سکتا ہے، اگر نبی ﷺ زندہ ہیں وہ دنیا سے گئے نہیں ہیں تو پھر کیا خیال ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو نبی ﷺ کے اشارہ پر کٹ مرنے والے ہیں، گھر بار چھوڑنے والے ہیں، نبی ﷺ کے مشن پر جان دینے والے ہیں، تو کیا سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے آقا کو زندہ دفن کر سکتے ہیں۔ میرے بھائیو بات تو کافی لمبی چوڑی ہو سکتی ہے لیکن وقت ختم ہو چکا ہے۔

جب یہ بات سنی تو سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کہنے لگیں:

((يَا أَبَتَاهُ أَجَابَ رَبًّا دَعَاهُ.))

اے ابا جان آپ نے تو اپنے رب کے اعلان پر لبیک کہہ دیا ہے لیکن ہمیں آپ ﷺ

یتیم کر گئے ہیں۔اے ابا جان آج تو دن بھی راتوں میں تبدیل ہو گئے ہیں۔حضرت انس رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ جب نبی ﷺ دنیا پر آئے تھے اس وقت بہت زیادہ خوشی تھی۔لیکن جب آپ ﷺ دنیا سے چلے گئے تو ہمیں اتنا غم ہے کہ ہم فوت ہو جاتے تو اچھا تھا۔لیکن میں زندہ ہوں یہ مجھ سے برداشت نہیں ہو رہا ہے۔سیّدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کہنے لگے۔اے اللہ مجھے کالا سانپ ڈس لے اور میں فوت ہو جاؤں مجھے اس کالے سانپ کی تکلیف کم ہو گی لیکن نبی ﷺ کی وفات کی تکلیف مجھے بہت زیادہ ہے۔

یہ ساری باتیں صحابہ رضی اللہ عنہم کہہ رہے ہیں صحابہ سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ سے بھی کہتے ہیں۔اے بلال رضی اللہ عنہ! پیارے نبی ﷺ چھوڑ گئے ہیں اب تم بھی جا رہے ہو سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کہنے لگے جب پہلے میں اذان دیتا تھا تو مجھے نبی ﷺ نظر آتے تھے لیکن اب نبی ﷺ نہیں دکھائی دیتے ہیں۔جس ذات کے لیے میں یہاں آیا تھا وہ تو آج نظر نہیں آ رہی ہے۔سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ چلے گئے کچھ دنوں کے بعد پھر واپس آئے۔صحابہ رضی اللہ عنہم کہنے لگے اے نبی ﷺ کے دور کے مؤذن آج اذان تو سنا دو۔جب سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ اذان دیتے ہیں جب "اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ." کہنے لگے تو وہاں بے ہوش ہو کر گر گئے۔کیونکہ نبی ﷺ نظر نہیں آئے ہیں۔سارے مدینہ میں چیخیں نکل گئیں ایمان سے بتاؤ اگر نبی ﷺ دنیا سے گئے نہیں پھر سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کیوں چھوڑ کر چلے گئے۔بلال رضی اللہ عنہ بے ہوش ہو کر گر کیوں گئے،صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رونے کیوں لگ پڑے۔سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ خلافت کے مالک کیوں بن گئے۔نبی ﷺ کے ہوتے ہوئے کسی کا کیا حق ہے کہ وہ حکمران بن جائے۔

میرے بھائیو! صحابہ رضی اللہ عنہم کی خلافت کا دور تب شروع ہوا جب نبی ﷺ دنیا سے چلے گئے۔سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے تلوار پکڑ لی۔کہنے لگے کہ جو کہے گا نبی ﷺ فوت ہو گئے ہیں تو میں اس کی گردن اُڑا دوں گا تو سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ منبر پر بیٹھ گئے۔کہنے لگے ﴿مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا فَاِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ﴾ کہنے لگے کہ جو نبی ﷺ کو اپنا رب بناتا تھا۔اس کا رب تو فوت ہو گیا ہے لیکن جو اللہ کو رب بناتا ہے تو اُس کا رب اب بھی زندہ ہے۔سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ

کہنے لگے:

﴿وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰی اَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰی عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا۝﴾ (آل عمران: 144)

اے لوگو سن لو! اے عمر رضی اللہ عنہ تم بھی سن لو، جس طرح پہلے نبی اور رسول آئے ہیں اسی طرح نبی ﷺ بھی ایک رسول ہیں۔ جس طرح وہ فوت ہو گئے ہیں اسی طرح یہ بھی آج فوت ہو گئے ہیں تو اگر یہ دنیا سے چلے جائیں۔ تو کیا تم اسلام کو چھوڑ جاؤ گے تو سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ یہ سن کر بے ہوش ہو کر زمین پر گر گئے۔ تین آدمیوں نے اٹھایا کہنے لگے لوگو سن لو مجھے آج محسوس ہوا ہے پہلے نبی ﷺ کی وفات کا سن کر میرے ہوش ختم ہو گئے تھے۔ لیکن لوگو مجھے معاف کرنا کیونکہ آج مجھے یقین ہو گیا ہے مجھے اس طرح محسوس ہوا ہے جس طرح قرآن کی یہ آیات آج نازل ہوئی ہیں تو سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پڑھ کر سنا دی ہیں۔ نبی ﷺ نے تو اس دن وفات پائی تھی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تو اس دن غم لگے ہوئے تھے لیکن ہمیں اس دن خوشیاں حلوے، کھیریں اور ڈانس کرنا یاد آیا ہے۔ تو ہمارا نبی ﷺ سے محبت کرنے کا کیا تعلق ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں سمجھ عطا فرمائے۔ (آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ



شانِ صحابہ رضی اللہ عنہم

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o

﴿اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ o﴾ (التوبہ:36)

اللہ پاک کا بہت بڑا احسان ہے کہ جس رب نے ہم سب کو مسلمان بنایا، اللہ پاک کا بہت بڑا احسان ہے کہ جس رب نے ہم کو عقیدہ توحید عطا فرمایا، اللہ پاک کا بہت بڑا احسان ہے کہ جس رب نے قرآن وحدیث سماعت کرنے کے لیے اپنے گھر میں جمع فرمایا، اللہ پاک کا بہت بڑا احسان ہے کہ جس رب نے امام الانبیاء، والئ بطحاء، سید المرسلین، امام المجاہدین، آقائے دو جہاں آمنہ کے لال جناب محمد ﷺ کا اُمتی بنایا ہے۔ کتنا پیارا نبی ہے، کتنا عظیم نبی ہے، کتنا زبردست نبی ہے، سیرت بھی اعلیٰ ہے، صورت بھی اعلیٰ ہے، چلنا بھی اعلیٰ ہے، اُٹھنا بھی اعلیٰ ہے، سونا بھی اعلیٰ ہے، شجاعت بھی اعلیٰ ہے، سخاوت بھی اعلیٰ ہے، شجاعت بھی اعلیٰ ہے، تلوار بھی اعلیٰ ہے۔ نبی پاک ﷺ کا جہاد بھی اعلیٰ ہے، اُس اعلیٰ ترین نبی ﷺ کے ہم سب اُمتی ہیں۔ کتنا بڑا اللہ پاک نے ہم کو اعزاز بخشا ہے کہ کتاب قرآن مجید ملی ہے۔ نبی محمد کریم ﷺ ملا ہے۔ نہ کتاب کا مقابلہ کوئی کتاب کرسکتی ہے، نہ نبی ﷺ کا مقابلہ کوئی نبی کرسکتا ہے۔

میرے بھائیو! آج غالباً محرم کی تین تاریخ ہے، جب اللہ پاک نے دنیا کا آغاز کیا، آسمان اور زمین بنائے تو رب کی ترتیب کچھ اس طرح ہے کہ اللہ نے بارہ مہینے بنائے یہ

قرآن بتاتا ہے۔

﴿إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِندَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللَّهِ﴾

(التوبہ:36)

اللہ نے بارہ مہینے بنائے، فرمایا! ان بارہ مہینوں کے اندر چار مہینے حرمت والے ہیں، ان چاروں مہینوں کے اندر کسی قسم کا غلط کام کرنے کی اجازت نہیں ہے، ویسے تو سب مہینوں میں اجازت نہیں ہے۔ لیکن یہ حرمت والے مہینے ہیں، ان کا بہت لحاظ کرنا ہے، ان چار مہینوں کے اندر تم نے قتل و غارت نہیں کرنی ہے، ان چار مہینوں میں تم نے لعن طعن نہیں کرنا ہے، ان چار مہینوں کے اندر تم نے ظلم وفساد اور لڑائیاں نہیں کرنی ہیں اور اسلامی تاریخ کا پہلا مہینہ محرم سے شروع ہوتا ہے، کل چار حرمت والے مہینے ہیں، جن میں پہلا مہینہ محرم کا ہے، جب اللہ نے آسمان اور زمینیں بنائیں، آدم علیہ السلام کو بنایا، یہ بھی محرم کے مہینے کا اعزاز ہے کہ محرم کے مہینے میں آسمان بنے ہیں، محرم کے مہینے میں زمینیں بنائیں، محرم کے مہینے میں ہی اللہ پاک نے آدم علیہ السلام کو بنایا۔ یہ محرم کا مہینہ بہت زیادہ شان والا اور مقام والا ہے۔ یہ بہت زیادہ حرمت والا مہینہ ہے۔ اس مہینے کے اندر کسی قسم کا کوئی گناہ نہیں کرنا ہے لیکن ہمیں ہی نہیں ہے بلکہ جتنا زیادہ حرمت والا مہینہ ہے۔

قرآن کہتا ہے اتنی زیادہ بدمعاشیاں، چالاکیاں، قتل و غارت اور ایک دوسرے پر فائرنگ زیادہ ہوتی ہے۔ ہمیں بھی رب کی ذات کے ساتھ ضد ہے جو مہینے کو اللہ نے محرم اور حرام کہا ہے اس مہینے میں کسی قسم کا گناہ نہیں کرنا ہے تو اُس مہینہ میں ہمیں گناہ کرنے کا زیادہ مزہ آتا ہے۔ بحرحال یہ باتیں میں آخر میں پر کروں گا آج دو شخصیت کا ذکر کرنا چاہتا ہوں، ایک کا نامِ نامی اسم گرامی سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہے، دوسرے کا نام امام حسین رضی اللہ عنہ ہے۔

سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ ان کی شان سنانا چاہتا ہوں اور سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ و حسین رضی اللہ عنہ کی شان سنانا چاہتا ہوں۔ اس لیے کہ لوگوں کے فتوے ہوتے ہیں کہ اہلحدیث سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ و حسن رضی اللہ عنہ کی شان بیان نہیں کرتے ہیں، ہم ضرور بیان کرتے ہیں مگر اُس میں گڑ بڑ نہیں کرتے ہیں،

شان اتنی بیان کرتے ہیں جتنی میرے نبی ﷺ نے بیان کی ہے، جتنی بھی آج میں روایات سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ وحسین رضی اللہ عنہ کے بارہ میں پڑھوں گا۔ وہ سب کی سب ضعیف نہیں ہوں گی بلکہ ساری صحیح روایات ہوں گی۔ اکثر روایات بخاری شریف میں سے بیان کروں گا۔ بخاری کے بارہ میں تو ہر کسی کا اتفاق بھی ہے، بات اتنی کروں گا جتنی نبی پاک ﷺ نے کی ہے۔

میرے بھائیو! ہم نبی ﷺ کو رب نہیں بناتے ہیں اور رب کو نبی ﷺ نہیں بناتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نبی نہیں بناتے ہیں۔ نبی ﷺ کو صحابی نہیں بناتے ہیں۔ ولی کو صحابی نہیں بناتے ہیں، ولی ولی ہے، صحابی صحابی ہے۔ تابعی تابعی ہے، تبع تابعی تبع تابعی ہے۔ محدث محدث ہے۔ عالم عالم ہے۔ پیر پیر ہے۔ رب رب ہے۔ محمد ﷺ نبی نبی ہیں۔ ہمیں تو یہ ترتیب آتی ہے ہم اتنی شان بیان کرتے ہیں۔ جتنی شان ہوتی ہے آج کل سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی شان اس طرح بیان کی جاتی ہے کہ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے تلوار چلائی تو زمین پھٹ گئی، پھر آسمانوں کی طرف تلوار اُٹھ گئی پھر چار آسمان کٹ گئے، پھر اللہ نے فوری طور پر جبرائیل علیہ السلام کو بھیجا کہ اے جبرائیل (علیہ السلام) جلدی جاؤ کہیں یہی تلوار اللہ کا عرش نہ کاٹ دے۔ افسوس اس طرح کی شان ہمیں نہیں آتی ہے۔ چلو تلوار پہلے آسمان جتنی تھی تو جو دوسرا اور تیسرا آسمان بھی کاٹ رہی ہے تو اس کا معنی یہ ہے کہ وہ تلوار آسمان سے بڑی تھی۔ تو پھر وہ تلوار اس زمین پر کیسے رکھی گئی۔ یہ بات سمجھ میں نہیں آتی ہے ٹھیک ہے کہ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی شان بہت زیادہ ہے لیکن ہم بیان اتنا کرتے ہیں جتنا نبی ﷺ نے بتایا ہے۔

سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کی شان یہ ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ دعا کر رہے ہیں۔ فرمانے لگے اے اللہ سائیں تمہیں تو سارا پتہ ہے کہ میں محمد ﷺ نے جب بھی دعا کی ہے تو میری دعا فضول اور غلط نہیں ہے۔ اے اللہ آج میری دعا یہ ہے کہ دو مکہ کے اندر چودھری سردار بہادر اور دلیر آدمی ہیں ایک جس کو ابوجہل کے نام پر آج یاد کیا جاتا ہے۔ ایک فرمایا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں۔ اے اللہ ان دو عمروں میں سے ایک عمر رضی اللہ عنہ مجھے دے دو۔ اے اللہ جب کوئی چودھری بہادر اور دلیر اسلام قبول کرے گا تو اس سے اسلام کو قوت ملے گی۔

میرے بھائیو! اتنا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مقام ہے، اگر میں سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی شان بیان کروں تو سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کی شان بھول جاتی ہے، اگر عمر رضی اللہ عنہ کی شان بیان کروں تو مجھے عثمان رضی اللہ عنہ کی شان بھول جاتی ہے اگر سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شان بیان کروں تو سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی شان بھول جاتی ہے۔ اگر سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی شان بیان کروں تو دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم کی شان بھول جاتی ہے۔

میرے بھائیو! اللہ پاک نے الگ الگ صحابی کی علیحدہ علیحدہ شان بیان فرمائی ہے۔ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دعائیں کی ہیں میرے بھائیو یہاں لکھنے والا کوئی لکھتا ہے۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے تو خود آئے، عثمان رضی اللہ عنہ آئے تو خود آئے، علی رضی اللہ عنہ آئے تو خود آئے، بلال رضی اللہ عنہ آئے تو خود آئے، زبیر رضی اللہ عنہ آئے تو خود آئے، حسن رضی اللہ عنہ آئے تو خود آئے، حسین رضی اللہ عنہ آئے تو خود آئے، ہر صحابی خود چل کر آیا۔ جب سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کا نمبر آیا تو میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دعائیں کر کر کے سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کو اپنے پاس بلایا۔ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں دعائیں بھی جاری ہیں۔ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کی بات سن لیں۔ میرے بھائیو! سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ بڑے بہادر تھے، بڑے دلیر تھے، ایک سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ ہیں اور دونو جوان اور ہیں یہ اپنے بتوں کی پہرے داری کرتے ہیں جن بتوں کو یہ اپنے حاجت روا اور مشکل کشاء سمجھتے ہیں یہ عجیب بات ہے، مشرکین کو عقل نہیں ہوتی ہے کہ جس کو حاجت روا اور مشکل کشا کہتے ہیں ان کی پہرے داری بھی پھر خود کرتے ہیں۔ کیونکہ ایک بہت بڑا مواحد دنیا پر تھا۔ جس کا نام ابراہیم علیہ السلام ہے۔ انہوں نے قیامت تک آنے والے مشرکین کو ایک سبق سکھا دیا ہے کہ جن کو حاجت روا اور مشکل کشاء مانتے ہو یہ تو اپنی حفاظت بھی نہیں کر سکتے ہیں۔ یہ اپنے بتوں کی پہرے داری کرتے ہیں، اپنے خداؤں کی پہرے داری کرتے ہیں، اپنے مشکل کشاؤں کی پہرے داری کرتے ہیں۔

ایک دن اس طرح ہوا کہ اچانک آسمان سے ایک غیبی آواز آتی ہے بڑی خطرناک

آواز آتی ہے، مشرک آدمی بزدل ہوتا ہے، جب آواز آئی تو جو دو نوجوان کھڑے تھے تو وہ اپنی جان بچا کر بھاگ گئے۔ کہنے لگے کہ خداؤں کو بعد میں دیکھا جائے گا۔ پہلے اپنی جان تو بچالیں۔اس سے پتہ چلا کہ جو مشرک ہے وہ تو اپنے خداؤں کا بھی خیر خواہ نہیں ہوتا ہے، اُس کا تو اپنے خدا پر بھی بھروسہ نہیں ہوتا ہے، جن کو حاجت روا اور مشکل کشاء سمجھتے ہیں۔آج اُن پر بھروسہ نہ کیا اور ڈر کر بھاگ گئے۔ اگر بے وفا قوم کائنات میں دیکھنا چاہتے ہو تو یہ مشرک بے وفا قوم نظر آئے گی جو اپنے خدا کا خیر خواہ نہیں ہے۔ جو اپنے خدا سے بے وفائی کر دے تو اس سے بھی گندا دنیا میں کوئی ہے، وہ بتوں کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔

سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ میں اللہ تعالیٰ نے شروع سے ہی بہادری رکھی تھی ویسے بھی تھوڑا تھوڑا عقیدہ بھی ٹھیک تھا۔اسی لیے تو مسلمان ہوئے تھے، عقل مند تھے، جو پھر عقل مند ہوتا ہے وہ پھر مشرک نہیں رہتا ہے، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ فرمانے لگے۔ اے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جب تم مسلمان نہیں ہوئے تھے تو مجھے بڑی پریشانی ہوتی تھی کہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بڑا سمجھ دار اور عقل مند کمانڈر ہے یہ تو مسلمان ہونا چاہیے۔ جب آج تم مسلمان ہوئے ہو تو میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سوچ سچ ہوگئی ہے۔

کیونکہ جس میں عقل و دانائی ہو، تو اس میں شرک نہیں آسکتا ہے جس میں عقل نہ ہو تو اس میں شرک آجائے گا۔ اے خالد رضی اللہ عنہ تمہارے بارے میں میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم سوچتا تھا آج تم مسلمان ہوگئے ہو تو آج مجھے یقین ہوگیا ہے کہ واقعتاً عقل دنا مشرک نہیں رہ سکتا ہے۔سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ بھی عقل دنا تھے۔ انہوں نے ایک بات کی کہنے لگے اے نوجوانو! تم جاتے ہو تو جاؤ لیکن میں نے آج یہ آواز عجیب سی سنی ہے۔ پہلی مرتبہ میرے کانوں نے یہ آواز سنی ہے میں اس کے بعد اس کا نتیجہ دیکھنا چاہتا ہوں۔ موت تو آہی جانی ہے۔سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کا شروع سے ایسا ذہن تھا۔ کہنے لگے کہ موت تو ایک دن آہی جانی ہے تو ڈرنے کا کیا فائدہ ہے، ڈٹ کر وہاں کھڑے ہوگئے۔ تھوڑی دیر گزری تو آسمانوں سے پھر غیبی آواز آئی۔

جن کی قسمت اچھی ہو، آواز آئی کہ وہ بدقسمت قوم ہے جس کے پاس اللہ کی دو عظیم

نعمتیں آ گئیں۔ ایک نعمت جس کو قرآنِ مجید کہا جاتا ہے۔ ایک نعمت اللہ کے نبی محمد کریم ﷺ ہیں۔ اللہ کے یہ دو بہت بڑے احسان ہیں لیکن ابھی تک وہ قوم مسلمان نہیں ہوئی ہے۔ ابھی تک اس قوم نے قرآن سے بھی تعلق نہیں جوڑا ہے، ابھی تک اُسی قوم نے نبی ﷺ کے ساتھ بھی تعلق نہیں جوڑا ہے، وہ بڑے بدقسمت اور جاہل لوگ ہیں۔

سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ یہ بات سن کر کہنے لگے کہ مجھے یقین ہوگیا کہ یہ اللہ پاک نے مجھے سبق سمجھایا ہے۔ اللہ پاک نے مجھے بتایا ہے اب میں مسلمان ہونا چاہتا ہوں۔ کہنے لگے کہ جب میں نے یہ خبر سنی تو آدھا مسلمان میں اُسی وقت ہوگیا، پھر وہاں سے آ گئے دن کو ابوجہل اور سارے چودھریوں کو خبر سنائی۔ بہرحال کسی نے ٹال دیا کسی نے کچھ اور کہا یہ جو معاشرہ ہوتا ہے یہ بہت گندا ہوتا ہے، اگر معاشرے کے لوگ اچھے ہوں تو آدمی خود اچھا بن جاتا ہے، اگر معاشرے کے لوگ برے ہوں تو آدمی خود ہی برا ہو جایا کرتا ہے۔

میرے بھائیو! سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ ابھی ابھی آدھے مسلمان ہوئے ہیں۔ لیکن جب معاشرے میں چلے گئے تو مکمل طور پر پھر شرک میں ڈوب گئے مکمل طور پر کافر بن گئے۔ پھر اتنا شرک عروج پر آیا، اتنا غصہ آیا، کہنے لگے یہ تو اللہ کے نبی (ﷺ) ہیں۔ روزانہ کوئی نہ کوئی مسلمان ہوتا چلا جا رہا ہے۔ ایک دور تھا جب نبی ﷺ اکیلے تھے پھر سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا، پھر عثمان رضی اللہ عنہ وعلی رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا۔ بڑے بڑے لوگ مسلمان ہو رہے ہیں۔ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ یہی سوچتے جا رہے ہیں کہ دن بہ دن سب مسلمان ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ آہستہ آہستہ لوگ مسلمان ہو کر نبی ﷺ کے ساتھ جڑ جائیں گے تو پھر ہماری چودھراہٹ ختم ہو جائے گی۔ ہمارے ڈیرے ختم ہو جائیں گے۔ ہماری بات پھر کسی نے سننی نہیں ہے۔ ہو سکے تو یہ جو توحید والی شمع ہے اس کو ختم کر دیا جائے۔ یہ جو اسلامی پودا ہے اس کو کاٹ دیا جائے، رات تہجد کا وقت ہے، رات کو برہنہ تلوار لے کر نکلے کہنے لگے کہ اس وقت اللہ کے نبی ﷺ بیت اللہ میں اکیلے قرآن پڑھ رہے ہیں تو میں آہستہ سا اُن کے پیچھے جا کر اُن کی گردن اُڑا دیتا ہوں۔ معاشرے کا اتنا برا اثر ہوتا ہے۔ اللہ کرے کہ ہمارا معاشرہ ٹھیک ہو

جائے۔(آمین)

یہ معاشرہ کیا ہوتا ہے، یہ لفظ معاشرہ کوئی آسمان سے نازل نہیں ہوا ہے، معاشرہ یہ ہوتا ہے یہ ایک ایک جوڑ بنا ایک ایک اعضاء بنا تو انسان بنا ہے، اگر ان اعضاء کو صحیح استعمال کرتے چلے جائیں تو آدمی ٹھیک ہو جائے گا۔ مثلاً اللہ نے ہاتھ دیا ہے، اس ہاتھ میں تلوار پکڑیں، تلوار پکڑ کر میدان جہاد میں آجائیں، کافروں کے ساتھ جنگ کریں، اس ہاتھ سے کافر برباد ہوں، اگر تم شہید ہو گئے تو پھر بھی کامیاب ہو، کافر برباد ہو گیا پھر بھی تم کامیاب ہو، پھر اسلام غالب آئے گا۔ ان ہاتھوں سے غریبوں، مسکینوں کو پیار دو۔ اس ہاتھ سے کسی مسلمان کے منہ پر تھپڑ رسید نہ کرو۔ اس ہاتھ کو اچھا استعمال کرو، یہ کان اللہ نے دیئے ہیں تو گانے نہ سنو، بلکہ قرآن کی تلاوت سنیں، یہ زبان اللہ نے دی ہے اس سے گالیاں نہ دو، بکواس نہ کرو، شرک نہ کرو، بدعت نہ سنو، زبان سے قرآن و حدیث بیان کریں۔ غریبوں کے لیے خیر خواہی سوچیں، یہ پاؤں اللہ نے دیئے ہیں یہ مسجد کی طرف چل کر آئیں، یہ پاؤں جہاد کی نیت سے کافروں کے ایوانوں میں جائیں، جب سب کے سب اعضاء صحیح استعمال کرو گے تو اللہ کی قسم اگر سارا علاقہ اس طرح کرنا شروع کر دے تو سارے بندے صحیح ہو جائیں گے۔ جب بندے صحیح ہو گئے تو پھر معاشرہ صحیح ہے۔

میرے بھائیو! آج تم سب عزم کرلو کہ جتنی گانوں والی کیسٹیں گھر میں ہیں وہ ہم نے پھینک دینی ہیں۔ یہ عزم کرلو کہ کوئی یہاں گندی کیسٹوں کی دوکان نہیں رہے گی۔ کوئی کیسٹ نہیں چلائے گا۔ جو لوگ گانے کی دوکانیں سجا کر بیٹھے ہیں، وہ سب کے سب نکل جائیں گے گندی کیسٹوں کا ماحول ختم ہو جائے گا۔

عزم کرلو کہ ڈش انٹینا ہم نے ختم کر دینا ہے، پھر عزم کرلو کہ ہم نے حمام پر محمد ﷺ کی سنت کو قتل کروانے نہیں جانا ہے۔ نبی ﷺ کی سنت کا قاتل نہیں بننا ہے۔ جب سب کا سب بائیکاٹ ہو جائے گا۔ تو اللہ کی قسم گانے بھی ختم ہو جائیں گے۔ اللہ کی قسم ٹی وی بھی ختم ہو جائیں گے۔ اللہ کی قسم ڈش انٹینا ختم ہو جائے گا۔ یہ سب کا سب ماحول خراب کیا ہے۔ تو

تیرے اعضا نے کیا ہے، اگر معاشرے کو غلط کیا ہے، تو تم نے کیا ہے، معاشرہ ٹھیک کرنا ہے تو تیرے اپنے سر ہے۔ میری ماں بہن گاڑی میں بیٹھ کر کہتی ہے کوئی اچھی گانوں والی کیسٹ لگائیں وہ اچھی کیسٹ یہ ہے کہ جس میں زیادہ عاشقی اور معشوقی ہوتی ہے۔ میری ماں بہن آج کل کہتی ہے کہ یہ کیسٹ اچھی ہے۔ اے ظالمو معاشرہ تو ہم نے خود گندا کیا ہے۔ میری ماں بہن کی تربیت یہ ہونی چاہیے کہ وہ کیسٹ سنے تو قرآن وحدیث والی سنے۔ معاشرے کا اثر سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ پر بھی ہوگیا، وہ بھی تو انسان تھے۔ انہوں نے تلوار پکڑی اور تہجد کے وقت بیت اللہ میں چلے گئے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت قرآن پڑھ رہے ہیں، مکمل ارادہ کرلیا کہ آج میں نے نبی پاک (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کرنا ہے۔ اب اکیلے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اکیلا آسمان پر رب ہے، اکیلے عمر رضی اللہ عنہ دشمن ہیں، سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ عربی سمجھتے ہیں، عقل منداور دانا آدمی ہیں۔

جب اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم قرآن پڑھ رہے ہیں تو عمر رضی اللہ عنہ پیچھے کھڑے ہوگئے۔ کہنے لگے کہ میرے اختیار میں ہے میں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل تو کر دینا ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا پتہ ہے میں تو اب چھپ کر آیا ہوں۔ عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ تھوڑا سا قرآن سن لیتا ہوں۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی بہترین آواز تھی قرآن بھی میٹھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان بھی میٹھی ہے۔ جب دو مٹھاسیں مل جائیں تو پھر کیا بات ہے عمر رضی اللہ عنہ کے پاؤں وہاں جم گئے۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کی تلاوت فرمارہے ہیں تو عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ نبی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کتنے بڑے شاعر ہیں۔تم کہو گے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے شاعر کیوں کہا ہے۔قرآنِ مجید کی بعض مقامات پر ترتیب اس طرح ہے جیسے کہ شعر ہوتے ہیں، دیکھ لیں کہ شعروں کا بھی ایک انداز ہے۔یعنی شعر کے آخر میں ایک لفظ آتا ہے۔مثلاً ریام یان یاح یا کوئی اور چیز آتی ہے۔اگر ایک حرف آخر میں بار بار آتا ہو، تو ہم اس کو شعر کہتے ہیں، اس طرح قرآن مجید کی ترتیب بعض سورتوں میں اللہ نے اس طرح بنائی ہے۔ایک سورۃ میں اللہ نے فرمایا ہے:

﴿اِنَّـآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ o فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ o اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ﴾ (الکوثر)

ایک ایک حرف آخر پر آیا ہے، یہ اس طرح لگتا ہے کہ جیسے شعر و شاعری ہے۔ حالانکہ قرآن شعر و شاعری نہیں ہے۔ لیکن بعض سورتوں کی ترتیب اس طرح ہے ایک سورت ہے اس میں فرمایا ہے:

﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ o مَلِكِ النَّاسِ o اِلٰـهِ النَّاسِ o مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ o الَّذِىْ يُوَسْوِسُ فِىْ صُدُوْرِ النَّاسِ o مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ﴾ (الناس)

کیوں جی ایک ایک حرف آ رہا ہے کہ نہیں، ایک سورت ہے۔ فرمایا:

﴿اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ o اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِىْ تَضْلِيْلٍ o وَّاَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ o تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ o فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ﴾ (الفيل)

اس کے آخر میں ل ل آیا ہے۔ میرے بھائیو! ایک اور قرآن کی سورت ہے۔ اللہ نے کیسے نقشے کھینچیں ہیں۔ قرآن میں بعض مقامات پر اس طرح لگتا ہے جیسے اللہ نے اپنے انداز میں شعر و شاعری کی ہے لیکن آگے سن لیں کہ قرآن شعر و شاعری نہیں ہے۔

سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ پیچھے کھڑے ہو کر کہنے لگے کہ پیارے نبی ﷺ تو بہت بڑے شاعر ہیں۔ تو اللہ کے نبی ﷺ اُس وقت اس آیت پر آ گئے تھے۔ ﴿وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ﴾ (الحاقہ: 41) اللہ کے نبی ﷺ اس آیت پر آ گئے تو سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ سمجھ گئے کیونکہ اس کا معنی یہ ہے کہ کوئی یہ نہ سوچے کہ محمد ﷺ شعر و شاعری کر رہے ہیں۔ فرمایا! میں شعر و شاعری نہیں کر رہا ہوں، نہ میں خود شاعر ہوں، نہ قرآنِ مجید شعر و شاعری ہے، اتنی بات سن کر عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ کتنے کمال نبی محمد ﷺ ہیں۔ عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ابھی تک میں نے آواز نکال کر تو کہا نہیں تھا، میں نے تو دل میں کہا ہے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ نبی ﷺ دل کی باتیں جانتے ہیں، نبی عالم الغیب ہیں، نبی بہت بڑے کاہن ہیں۔ جب عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات کی تو اللہ کے نبی ﷺ اس آیت پر آ گئے۔

﴿وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ قَلِيلًا مَا تَذَكَّرُوْنَ o تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾
(الحاقہ:42تا43)

جب اللہ کے نبی ﷺ ان آیات پر آئے اللہ کے نبی ﷺ نے وہ آیت پڑھی۔ فرمایا کہ کوئی میرے بارے اس طرح بھی خیال نہ کرے کہ میں بہت بڑا کاہن ہوں، میں دل کی باتیں جان لیتا ہوں، نبی ﷺ نے فرمایا کہ میں کاہن بھی نہیں ہوں، میں شاعر بھی نہیں ہوں۔ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کی باتوں کی تصدیق ہو رہی ہے۔ جب اللہ ہدایت دینے پر آئے تو پھر اللہ اس طرح کا ماحول بنا دیتا ہے۔ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے یہ باتیں سوچنی تھیں۔

اللہ کے نبی ﷺ نے ان آیات پر آنا تھا۔ جب اتنی باتیں ہوگئیں تو فوراً سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ﴿اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ﴾ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ مسلمان ہوگئے۔ جب سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ مسلمان ہوگئے تو پتہ ہے کیا کہتے ہیں۔ کہنے لگے اے اللہ کے نبی ﷺ جی یہ ابھی ابھی اذان ہوئی ہے یہ لوگ لوٹے لے کر کیا کرنے لگے ہیں۔ اللہ کے نبی ﷺ فرماتے ہیں یہ وضو کرنے لگے ہیں، نماز کی تیاری کر رہے ہیں، ہم نے نماز پڑھنی ہے، عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہاں پڑھنی ہے۔ آپ ﷺ نے کہا کہ ہم نے چھپ کر پڑھنی ہے۔ کیونکہ عام نماز پڑھیں تو کافر ہمیں مارتے ہیں۔ کہنے لگے نبی ﷺ جی عمر (رضی اللہ عنہ) کے مسلمان ہونے کا کیا فائدہ ہے۔ اگر اب بھی ہم نے چھپ کر نمازیں پڑھنی ہیں۔ کہنے لگے نبی ﷺ جی میں اب آپ کا غلام ہوگیا ہوں۔ اے اللہ کے رسول ﷺ جی میں آپ کو مارنے نہیں آیا ہوں بلکہ میں خود مر گیا ہوں۔ مجھے آج سمجھ آئی ہے کہ آپ کتنے قیمتی نبی ﷺ ہیں۔ عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ اے اللہ کے نبی ﷺ جی اگر مجھے آرڈر ہو تو میں ذرا اعلان کرنا چاہتا ہوں۔ اعلان کر دیا کہنے لگے اے کافرو سن لو، اگر کسی نے بچے یتیم کروانے ہیں تو سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کی تلوار کے سامنے آجائے۔ اگر کوئی اپنی بیوی کو بیوہ کرنا چاہتا ہے، اگر کوئی اپنے گھر کو ویران کرنا چاہتا ہے تو وہ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں آجائے، کیونکہ میں عمر رضی اللہ عنہ مسلمان ہوگیا ہوں۔

ان کی بہت زیادہ شان ہے، ایک مرتبہ اس طرح ہوا، اللہ کے نبی ﷺ نے جب معراج کیا تو معراج کے موقع پر اللہ کے نبی ﷺ نے جنت بھی دیکھی اور جہنم بھی دیکھی۔ اللہ کے نبی ﷺ نے جب جنت دیکھی تو جنت میں اللہ تعالیٰ نے ایک بڑی بہترین کوٹھی بھی آپ کو دکھائی۔ آپ ﷺ وہ کوٹھی دیکھ کر سوچ میں پڑ گئے کہ شاید یہ محل میرا ہے۔ اس لیے آپ ﷺ نے پوچھا کہ یہ محل کس کا ہے۔ یہاں پر محدثین رحمہم اللہ بہت لمبی چوڑی بحث کی ہے کہ نبی ﷺ نے پوچھا اے جبرائیل علیہ السلام اتنی بہترین کوٹھی یہ بلڈنگ یہ محل کس کا ہے۔ جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا: کَانَ عُمَرَ یہ آپ ﷺ کے دوست عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا محل ہے تو آپ ﷺ بہت زیادہ خوش ہوگئے۔ آپ ﷺ فرمانے لگے کہ سبحان اللہ یہ میرے دوست عمر رضی اللہ عنہ کا محل ہے۔ آپ ﷺ فرمانے لگے کہ یہ باہر سے اتنا قیمتی اور اعلیٰ ہے ذرا میں اسے اندر سے تو دیکھ لوں کیونکہ اگر ایک چیز باہر سے اتنی اچھی ہو تو پھر اندر کا ماحول کتنا پیارا ہوگا۔ آپ ﷺ فرمانے لگے کہ میں اندر سے دیکھنا چاہتا ہوں۔ جب آپ ﷺ اندر جھانکنے لگے تو اندر سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کی کی ایک بیوی کونے میں بیٹھ کر وضو کر رہی ہے۔

تو آپ ﷺ فوراً واپس آ گئے۔ آپ ﷺ آ کر سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے۔ اے عمر رضی اللہ عنہ میں تمہارا جنت میں محل دیکھ کر آیا ہوں۔ میرا دل کیا کہ میں اندر سے بھی دیکھ لوں جب میں اندر داخل ہونے لگا تو مجھے تمہاری غیرت یاد آ گئی کیونکہ تم نے زمین پر بیٹھ کر یہ غیرت کی تھی۔ اے اللہ نبی ﷺ کی بیویاں بغیر پردہ کے بازار میں نہ جائیں تو اللہ نے آج تمہاری غیرت کی لاج رکھی۔ آج آسمانوں پر رب نے بھی غیرت کرلی، یہ پردہ کا حکم تمہارے مشورہ سے نازل ہوا تھا۔ تو مجھے وہاں تمہاری غیرت یاد آ گئی تو سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ رونے لگ پڑے سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ بہت زیادہ روئے۔ کہنے لگے اللہ کے نبی ﷺ جی میں چاہے جتنا بھی غیرت والا ہوں مگر میری غیرت آپ ﷺ کے مقابلے میں کچھ نہیں ہے۔ میں کتنا بدقسمت ہوں کہ میری وجہ سے آپ ﷺ اپنے دل کی چاہت پوری نہ کر سکے۔ آج شیعہ حضرات کہتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ گنہگار ہیں۔ سیّدنا عمر (رضی اللہ عنہ) تو جہنمی ہیں۔ مجھے ایمان سے بتائیں کہ کیا جہنمی

لوگوں کے محل کوئی جنت میں دیکھتا ہے۔

دیکھنے والا بھی عام انسان نہیں ہے، دیکھنے والا تو وہ انسان ہے جس کے بارے میں قرآن کہتا ہے:

﴿وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى o مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى o وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى o اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى o﴾ (النجم : 1 تا4)

اللہ کے نبی ﷺ اپنی مرضی سے تو مسئلہ بتاتے نہیں تھے۔ اپنی مرضی سے کسی سے بات کرتے نہیں تھے۔ میرے بھائیو! آسمانوں سے رب وحی نازل کرے تو پھر میرے محمد ﷺ بولتے ہیں گویا کہ نبی ﷺ کی زبان رب کی زبان ہے۔ اس طرح سمجھیں کہ وہ اللہ کی زبان ہے۔ میرے بھائیو رب کی زبان بھی سچی ہے۔ میرے نبی ﷺ کی زبان بھی سچی ہے۔ جہنمی لوگوں کے جنت میں محل نہیں ہوتے ہیں۔ بحر حال سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں جب نبی ﷺ کا دور گزر گیا۔ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا دور گزر گیا۔ جب سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کا دور آیا تو سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کو امیر بنے ہوئے دو دن گزرے ہیں۔ قربان جاؤں اُن لوگوں کی کتنی زبردست حکومتیں تھیں کہ میں جنگل کے لوگوں کا بھی پتہ کروں کہ وہ کیسے ہیں۔ اُن کے معاملات کیا ہیں چلتے چلتے شہر سے دور جب بڑا گہرا جنگل آ گیا تو وہاں ایک بڑھیا ملی۔ ایک جھونپڑی میں ایک بڑھیا ملی۔ بہت زیادہ عمر والی عورت ملی اس عورت سے ملنے سے پہلے وہ کہنے لگی۔

اے بیٹے مجھے اس طرح لگتا ہے کہ جیسے ابوبکر رضی اللہ عنہ فوت ہوگئے ہیں۔ اُس وقت ٹیلی فون کے انتظام تو ہے نہیں تھے سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ یہاں بہت زیادہ روئے تھے۔ کہنے لگے کہ اس بڑھیا کو یہاں آ کر کس نے خبر دے دی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ فوت ہوگئے ہیں۔ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ سوال کرتے ہیں کہنے لگے اے مائی جان مجھے ذرا بتا دیں کہ آپ کو کس نے بتایا ہے کہ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ فوت ہوگئے ہیں۔ بڑھیا کہنے لگی کہ اللہ کی قسم مجھے کسی نے بتایا نہیں ہے لیکن مجھے اس طرح محسوس ہوا ہے۔ پہلے جب سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی حکومت تھی حالانکہ ابوبکر رضی اللہ عنہ بہت مصروف ہوتے تھے لیکن پھر بھی دن میں دو مرتبہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں کھانا پکاتے تھے۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ پر قربان جاؤں۔ تمہاری عظمت کی کیا بات ہے۔ بڑھیا کہنے لگی کہ دو مرتبہ ابوبکر رضی اللہ عنہ گھر میں کھانا تیار کرتے ہیں۔ پھر روٹی میں سالن ڈال کر میرے پاس لے کر آتا ہے۔ کیونکہ بڑھیا کے ہاتھ بہت کانپتے تھے، بے چاری خود چیز نہیں پکڑ سکتی تھی۔ کہتی ہے کہ مجھے دن میں دو مرتبہ کھانا کھلا کر ابوبکر رضی اللہ عنہ جاتے تھے۔ لیکن آج دو تین دن گزر گئے ہیں کہ میں بھوکی پیاسی بیٹھی ہوں اس لیے مجھے لگتا ہے کہ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ دنیا سے چلے گئے ہیں۔

سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے وہاں کھڑے ہو کر ایک بات کی ہے۔ کہنے لگے اے ابوبکر رضی اللہ عنہ میں تم سے بڑے بڑے مقابلے کرتا تھا لیکن دنیا میں جب تم زندہ تھے اس وقت بھی تم سب صحابہ رضی اللہ عنہم سے اعلیٰ نمبر حاصل کرنے والے ہو۔ پہلے تیری حکومت بھی تھی۔ لیکن مجھے معلوم ہی نہیں ہے آج دو دن گزر گئے ہیں میری حکومت میں یہ بڑھیا بھوکی پیاسی مر رہی ہے۔ اے ابوبکر رضی اللہ عنہ تیری حکومت بھی لاجواب تھی۔ تمہارا مقابلہ میں عمر رضی اللہ عنہ نہ تمہاری حکومت جیسا کر سکتا ہوں، نہ تمہارے تقویٰ وطہارت کا مقابلہ کر سکتا ہوں۔ اس طرح کی حکومت ہونی چاہیے۔ کتنی لاجواب حکومت ہے سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پھر بڑی زبردست حکومت کی۔ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ گیارہ ملکوں کے حکمران ہیں۔ مگر فیصلہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی صفوں پر بیٹھ کر کرتے ہیں۔ ایک مرتبہ کسی علاقے سے دو سفیر آئے۔ کیونکہ عمر رضی اللہ عنہ کا نام لے کر اس دور میں عورتوں کو خاموش کیا جاتا تھا۔ اتنا رعب کافروں پر سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کا تھا۔ عمر رضی اللہ عنہ کا نام لے کر بچوں کو خاموش کرایا جاتا تھا۔ ایک مرتبہ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھنے کے لیے مصر سے دو سفیر آئے جب وہ مدینہ پہنچے تو کسی سے کہنے لگے کہ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کہاں ہیں۔

وہ کہنے لگے کہ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ باہر زمین پر اپنے جانوروں کے لیے ایک کمرہ تعمیر کر رہے ہیں۔ وہاں زمین پر تم چلے جاؤ، وہ وہاں ایک کمرہ تعمیر کر رہے ہیں۔ وہ سفیر کہنے لگے کہ ہم بہت دور سے آئے ہیں، ہمیں مذاق تو نہ کریں، جو گیارہ ملکوں کا حکمران ہو، وہ مستری بن کر خود کام نہیں کر سکتا ہے، ہمیں افسوس ہے کہ تم ہم آنے والے مسافروں کو مذاق کر رہے ہو۔ وہ آگے سے کہنے لگے کہ ہم مذاق نہیں کر رہے ہیں ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمتی ہیں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم

کے غلام ہیں۔ جاہل لوگوں کا کام مذاق کرنا ہے، ہم مذاق نہیں کر رہے ہیں۔ بات بالکل اس طرح ہی ہے۔ جب ایک دوسرے کو اچھی طرح تعارف کروا دیا تو کہنے لگے کہ تم فلاں جگہ پر چلے جاؤ۔ جب وہ سفیر وہاں گئے تو سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کام کرتے کرتے تھک گئے۔ اس لیے ایک اینٹ لے کر سر کے نیچے رکھ کر سو گئے۔ یہ گیارہ ملکوں کا حکمران بغیر سیکورٹی کے نیچے زمین پر سویا ہوا ہے۔ حکومت اس کا نام ہے، وہ سفیر کہنے لگے کہ ہم اللہ کی قسم اُٹھا کر کہتے ہیں۔ ہم آگے جانے لگے تھے لیکن پھر پیچھے آ گئے کیونکہ ہمیں ڈر آتا ہے کہ یہ عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔

میرے بھائیو! آدمی کا دل صاف ہو، عدالت موجود ہو، عدل موجود ہو، تقویٰ موجود ہو، انصاف موجود ہو، اگر قرآن و حدیث پر چلنے والا حکمران ہو، تو کسی بھی امر سے ڈرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ اتنا مقام سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کا ہے۔ یہ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ پر چند جھلکیاں تھیں۔ وگرنہ میرے پاس اتنا مواد ہے کہ ایک اور جمعہ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ پر پڑھایا جا سکتا ہے۔

لیکن وعدہ کیا تھا کہ امام حسن رضی اللہ عنہ و حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی کچھ بیان کروں گا۔ اس لیے اب ان کے بارے میں سنیں۔ بخاری و مسلم میں آتا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اہلحدیث امام حسن رضی اللہ عنہ و حسین رضی اللہ عنہ کو نہیں مانتے ہیں۔ میرے بھائیو یہ صحابی ہیں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے ہیں ان کو نہ ماننے والا تو آدمی مسلمان ہی نہیں ہے بلکہ سنیں کہ حدیث بیان کرنے کا معنی یہ ہے کہ ہم امام حسن رضی اللہ عنہ و حسین رضی اللہ عنہ سے پیار کرتے ہیں۔ لیکن ہم پیار کرتے ہیں اُن کو پوجتے نہیں ہیں۔ ہم ان سے پیار کرتے ہیں۔ لیکن شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرتے ہیں۔ حسن رضی اللہ عنہ یا حسین رضی اللہ عنہ کی شریعت پر عمل نہیں کرتے۔

میرے بھائیو! محبت کرنا اور بات ہے لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں کھڑا کرنا اور بات ہے۔ محبت کرنا اور بات ہے لیکن امام حسن رضی اللہ عنہ و حسین رضی اللہ عنہ کو رب کے مقابلے میں کھڑا کرنا اور بات ہے۔ ہم یہ بات نہیں مانتے ہیں، ویسے سنیں یہ حدیث بخاری و مسلم میں آتی ہے۔

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ پاک جی میری ایک درخواست ہے اللہ وہ ذرا قبول کر لو۔ فرمایا: اے اللہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم حسن و حسین رضی اللہ عنہما سے پیار کرتا ہوں۔ اے اللہ تم بھی

ان سے پیار کرو۔ یہ سیّدنا امام حسن وحسین رضی اللہ عنہما کی شان ہے۔ ساتھ میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں! اے اللہ میری ایک اور درخواست ہے کہ جس طرح میں حسن وحسین رضی اللہ عنہما سے پیار کرتا ہوں۔ اس طرح تم بھی حسن وحسین رضی اللہ عنہما سے پیار کرتے ہو۔ اے اللہ پھر جو لوگ حسن و حسین رضی اللہ عنہما سے پیار کریں۔ اے اللہ پھر تم ان سے بھی پیار کرو۔ تو ہم سب مسلمانوں کو سیّدنا حسن وحسین رضی اللہ عنہما سے پیار ہے۔ تو اس لیے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہم سے پیار کریں گے۔ اللہ پاک بھی ہم سے پیار کریں گا۔ حسن وحسین رضی اللہ عنہما کے مخالف سے کسی کو پیار نہیں ہے نہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پیار ہے، نہ سیّدنا حسن وحسین رضی اللہ عنہما کے دشمن سے اللہ کو پیار ہے۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ خود کو مسلمان کہے لیکن سیّدنا حسن وحسین رضی اللہ عنہما سے پیار نہ کرے۔ آگے سنیں اب یہ حدیث نسائی اور حاکم میں آتی ہے۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ نماز پڑھ رہے ہیں تو نماز پڑھتے پڑھتے ایک دن اس طرح ہوا کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑا لمبا سجدہ کیا بہت زیادہ طویل سجدہ کیا، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بڑی دیر کے بعد اُٹھے ہیں۔ ایک سجدہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گھنٹہ تک کیا۔ حدیث میں سَـــاعَةً آیا ہے۔ اس کو ایک گھنٹہ کہتے ہیں۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرض نماز پڑھا رہے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک گھنٹے کے بعد سجدے میں سے واپس کھڑے ہوئے جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نماز پڑھ کر فارغ ہوئے تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھتے ہیں اے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جی کیا وجہ ہے پہلے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اتنی لمبی نماز نہیں پڑھاتے تھے۔ آج آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنا لمبا سجدہ کیا ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کہنے لگے کہ اللہ کی قسم ہم ڈر گئے کہ کہیں پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روح تو نہیں پرواز ہوگئی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جی اتنا لمبا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کیا ہے تو ہمیں ایسا لگنے لگا کہ اللہ کے نبی جی ہمیں چھوڑ کر تو نہیں چلے گئے۔ کہیں اللہ کے ساتھ ملاقات تو نہیں ہوگئی۔

اے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جی ہم تو سجدے میں ہی رونے لگ پڑے تھے۔ اے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جی کیا وجہ ہے۔ میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا۔ فرمانے لگے "اِنَّ ابْنِــیْ حُسَیْنٌ" اے بھائیو! تمہیں کیا پتہ ہے کہ میں نماز پڑھا رہا تھا تو میرے پاس حسین رضی اللہ عنہ آیا، حسین رضی اللہ عنہ

ابھی چھوٹے بچے ہیں وہ میری کمر پر بیٹھ گیا تھا۔ میں نے سر خود اس لیے نہیں اُٹھایا تھا کہ کہیں اس کا دل خراب نہ ہو جائے یہ کہیں گر نہ جائے، میں نے مناسب ہی نہیں سمجھا ہے، میں نے سوچا کہ خود میرا بچہ حسین رضی اللہ عنہ اُٹھے گا۔تو میں اپنے سر کو اُٹھاؤں گا۔

اتنا پیار میرے محمد صلی اللہ علیہ وسلم امام حسین رضی اللہ عنہ سے کرتے ہیں۔ یہ شان امام حسین رضی اللہ عنہ کی ہے اب اس سے بڑھ کر اور کیا شان ہو سکتی ہے کہ اتنا اہم فریضہ نماز کا ہے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کو دیر کیے جا رہے ہیں لیکن اپنے ہاتھ سے امام حسین رضی اللہ عنہ کو روکا ہی نہیں ہے۔ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ خود اُترے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوپر سر اُٹھایا۔ عام طور پر چھوٹے بچے آ کر کمر پر بیٹھ جاتے ہیں ان کو نہ روکا کرو، بچوں کو مسجد میں آنے دیا کرو، کئی بڑے اللہ والے بنے ہوتے ہیں، چاہے جوانی میں گندے بدمعاش ہوں، اگر کوئی بچہ مسجد میں آ جائے تو ان کو آگ لگ جاتی ہے۔ اگر بچے مسجد میں نہ آئیں تو کیا سینما دیکھنے جائیں۔ یہ مسجد تربیت گاہ ہے۔ یہاں بچوں کو آنے دیا کرو۔ آگے بات سن لیں۔

میرے بھائیو! آج تمہیں شیشہ ہو گیا ہے کہ ہم اہلحدیث امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما کی عزت کرتے ہیں۔ ہاں جو امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما کی عزت نہیں کرتا ہے اُس کا پھر دائرہ اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے وہ دین اسلام سے خارج ہے۔

میرے بھائیو! یہ بھی بخاری کی حدیث ہے۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سیّدنا حسن و حسین رضی اللہ عنہما سے بہت زیادہ پیار کرتے ہیں۔ ایک تو ان کا رشتہ بڑا گہرا ہے کیونکہ یہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کی اولاد ہیں۔ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت زیادہ پیار تھا۔ دوسرے نمبر پر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو امام حسین رضی اللہ عنہ سے بہت زیادہ پیار تھا کیونکہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل اور امام حسین رضی اللہ عنہ کی شکل ایک جیسی تھی۔ یہ بخاری میں حدیث ہے۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل اور امام حسین رضی اللہ عنہ کی شکل ملتی جلتی تھی۔

اس لیے سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما دونوں بچوں کو اُٹھایا ہوا ہے۔ ایک کو ایک کندھے پر اور دوسرے کو دوسرے کندھے پر اٹھایا ہے۔ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ ان سے پیار کر

رہے ہیں۔ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کہنے لگے اے میرے بیٹو! میرا باپ تم پر قربان ہو، میرا باپ تم پر فدا ہو، ساتھ کہنے لگے کہ اے علی رضی اللہ عنہ ناراض مت ہونا۔ اے علی رضی اللہ عنہ تمہارے جو بیٹے ہیں سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ ان کی شکل تم سے نہیں بلکہ پیارے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتی ہے تو سیّدنا علی رضی اللہ عنہ ناراض نہ ہوئے۔ بلکہ ہنسنے لگ پڑے۔ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شکل پیارے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتی تھی۔ جس سے عداوت یا دشمنی ہو تو کیا اُن کے بچوں کو کندھوں پر اُٹھا کر کھیلا جاتا ہے۔ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے اٹھارہ بیٹے تھے۔

ایک کا نام ابوبکر ہے، دوسرے کا نام عمر ہے، تیسرے کا نام عثمان ہے۔ اگر ان کی آپس میں نہیں بنتی تھی۔ تو پھر کبھی کوئی دشمنوں کے نام نہیں رکھتا ہے۔ نام رکھنے کی دلیل یہ ہے کہ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کو ابوبکر رضی اللہ عنہ سے پیار تھا۔ عمر و عثمان رضی اللہ عنہما سے پیار تھا۔ یہ آپس میں عداوت نہیں رکھتے تھے۔ یہ آج کل کے ظالم کہتے ہیں کہ ان کو آپس میں عداوت تھی۔ آگے سیّدنا حسن و حسین رضی اللہ عنہما کی شان سنیں۔

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرما رہے ہیں تو امام حسین رضی اللہ عنہ بھی مسجد میں آ گئے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کو ایک طرف کھڑا کر دیا۔ ایک طرف امام حسن رضی اللہ عنہ کو بٹھا دیا۔ ان کو بٹھانے کے بعد جب اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تقریر کرنے لگ پڑے، ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عوام کو دیکھتے ہیں اور دوسری نظر فوراً امام حسین رضی اللہ عنہ پر ڈالتے ہیں۔ اتنا پیار اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے۔ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم بار بار حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو دیکھتے ہیں۔ اتنا پیار اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما سے پیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ



حقوقِ والدین

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o

﴿وَ قَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّ لَا تَنْهَرْهُمَا وَ قُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا o﴾ (الاسراء:23)

اللہ رب العزت کا بہت بڑا احسان ہے کہ جس رب نے ہم سب کو مسلمان بنایا، اللہ پاک کا بہت بڑا احسان ہے کہ جس رب نے عقیدۂ توحید عطا فرمایا۔ اللہ رب العالمین کا بہت بڑا احسان ہے کہ جس رب نے قرآن وحدیث سماعت کرنے کے لیے ہم کو اپنے گھر میں جمع فرمایا۔ اللہ رب العالمین کا بہت بڑا احسان ہے کہ جس رب نے ہم سب کو امام الانبیاء والی بطحاء سید المرسلین، امام المجاہدین، آقائے دو جہاں آمنہ کے لال جناب محمد ﷺ کا امتی بنایا۔

میرے بھائیو! آج میں مختصر وقت میں عظمت والدین پر بات کروں گا۔ یہ موضوع بیان کرنے کی ضرورت پیش کیوں آ رہی ہے؟ نبی ﷺ کا طریقہ کار یہ تھا جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں یا معاشرہ میں کوئی جرم یا غلطی دیکھتے تو اُسی وقت ہی اُس غلطی کی وضاحت کر دیتے تاکہ کوئی آدمی غلطی نہ کرے۔ اگر جرائم کی یا غلطیوں کی وضاحت نہ کی جائے تو لوگ غلطیاں اور گناہ چھوڑیں گے کیسے؟ لیکن آج کا جو دور جا رہا ہے اس میں علماء کے ذہن کچھ عجیب ہیں، علماء حضرات اِس طرح کی باتیں بیان کرنے کی کوشش کریں گے۔ جس میں اُس کی جماعت اور معاشرہ خوش رہے۔ اگر جرائم والی یا غلطیوں والی اس طرح کی تقریر کرے تو وہ لوگوں کو

کڑوی لگتی ہے، نہ کوئی پھر اُسے پسند کرتا ہے لیکن ہر آدمی کا اپنا انداز ہے، میرا انداز یہ ہے کہ جو معاشرہ میں غلطی پائی جائے، چاہے اپنی جماعت میں غلطی ہو، چاہے غیروں میں غلطی ہے، چاہے دیوبندی، اہل سنت اور اہلحدیثوں کی غلطی ہو، تو پھر اُس غلطی کی وضاحت کرنی چاہیے۔ جمعہ کا وقت بہت قیمتی ہوتا ہے، آٹھ دن کے بعد آتا ہے، لوگ وقت نکال کر آتے ہیں، تو ان کو کوئی چیز حاصل ہونی چاہیے، اُس کا فائدہ یہ ہوگا کہ عوام ڈر کر گناہ چھوڑتی جائے گی، تو دنیا میں آنے کا مقصد پورا ہوتا جائے گا، تم غلطیاں اور گناہ چھوڑتے چلے جاؤ گے، تو اللہ معاف کرتا چلا جائے گا، تو انسان وہ کب چھوڑتا ہے؟ جب وہ گناہ کو گناہ سمجھے اور گناہ کو گناہ کب سمجھے گا۔ جب تقریر میں گناہ کی وضاحت ہو جائے۔ یعنی آدمی سوچے گا کہ یہ جو میں کام کر رہا ہوں۔ یہ تو بہت بڑا جرم ہے تو پھر میرا کیا بنے گا، میں تو پھر اتنا نازک ہوں۔ اگر اللہ تعالیٰ مجھے دھوپ میں کھڑا کر دے تو مجھ سے سورج کی تپش برداشت نہیں ہوگی تو اگر اِس گناہ کی وجہ سے میں جہنم کی جلتی آگ میں چلا گیا۔ تو پھر جہنم کی آگ کس طرح برداشت کروں گا۔ پھر آدمی لمبی سوچ سوچتا ہے، اس لیے نبی ﷺ کو اللہ پاک نے دو بہت عظیم لقب دیئے ہیں۔ فرمایا! میرے محمد ﷺ نذیر بھی ہیں، میرے نبی ﷺ بشیر بھی ہیں۔ کبھی لوگوں کو جنت کی خوشخبریاں سناتے تھے، تو کبھی لوگوں کو جہنم سے ڈراتے تھے۔ تاکہ لوگ ڈر کر گناہ چھوڑ دیں۔ پھر کامیاب ہو جائیں، کبھی خوشخبری سناتے کہ لوگ خوش ہو کر نیکی کریں۔ تاکہ پھر بھی گناہ چھوڑ دیں۔ یہ نبی ﷺ کا مقصد لوگوں کو سمجھانے کا تھا۔ ان شاء اللہ یہی میں طریقہ کار سمجھانے کا رکھتا ہوں۔ تاکہ نبی ﷺ کے طریقہ کار پر عمل ہوتا چلا جائے۔ تاکہ لوگوں کو فائدہ ہوتا جائے آج کا موضوع والدین کا مقام کیا ہے، یہ بہت بڑی بات ہے کہ اس دنیا میں سب سے پہلا حق اللہ تعالیٰ کا ہے اس کے بعد اللہ نے نہ انبیاء کا حق رکھا ہے، نہ اولیاء کا حق رکھا ہے، نہ علماء کا حق رکھا ہے، نہ قاریوں کا حق رکھا ہے، نہ خطیبوں اور نہ اماموں کا حق رکھا ہے، پس پہلا حق اللہ تعالیٰ کا ہے اور دوسرا حق والدین کا ہے، یہ قرآن نے بیان کیا ہے، اس سے بڑی ماں باپ کی شان اور عظمت کیا ہو سکتی ہے؟

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے بہت زیادہ مقام پر والدین کا ذکر کیا ہے۔ احادیث بھی بے شمار ہیں۔ اگر میں سب احادیث بیان کروں اور سب قرآن کی آیات بیان کروں تو بہت سا وقت چاہیے۔ لیکن ہمارے پاس وقت مختصر ہوتا ہے۔ نبی ﷺ جس وقت معراج پر گئے تو اللہ پاک نے نبی ﷺ کو تیرہ بہت اہم حکم دیئے ہیں۔ اُن تیرہ چیزوں میں سے دوسری چیز یہ ہے کہ اے نبی ﷺ اپنی قوم میں یہ وضاحت کریں کہ ماں باپ سے ادب واحترام سے پیش آنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے وہ ساری تفصیل قرآن میں بیان کی ہے۔

سورۃ کا نام بنی اسرائیل ہے، پندرہواں پارہ ہے، اور میں بنی اسرائیل کی تیسویں اور چوبیسویں آیات پڑھنے لگا ہوں۔ آیات کے نمبر بتا رہا ہوں۔ سورت کا نام بتا رہا ہوں اور پارہ بھی بتا رہا ہوں تاکہ یہ تقریر سن کر اپنے گھر میں قرآن پڑھ لو۔ کہ کیا یہ بات درست ہے کہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَ قَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ وَ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَاۤ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَاۤ اُفٍّ وَّ لَا تَنْهَرْ هُمَا وَ قُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا وَ اخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَ قُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًاؕ﴾ (الاسراء: 23-24)

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرما دیا کہ میں نے صاف صاف فیصلہ سنا دیا ہے۔ فرمایا! اے کائنات والو میرا فیصلہ سن لو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ پہلا فیصلہ یہ ہے کہ کسی کی عبادت نہیں کرنی ہے، کرنی ہے تو صرف اللہ پاک کی کرنی ہے، عبادت کیا ہے؟ سجدہ کرنا ہے تو اللہ تعالیٰ کے لیے کرنا ہے، قیام کرنا ہے تو اللہ تعالیٰ کے لیے کرنا ہے، نذر نیاز کرنی ہے تو اللہ تعالیٰ کے لیے کرنی ہے، صدقہ وخیرات کرنا ہے تو اللہ تعالیٰ کے لیے کرنا ہے، دیگیں پکانی ہیں تو اللہ تعالیٰ کے نام پر پکانی ہیں۔ پیروں کے نام پر نہیں پکانی، اولیاء اللہ کے نام پر نہیں، علماء کے نام پر نہیں، بچوں کے نام پر نہیں، حضرت صاحب کے نام پر نہیں، بابا گیارہویں والے کے نام پر نہیں، علی ہجویریؒ کے نام پر نہیں، بابا فرید گنج شکرؒ کے دربار پر جا کر دیگیں پکانا نہیں۔ ذرا

قرآن کا فیصلہ سن لو، یہ وہ فیصلہ ہے جب میرے اور تمہارے نبی ﷺ معراج پر گئے تھے تو اللہ تعالیٰ نے تحفہ کے طور پر کچھ چیزیں عطا فرمائی تھیں۔ پہلا حکم اللہ تعالیٰ نے یہ سنایا:

فرمایا:

﴿وَ قَضٰی رَبُّكَ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّاۤ اِیَّاهُ﴾

فرمایا! اے میرے نبی ﷺ صاف صاف اعلان کر دیں، کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کی عبادت نہیں کرنی ہے، اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کو مشکل کشاء نہیں سمجھنا ہے، حاجت روا صرف اللہ تعالیٰ ہے، مشکل کشا صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ بگڑی بنانے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے، موت کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہے، زندگی کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہے، رکوع کرنا صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے، سجدے کے لائق صرف اللہ تعالیٰ ہے، قیام کے لائق صرف اللہ تعالیٰ ہے، دعا مانگنی ہے تو اللہ تعالیٰ سے مانگنی ہے، بیٹا مانگنا ہے تو اللہ تعالیٰ سے مانگنا ہے، بیٹیاں مانگنی ہیں تو اللہ تعالیٰ سے مانگنی ہیں، رزق مانگنا ہے تو اللہ تعالیٰ سے مانگنا ہے، نذر پکانی ہے تو اللہ تعالیٰ کے لیے پکانی ہے، یہ پہلا حکم ہے، اگلا حکم یہ ہے، فرمایا! اے کائنات والو سب سے پہلا یہ حکم ماننا ہے، اس کے بعد جہان والو کیا کرنا ہے؟ فرمایا:

﴿وَبِالۡوَالِدَیۡنِ اِحۡسَانًا﴾

حالانکہ پہلا حق اللہ تعالیٰ کا ہے، دوسرا حق میرے محمد ﷺ کا ہے لیکن اللہ نے اپنے نبی ﷺ کے متعلق یہاں بات نہیں کی ہے۔ پہلا حق اللہ تعالیٰ نے اپنا بنایا ہے اس کے بعد فرمایا کہ والدین سے حسن سلوک کرنا ہے، والدین سے محبت کرنی ہے، والدین سے پیار کرنا ہے، والدین سے حسن سلوک سے پیش آنا ہے، یہاں مجھے ایک بات یاد آئی ہے۔ مسلم شریف کی یہ حدیث ہے یہ جو میں بات کرنے لگا ہوں، یہ مسلم شریف میں حدیث موجود ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ کے پاس ایک صحابی رضی اللہ عنہ آیا۔ آ کر کہنے لگا اے اللہ کے نبی ﷺ جی مجھے یہ بتائیں کہ میں حسن سلوک کس سے کروں؟ کس پر میں زیادہ حسن سلوک کرنے کا حق رکھتا ہوں۔ میرے نبی ﷺ نے فرمایا! اے میرے صحابی رضی اللہ عنہ تمہاری ماں کا حق ہے، کہنے لگا

کہ اس کے بعد میں کس سے حسن سلوک کروں؟ صحابی رضی اللہ عنہ نے سمجھا کہ اب باپ کا نمبر آئے گا۔ تو میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ماں سے پیار کرنا ہے۔ پھر کہنے لگا نبی صلی اللہ علیہ وسلم جی اس کے بعد میں کس سے حسن سلوک کروں؟ فرمایا! اپنی ماں سے پیار کرو، تین مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات کہہ دی۔ چوتھی مرتبہ صحابی سوال کرتا ہے۔ پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جی مجھے یہ بتائیں اس کے بعد میں کس سے حسن سلوک سے پیش آوں۔ میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! ابــــاكَ چوتھا نمبر تمہارے باپ کا ہے، تو پھر اپنے باپ سے حسن سلوک سے پیش آنا، کتنا بڑا مقام ہے، آگے میں بتاؤں گا کہ ماں کا حق زیادہ کیوں ہے؟ اس لیے ماں کا حق زیادہ ہے، یہ قرآن نے بھی بیان کیا ہے۔ فرمایا:

﴿ وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا ﴾ (الاحقاف : 14)

یہ جو آیت پڑھی ہے، یہ سورت الاحقاف ہے۔ چھبیسویں پارے کی سورت ہے، آیت نمبر چودہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا﴾ بہت بڑی اللہ تعالیٰ نے بات کی ہے، اللہ تعالیٰ نے انسان کہہ کر وصیت کی ہے۔ انسان سے مراد سب آ گئے ہیں، کافر بھی انسان ہیں، مشرک بھی انسان ہیں، بدعتی بھی انسان ہے، قبر پرست بھی انسان ہیں، صدر بش بھی انسان ہے، یہ سب انسان ہیں۔ اللہ تعالیٰ اگر اے ایمان والو یا اسلام کا نام لے کر بات کرے تو پھر مسلمان مراد ہونا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا﴾ فرمایا! ماں باپ چاہے کافر ہوں، پھر بھی پیار کرنا ہے، ماں باپ چاہے مشرک ہوں پھر بھی پیار کرنا ہے، ماں باپ بدعتی ہوں پھر بھی پیار کرنا ہے، ماں باپ سکھ ہوں پھر بھی پیار کرنا ہے، ماں باپ ہندوؤ ہوں پھر بھی محبت کرنی ہے، ماں باپ یہودی ہوں پھر بھی پیار کرنا ہے، ماں باپ عیسائی ہوں پھر بھی پیار کرنا ہے، اس لیے اللہ نے عام لفظ بولا ہے۔ اے انسانوں اپنے والدین کا ادب و احترام کرنا ہے۔ اُن سے حسن سلوک سے پیش آنا ہے، اگلی بات کی کہ کیوں حسن سلوک سے پیش آنا ہے۔ فرمایا:

﴿ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا﴾

فرمایا! اے جہان والو تمہیں کیا خبر ہے؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جس ماں نے تمہیں اپنے پیٹ میں رکھا تو یہ میں رب جانتا ہوں اس نے بہت تکلیفوں سے رکھا ہے، جب تم کو ماں نے جنم دیا۔ تو اُس وقت بھی بڑی تکلیفوں سے جنم دیا، جس تکلیف کو اللہ تکلیف کہہ رہا ہے تو ایمان سے بتاؤ کہ وہ کتنی بڑی تکلیف ہوگی، کیونکہ یہ تکلیفیں باپ کو ہوتی نہیں ہیں۔ باپ نے بچے کو پیٹ میں اُٹھایا نہیں ہے، باپ نے بچے کو جنم دیا نہیں ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے ماں کے تین حق رکھ دیئے ہیں، کیونکہ ماں نے تکلیفیں بہت اُٹھائیں، ماں نے آزمائشیں بہت اُٹھائیں، ماں نے پیٹ میں جب بچے کو رکھا، تو اُس وقت بھی تکلیفوں میں رکھا، جب ماں نے جنم دیا تو اس وقت بھی تکلیفوں میں جنم دیا، یہاں پر بھی ایک صحابی رضی اللہ عنہ کی بات سن لیں جو بخاری میں موجود ہے۔

اللہ کے نبی ﷺ کے پاس ایک صحابی آیا آ کر کہنے لگا اے اللہ کے نبی ﷺ جی مجھے ذرا یہ بتا دیں میں نے اپنی ماں کو کندھوں پر بٹھا کر بیت اللہ کا حج کروایا ہے اس وقت بیت اللہ کا حج بہت مشکل ہوتا تھا، آج تو ماشاء اللہ بہت اچھے سنگِ مرمر کے پتھر لگ گئے ہیں، ٹھنڈے اور گرم پتھر لگ گئے ہیں آج تو مکہ مدینہ کے حالات بہت اچھے ہیں مگر اس وقت حج کرنا بہت مشکل ہوتا تھا جو آدمی ویسے حج کر کے آجاتا تھا اس کے تو پاؤں چھلنی ہو جاتے تھے لیکن اس صحابی نے اپنے کندھوں پر اپنی والدہ کو بٹھایا ہوا ہے، اور بیت اللہ کا حج کروا رہا ہے، صفا مروہ پر جا رہا ہے اپنی والدہ کو کندھوں پر اُٹھا کر حج کے سارے ارکان ادا کر رہا ہے، یہ کام اتنا مشکل تھا کہ وہ صحابی تھک گیا۔ کہنے لگا کہ آج میں نبی ﷺ کے پاس جا کر پوچھتا ہوں کہ میں نے اتنا بڑا عمل کیا ہے تو نبی ﷺ مجھے کیا بیان کریں گے۔ جب نبی ﷺ کے پاس پہنچ گیا تو کہنے لگا اے اللہ کے نبی جی ﷺ میں نے اپنی ماں کو کندھوں پر اُٹھا کر حج کروا دیا ہے آپ ﷺ بتائیں کہ کیا میں اپنی ماں کا حق ادا کر چکا ہوں۔ تو میرے نبی ﷺ نے فرمایا! اے میرے صحابی ماں کا حق ایک بار حج نہیں۔ اللہ تمہیں بہت لمبی عمر دے دے، اور تم ہر سال حج کرواؤ، ماں اپنی کو کندھوں پر اُٹھا کر بھی کرواؤ، تو چاہے تمہیں بہت تکلیفیں اُٹھانی پڑیں یہ

حقیقت ہے کہ تم بہت بڑا کام کر کے آئے ہو، لیکن جس وقت تمہاری ماں نے تم کو جنم دیا تھا تو یہ ابھی تک اس تکلیف کا حق ادا نہیں ہوسکا ہے۔ یہاں سے پتہ چلا کہ میرے نبی ﷺ کے نزدیک بھی بہت بڑی تکلیف ہوتی ہے، فرمایا: اُس وقت جب والدہ اپنا بچہ پیدا کر رہی ہوتی ہے، رب نے بھی کہا کہ میں اس لیے بہت زیادہ حق ماں کے بنا رہا ہوں۔ کیونکہ والدہ نے پہلے بچے کو پیٹ میں اُٹھائے رکھا پھر اُس کو جنم دیا، تو یہ بہت بڑی تکلیف ماں کو ہوئی تھی۔

میرے بھائیو! ماں باپ کو تنگ نہ کیا کرو، اب یہاں بات کرتے ہیں کہ والدین سے پیار و محبت کرو، آگے فرمایا:

﴿اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَاۤ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَاۤ اُفٍّ وَّ لَا تَنْهَرْهُمَا وَ قُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِیْمًا۝﴾ (بنی اسرائیل : 23)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اے انسانوں اپنے والدین سے پیار کرو، اپنے ماں باپ سے حسن سلوک سے پیش آؤ، اگر ماں باپ میں سے کوئی ایک بوڑھا ہو جائے یا دونوں بوڑھے ہو جائیں، جب بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو پھر تم نے کیا کرنا ہے، فرمایا! پھر اپنے ماں باپ کو اُف بھی نہیں کہنا ہے، گالیاں نکالنا تو دور کی بات ہے، آج کل تو والدین کو گالیاں نکالی جا رہی ہیں، آج کل تو والدین کو چاقو دکھائے جا رہے ہیں۔ آج کل تو جائیداد اور زمین کے لیے اپنے ماں باپ کے خلاف ہو رہے ہیں۔ آج کل تو والدین کو پسٹل دکھائے جا رہے ہیں، آج کل تو ماں کو برا بھلا کہا جا رہا ہے، آج کل تو ماؤں کو بہت کچھ کہا جا رہا ہے، آج کل تو بدمعاش اپنے باپ کو باپ بھی نہیں کہتے ہیں بلکہ کہتا ہے بڈھے چپ کرو، آج تو باپ کو آدمیوں کی صف سے نکال دیا ہے۔

میرے بھائیو! یہ اتنا بڑا جرم ہے، لیکن قرآن کہتا ہے اپنے والدین کو اُف بھی نہیں کہنا ہے، آگے فرمایا: ﴿وَلَا تَنْهَرْهُمَا﴾ اور والدین کو ڈانٹنا بھی نہیں ہے، والدین کو کچھ کہنا بھی نہیں ہے، والدین کچھ غلط کر بیٹھیں تو ان کو ڈانٹنا بھی نہیں ہے، والدین تمھیں مار لیں، تو پھر بھی ڈانٹنا نہیں ہے، والدین تم کو گھر سے نکال دیں، پھر بھی ڈانٹنا نہیں ہے، والدین تمہیں جو

چاہے کہہ دیں لیکن والدین کو ڈانٹنا نہیں ہے، لیکن کہنا کیا ہے؟ ﴿وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا﴾ تو تم اچھی اچھی باتیں کرو، ماں تمہیں گالیاں دے، تو تم کہو امی جان، ماں تم کو لاٹھیاں مارے، تو تم کہو امی جان، ماں تمہارا مال کھا جائے تو تم کہو امی جان، ماں تمہیں گھر سے نکال دے، تو تم کہو امی جان۔

میرے بھائیو! کبھی قرآن کو ترجمے کے ساتھ پڑھا کرو تو قرآن تمہیں نصیحت کرے گا۔ قرآن برہنہ تلوار ہے، کوئی غلطی کرے تو قرآن بولتا ہے، چاہے عالم غلطی کرے، چاہے قاری غلطی کرے، چاہے علامہ غلطی کرے، چاہے اہل سنت غلطی کرے، چاہے دیوبندی غلطی کرے، چاہے بریلوی غلطی کرے، چاہے اہل حدیث غلطی کرے، کوئی چھوٹا غلطی کرے، چاہے کوئی بڑا غلطی کرے، کوئی عربی غلطی کرے، کوئی عجمی غلطی کرے، کوئی کالا غلطی کرے، کوئی گورا غلطی کرے، کوئی بھی غلطی کرے تو قرآن فوراً وضاحت کرتا ہے۔ لیکن میرے بھائیو! ہم نے قرآن کو پڑھا نہیں ہے۔ قرآن صرف غلاف میں بند کر کے رکھ دیا ہے، قرآن کو چومنے کے لیے رکھ دیا ہے، قرآن کا ناظرہ پڑھتے ہیں، اللہ کی قسم ہے اگر قرآن کو ترجمے کے ساتھ پڑھا جاتا، قرآن نے پتہ ہے آگے کیا کہا ہے؟ فرمایا تم تو ڈانٹتے ہو، لیکن تم نے کیا کرنا ہے:

﴿وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا﴾ (بنی اسرائیل : 24)

ماں تمہیں ڈانٹے، باپ تمہیں سزا دے، والدین تمہیں برا بھلا کہہ دے، والدین بلا وجہ تمہیں کچھ کہہ دے، تو تم نے کیا کرنا ہے، تم نے کہنا ہے کہ اللہ میرے والدین پر رحم کر، جس طرح میں چھوٹا سا بچہ تھا، مجھے چلنے کا پتہ نہیں تھا، ماں باپ نے مجھے سنبھالا تھا، مجھے کھانے کا پتہ نہیں تھا، تو ماں باپ نے مجھے کھلایا، بلکہ مجھے تو پیشاب کا بھی پتہ نہیں تھا، تو میں ماں کی گود میں پیشاب کر دیتا تھا۔ اے اللہ جس طرح بچپن میں سردی گرمی کے موسم میں میرے والدین نے مجھ پر رحم کیا تھا:

﴿وَ قُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا﴾ (بنی اسرائیل : 24)

اے اللہ آج تم بھی ان پر رحم کردو، اے اللہ میرے والدین کو جہنم کی آگ سے بچاؤ، اے اللہ میرے والدین کو عذاب کی سختیوں سے بچا دے، اللہ والدین کو مصیبتوں سے بچا دے، اے اللہ میرے والدین کو جنت میں داخل کردے۔ اے اللہ میں ان کے لیے دعائیں کرتا ہوں۔ حدیث میں آتا ہے جب والدین فوت ہو جائیں تو اگر بیٹا دعائیں کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے بیٹے کی دعائیں قبول کر کے بڑے مقام عطا فرما دیتے ہیں، لیکن کوئی بھی دعائیں نہیں کرتے ہیں۔ بہت ساری آیات میرے ذہن میں آرہی ہیں، لیکن سورۃ لقمان کی آیت سنیں اس میں اللہ تعالیٰ نے کیا کہا ہے۔ سورۃ لقمان کی چودہ نمبر آیت دیکھ لیں یہاں پر بھی اللہ تعالیٰ نے والدین کی بات کی ہے، فرمایا:

﴿وَ وَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّ فِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَ لِوَالِدَيْكَ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ﴾ (لقمان : 14)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، اے انسانوں اپنے والدین سے پیار کرو، ہر جگہ اللہ یہی باتیں کر رہے ہیں اپنے والدین سے محبت کرنی ہے، اپنے والدین کا ادب و احترام کرنا ہے۔ میرے بھائیو! اس لیے کیونکہ والدین نے تکلیفیں در تکلیفیں اُٹھائی ہیں، تمہیں کھانے پینے کے لیے دیا، حالانکہ خود نوکری کرتے تھے، نہ گھر میں آرام ہے، نہ باہر آرام ہے، ساری ساری رات نوکری کرتے رہے، سارا سارا دن نوکری کرتے رہے، تاکہ میرے بچے کھانا کھا سکیں۔

اے نوجوانوں! ذرا سوچا کرو، آج ماں باپ کی قدر کرو گے تو کل تم نے ماں باپ بننا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ تیری قدر کروائے گا۔ جنہوں نے اپنے والدین کی قدر نہ کی تو اُن کی بھی قدر نہیں ہونی ہے۔ میرے بھائیو! اللہ تعالیٰ پتہ ہے کیا فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے لوگو سن لو، اے کائنات والو سن لو، اے نوجوانوں سن لو، اللہ فرماتے ہیں تمہارے والدین نے تمہیں دو سال دودھ پلایا، تمہاری تکلیفیں اُٹھائیں، تمہارے بندوبست کیے، تمہیں کھلا پلا کر جوان کیا، فرمایا ﴿اَنِ اشْكُرْ لِيْ﴾ اس وجہ سے تم میرا شکر کیا کرو، پہلی بات اللہ نے یہ کی ہے،

یہاں ہی بس نہیں ہے۔ فرمایا ﴿وَلِوَالِدَيْكَ﴾ اے لوگو! اپنے ماں باپ کا بھی شکر کیا کرو، اللہ نے پہلے اپنے شکر کی بات کی ہے۔ پھر والدین کے شکر کی بات کی ہے، یہ نہیں کہا کہ پہلے میرا شکر کرو پھر مولوی کا شکر کرو، پہلے میرا شکر کرو پھر علامہ کا شکر کرو، پہلے میرا شکر کرو، پھر مفتی کا شکر کرو، پہلے میرا شکر کرو، پھر انبیاء کا شکر کرو، پہلے میرا شکر کرو، پھر اولیاء کا شکر کرو۔ نہیں نہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں پہلے میرا شکر کرو پھر والدین کا شکر کرو ﴿إِلَيَّ الْمَصِيرُ﴾ اگر نہیں کرو گے تو کیا تم نے میرے پاس آنا نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے کتنی بڑی دھمکی لگائی ہے اگر والدین کا شکر نہیں کرو گے اگر والدین کا ادب و احترام نہیں کرو گے، اگر والدین سے محبت نہیں کرو گے، تو پھر تم نے میرے پاس آنا ہے، تو میں تم سے پوچھ لوں گا۔ یہ اللہ پاک نے بہت بڑا اشارہ کیا ہے، آدمی کو ڈرا کر رکھ دیا ہے، کہ کیا تم نے میرے پاس نہیں آنا ہے۔ اللہ نے بہت بڑی ڈانٹ دی ہے، اُن لوگوں کو جو والدین کا شکریہ ادا نہیں کرتے ہیں جن کا شکریہ ادا کرو گے تو پھر والدین کو نہیں ڈانٹو گے۔ اگر والدین کا شکریہ ادا کرو گے تو پھر اُن کو چاقو نہیں دکھاؤ گے، شکریہ ادا کرو گے تو پھر والدین سے جھگڑا نہیں کرو گے، اگر شکریہ ادا کرو گے، تو پھر زمین اور جائیداد کے لیے اپنے والدین کو قتل نہیں کرو گے، اگر شکریہ ادا کرو گے تو پھر سب تعصب ختم ہو جائیں گے یہ اللہ نے بہت بڑا اشارہ کر کے انسان کے دل کو نرم کیا ہے۔

اے لوگو! اپنے والدین کا شکریہ ادا کیا کرو، جنہوں نے تم کو تکلیفیں اُٹھا کر سنبھالا اور نوجوان کیا ہے۔ آج تم نے والدین کو آنکھیں نہیں دکھانی ہیں۔ بے ادبی نہیں کرنی ہے ﴿إِلَيَّ الْمَصِيرُ﴾ اگر یہ کام نہیں کرو گے تو تم نے میرے پاس آنا نہیں ہے، مطلب کیا ہے کہ جو والدین کا ادب نہیں کرے گا اس کو آخرت میں اللہ تعالیٰ تباہ کرے گا۔ یہ عذاب کی طرف اشارہ ہے، سورت نساء ہے آیت نمبر چھتیس ہے اللہ تعالیٰ نے اس میں تین باتیں کی ہیں۔

اس مقام پر پہلی وہی بات ہے فرمایا:

﴿وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا﴾

(النساء:36)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، اے لوگو! اللہ کی عبادت کرنی ہے، شرک نہیں کرنا ہے، شرک یہ ہے کہ تم کہو اولاد دینے والا پیر بھی ہے، مولوی کی پھونک بھی اولاد دے سکتی ہے، فلاں کے تعویذ نے بھی ہمیں اولاد دی، اگر اولاد میں سے بیٹی پیدا ہو جائے، تو کہتے ہیں کہ یہ اللہ نے دی ہے اگر بیٹا ہو تو کہتے ہیں کہ یہ پیر نے دیا ہے۔ کہتے ہیں میں قبر پر گیا تو مجھے بیٹا ملا ہے، مجھے بیٹا ملا میں فلاں دربار پر گیا۔ میرے بھائیو! یہی شرک ہے۔ اولاد دینے والا اللہ ہے، بزرگوں کو بزرگ سمجھا کرو، پیروں کو پیر سمجھا کرو، اولیاء کو اولیاء سمجھا کرو، علماء کو علماء سمجھا کرو، انبیاء کو انبیاء سمجھا کرو، لیکن پیروں کو رب نہیں بنانا ہے۔ میرے بھائیو سن لیں:

بزرگی بزرگاں دی بے شک بجا ہے
پر عبادت دے لائق واحد خدا ہے

یہ بھی شرک ہے کہ تم کہو کہ اولاد دینے والے پیر ہیں بلکہ تم نے کہنا ہے کہ اولاد دینے والا اللہ ہے ﴿وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا﴾ شرک بھی نہیں کرنا ہے۔ آگے فرمایا ﴿وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا﴾ اور اپنے والدین سے احسان کرنا ہے، پیار کرنا ہے، محبت کرنی ہے، یہ تین کاموں کا حکم فرمایا ہے کہ اللہ کی عبادت کرنی ہے، شرک نہیں کرنا ہے اور ماں باپ کا ادب واحترام کرنا ہے، تین حکم اللہ نے عطا کیے ہیں، یہ بار بار حکم کیوں آ رہا ہے، یعنی کبھی نہ کبھی تو تم قرآن سن کر عمل کرو گے۔ اس لیے بار بار ماں باپ کے متعلق حکم آ رہا ہے۔ سورت کا نام العنکبوت ہے، آیت نمبر آٹھ ہے۔ اللہ نے یہاں پھر کہا ہے فرمایا:

﴿وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسَانًا﴾

پھر والدین کے بارے میں کہا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے انسانوں اپنے والدین سے حسن سلوک کرو، اپنے والدین سے پیار و محبت کرو، اپنے والدین کا ادب واحترام کرو، اللہ تعالیٰ نے آگے اور بھی سمجھایا ہے، فرمایا:

﴿وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰۤى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا

تُطِعْهُمَا﴾ (لقمان : 15)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں والدین کا ادب کرنا ہے، والدین کا حکم ماننا ہے، اگر والدین کہیں کہ اللہ کے علاوہ اولاد پیر دیتے ہیں، فلاں پیر کی قبر پر سجدہ کرکے آؤ، مسجد کو چھوڑ کر درباروں پر جاؤ، اگر والدین شرک کی دعوت دیں، اگر والدین بدعت کی دعوت دیں، اگر غلط کاموں کی والدین دعوت دیں، کہیں کہ داڑھی کٹوا دو، یا گناہ کی دعوت دیں۔ قرآن مجید نے فرمایا ﴿فلا تُطِعْهُمَا﴾ پھر اُن کی اطاعت نہیں کرنی ہے۔

پھر ماں باپ کی بات نہیں ماننی ہے، ماں باپ کہیں کہ داڑھی کٹوا دو پھر ماں باپ کا کہنا نہیں ماننا ہے۔ ماں باپ کہیں کہ قبر پر جاؤ، پھر ماں باپ کا کہنا نہیں ماننا ہے۔ ماں باپ شرک کی دعوت دیں، تو پھر ماں باپ کا کہنا نہیں ماننا ہے۔ ماں باپ بدعت کی دعوت دیں تو پھر ماں باپ کا کہنا نہیں ماننا ہے، ماں باپ جھوٹ کی دعوت دیں پھر ماں باپ کا کہنا نہیں ماننا ہے۔ ماں باپ جہاد سے روک دیں یہ بھی ایک نیک عمل ہے۔ ایک حدیث پیش کی جاتی ہے ایک صحابی آیا نبی ﷺ نے اُس سے پوچھا کہ تمہارے والدین زندہ ہیں صحابی نے کہا کہ جی زندہ ہیں آپ ﷺ ان کے ماحول کو جانتے تھے ایک ہی بیٹا تھا والدین بوڑھے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جاؤ اُن کی اطاعت کرو۔ جب اس طرح کے حالات ہوں تو پھر جہاد نہ کرو پھر بھی ٹھیک ہے۔ یہ کتنی بڑی بات ہے۔ والدین نیک کاموں سے منع کریں، گناہ کرنے کی تبلیغ کریں تو پھر ماں باپ کی اطاعت نہیں کرنی ہے۔ پھر والدین کا فرماں بردار نہیں بننا ہے پھر والدین کو چھوڑ دینا ہے۔

ایک صحابی سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ کو ماں نے کہا تھا جب سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ نے کلمہ پڑھ لیا۔ یہ بخاری کی حدیث ہے سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ نے کلمہ پڑھ لیا۔ یہ پورے عرب میں اس لیے بہت مشہور تھے کہ لوگ کہتے تھے کہ اگر ماں باپ کا فرماں بردار کوئی دیکھنا چاہتا ہے تو سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ کو دیکھ لے، جتنے زیادہ مشہور تھے پھر اتنی زیادہ پریشانی آ گئی۔ جب مسلمان ہو گئے تو ماں کہنے لگی کہ میں روٹی نہیں کھاؤں گی، میں بھوکی مر جاؤں گی، میں پانی نہیں پیوں گی،

پیاسی مر جاؤں گی، میں اپنے بال خراب کر کے بیٹھ جاؤں گی، پھر جتنی تمہاری معاشرے میں عزت ہے، پھر اتنی تمہاری توہین ہو جائے گی۔ ورنہ محمد ﷺ کا کلمہ چھوڑ دو، یہ ماں دین سے روک رہی تھی۔ اگر بیٹا شرک پر تھا تو پھر راضی تھی مگر جب بیٹا شرک چھوڑ گیا محمد ﷺ کا غلام بن گیا، اسلام میں داخل ہو گیا تو ماں کہنے لگی کہ کلمہ چھوڑ دو تو سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کہنے لگے اے امی جان دنیا داری کے معاملے میں اُف تک بھی نہیں کروں گا، تمہیں برا بھلا بھی نہیں کہوں گا، تمہیں ڈانٹ نہیں دوں گا، تمہیں مال کھانے کی وجہ سے نہیں روکوں گا، چاہے تم میرا سب مال کھا جاؤ، میں ہر چیز تمہیں دے سکتا ہوں لیکن اگر امی جان تم کہو کہ محمد ﷺ کا کلمہ چھوڑ دو تو پھر میں خوش ہو جاؤں گی تو کہا اگر آپ جیسی سو مائیں ہوں تو سعد رضی اللہ عنہ قربان کرتا چلا جائے گا۔

پھر مجھے تمہاری فکر نہیں ہے، پھر مجھے محمد ﷺ کے دین کی فکر ہے۔ پتہ چلا ﴿ فَلَا تُطِعْهُمَا ﴾ جس وقت والدین کسی غلط کام کا آرڈر کریں تو پھر ماں باپ کی اطاعت نہیں کرنی ہے۔ کیسا قرآن ہے ہر بات قرآن نے سمجھا دی ہے۔ سبحان اللہ قرآن تمہارا مقام کیا ہے۔ پہلے قرآن سمجھاتا گیا کہ کچھ نہیں کہنا کچھ نہیں کہنا ہے۔ پھر بعد میں اللہ پاک نے کہا کہ اگر والدین برے کام کا حکم دیں تو پھر اُن کی بات نہیں ماننی ہے۔ لیکن اس طرح بھی نہیں کہنا کہ میں تمہاری بات نہیں مانوں گا، تمہیں ماروں گا، بلکہ ادب و احترام سے کہنا ہے امی جان یہ کام قرآن و حدیث میں نہیں ہے میں اس لیے یہ کام نہیں کروں گا۔ ڈانٹنا پھر بھی والدین کو نہیں ہے بس بری بات نہیں ماننی ہے۔

میرے ذہن میں ایک واقعہ آ رہا ہے میرے بھائیو اگر والدین کا فرماں بردار آدمی ہو تو اللہ اس کو دنیا پر کیا مقام دیتا ہے لیکن آخرت میں تو مقام ملنا ہی ملنا ہے۔ اور جو والدین کا نافرمان اور گستاخ ہو اس کی سزا کیا ہے ایک نوجوان ہے اس کا نام عبدالرحمٰن بلخی ہے بلخ ایک علاقہ تھا۔ جس طرح ہمارا یہ علاقہ ہے اے نوجوانوں بڑے غور سے واقعہ سننا ہے میں تمہیں سنا رہا ہوں۔ اگر ماں ناراض ہو جائے تو پھر رب ناراض ہو جاتا ہے۔ رب کی ناراضگی کس طرح ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ پھر کوئی عبادت قبول نہیں کرتے ہیں۔

عبدالرحمٰن بلخی اس آدمی کا نام تھا۔ باپ اس کا بہت نیک آدمی تھا۔ وہ فوت ہو گیا جب والدین چلے جائیں، خاص طور پر اگر باپ فوت ہو جائے تو پھر بیٹوں کے حالات ڈاؤن ہو جاتے ہیں، کیونکہ باپ بچے کو ڈانٹتا ہے، ویسے بھی باپ سے بچہ ڈرتا بھی ہے، ماں سے اتنا ڈرتا بھی نہیں ہے باپ اس کا دنیا سے چلا گیا، ماں بھی اس کی بہت نیک ہے، تہجد گزار ہے، گھر میں یہ والدین کا اکلوتا بیٹا ہے، حالات بدلتے گئے۔ اگر معاشرے میں رہیں تو حالات ڈاؤن ہو جایا کرتے ہیں ایک دن اس طرح ہوا کہ عبدالرحمٰن بلخی نے اپنے نوجوان دوستوں سے مل کر اپنی بیٹھک میں شراب پی لی۔ جو بہت بڑا نیک باپ کا بیٹا تھا، لیکن آج معاشرہ اس پر غالب آ گیا وہ آج شراب پی رہا ہے اور شراب پلا رہا ہے۔ اُدھر سے رمضان کا مہینہ بھی ہے نہ یہ رمضان کی عزت کر رہا ہے، نہ روزے کی عزت کر رہا ہے بلکہ اپنی بیٹھک میں شراب پی رہا ہے یہ واقعہ کہاں لکھا ہے یہ ایک کتاب الاصابہ ہے تین جلد کی کتاب ہے۔ علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے لکھی ہے۔

اُس میں یہ واقعہ موجود ہے عربی میں وہ کتاب ہے۔ ماں کو علم ہوا تو ماں کے پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی کہ اے اللہ یہ حالات بھی آنے تھے یہ کتنے نیک باپ کا بیٹا تھا لیکن آج شراب نوش کر رہا ہے اس بیٹھک میں بیٹھا ہے جہاں باپ تہجد پڑھتا تھا، قرآن کریم کی تلاوت کرتا تھا تو آج اُسی بیٹھک میں شراب پی جا رہی ہے۔ ماں کو علم تھا کہ بیٹے نے اُس سے کیا کہنا ہے۔ پھر بھی آ کر ماں نے غصے میں بیٹے کو تھپٹر مار دیا۔ ساتھ کہنے لگی اے بیٹے کس طرح کے تم نکلے ہو، آج لوگوں نے روزے رکھے ہوئے ہیں لیکن تم شراب پی رہے ہو۔ اس موقع پر پانی پینا جائز نہیں ہے لیکن تم شراب پی رہے ہو اتنی جب بات ہوئی تو بیٹے کو شراب کا نشہ تھا اس لیے بیٹے نے بھی ماں کو تھپٹر مار دیا۔ جب تھپٹر مارا تو ماں کی ایک آنکھ نکل جاتی ہے تو ماں روتی ہوئی واپس چلی جاتی ہے شام کا وقت ہوا، تو بیٹے کو اب نشہ نہیں ہے، بہنیں آ کر کہنے لگیں اے بھائی آج تم نے ایک کام کیا ہے، اپنی ماں کو دیکھو اُس کی ایک آنکھ نہیں ہے آج وہ آنکھ کے نور سے محروم ہو چکی ہے اتنی نیک تمہاری ماں ہے اُس نے پھر تم کو بد دعا دی

ہے کہ اے بیٹے تم دنیا اور آخرت کی بھلائیوں سے دور ہو جاؤ گے۔ اے میرے بیٹے اللہ تم سے دنیا کی بھلائیاں بھی چھین لے اور اللہ تمہیں دین کی بھلائیوں سے بھی محروم کردے۔

بہنیں کہنے لگیں اے بھائی ماں نے یہ دو بددعائیں تمہیں دے دی ہیں۔

تو پھر بیٹا ماں کے قدموں میں گر کر رونے لگ پڑا کہنے لگا امی جان مجھے معاف کردیں۔ میں نشے کی حالت میں تھا مجھے کچھ پتہ نہیں چلا تھا اب میں آگے سے شراب بھی نہیں پیوں گا۔ اے امی جان آپ مجھے معاف کردو۔ لیکن ماں کہتی ہے بیٹا میں نے تمہیں معاف نہیں کرنا ہے۔ آج کے بعد میں تمہیں معاف نہیں کروں گی جب معافی نہ ملی تو عبدالرحمٰن بلخی ایک عالم کے پاس گیا۔ عالم نے مسئلہ بتایا کہنے لگے کے ماں سے بھی معافیاں مانگو۔ لیکن بیت اللہ کا حج بھی کرلو کیونکہ حدیث میں آتا ہے جو ایک مرتبہ بیت اللہ کا حج کرلیتا ہے تو اس کے گناہ اِس طرح ختم ہو جاتے ہیں جیسے ماں کے پیٹ میں سے آج دنیا پر آیا ہے۔ ماں نے معاف نہ کیا لیکن یہ حج کرنے چلا گیا جب بھی عبدالرحمٰن بلخی حج کرنے جاتا تھا تو کوئی نہ کوئی آدمی آکر کہہ دیتا جسے اللہ خواب کے ذریعے بتادیتے تھے وہ آدمی آکر کہہ دیتا تھا اے عبدالرحمٰن بلخی مجھے اللہ نے بتایا ہے کہ اللہ نے تمہارا حج قبول نہیں کیا ہے۔

تو پھر عبدالرحمٰن بلخی رونے لگ جاتا، چھ سال اس طرح گزر گئے۔ عبدالرحمٰن بلخی ہر سال حج کرنے جاتا تھا لیکن حج قبول نہ ہوئی۔ پھر اس نے ایک دن اس طرح کیا اپنی ماں کے پاس بیٹھ گیا۔ کہنے لگا اے امی جان جس ہاتھ سے میں نے آپ کو تھپڑ مارا تھا اس کو میں نے کاٹ دیا ہے۔ کہنے لگا اے امی جان میں نے وہ ہاتھ ہی کاٹ دیا ہے۔ اب تو مجھے اللہ کے لیے معاف کردو لیکن ماں کو بہت ناراضگی ہے، ماں نے پھر بھی معافی نہ دی۔ پھر اُس نے اپنی آنکھ میں خنجر مارا، اور اپنی آنکھ بھی ضائع کردی، کہنے لگا امی جان اب تو میں نے اپنی آنکھ بھی ضائع کردی ہے۔ اب تو ماں مجھے معاف کردو، لیکن ماں نے معافی پھر بھی نہ دی۔ چھ سال گزر گئے۔ آج پھر عبدالرحمٰن بلخی حج پر گیا۔ لیکن خود کو زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے۔ تاکہ مجھے دیکھ کر اللہ ہی معاف کردے۔ میں قیدی کو دیکھ کر مجھے میری ماں معاف کردے لیکن آج ماں

بھی حج پر آئی ہوئی ہے لیکن جس طرف بیٹے کا خیمہ ہے اس طرف ماں نے اپنا خیمہ نہیں لگایا ہے بلکہ ماں کا خیمہ مصریوں کے علاقے میں ہے۔ اُس دور میں ایک آدمی کا نام صالح تھا۔ صالح نوجوان ایک تابعی تھا۔ یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ملاقات کرتا تھا۔ اُس صالح کو رات کو خواب آیا خواب یہ آیا کہ اے صالح اس حج پر ایک آدمی آیا ہے جس کا حج قبول نہیں ہوا ہے تو وہ صالح ڈر گیا کہنے لگا کہ شاید میں وہ آدمی ہوں خود رو رو کر اللہ سے دعائیں کر رہا ہے کہ اے اللہ شاید میں وہ آدمی ہوں اے اللہ مجھے بتا دو کہ مجھ سے جرم کیا ہوا ہے؟

لیکن پھر دوسری رات خواب آیا کہ اے صالح ایک آدمی ہے اُس کا حج قبول نہیں ہوا ہے تو پھر صالح پریشان ہو گیا۔ کہنے لگا اے اللہ مجھے بتا دو کہ وہ میں تو نہیں ہوں جس کا حج قبول نہیں ہوا ہے۔ بار بار دعائیں کر رہا ہے تیسری رات پھر خواب آیا۔ اللہ ایک آدمی کی بات کرتے تھے لیکن یہ نہیں بتاتے تھے کہ وہ کون آدمی ہے۔ پھر آخر تیسری رات کو اللہ نے بتایا اے صالح ایک عبدالرحمٰن بلخی آیا ہے۔ اُس ظالم کا حج آج بھی قبول نہیں ہوا ہے جاؤ اب جا کر اُس کو بتا دو مالک بن دینار رحمہ اللہ اس دور کے بہت بڑے محدث تھے۔ تو صالح اُس محدث کو ساتھ لے کر اُس عبدالرحمٰن بلخی کی تلاش میں لگ جاتا ہے کہ اُس آدمی کو بتا دیں کہ تمہارا حج قبول نہیں ہوا ہے۔ اُس کو جا کر وضاحت کر دیں۔ مالک بن دینار رحمہ اللہ بھی ساتھ چل دیتے ہیں۔ وہ صالح بھی چل پڑتا ہے دونوں چلتے چلتے اُس کے پاس پہنچ گئے۔

کہنے لگے اے بھائیو تم میں سے عبدالرحمٰن بلخی کون ہے تو عبدالرحمٰن بلخی کہنے لگا کیا معاملہ ہے میں عبدالرحمٰن بلخی ہوں۔ میرے بھائیو جو ماں باپ کو تنگ کرتا ہے اس کی اللہ تعالیٰ عبادت قبول نہیں کرتا ہے جو ماں باپ کو پریشان کرے تو اللہ تعالیٰ کو اُن کی ضرورت نہیں ہے۔ والدین کو پریشان نہ کیا کرو اگر تمہاری عبادتیں قبول نہ ہوئیں تو اللہ تعالیٰ تم کو کس طرح جنت میں داخل کرے گا؟

میرے بھائیو! اگر عبادت قبول کروانا چاہتے ہو تو پھر والدین سے فرماں برداری سے پیش آؤ، اگر عبادت قبول کروانا چاہتے ہو تو پھر والدین سے پیار و محبت کیا کرو۔ میرے بھائیو

لیکن اس نے تو والدہ کی آنکھ بھی نکال دی ہے۔ اس لیے اللہ آج حج بھی قبول نہیں کر رہے ہیں۔ وہ عبدالرحمٰن بلخی کہنے لگا میں وہ آدمی ہوں تو صالح کہنے لگا کہ اللہ نے مجھے تین دن بتایا ہے کہ عبدالرحمٰن بلخی کا حج قبول نہیں ہوا ہے۔ تو پھر وہ چیخیں مار مار کر رونے لگ پڑا۔ کہنے لگا کہ اے اللہ وہ وقت کب آئے گا جب میں گنہگار کا حج قبول ہوگا، تو مالک بن دینار رحمۃ اللہ کہنے لگے اے عبدالرحمٰن بلخی تمہاری والدہ کہاں ہے کہنے لگا کہ مجھے پتہ چلا ہے کہ میری والدہ بھی اس سال حج پر آئی ہے۔ لیکن مصریوں کے علاقے میں اُس کا خیمہ ہے۔ وہاں آپ چلے جائیں، فلاں میری ماں کا نام ہے۔ مالک بن دینار رحمۃ اللہ کو عبدالرحمٰن بلخی کی ماں جانتی تھی کیونکہ یہ بہت احادیث کے راوی تھے۔ بہت زیادہ احادیث لکھی ہیں ویسے بھی تابعی تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ملاقات کرنے والے تھے۔ اتنے بڑے اعزاز کے مالک تھے لیکن جب عبدالرحمٰن بلخی کی ماں کے پاس پہنچے تو ماں کہنے لگی۔

مالک بن دینار رحمۃ اللہ جی مجھ سے ملاقات کے لیے تو آئے ہو مجھے بہت خوشی ہوئی ہے لیکن مجھ سے ایک بات نہیں کرنی ہے میرا ایک بیٹا ہے جس کا نام عبدالرحمٰن بلخی ہے میں اُس سے صلح نہیں کر سکتی ہوں۔ اُس نے مجھے بہت تکلیفیں دی ہیں اس نے مجھ پر بہت ظلم کیے ہیں، میں اُسے معاف نہیں کر سکتی ہوں۔ مالک بن دینار رحمۃ اللہ کہنے لگے ماں جی مجھ سے قرآن سن لیں۔ چھ سال سے ماں ناراض ہے لیکن جب مالک بن دینار رحمۃ اللہ قرآن پڑھتے ہیں، کہتے ہیں:

﴿الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ الْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَ الْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَ اللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ٥﴾ (آل عمران : 134)

مالک بن دینار رحمۃ اللہ قرآن پڑھ رہے ہیں کہتے ہیں ماں جی قرآن میں آتا ہے۔ مومن بندے وہ ہوتے ہیں جو غصے کو پی جاتے ہیں مومن وہ ہوتے ہیں جو غلطیوں کو درگزر کر دیتے ہیں۔ تو اللہ پھر اُن کو محسنین بنا لیتا ہے۔ اور محسنین سے اللہ پیار کرتا ہے۔ جب اللہ کا

پیار ہوگیا تو پھر بیڑا پار ہو جائے گا۔

جب اُس ماں نے قرآن سنا تو کہنے لگی اے مالک بن دینار رحمۃ اللہ میں قرآن سن کر اپنے غصے کو پی گئی ہوں۔ میں نے معاف کردیا ہے آج کے بعد میں نے اپنے بیٹے عبدالرحمٰن بلخی کو معاف کردیا ہے۔ پھر عبدالرحمٰن بلخی کو بلایا گیا تو عبدالرحمٰن بلخی خوش ہوگیا۔ حالانکہ بہت خوب صورت چہرے والا تھا لیکن غم کی وجہ سے کالا سیاہ چہرہ ہوگیا ہے۔ آج پھر اُس کا چہرہ چمکنے لگ پڑا۔ اب والدہ کہنے لگی اے اللہ میں نے بھی معاف کردیا ہے اب میرے بیٹے کو اللہ تم بھی معاف کردو۔ تو پھر اللہ تعالیٰ نے اس کے بیٹے کو بھی معاف کردیا۔ اللہ نے پھر بیٹے کے حج کو قبول کرلیا۔

اگر میرے بھائیو اپنی عبادت کو قبول کروانا چاہتے ہو تو پھر اپنے ماں باپ کو خوش کیا کرو۔ پھر اللہ تمہیں معاف کردے گا۔ اللہ پاک ہمیں اپنے والدین سے حسن سلوک کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ



فضائلِ قرآن

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ﴾ (البقرہ : 185)

اللہ رب العالمین کا بہت بڑا احسان ہے کہ جس رب نے ہم سب کو مسلمان بنایا اللہ رب العالمین کا بہت بڑا احسان ہے کہ جس رب نے ہمیں زندگی کے اندر قیمتی مہینہ نصیب کیا۔ لیکن میرے بھائیو دیکھو ایک وقت وہ تھا کہ جب رمضان نہیں آیا تھا اور آج رمضان جا رہا ہے، آخری جمعہ ہے، ایک وہ دن بھی آیا تھا کہ جب رمضان کا پہلا جمعہ تھا۔ لیکن آج رمضان کا آخری جمعہ ہے کیا پتہ ہے کہ میری تمہاری زندگی کا بھی آخری جمعہ ہو، ہماری زندگی کے اندر رمضان آیا، اللہ ہمارے روزے قبول کرے۔ (آمین) اللہ ہماری عبادتیں قبول کرے۔ (آمین) اللہ ہماری تراویح پڑھنا قبول کرے (آمین)۔ اللہ کے گھر میں ہمارا آنا اور قرآن سننا اللہ قبول کرے (آمین)۔

میرے بھائیو! بہت ہی قیمتی مہینہ جو گزر چکا ہے چند روزے باقی رہ گئے ہیں کوئی پتہ نہیں ہے کہ اگلے سال رمضان آئے مگر تم میں سے بہت سارے ایسے بھائی ہوں جو کہ قبروں کے مہمان بن چکے ہوں۔ میرے بھائیو اس رمضان کی بہت شان ہے، رمضان کے مہینے میں اللہ پاک نے عظیم عبادت نازل کی تھی جس عبادت کا نام جہاد ہے، اسلام تو اسلام رہا، جہاد اسلام کی چوٹی ہے، اسلام تو اسلام ہے، جہاد اسلام کی کمان ہے، اسلام تو اسلام ہے، جہاد اسلام کی چھت ہے، مسلمانوں کی شان جہاد ہے، مسلمانوں کی پہچان جہاد ہے، مسلمانوں کا وقار جہاد ہے، کافر جہاد سے برباد ہوتا ہے، اسلام جہاد سے غالب ہوتا ہے، اللہ جہاد کی وجہ

ہے مسلمانوں پر راضی ہوتا ہے اور جہاد کی وجہ سے آدمی سیکنڈ سے پہلے جنت کا مہمان بنتا ہے اتنا قیمتی جہاد ہے یہ اس رمضان کے مہینے میں نازل ہوا تھا کیا مقام رمضان کا ہے۔ میرے بھائیو یہی رمضان ہے جس رمضان میں اللہ پاک نے لیلۃ القدر کی رات نازل فرمائی ہے۔

جو پانچ راتوں میں تلاش کی جاتی ہے، میرے بھائیو! لیلۃ القدر کی رات اگر کوئی حاصل کرلے لیکن عقیدہ توحید والا ہو، عقیدہ ٹھیک ہو، سنت کے مطابق عمل کرنے والا ہو، اور ریاکاری سے بچ کر پاک عمل کر رہا ہو، تو لیلۃ القدر کی رات حاصل کرلے، اللہ اُس کی رات کو قبول کرلیں تو فرمایا تراسی سال اور چار مہینوں کا اجر پائے گا۔ وہ ایک رات ہے جو کہ رمضان کے مہینے میں آتی ہے کیا مرتبہ رمضان المبارک کا ہے اور یہی رمضان ہے جس رمضان کے اندر عتبہ کٹ گیا، شیبہ برباد ہوگیا، ولید برباد ہوا۔ وہ جو سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کو سزائیں دیتا تھا وہ اُمیہ بن خلف ذلیل ہوا، اور رمضان کا مہینہ ہے، ستر واں روزہ ہے، بدر کے معرکہ کے اندر کافروں کا جرنیل کافروں کا سردار بہت بڑا خبیث، خبیثوں کا سربراہ ابوجہل بھی اسی رمضان میں کٹ گیا، چوبیس سردار اور کٹے ہیں، باقی سب لوگ ملا کر ستر کافر برباد ہوئے، ستر کافروں کے بھائی گرفتار ہوئے، بدر کی پہلی جنگ پہلا معرکہ رمضان کے مہینے میں لڑا گیا تھا، ایک طرف تلواریں ایک طرف ڈھالیں ایک طرف بہت سارا سامان اور ساتھ کنجریاں لے کر کافر آئے ہیں۔ شرابیں لے کر آئے ہیں، نازنخرے سے آئے ہیں ایک ایک آدمی تین تین سو کا مقابلہ کرنے والے آئے ہیں۔ عتبہ، شیبہ اور ولید بڑے جرنیل آئے ہیں جنگ کے یہ تجربہ کار آئے ہیں، لڑنے کے ماہر انسان آئے ہیں۔

دوسری طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لاٹھیاں دی ہیں، صحابہ رضی اللہ عنہم کو لاٹھیاں پکڑا دی گئیں۔ میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لاٹھی کو ہاتھ لگایا تو لاٹھی اس طرح تیز چل رہی ہے کہ آج وہ کافروں کی گردنیں کاٹتے جا رہی ہے۔ میرے بھائیو اور بڑے بڑے سردار اُس لاٹھی کے ذریعے کٹ گئے، یہی رمضان ہے، رمضان کی برکت ہے کہ عظیم جہاد فرض ہوا، دو ہجری کو فرض ہوا، رمضان کا مہینہ دو ہجری کو فرض ہوا، مدینے کے اندر رمضان فرض ہوا، مدینے کے اندر ہی جہاد

فرض ہوا، جس مہینے میں رمضان فرض ہوا اُسی مہینے میں جہاد فرض ہوا، جس مہینے کے اندر بڑے بڑے سردار آئے اور اسی مہینے میں اللہ تعالیٰ نے بدر کی لڑائی میں فتح عطا کی جس مکہ کو چھوڑ کر میرے نبی ﷺ آئے تھے۔

اے میرے بھائیو! جہاں سے روتے نکلے تھے، ایک صحابی سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ساتھ ہیں آج اُسی جہاد کی برکت سے سات سال بعد اللہ کے نبی ﷺ کا علاقہ فتح ہوا، میرے نبی ﷺ مکہ میں داخل ہو رہے ہیں۔ نکلے رات کی تاریکیوں کو تھے، آج داخل دن کے اُجالوں میں ہو رہے ہیں جب میرے نبی ﷺ نکلے تھے اُس وقت رو رہے تھے مکہ چھوڑ کر رو رہے تھے آج میرے نبی ﷺ داخل ہو رہے ہیں تو آج مسکرا رہے ہیں، رات کی تاریکی کو نکلے تھے آج دن کے اُجالے میں داخل ہوئے ہیں جب نکلے تھے اُس وقت ایک سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں، آج جب داخل ہو رہے ہیں تو دس ہزار کالشکر لے کر آئے ہیں۔

اے میرے بھائیو! مکہ فتح ہوا تو اُس وقت بھی رمضان کی ستائیس تاریخ تھی رمضان اور جہاد کا بڑا گہرا تعلق ہے لیکن مولوی حضرات یہ بیان نہیں کرتے ہیں لیکن میں بتا رہا ہوں کہ رمضان کے مہینہ میں اللہ نے بڑی بڑی چیزیں فتح کی تھیں رمضان کی بڑی برکتیں ہیں رمضان نیکیوں کا سیزن ہے جو کہ قیمتی مہینہ تھا لیکن آج ہمارا مہمان بن چکا ہے اگلا جمعہ آئے گا لیکن اُس وقت رمضان نہیں ہوگا، ہائے ایک رمضان آئے گا، لیکن کیا معلوم ہے کہ اُس وقت کتنے لوگ اس دنیا میں موجود نہیں ہوں گے یہی رمضان ہے اس کی اور بہت بڑی فضیلت ہے:

﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْۤ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ﴾ (البقرہ : 185)

یہی رمضان کا مہینہ ہے اللہ پاک نے اس رمضان کے مہینے کے اندر عظیم کتاب نازل فرمائی ہے جس کتاب کا نام قرآن مجید ہے۔ رمضان کے مہینے کے اندر ہی جہاد فرض ہوا جو کہ سب عبادتوں سے اعلیٰ عبادت ہے یہی رمضان ہے جس کے اندر بدر کا معرکہ فتح ہوا تھا یہی رمضان ہے جس کے اندر اللہ پاک نے مکہ فتح فرمایا تھا۔ یہی رمضان ہے جس کے اندر اگر آدمی ایک لیلۃ القدر کی رات حاصل کر لے تو پونی صدی کی عبادت لکھی جائے گی۔ یہی

رمضان ہے جس رمضان کے اندر اللہ پاک نے قرآن مجید نازل فرمایا ہے۔ اور جو آدمی قرآن کو پڑھتا ہے اُس کی شان کیا ہے جو کہ قرآن کو کھول کر تلاوت کرتا ہے۔ اُس کا مقام کیا ہے ایک آدمی قرآن پڑھتا نہیں ہے ایک آدمی قرآن کی تلاوت کرتا ہے تو یہ دونوں آدمی برابر نہیں ہو سکتے ہیں۔ اِس تلاوت کرنے والے کی شان بہت زیادہ ہے، قیامت آنے والی ہے، جب قیامت آ جائے گی تو چھوٹے چھوٹے بچوں کو بھی مائیں چھوڑ کر بھاگ جائیں گی چھوٹا سا بچہ ماں کے پیچھے دوڑ رہا ہے لیکن ماں پرواہ نہیں کر رہی ہے۔

ہائے میرے بھائیو!

﴿يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ o وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ o وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ o لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ يُّغْنِيْهِ o﴾ (عبس : 34-37)

آج کل تو کوئی کسی کا وارث نہیں بن رہا ہے آج کسی کو کوئی پوچھ نہیں رہا ہے آج کسی کی تو کوئی بات نہیں سن رہا ہے۔ آج کوئی کسی کی بات سماعت نہیں کر رہا ہے۔ آج کسی کا کوئی خیر خواہ نہیں بن رہا ہے آج اس طرح لگتا ہے کہ جیسے سب غیر کھڑے ہیں۔ کوئی کسی کو پہچان ہی نہیں رہا ہے قیامت کو ضرور پہنچانیں گے۔ لیکن یہ سوچ کر کہیں نیکی نہ دینی پڑ جائے اس لیے دور بھاگیں گے ہر کسی کو اپنی فکر پڑی ہوگی کوئی کسی کی سفارش نہیں کرے گا لیکن میرے بھائیو سنو نبی ﷺ کا فرمان ہے۔ میں آج چند احادیث بیان کرنا چاہتا ہوں۔ فضائل قرآن کے موضوع پر کہ قرآن کی فضیلت کیا ہے۔ قرآن کی شان کیا ہے کہ قرآن پڑھنے والے کا مقام کیا بنے گا۔ دنیا کے اندر کیا مقام ہے اور قیامت کے بعد کیا مقام بنے گا۔ یہ میں چند باتیں بتانا چاہتا ہوں۔ اپنے پاس سے نہیں بلکہ نبی ﷺ کا فرمان سنو۔ اس حدیث کو امام سیّدنا ابواُمامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ یہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ کا نام ہے۔ یہ صحابی رضی اللہ عنہ اس حدیث کو بیان کرتے ہیں یہ حدیث صحیح مسلم میں آتی ہے۔ مسلم شریف کی حدیث سنو۔ پوری مسلم شریف میں کوئی حدیث ضعیف نہیں آئے گی۔ اور میں مسلم شریف کی کثیر احادیث بیان کروں گا لیکن اور کتابوں میں سے بھی آئیں گی۔ مگر میرا ذہن یہ ہوتا ہے کہ جس حدیث کی

کتاب میں کوئی ضعیف حدیث نہ ہو وہ لوگوں کو سنائی جائے یعنی من گھڑت روایت نہ ہو وہ سنائی جائے۔

صحیح مسلم کی حدیث ہے ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ اس حدیث کو بیان کرتے ہیں جو آدمی قرآن کو پڑھتا ہے سنو اُس کا مقام کیا ہے قیامت والے دن قرآن مجید اُس آدمی کی خیر خواہی کس طرح کرے گا۔ جس دن کوئی کسی کو نہیں بلائے گا جب کوئی کسی کو نہیں دیکھے گا جس دن کوئی کسی کی سفارش نہیں کرے گا۔ جب کوئی کسی کا خیر خواہ نہیں بنے گاہ۔ اے میرے بھائیو قرآن کو چھوڑنے والو قرآن کی طرف غور نہ کرنے والو۔ قرآن کو چھوڑ کر اخباروں کی تلاوت کرنے والو، اخبار پڑھتے ہو، لیکن قرآن مجید نہیں پڑھتے ہو، رمضان کا مہینہ آیا ہے۔ پھر بھی کئی آدمیوں نے قرآن ختم نہیں کیا ہوگا۔ قرآن سے ہماری دوری بہت ہے جو قرآن سے تعلق جوڑے گا۔ قیامت والے دن قرآن اُس کی کیسے خیر خواہی کرے گا۔

مسلم شریف کی حدیث سنو صحابی رضی اللہ عنہ کہتا ہے میں اپنے پاس سے بات نہیں کر رہا ہوں۔ صحابی رضی اللہ عنہ کہتا ہے:

((سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِقْرَءُوْا الْقُرْاٰنَ فَاِنَّهٗ يَاْتِىْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَفِيْعًا لِاَصْحَابِهٖ .))

اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا! صحابی رضی اللہ عنہ کہتا ہے کہ میں اپنے پاس سے بات نہیں کر رہا ہوں، لوگو سن لو! ((سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ .)) میں نے نبی ﷺ سے یہ باتیں سنی ہیں۔ اور میرا نبی ﷺ جھوٹ بول سکتا نہیں ہے کہتا ہے کہ میں اپنے پاس سے بات نہیں کر رہا ہوں۔ لوگو شاید تمہیں شک ہو کہ ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ اپنی بات کر رہا ہے۔ کہنے لگا ((سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ .)) کہتا ہے کہ میں نے نبی ﷺ سے بات سنی ہے اور لوگو سن لو۔ نبی ﷺ نے کیا کہا تھا۔ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا:

((اِقْرَءُوْا الْقُرْاٰنَ فَاِنَّهٗ يَاْتِىْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَفِيْعًا لِاَصْحَابِهٖ .))

کہنے لگے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا ہے جو آدمی قرآن کو پڑھتا ہے جو آدمی قرآن

کی تلاوت کرتا ہے تو قیامت والے دن قرآن اللہ کے سامنے آئے گا اور کہے گا کہ اللہ آج اس کا کوئی خیر خواہ نہیں ہے۔ لیکن اس نے مجھ سے پیار کیا تھا اس نے مجھ سے تعلق جوڑے تھے اس نے میری تلاوتیں کی ہیں۔ اللہ یہ بڑے بڑے کام چھوڑ کر میری تلاوت کرتا تھا۔ اللہ مجھ پر اس نے عمل کیا تھا۔ اللہ آج اس کا کوئی خیر خواہ نہیں ہے۔ لیکن سفارش تیرا قرآن کر رہا ہے۔ میں تیرا کلام ہوں، اگر میں تیرا قرآن ہوں، تم نے اللہ مجھے دنیا پر بھیجا ہے، اگر تم نے اپنے کلام کی قدر نہیں کرنی ہے تو اور کون سی چیز ہے جس کی تم قدر کرو گے قرآن سفارش کرے گا۔ جو قرآن کو پڑھتا ہے۔

مسلم کی روایت ہے اور نبی پاک ﷺ نے فرمایا ہے اس کی سفارش کو اللہ تعالیٰ قبول فرما کر آدمی کو جنت میں داخل کردے گا۔ حدیث کے مطابق پتہ چلا کہ جو قرآن پڑھتا ہے وہ آدمی جنتی ہے، قرآن کو پڑھا کرو، آؤ دوسری حدیث سنو یہ حدیث ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ کی تھی جو کہ صحیح مسلم کی روایت تھی۔

میرے بھائیو! اگلی حدیث کون بیان کر رہا ہے اس صحابی رضی اللہ عنہ کا نام نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ ہے۔ صحابی کا نام اس لیے بیان کر رہا ہوں تا کہ تم کتاب کھولو تو تمہیں فوری طور پر حدیث مل جائے۔ صحابی رضی اللہ عنہ کا نام نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ ہے۔ یہ روایت بھی مسلم شریف کی ہے۔ میرے بھائیو ذرا نبی ﷺ کی حدیث سن لو ان شاء اللہ اس اسٹیج سے یا رب کا قرآن سنو گے۔ یا مدینے والے محمد مصطفیٰ ﷺ کا فرمان سنو گے۔ اس کے علاوہ تیسری بات نہیں آئے گی۔ میرے بھائیو قرآن بھی اعلیٰ ہے، نبی ﷺ کا فرمان بھی اعلیٰ ہے، اللہ کا گھر بھی اعلیٰ ہے، رمضان کا جمعہ بھی اعلیٰ ہے، رمضان کا مہینہ بھی اعلیٰ ہے، فضائل قرآن پر بات ہے قرآن کا شان بھی اعلیٰ ہے۔

جو فرشتہ قرآن کو لے کر آیا ہے وہ جبرائیل علیہ السلام بھی اعلیٰ ہے جس نبی ﷺ پر نازل ہوا ہے تو وہ نبی سب انبیاء سے اعلیٰ ہے۔ جس ذات نے قرآن بھیجا ہے وہ ذات بھی سب ذاتوں سے اعلیٰ اللہ کی ذات ہے سنو سیّدنا نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ یہ بھی بات سنو

کہنے لگے میں اپنی طرف سے نہیں کہتا ہوں بلکہ رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے:

((سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ .))

سیّدنا نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں لوگوسن لو میں اپنی باتیں نہیں سنا رہا ہوں میں اپنی باتیں نہیں کر رہا ہوں اور یٰسین بلوچ بھی اپنی بات نہیں کر رہا ہے وہ صحابی رضی اللہ عنہ کہتا ہے:

((سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ يُوْتٰى يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِالْقُرْاٰنِ .))

ان شاء اللہ سارا جمعہ فضائلِ قرآن پر ہوگا۔ میرے بھائیو آگے کہتا ہے:

((وَاَهْلِهِ الَّذِيْنَ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ بِهٖ تَقْدَمُهٗ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ وَاٰلُ عِمْرَانَ .))

میرے بھائیو! ذرا سنو، کیسی کمال درجے کی حدیث ہے۔ میرے بھائیو جو قرآن پڑھے گا جو قرآن پر عمل کرے گا تو قیامت والے دن قرآن اُس کی خیر خواہی کیسے کرے گا۔ قرآن اُس کا مقام کس طرح بیان کرے گا۔ میرے بھائیو! ذرا غور کرو سیّدنا نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا ہے "يُوْتٰى يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِالْقُرْاٰنِ" غور کرو حدیث پڑھی جا رہی ہے فرمایا قیامت والے دن قرآن آئے گا قرآن اللہ کے سامنے آجائے گا۔

پہلی حدیث سنا دی ہے اُس میں سارا قرآن آئے گا اب اس حدیث میں دو سورتوں کا نام آیا ہے فرمایا جو آدمی قرآن پڑھتا ہے تو یہ صاف ظاہر ہے کہ وہ سورۃ بقرہ بھی پڑھتا ہے اور آلِ عمران بھی پڑھتا ہے فرمایا سورۃ بقرہ اور سورۃ آلِ عمران یہ دونوں سورتیں اللہ کے سامنے آجائیں گی۔ اور آکر کہیں گی تُحَاجَّانِ کہیں گی اے اللہ پاک جی ہم کیا تمہارے قرآن کی دو سورتیں نہیں ہیں۔ ایک سورۃ بقرہ ہے ایک آلِ عمران ہے۔ اللہ ہمارے نام بھی تم نے رکھے ہیں۔ اللہ ہم جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے دنیا پر نازل ہوئی تھیں۔ ہم نبی پاک ﷺ کی اُمت پر آئی تھیں ہم کو لوگ تلاوت کرتے رہے تھے آج اگر یہ ہمیں تلاوت کرنے والا ہمارے سامنے جلتی آگ میں چلا گیا تو پھر ہماری تلاوت کرنے کا اُسے کیا فائدہ تھا۔ وہ جو دونوں سورتیں آگئی ہیں۔ آلِ عمران سورۃ آئے گی۔ اور سورۃ بقرہ آئے گی تو اللہ کے سامنے

جھگڑا کرے گی اور جھگڑا وہی کرتا ہے جس کو بھروسہ ہو، جس کو مان ہو، اگر کسی پر مان نہ ہو، تو جھگڑا کون کرتا ہے، مان کیوں ہے، مان کیسے نہ ہو، کیونکہ یہ سورتیں اللہ کا قرآن ہیں آج وہ اس لیے اللہ سے جھگڑا کر رہی ہیں۔ اُس آدمی کے لیے جو قرآن کی تلاوتیں کرتا تھا۔

تو اللہ ان کا جھگڑا قبول کر کے اُس آدمی کو جنت الاٹ کر دے گا۔ کیا قرآن کی شان ہے کیا قرآن کا مرتبہ ہے پہلے احادیث سنو۔ پھر قرآن کی طرف آؤں گا۔ قرآن بھی بیان کروں گا، اور فضائل قرآن پر قرآن بھی پڑھوں گا۔ ذرا ایک اور حدیث سنو۔ یہ جو میں حدیث بیان کر چکا ہوں یہ روایت مسلم شریف کی تھی پہلی حدیث بھی مسلم شریف کی تھی۔ ایک حدیث کو ابواُمامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اور دوسری حدیث کو نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ جو میں اب اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پڑھنے لگا ہوں اس حدیث کو ماں جی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی محترمہ اور میری تمہاری ماں جی بیان کرتی ہیں، بہت شان والی عورت ہیں، بڑے مقام والی عورت ہیں، مسلمانوں کی ماں ہیں، ان کا کیا مقام ہے۔ میرے بھائیو ایک مرتبہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ بیان کرتا ہے کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ساری دنیا میں سے آپ کو زیادہ پیارا کون ہے۔ تو میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے ساری دنیا سے زیادہ محبوب اگر کوئی ہے تو وہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا میری بیوی مجھے محبوب ہے۔ پھر سوال ہوتا ہے کہ اس کے بعد کون پیارا ہے فرمایا: اُس کا باپ ابوبکر رضی اللہ عنہ پیارا ہے۔ پھر سوال کرنے والا سوال کرتا ہے اُس کے بعد کون پیارا ہے فرمایا: مجھے عمر رضی اللہ عنہ پیارا ہے۔ پھر پوچھا کہ ان کے بعد کون پیارا ہے، فرمایا: مجھے عثمان رضی اللہ عنہ پیارا ہے۔ پھر پوچھا کہ اُس کے بعد پیارا کون ہے، فرمایا: مجھے علی رضی اللہ عنہ پیارا ہے تو وہ صحابی رضی اللہ عنہ خاموش ہوگیا کہ میرا شاید نام ہی نہیں آئے گا چلو خاموش ہی ہو جاتا ہوں۔

کیا شان ماں جی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ہے وہ اس حدیث کو بیان کر رہی ہیں اور یہ حدیث بھی مسلم شریف کے اندر موجود ہے کیا مقام قرآن پڑھنے والے کا ہوگا۔ کیا مقام

قرآن کے قاری کا ہوگا، کیا مقام قرآن کو اٹک اٹک کر پڑھنے والے کا ہوگا۔ دو بندوں کا ذکر آئے گا ایک جو قرآن کا ماہر پڑھنے والا ہے وہ قیامت کو کیا مقام حاصل کرے گا کن لوگوں میں شامل ہو جائے گا کس اعلیٰ ترین جماعت میں جائے گا۔ حدیث سنو، فرمایا:

((قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہ ﷺ .))

کہنے لگیں کہ میں نبی ﷺ کی بات کر رہی ہوں، دیکھ لو۔ نبی پاک ﷺ کی بیوی ضرور ہیں لیکن کہتی ہیں قَالَتْ میں کہہ رہی ہوں اور ساتھ کہتی ہیں قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ یعنی نبی ﷺ نے کہا ہے۔ یعنی میں خود بات نہیں کر رہی ہوں۔ فرمانے لگیں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے کیا فرمایا ہے۔ فرمایا:

((اَلْمَاهِرُ بِالْقُرْاٰنِ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ .))

اے میرے بھائیو!

((وَالَّذِیْ یَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ وَیَتَتَعْتَعُ فِیْهِ وَهُوَ عَلَیْهِ شَاقٌّ لَهٗ اَجْرَانِ .))

نبی ﷺ کا فرمان سنایا ہے۔ جس طرح نبی پاک ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سنایا تھا، عربی پڑھ کر سنائی ہے اب اس کا ترجمہ سنو۔ حوالہ دیا ہے کہ یہ مسلم کی روایت ہے اور ماں جی عائشہ رضی اللہ عنہا اس حدیث کو بیان کرتی ہیں ان شاء اللہ بغیر حوالہ کے بات نہیں ہوگی۔ میرے بھائیو! نبی ﷺ نے فرمایا:

((اَلْمَاهِرُ بِالْقُرْاٰنِ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ .))

میرے بھائیو! سنیں آج بچوں کو انگریزی پڑھانے والو، آج بچوں کو بڑے بڑے افسر لگانے والو، آج کہتے ہو کہ میرا بچہ قاضی بن جائے، میرا بچہ فلاں بن جائے، میرا بچہ ڈی سی لگ جائے، میرا بیٹا پٹواری لگ جائے، میرا بیٹا ماسٹر لگ جائے، میرا بیٹا کسی محکمے کا افسر بن جائے لیکن یہ کبھی نہیں کہا ہے کہ میرا بیٹا قرآن کا ماہر قاری بن جائے، یہ کہا ہی نہیں ہے کیونکہ ہمیں قرآن کی قدر ہی نہیں ہے۔

میرے بھائیو! ہمارے تین تین چار چار بیٹے موجود ہیں کوئی افسر لگا ہوا ہے کوئی کسی محکمے کا افسر ہے کوئی ویسے ہی اَن پڑھ جاہل ہے اُسے پتہ ہی نہیں ہے کہ تعلیم کیا ہے اُس کے پاس نہ دنیا کی تعلیم ہے نہ دین کی تعلیم ہے لیکن کوئی بچہ قرآن کا قاری نہیں بنایا ہے۔ اے میرے بھائیو! ذرا سنو کہ قاری کا مقام کیا ہوگا۔ حافظ قرآن کی شان کیا ہوگی، تجوید والا قرآن پڑھنے کا مقام کیا ہوگا۔ اللہ نے قرآن میں بھی کہا ہے ﴿اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتَابَ﴾ اے میرے بھائیو جو آدمی بہترین قرآن پڑھتا ہے قرآن کا حق ادا کردے اس طرح قرآن پڑھے کہ جس طرح قرآن کا حق ادا کر رہا ہے اس طرح قرآن پڑھے۔ فرمایا جو بہترین قرآن پڑھتا ہے تجوید کے ساتھ قرآن پڑھتا ہے بہترین آواز میں قرآن پڑھتا ہے تلفظ نکال نکال کر قرآن پڑھتا ہے، قرآن پڑھ رہا ہے تو پرندے جھک جائیں، قرآن پڑھا جارہا ہے اور لوگ کشش کی وجہ سے قرآن سننے آرہے ہیں آواز بھی اچھی ہے اور بہترین تلفظ ہیں فرمایا قیامت والے دن بہترین فرشتوں کی جماعت حالانکہ سب فرشتے معزز ہیں، سب فرشتے ہی بہترین ہیں لیکن مقام الگ الگ ہے۔ دیکھو سب انبیاء معزز ہیں لیکن سب انبیاء سے معزز ہمارے نبی ﷺ ہیں اور سارے رسول بھی معزز ہیں۔

لیکن سارے رسولوں میں سے محمد کریم ﷺ معزز ہیں۔ سارے صحابہ رضی اللہ عنہم بھی بہت معزز ہیں لیکن وہ تین سو تیرہ بدر والے صحابہ رضی اللہ عنہم سب سے زیادہ معزز ہیں۔ بدر والوں میں سے عشرہ مبشرہ صحابہ رضی اللہ عنہم زیادہ معزز ہیں۔ عشرہ مبشرہ میں سے پھر چار خلفائے راشدین صحابہ رضی اللہ عنہم زیادہ معزز ہیں اور ان چار صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان زیادہ اعلیٰ ہے۔ اس طرح میرے بھائیو آسمان سے چار مشہور کتابیں نازل ہوئی ہیں۔ ویسے تو ایک سو بیس کتابیں نازل ہوئی ہیں۔ لیکن چار کتابیں تورات، زبور، انجیل اور قرآن یہ زیادہ اعلیٰ ہیں وہ بھی آسمانی کتابیں ہیں۔ سب کتابیں اعلیٰ ہیں سب کتابیں ہی معزز ہیں وہ آسمانوں سے نازل ہوئی ہیں۔ اللہ پاک کا کلام ہے۔ جبرائیل علیہ السلام لے کر آیا ہے مختلف انبیاء پر آئی ہیں۔ نبی بھی اعلیٰ ہیں۔ جبرائیل علیہ السلام بھی اعلیٰ ہے۔ اللہ پاک کی ذات بھی اعلیٰ ہے۔ واقعتاً

ہی سب کتابیں اعلیٰ تھیں لیکن ان سب کتابوں میں سے سب سے زیادہ شان والی عزت اور وقار والی کتاب قرآن ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ہر جماعت میں کوئی نہ کوئی درجہ بندی ہوتی ہے۔ سب فرشتے ہی اعلیٰ ہیں۔ لیکن سب فرشتوں سے ﴿كِرَامٍ بَرَرَةٍ﴾ (عبس:16) فرشتے معزز ہیں۔ فرمایا جو ماہر قرآن ہے، جو قرآن پڑھتا ہے، تجوید کے ساتھ پڑھتا ہے، قرآن کا قاری ہے، تلفظ نکال نکال کر پڑھتا ہے، بہترین آواز میں پڑھتا ہے، تو قیامت والے دن اللہ پاک ان کو اعلیٰ ترین فرشتوں کی صف میں کھڑا کردے گا۔ مقام ہوا ہے کہ نہیں۔ کسی ڈی سی کا مقام نہیں، کسی سکول ٹیچر کا مقام نہیں، کسی پٹواری کا مقام نہیں، کسی مالی کا یہ مقام نہیں، بڑے بڑے لوگوں کا یہ مقام نہیں، جو مقام قرآن کے قاری کا ہوگا، مقام کیوں ملا، کیونکہ اس نے قرآن کو پڑھا تھا۔

دوسرا آدمی کون ہے، جس کی آواز موٹی ہے، دماغ بھی زیادہ درست نہیں ہے، حافظہ بھی کمزور ہے لیکن قرآن سے پیار بہت ہے، فرمایا:

((وَهُوَ عَلَيْهِ شَاقٌّ لَهُ أَجْرَانِ .))

ایک آدمی قرآن کو فرفر پڑھے جا رہا ہے ایک آدمی پڑھتا ہے لیکن بے چارہ اٹک اٹک کر پڑھتا ہے مشکل سے پڑھتا ہے۔ بڑا مشکل قرآن پڑھتا ہے، شوق بہت ہے، لیکن پڑھا نہیں جا رہا ہے۔ پھر بھی بے چارہ محنت کیے جا رہا ہے کہ کبھی نہ کبھی تو قرآن پڑھ ہی جاؤں گا۔ فرمایا جو آدمی قرآن کو مشکل اٹک اٹک کر پڑھے گا تو قیامت والے دن اللہ اس کو کھڑا کریں گے وہ جو بہترین قرآن پڑھتا ہے جو بغیر تکلیف کے پڑھتا ہے تو اُس کو قرآن کے ایک حرف کی دس نیکیاں ملیں گی۔ لیکن جو اٹک اٹک کر پڑھتا ہے ((لَهُ أَجْرَانِ .)) فرمایا تو اُس کو ایک لفظ کے بدلے بیس نیکیاں ملیں گی۔

ترمذی کی روایت ہے کہ ل بھی ایک حرف ہے، الف بھی ایک حرف ہے، م بھی ایک حرف ہے، یہ تین حرف ہیں۔ الف، ل، م اکٹھا ہوتا ہے یہ تین حرف الگ الگ ہیں۔ اگر الم کہہ دیا ہے تو عام آدمی جو قرآن بہت اچھا پڑھ رہا ہے جس کو پڑھتے وقت تکلیف نہیں ہوتی

ہے بہترین قرآن پڑھ جاتا ہے، زبان سے ہکلاتا نہیں ہے۔ فرمایا اس کو تیس نیکیاں ملیں گی لیکن جو بے چارہ ہکلا ہکلا کر پڑھتا ہے محنت سے پڑھتا ہے تو اس کو ان تین حروف کی ساٹھ نیکیاں ملیں گی۔ دیکھو اللہ نے اُس کی محنت کا پھل بھی زیادہ لگا دیا ہے ہاں جو قرآن تیز پڑھتا تھا وہ فرشتوں کی صف میں کھڑا ہو جائے گا لیکن جو ہکلا ہکلا کر پڑھتا تھا وہ فرشتوں میں نہیں کھڑا ہوگا، اُس کو اللہ ویسے ہی ڈبل اجر دے گا کیا مقام قرآن کا ہے۔

اے میرے بھائیو! کبھی تم نے پڑھا ہے، میرے بھائیو قرآن پڑھ لو، تم بھائیو قرآن پڑھو گے، جس کو نہیں آتا وہ ہکلا ہکلا کر ہی پڑھتا رہے جس کو سارا قرآن نہیں آتا ہے وہ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ﴾ یعنی سورہ اخلاص پڑھ لیا کرے جو ایک مرتبہ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ﴾ پڑھے گا تو بخاری کی روایت ہے تو اس کو دس پاروں کا اجر ملے گا۔ جو دو مرتبہ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ﴾ پڑھتا ہے اُس کو بیس پاروں کا اجر ملے گا۔ جو تین مرتبہ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ﴾ پڑھتا ہے تو اس کو پورے قرآن کا اجر ملے گا جو چھ مرتبہ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ﴾ پڑھتا ہے تو اس کو دو قرآن پڑھنے کا اجر ملے گا۔ جو نو مرتبہ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ﴾ پڑھتا ہے اس کو تین قرآن پڑھنے کا اجر ملے گا۔ جو بارہ مرتبہ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ﴾ پڑھتا ہے تو اس کو چار قرآن پڑھنے کا اجر مل جائے گا اور کچھ نہیں تو ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ﴾ ہی پڑھتے رہو۔ ہاتھ کھڑے کرو کہ پڑھو گے۔ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰه﴾ تو آتی ہے، یہ تو پڑھو گے، ہکلا ہکلا کر قرآن آئے پھر بھی پڑھ لینا ڈبل اجر پاؤ گے۔ آؤ اگلی بات بتاؤں، ایک مرتبہ قرآن پڑھو تو کتنی نیکیاں بنتی ہیں حساب خود کر لینا، میں قرآن کا تعارف بتاتا ہوں۔

تیس پارے کل قرآن کے بنتے ہیں ایک سو چودہ سورتیں کل قرآن کی بنتی ہیں پانچ سو چون کل رکوع قرآن کے بنتے ہیں، چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ آیات کل قرآن کی بنتی ہیں، تین لاکھ چھیالیس ہزار پانچ سو اٹھانوے کل حروف قرآن کے بنتے ہیں۔ اور جو ایک حرف پڑھے گا تو دس نیکیاں ملیں گی۔ جو ہکلا ہکلا کر پڑھے گا اس کو بیس نیکیاں ملیں گی تین لاکھ کے ساتھ بیس کو ضرب دے دو تو بھلا کتنی نیکیوں کی تعداد بنے گی۔ تو میرے بھائیو! ساٹھ لاکھ نیکیاں بنے گی۔ ہائے کیا شان قرآن کی ہے جاؤ دنیا میں گھوم لو، کوئی کتاب اس طرح کی

نہیں پاؤ گے، ایک آدمی مجھے کہنے لگا اے مجاہدو! تمہیں قرآن کی شان کا پتہ نہیں ہے، میں نے کہا کہ کیا مسئلہ ہے کہنے لگا کہ پچھلا رمضان گزرا، تم نے رمضان میں فضائل قرآن پر جمعہ نہیں پڑھایا ہے۔ میں نے کہا بھائی ہر کوئی پڑھا ہی دیتا ہے، میں نے اس لیے نہیں پڑھایا، کیونکہ اور موضوع بیان کر دیئے ہیں۔ کہتا ہے کہ اس مرتبہ بیان کرو، آؤ مجاہدوں سے سنو کہ قرآن کی شان کیا ہے۔ تمہیں تو قرآن کا تعارف ہی نہیں تھا، تمہیں تو یہ بھی پتہ نہیں تھا کہ قرآن کے رکوع کتنے ہیں، مجاہدوں پر اٹیک کرتے ہو، تمہیں تو یہ بھی پتہ نہیں تھا کہ قرآن کی آیات کتنی ہیں، مجاہدین پر اٹیک کرتے ہو، تمہیں تو یہ بھی پتہ نہیں تھا کہ قرآن کے حروف کتنے ہیں اور تم اٹیک مجاہدین پر کرتے ہو۔ اس کا اجر بھی بتایا ہے اس کی پوری تعداد بھی بتائی ہے اگر قرآن سے مجاہدین کا کوئی تعلق نہ ہوتا تو کون تعارف بتاتا۔ ٹائم ختم ہوتا جا رہا ہے میرے سامنے ایک بڑا اہم واقعہ آ رہا ہے، میرے سامنے بڑی بڑی اہم احادیث بھی موجود ہیں لیکن ٹائم کم ہے، ٹائم کی پابندی بھی کرنی ہے، جمعہ بھی رمضان کا آخری ہے میں اب پریشان ہوں کہ میں احادیث پڑھوں یا قرآن پڑھوں، حدیث بھی اعلیٰ ہے، قرآن بھی اعلیٰ ہے لیکن احادیث کا بھی بھائیوں کو پتہ نہیں ہے وہ بھی تو آخر سمجھانی ہیں اس لیے آؤ ایک اور حدیث سنو دل خوش ہو جائے گا۔ حدیث سنو! اس کے بعد میں تمہیں ایک بڑا عجیب و غریب واقعہ سنانا چاہتا ہوں اس حدیث کو کون بیان کرتا ہے اس حدیث کو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا جان بیان کرتے ہیں۔ یہ روایت بھی مسلم شریف کی ہے جب مسلم شریف کی روایت آئے تو اس وقت سبحان اللہ پڑھا کرو کیونکہ کوئی بھی حدیث مسلم شریف میں ضعیف نہیں ہے۔

امام مسلم رحمہ اللہ کتنے کمال درجے کے امام ہوئے ہیں، محدثین رحمہم اللہ کے امام ہوئے ہیں کہ انہوں نے پوری کتاب میں کوئی حدیث بھی ضعیف نقل نہیں کی ہے۔ کہتے ہیں سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت بیٹھی ہے۔

((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ بَيْنَمَا جِبْرَئِيْلُ علیہ السلام قَاعِدٌ عِنْدَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم سَمِعَ نَقِيْضًا مِنْ فَوْقِهٖ فَرَفَعَ رَاْسَهٗ.))

حدیث آگے اور بھی ہے وہ بھی سنا دیتا ہوں لیکن اتنی کا ترجمہ سن لو پھر آگے چلتے ہیں۔

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہنے لگے کہ ہم بیٹھے ہیں اور ہمارے اندر ایک شخص آ گیا اس کے بہت بہت خوب صورت ہیں، سفید رنگ کے کپڑے ہیں اور جس آدمی نے ستر بیٹیاں اپنے دور میں ماری تھیں اور پھر مسلمان ہوا تھا کہتا ہے کہ میں ستر بیٹیاں مار کر آیا ہوں تو نبی ﷺ جی مجھے اللہ معاف کرے گا آپ ﷺ نے فرمایا اللہ معاف کر دے گا لیکن سچے دل سے توبہ کرلو تو اُس کی شکل میں جبرائیل علیہ السلام آتے تھے دیکھو پھر اللہ نے اُس کو مقام کیا دیا تھا اُس کی شکل میں جبرائیل علیہ السلام آتا تھا۔ اپنی شکل میں جبرائیل علیہ السلام کو نبی پاک ﷺ نے دو مرتبہ دیکھا ہے۔ ایک مرتبہ جب پہلی مرتبہ قرآن نازل ہوا تھا غار میں اُس وقت نبی پاک ﷺ نے جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا تھا اور دوسرے نمبر پر میرے نبی ﷺ نے اصلی شکل میں جبرائیل علیہ السلام کو معراج کے موقع پر دو مرتبہ دیکھا ہے۔ جبرائیل علیہ السلام کے چھ سو پَر ہیں، اس طرح لگتا ہے کہ جیسے پوری دنیا میں اکیلا جبرائیل علیہ السلام ہی کھڑا ہے جبرائیل علیہ السلام کے چھ سو پَر ہیں اور سب فرشتوں سے بڑا فرشتہ جبرائیل علیہ السلام ہے۔ اس لیے سب انبیاء علیہم السلام پر وحی بھی نازل کرتے تھے۔

فضائل قرآن پر بات سنو جبرائیل علیہ السلام آئے اور آ کر بیٹھ گئے کہاں آئے نبی پاک ﷺ کے قدموں کے ساتھ قدم لگا کر بیٹھ گئے "قَاعِدٌ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ" نبی ﷺ کے قریب آ کر بیٹھ گئے "سَمِعَ نَقِيضًا مِّنْ فَوْقِهٖ فَرَفَعَ رَأْسَهٗ" جب جبرائیل علیہ السلام آئے، پاس بیٹھ گئے تو یکدم آسمانوں پر بڑا زور دار شور ہوا جب شور ہوتا ہے تو آدمی آس پاس دیکھتا ہی ہے کہ کیا ہوا ہے اس طرح آدمی کرتا ہے نہ۔ نبی پاک ﷺ نے بھی اپنے سر کو فَرَفَعَ رَأْسَهٗ رَأْسَ" سر کو کہتے ہیں "فَرَفَعَ رَأْسَهٗ" اپنے سر کو اُٹھایا اپنے سر کو نبی پاک ﷺ نے اُوپر اُٹھایا کہ آواز آئی ہے کیا مسئلہ ہوسکتا ہے تو ساتھ ہی جبرائیل علیہ السلام بیٹھے تھے جب یہ سب باتیں مل جل گئیں تو آپ ﷺ نے سوال کیا اے جبرائیل علیہ السلام تم اوپر سے آئے ہو بتاؤ کہ یہ آواز کس کی ہے۔

جبرائیل علیہ السلام کہنے لگے "هٰذَا بَابٌ" باب عربی میں دروازے کو کہتے ہیں:

((هٰذَا بَابٌ مِنَ السَّمَاءِ فُتِحَ الْيَوْمَ لَمْ يُفْتَحْ قَطُّ إِلَّا الْيَوْمَ فَنَزَلَ

مِنْهُ مَلَكٌ .))

جبرائیل علیہ السلام کہنے لگے سوہنیا ایک دروازہ آسمانوں کا ہے جو کہ کبھی کھلا نہیں ہے وہ آج ہی کھلا ہے۔ وہ جب کھلا ہے تو اُس کی آواز آئی ہے۔ یہ وہ آواز ہے جو کہ آسمانوں کا ایک دروازہ آج پہلی مرتبہ کھلا ہے "فُتِحَ الْيَوْمَ لَمْ يُفْتَحْ" کبھی پہلے نہیں کھلا تھا "فُتِحَ الْيَوْمَ" مگر آج کھلا ہے "فَنَزَلَ مِنْهُ مَلَكٌ فَقَالَ هٰذَا مَلَكٌ نَزَلَ اِلَى الْاَرْضِ لَمْ يَنْزِلْ قَطُّ اِلَّا الْيَوْمَ" اے میرے بھائیو ذرا غور سے سنتے جائیں فرمان محمد ﷺ سنو۔ ابھی کہتے ہو کہ ہم اہلحدیثوں کو نبی ﷺ کی شان کا کیا پتہ ہے اگر ہمیں نبی ﷺ کی شان کا پتہ نہیں تھا تو ہم پھر نبی ﷺ کی احادیث کیسے پڑھتے ہیں جو گستاخ ہوتا ہے وہ تو نام ہی زبان پر لینا گوارہ نہیں کرتا ہے۔ مجھے تو پھر نبی ﷺ کی بات سے اپنی بات یاد آ رہی ہے، نعت بھی سن ہی لو:

میرا نبی انج سجے نبیاں ساریاں دے وچ
جیویں چن پیا سجدا اے تاریاں دے وچ
میرے نبی دی مثال دا تے ہویا کوئی نہ
چن توڑ کے وکھاوے جو اشاریاں دے وچ
میرا نبی انج سجے نبیاں ساریاں دے وچ
جیویں چن پیا سجدا اے تاریاں دے وچ
اُو جو نبی دے مقام نوں جاندا ای نئیں
لکھیا جاندا او قسمتاں دے ماڑیاں دے وچ
میرا نبی انج سجے نبیاں ساریاں دے وچ
جیویں چن پیا سجدا اے تاریاں دے وچ

یہ میں نعت کیوں پڑھ رہا ہوں کیونکہ آدمی کہتے ہیں کہ ان کو نبی ﷺ کی شان کا پتہ نہیں ہے کہ اہلحدیثوں کو نعتیں نہیں آتی ہیں۔ میں اس لیے پڑھے جا رہا ہوں، سارے جمعہ میں فضائل قرآن پر نبی ﷺ کی احادیث سنائے جا رہا ہوں۔ ابھی بھی کہتے ہو کہ یہ گستاخ

ہیں ہاں اگر پھر بھی الزام لگاتے ہو تو قیامت والے دن اللہ تعالیٰ تم کو پکڑے گا کوئی آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا گستاخ نہیں ہے۔

پاوے آکھ وچ لعاب تے بینائی مل جائے
ایسا ملے نہ نظارہ کوئی نظاریاں دے وچ
میرا نبی انج سجے نبیاں ساریاں دے وچ
جیویں چن پیا سجدا اے تاریاں دے وچ
او میرے نبی دے لعاب دی تاثیر وکھری
کھوہ مٹھے ہوندے پاندا جدوں کھاریاں دے وچ
میرا نبی انج سجے نبیاں ساریاں دے وچ
جیویں چن پیا سجدا اے تاریاں دے وچ
اُو جندے نال نبی پاک نے پسینہ پونجیا
پھر سڑے نہ رُومال او انگاریاں دے وچ
میرا نبی انج سجے نبیاں ساریاں دے وچ
جیویں چن پیا سجدا اے تاریاں دے وچ
لکھاں نبیاں چوں کسے نوں معراج ہوئی نہ
میرا نبی پہنچے عرش دے مناریاں دے وچ
میرا نبی انج سجے نبیاں ساریاں دے وچ
جیویں چن پیا سجدا اے تاریاں دے وچ

ابوجہل کہتا ہے اگر آپ نبی ہو تو بتاؤ میری مٹھی میں کیا ہے کہا اللہ اس چیز کو خود ہی بلا دو کہ میں تمہارا جھوٹا نبی تو نہیں ہوں:

میری مٹھ وچ کی اے ابو جہل پُچھدا
روڑاں دتیاں گواہیاں لوکاں ساریاں دے وچ

میرا نبی انج ہے نبیاں ساریاں دے وچ
جیویں چن پیا سجدا اے تاریاں دے وچ
جو اللہ دے رسول دی اطاعت کرے گا
اُو شامل ہووے رب دے پیاریاں دے وچ
میرا نبی انج ہے نبیاں سارے دے وچ
جیویں چن پیا سجدا اے تاریاں دے وچ

میں ذرا نعت کو ختم کردوں، ابھی بھی کہتے ہیں کہ یہ گستاخ ہیں آگے والی بات سنو!

او جدوں حشر دے دیہاڑے تینوں پچھے کوئی نہ
نبی سینے نال لاوے لوکاں ساریاں دے وچ
میرا نبی انج ہے نبیاں ساریاں دے وچ
جیویں چن پیا سجدا اے تاریاں دے وچ

آؤ اب نبی ﷺ کی حدیث سنو! فرمایا جبرائیل علیہ السلام کہنے لگے اے نبی ﷺ جی پہلی مرتبہ آسمانوں کا دروازہ کھلا ہے یہ آواز اُس کی ہے اور پہلی مرتبہ یہ فرشتہ نازل ہو رہا ہے جو کبھی کسی نبی پر نازل نہیں ہوا ہے کبھی زمین پر یہ فرشتہ نازل نہیں ہوا ہے، یہ آج ہی نازل ہو رہا ہے، اور فرشتہ آ کر کہنے لگا السلام علیکم اللہ کے نبی ﷺ کو سلام کہتا ہے۔ ہمارے نبی ﷺ کی کیا شان ہے فرشتہ وہ نازل ہوا جو آج تک کسی نبی پر نازل نہیں ہوا۔ آج تک یہ زمین پر آیا نہیں کیا قیمتی چیز لے کر آیا ذرا وہ بھی سن لو۔ فرشتہ آ کر کہنے لگا:

((قَالَ اَبْشِرْ بِنُوْرَیْنِ .))

فرشتہ آ کر کہنے لگا، سوہنیا میں پہلی مرتبہ نازل ہوا ہوں، آسمانوں کا دروازہ بھی پہلی مرتبہ کھلا ہے، میری اللہ پاک نے ڈیوٹی لگائی ہے میں کبھی کبھی اللہ سے پوچھ لیا کرتا تھا کہ اے اللہ میرے ذمہ کوئی ڈیوٹی نہیں۔ اللہ میں آخر دنیا میں پیدا ہوا ہوں چاہے میں فرشتوں سے ہی پیدا ہوا ہوں، لیکن اللہ کوئی میری ڈیوٹی بھی لگانی تھی، سب انبیاء آ گئے مگر میں نے کوئی

ڈیوٹی نہیں کی ہے، آدم علیہ السلام آئے میں زمین پر نہیں آیا، نوح علیہ السلام آئے، ہزار سال وہ عمر گزار گئے لیکن میں زمین پر نہیں آیا۔ موسیٰ علیہ السلام آ گئے لیکن میں زمین پر نہیں آیا، ابراہیم علیہ السلام آ گئے لیکن میں زمین پر نہیں آیا، کلیم اللہ آ گئے مگر میں زمین پر نہیں آیا، سلیمان علیہ السلام آ گئے، مگر میں زمین پر نہیں آیا تو میری ڈیوٹی کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے پیارے ذرا خاموش رہو۔

ایک نبی آنے والا ہے اُس وقت میں تمہاری ڈیوٹی لگاؤں گا وہ آج نازل ہوا ہے، اور لے کر کیا آیا ہے دو نور لے کر آیا ہے۔ حدیث میں فرمایا: "لَمْ يُؤْتَهُمَا نَبِيٌّ قَبْلَكَ" کہ پہلے کسی نبی پر دو نور نازل نہیں ہوئے ہیں، فرمایا کون سا نور ہے "فَاتِحَةُ الْكِتَابِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ" ایک نور یہ ہے۔ دوسرا نور سورۃ بقرہ ہے، فرمایا ان دو سورتوں کو اللہ نے نور کہا ہے، فرشتہ پہلی مرتبہ آیا یہ بھی شان قرآن کی ہے کہ دو سورتیں میرے محمد ﷺ پر نازل ہوئیں۔ اس کو دو نور کہا جاتا ہے، ٹائم بہت کم ہے لیکن واقعہ ایک میرے ذہن میں اہم آیا ہے۔ آخری رمضان کا جمعہ ہے کوئی پتہ نہیں کہ کب مر جانا ہے، کب دنیا چھوڑ جانا ہے، اگر کہو تو واقعہ سنا دوں، ویسے شارٹ کر دیتا ہوں، الاصابہ عربی میں تین جلد کی کتاب ہے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے اس کو لکھا ہے اُس میں یہ واقعہ موجود ہے کوئی تاجر تھا اُس نے اعلان کیا کہ کوئی آدمی تم میں سے تیار ہو جائے میں حج پر جاتے ہوئے اُس کا خرچ ادا کر دوں گا۔ مگر واپسی پر میں اُس کا خرچہ ادا نہیں کروں گا۔ ٹکٹ کا خرچ جہاز کا خرچہ میں سب ادا کروں گا لیکن حج کے بعد وہ اپنے خرچہ پر واپس آ جائے۔ تو کوئی آدمی تیار ہے تو ایک قرآن کا قاری کھڑا ہو گیا لیکن بے چارہ غریب تھا روپے پیسہ پاس نہیں ہے قرآن کا قاری ہے لیکن بے چارہ غریب ہے۔ بھائیو غربت اللہ دیتا ہے لیکن اُس کے پاس بڑی کمال نعمت ہے یعنی قرآن کا قاری ہے۔

وہ جب کھڑا ہوا تو علاقے کے لوگوں نے طعنے دیئے کہ ادھر سے تو اس کے ساتھ جا رہے ہو مگر اُدھر سے کیسے آ ؤ گے۔ قاری کہتا ہے یہ اس کا آسرا نہیں ہے آگے بھی تو چودھری موجود تھے، آگے کیوں نہیں اس نے اعلان کیا لیکن یہ میری دعائیں اللہ نے قبول کی ہیں مجھے

بہت عرصہ ہوگیا ہے کہ میں اللہ سے کہتا ہوں کہ میں غریب ضرور ہوں لیکن مجھے بیت اللہ دیکھنے کا شرف کب حاصل ہوگا۔ یہ تو اللہ تعالیٰ نے آج دعا سن لی ہے یہ اِدھر سے اللہ تعالیٰ ہی لے کر جا رہا ہے اور اُدھر سے بھی اللہ تعالیٰ لائے گا کوئی پیسہ نہیں ہے وہ پرانے کپڑے ہی بے چارے نے دھو کر پہن لیے نئے کپڑے لینے کی بھی ہمت نہیں ہے اور حج پر جا رہا ہے ویسے قرآن کا قاری ہے ذرا سنو کہ آگے کیا بنتا ہے مدینہ مکہ پہنچ گیا حج ہوگئی تو حج کے بعد وہ تاجر واپس آ رہا ہے یہ بے چارہ اکیلا بیت اللہ کا طواف کر رہا ہے۔ اور ساتھ رو رو کر دعائیں کر رہا ہے کہ اللہ غریب تم نے ہی بنایا ہے میں خود تو غریب نہیں بنا ہوں۔ اللہ قاری تو نے بنایا ہے میں خود تو نہیں بنا ہوں، اللہ جس طرح مجھے قاری بنایا ہے اور یہاں لے آئے ہو، تو کوئی سبب ہی بنا دو، میں دوبارہ اپنے بچوں کے پاس چلا جاؤں۔ اللہ چودھری تو مجھے چھوڑ کر چلا گیا ہے مگر اللہ تم تو مجھے نہیں چھوڑ سکتے ہو۔ دعائیں بہت زیادہ کیں کہتا ہے کہ میں بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا تو مجھے ایک ہار ملا وہ ہار بہت ہی قیمتی تھا۔ اُس دور کا تقریباً اسی ہزار دینار کا ہار تھا، بڑا پرانا دور تھا کہتا ہے کہ میرے دل میں خیال آیا کہ چلو آج اچھا ہوگیا ہے کہ ہار ملا ہے ہار کو فروخت کروں گا اور ساتھ پیسوں کی گٹھڑی گھر لے کر جاؤں گا ساتھ کرایہ بھی بن گیا ہے، موج لگ گئی ہے یہ اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اس نے وہ ہار پکڑ کر جیب میں ڈال لیا، تھوڑی دیر گزری تو ایک بہت بڑا سردار ہے لیکن وہ رو رہا ہے اور لوگوں میں اعلان کر رہا ہے کہ یہاں میرا ہار کھو گیا ہے اگر کسی کو ملا ہے تو مجھے دے دو، دوستو میں نے اپنی بچی کے لیے ہار لیا ہے میرے پاس اور پیسے ہوتے تو میں اعلان ہی نہ کرتا میں بہت امیر ہوں لیکن روپے سب گھر میں ہیں اب میں نے پیسوں کا بہت قیمتی ہار لیا ہے، وہ کھو گیا ہے اور مجھے بہت افسوس ہے تو دوستو کسی کو ملا ہو تو واپس کر دے۔ وہ حافظ قرآن کہتا ہے کہ تم ﴿اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ﴾ یہ پڑھو کہتا ہے کہ قرآن پڑھا کرو تو اللہ تعالیٰ تمہارے سب دکھ دور کر دے گا۔

ہار پاس ہی تھا دے پہلے بھی سکتا تھا کہتا ہے کہ اگر آج میں نے اس کو دے دیا تو کل اس نے قدر نہیں کرنی ہے اگر آج اسے فکر لگ جائے اور جب آدمی کو کوئی مصیبت آ جائے تو

پھر قرآن بہت جلدی یاد ہوتا ہے۔ وہ اسی وقت ہی اِنَّا لِلّٰہِ پڑھنے لگ گیا تقریباً دو تین سو مرتبہ حافظ نے اِنَّا لِلّٰہِ کی تسبیح کروائی مطلب یہ ہے کہ قرآن کا یہ لفظ اس کے ذہن میں بیٹھ جائے تو پھر کبھی اس کو کوئی مسئلہ بنا تو یہی آیت یہ پڑھتا رہے گا۔ کئی آدمی کہتے ہیں کہ یار تم اِنَّا لِلّٰہِ پڑھ رہے ہو میرا کوئی آدمی تو نہیں مر گیا ہے نہیں نہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ اگر کوئی چیز کھو جائے تو اِنَّا لِلّٰہِ پڑھا کرو تو اللہ تعالیٰ اسی وقت ہی ملا دیتا ہے میں کہتا ہوں کہ اِنَّا لِلّٰہِ پڑھا کرو گے تو اللہ تعالیٰ چیزیں ملوا دے گا۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے ہر مسئلے کھول دیئے ہیں۔ قرآن کتنا زبردست ہے اُس نے قرآن پڑھا تو چند لمحوں کے بعد قاری نے ہار نکال کر چودھری کو دے دیا کہنے لگا کہ یہ تم کو اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔ دیکھو تم نے اِنَّا لِلّٰہِ پڑھا ہے اور تم کو مل گیا ہے۔

وہ چودھری بہت حیران ہوا کہنے لگا کہ یار اتنا قیمتی ہار ہو لیکن اس آدمی نے نہ کوئی مجھ سے مطالبہ کیا ہے کہ اتنے پیسے دے دو گے تو میں ڈھونڈ دوں گا لیکن اس آدمی نے کوئی مطالبہ ہی نہیں کیا ہے یہ کتنا قیمتی آدمی ہے وہ چودھری کہتا ہے یہ میرے پاس بیس ہزار ہیں یہ لے لو میں یہ تمہیں انعام کے طور پر دیتا ہوں۔ قاری آگے سے کہتا ہے:

اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ۔

اے چودھری صاحب میں نے تم کو اِنَّا لِلّٰہِ اس لیے پڑھایا تھا تا کہ تمہیں سبق یاد ہو جائے یعنی کبھی کوئی چیز کھو جائے تو اِنَّا لِلّٰہِ پڑھو گے تو چیز مل جائے گی یہ اللہ تعالیٰ نے تم کو دی ہے یہ میرا احسان نہیں ہے، میرے ایمان کو اگر اللہ برباد کر دیتا تو تمہیں یہ ہار ملنا ہی نہیں تھا لیکن یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے تم اللہ کا شکریہ ادا کرو، میں نے تمہیں ہار دیا ہے تو صرف اللہ تعالیٰ سے اجر لینے کے لیے دیا ہے۔ حالانکہ میرے پاس کرایہ بھی کوئی نہیں لیکن کہتا ہے کہ اب میں نے تم سے بیس ہزار بھی نہیں لینا ہے کیونکہ میں نے اللہ تعالیٰ سے وعدہ کیا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے لیے یہ ہار اس کو دے دوں گا میرا سبب اللہ تعالیٰ لگائے گا تم چلے جاؤ۔ وہ چودھری ہار لے کر آ گیا لیکن بہت ہی حیران ہے کہ یار کتنا قیمتی انسان ہے کہ بیس ہزار بھی نہیں لیے ہیں حالانکہ کرایہ کے پیسے بھی نہیں ہیں کیسا قرآن کا قاری ہے آج کے قاریوں کا

حال یہ ہے ایک قاری ہے اور ساتھ سینما دیکھتا ہے۔ ایک قاری ہے ساتھ سگریٹ پیتا ہے۔ قاری ہے لیکن غلط لوگوں کے ساتھ مجلس کرتا ہے لیکن یہ کیسا قرآن کا قاری ہے ایک روپیہ پاس نہیں ہے کہتا ہے کہ تم جاؤ میں نے اللہ تعالیٰ سے وعدہ کیا ہے میں نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے تم کو ہار دیا ہے۔ میرا اللہ میرا سبب بنائے گا، اگلا دن طلوع ہوا، حکومت نے اعلان کیا کہ جن لوگوں کے پاس کرایہ نہیں ہے وہ فلاں بندرگاہ پر آجاؤ اُن کے لیے بغیر کرایہ کے جہاز تیار ہے وہ قاری کہتا ہے **الحمد للّٰہ** یہ قرآن کی برکتیں دیکھو۔ آگے مزید برکتیں آئیں گی۔

یہ قرآن کی برکت ہے کہ غریب آدمی بیت اللہ کا حج کرنے گیا ہے یہ قرآن کی برکت ہے کہ آج حکومت نے اعلان کردیا ہے وہ قرآن کی آیت پڑھ کر بیٹھ گیا۔ دعا پڑھی **بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرِهَا وَمُرْسَاهَا** یہ بھی قرآن ہے۔ قرآن پڑھا اور باقی دوسروں کی طرح بیٹھ گیا لیکن جو آدمی سواری پر بیٹھ کر دعا پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کو ضائع نہیں کرتے ہیں۔ اگلے دن ہمارا بھی حادثہ ہوا ہے۔ میرے بھائیو ہمیں کوئی مسئلہ نہیں بنا ہے یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے ورنہ تین مرتبہ گاڑی اُلٹی تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے خراش تک نہیں لگائی۔

اور بعد میں بھی کوئی مسئلہ نہیں بنا ہے یہ دعاؤں کا اثر ہے ہم دعا پڑھ کر بیٹھے تھے تو اللہ تعالیٰ نے کامیابی دی۔ دعا پڑھ کر وہ قاری بیٹھ گیا جا رہا ہے جب آدھے راستے میں گیا تو وہ جہاز دریا اور ہوا کی وجہ سے پھٹ گیا، سارا جہاز تباہ ہوگیا، لیکن اللہ تعالیٰ کی قدرت دیکھو اُس قرآن کے قاری نے دعائیں پڑھی تھیں لیکن اُس جہاز کا ایک ٹکڑا گرا اور وہ ٹکڑا اپنے آپ ہی چلتا جا رہا ہے۔ وہ قاری کہتا ہے کہ یا اللہ تیری یہ قدرت ہے ورنہ ٹکڑا بھی کبھی جہاز بنا ہے مجھے تو چلانے کا طریقہ نہیں ہے مجھے تیراکی کا بھی طریقہ نہیں ہے یہ ٹکڑا خود ہی تیرتا جا رہا ہے وہ ٹکڑا ایک کنارے کے ساتھ لگ گیا۔ وہ قاری کنارے پر پہنچ گیا پھر جنگل بیاباں میں چلتا جا رہا ہے۔ رات کا وقت تھا صبح کی اذان کا وقت ہوا کہنے لگا کہ گاؤں تو آگیا ہوں لیکن اب میں کس کا دروازہ کھٹکھٹاؤں کہتا ہے کہ میں سوچ رہا ہوں کہ کس کا دروازہ کھٹکھٹاوں کسی کا دروازہ کھٹکھٹایا تو وہ پوچھے گا کہ کون آیا ہے تو میں کیا جواب دوں گا میں تو اس گاؤں میں کسی کا

بھی واقف نہیں ہوں۔ کیونکہ یہ تو غیر علاقہ ہے میں تو اس علاقے کو بھی جانتا نہیں ہوں یہ تو حادثہ ہوا تھا اور مجھے جہاز کا ٹکڑا لے آیا اور میں اس گاؤں میں آ گیا۔ مجھے تو اس گاؤں کی بھی خبر نہیں ہے میں تو کسی آدمی کو جانتا بھی نہیں ہوں کہتا ہے اے اللہ میں تمہارے گھر کو جانتا ہوں۔ اللہ تم نے مجھے قرآن کی دولت دی ہے، مسجد میں چلا گیا، صبح کی اذان کا وقت ہوا تو دو تین آدمی آئے آ کر ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ اذان سناؤ۔ تو ہر کوئی کہتا ہے کہ مجھے شرم آتی ہے لیکن ایک بزرگ بولا کہنے لگا کہ تم کو اذان دیتے ہوئے شرم آتی ہے یہ داڑھی والا نوجوان بیٹھا ہے اس سے پوچھو کہ اذان دے گا۔ اُس سے پوچھا تو وہ کہتا ہے کہ میں قرآن کا قاری ہوں۔ میں ان شاء اللہ اذان پڑھ دوں گا اس نے اذان دی اتنی پیاری اذان دی اتنی اعلیٰ اذان پڑھی اتنی پرکشش اذان دی کہ سارا گاؤں ہی آ گیا۔ جنہوں نے نماز نہیں پڑھنی تھی وہ بھی آ گئے کہ یار اس قاری کا منہ دیکھ لیں جس نے اتنی پیاری آواز سے اذان سنائی ہے سارا محلّہ اکٹھا ہو گیا۔ پھر اُس سے کہا کہ تم نماز پڑھاؤ اُس نے نماز کروائی۔ اتنا زبردست قرآن پڑھا وہ گاؤں والے نماز کے فوراً بعد کہنے لگے کہ آج کے بعد تم ہماری اس مسجد کے خطیب امام قاری اور ہمارے گاؤں کے نمبردار ہو۔ آج کے بعد اگر کوئی فیصلہ آئے گا تو وہ تم کرو گے کیونکہ تمہارے پاس قرآن کی دولت ہے۔ ہمارے پاس قرآن کی دولت نہیں ہے، ہمارے گاؤں کے نمبردار بھی تم ہو۔ فیصلہ کرنے والے بھی تم ہو آج کے بعد امام بھی تم ہو، کوئی جاننے والا نہ ہو تو وہاں روٹی نہیں ملتی ہے، کوئی پہچاننے والا نہ ہو تو وہاں بستر نہیں ملتا ہے، کوئی پہچاننے والا نہ ہو تو کوئی پانی نہیں پوچھتا ہے، آدمی ذلیل ہو کر رہ جاتا ہے، یہ قرآن کی برکت ہے کہ آج نمبردار بھی بن گیا ہے اور امام بھی بن گیا ہے، ایک اذان سنائی ہے ایک نماز کروائی ہے تو میرے بھائیو! چند دن گزرے جو پہلے نمبردار تھا وہ بہت نیک تھا حج کر کے آیا تھا۔ وہ قاری سے کہنے لگا کہ اگر میں اپنی لخت جگر کا تم سے نکاح کر دوں تو قاری کہنے لگا کہ اس سے بڑی سعادت اور کیا ہو سکتی ہے کہ میرا گھر تو پتہ نہیں کہاں کا کہاں رہ گیا ہے مجھے تو کوئی مسئلہ نہیں ہے میں پھر آپ کا مستقل قاری بن جاؤں گا۔ مستقل تمہارا رشتہ دار بن جاؤں گا ٹھیک

ہے اچھی بات ہے تو نکاح ہوگیا، رشتہ بھی مل گیا، یہ قرآن کی دولت ہے، قرآن کی کتنی شان ہے، قاری کہتا ہے کہ جب میں اپنی بیوی کے پاس آیا، بیوی سے ملاقات ہوئی، ذرا غور سے بات سنو، کہتا ہے کہ جب ملاقات ہوئی تو میں اپنی بیوی کو بڑی گہری نگاہ سے دیکھ رہا ہوں۔ بالآخر میری بیوی کہنے لگی اے قرآن کے قاری اے میرے سر کے تاج کیا مسئلہ ہے۔ مجھے بہت گہری نظر سے دیکھ رہے ہو۔ قاری کہنے لگا اے میری پیاری بیوی میں تمہیں نہیں دیکھ رہا ہوں میں تو ایک اللہ کی قدرت دیکھ رہا ہوں۔ بیوی کہتی ہے کہ قدرت کیا ہے کہنے لگا کہ تمہارے گلے میں جو ہار ہے اس ہار میں ایک راز ہے ذرا بتاؤ کہ یہ ہار کہاں سے آیا ہے وہ کہنے لگی کہ میرے باپ سعودی عرب گئے تھے انہوں نے یہ ہار لیا تھا بڑا مہنگا ہار لیا تھا یہ کھوگیا تو ایک قاری کو ملا اُس نے میرے باپ کو اللہ تعالیٰ کے لیے واپس کر دیا۔ میرے باپ نے بیس ہزار اُس کو انعام دیا لیکن اُس قاری نے نہ لیا۔ قاری کہنے لگا کہ اللہ مجھے سب کچھ دے گا لیکن میرے باپ کو بھیج دیا۔ قاری کہنے لگا اے میری بیوی اللہ کیسا قادر ہے۔

اے سارے اختیار میرے اللہ کول نے

اے سارے اختیار میرے اللہ کول نے

یہ سب اختیار تو میرے اللہ کے پاس ہیں۔

قاری کہنے لگا سبحان اللہ، اللہ تیری شان کیا ہے، اللہ تیرا مقام کیا ہے، اللہ تیری عظمت کیا ہے۔ اللہ میرے قرآن کے قاری ہونے کی وجہ سے مجھے اللہ تم نے حج کروایا۔ اللہ اس قرآن کی وجہ سے مجھے بغیر پیسوں کے واپس لایا۔ اللہ اس قرآن کی وجہ سے مجھے ایک لکڑی کے ٹکڑے پر پار کر کے یہاں مسجد کا امام بنایا۔ اللہ یہ تیرے قرآن کی برکت ہے کہ اللہ مجھے نمبردار بنایا۔ اللہ آج میری شادی ہوگئی ہے اللہ میں نے تیری رضا کے لیے ہار دیا تھا آج مجھے وہ ہار بھی مل گیا ہے اور ہار والی بھی مل گئی ہے۔

اللہ پاک ہمیں بھی قرآن کا قاری بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

فضائلِ رمضان

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o

﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ o﴾ (البقرہ:183)

اللہ رب العزت کا بہت بڑا احسان ہے کہ جس رب نے ہم سب کو مسلمان بنایا، اللہ رب العزت کا بہت بڑا احسان ہے کہ جس رب نے ہم سب کو امام الانبیاء، والئ بطحاء، سید المرسلین، امام المجاہدین، آقائے دو جہاں، آمنہ کے لال جناب محمد ﷺ کا اُمتی بنایا۔ اللہ رب العزت کا بہت بڑا احسان یہ بھی ہے کہ جس رب نے ہماری زندگی کے اندر برکتوں والا رحمتوں والا، نیکیوں کے سیزن کا مہینہ یعنی رمضان المبارک کا مہینہ دوبارہ ہماری زندگی میں نصیب کیا۔

میرے بھائیو! پچھلے سال کی بات ہے رمضان المبارک کا مہینہ ہے اور اسی طرح جمعہ پڑھایا جا رہا تھا، بڑے بھائی اس خطبہ جمعہ میں موجود تھے لیکن آج اُن بھائیوں میں سے آج جمعہ پڑھنے نہیں آئے وہ بے چارے موت کی چکی میں پس کر قبروں کے مہمان بن گئے ہیں۔ ایک وقت آئے گا اس طرح جمعہ پڑھایا جا رہا ہوگا پتہ نہیں پھر میں دنیا میں موجود رہوں یا نہ رہوں یا تم میں سے کتنے بھائی اس دنیا سے چل بسیں۔ یہ تو مہینہ پھر آئے گا اور پتہ نہیں کہ یہ زندگی کا آخری مہینہ ہو۔

میرے بھائیو! اس رمضان کی قدر کرنے والے لوگوں کو قیامت والے دن اللہ پاک بہت بڑے درجات سے نوازے گا۔ اور جن بھائیوں نے اپنی زندگی کے اندر رمضان کا مہینہ

پایا۔ لیکن رمضان کے روزوں کے تقاضے پورے نہ کیے۔ فرمایا اللہ اُس دن فرمائے گا۔ اے میرے فرشتو ذرا میرے بندوں کے اعمال نامے تو دیکھو، اعمال ناموں کو دیکھا جائے گا کسی کے اعمال نامہ کے اندر پانچ سالوں کے روزے ہوں گے کسی کے اعمال نامہ کے اندر دس سالوں کے روزے ہوں گے، کسی کے اعمال نامہ کے اندر چالیس سال کے روزے ہوں گے، یعنی وہ آدمی ہر سال روزے رکھتا رہا ہے اور وہ اُس کے نوٹ ہوتے رہے ہیں۔ اللہ فرمائے گا روزے تو ان بھائیوں نے رکھے مگر ان روزے داروں کو سوائے بھوک پیاس کے کچھ نہیں ملے گا اور ان روزے داروں کو پکڑو اور جلتی آگ میں ان کو پھینک دو۔

کہیں بھائیو اس طرح کا اعلان نہ ہو جائے۔ نبی ﷺ نے فرمایا جو مسلمان رمضان کے روزے پائے اور سارے روزے رکھتا جائے ایک/روزہ اگر اُس نے جان بوجھ کر چھوڑ دیا۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا اگر اسلامی حکمران ہو تو وہ لوگوں کو میدان میں اکٹھا کرے اُس علاقے کے لوگوں کو جمع کرے اور وہ حکمران اسلامی ہو اُس کو اسلام کا پتہ ہو تو وہ تلوار پکڑ کر اُس بے ایمان نکمے کو جس نے مسلمان ہونے کی حیثیت سے فرضی ایک روزے کی ادائیگی اُس نے نہیں کی تھی۔ فرمایا سارے روزے رکھنے والا اگر جان بوجھ کر ایک روزہ نہ رکھے۔ فرمایا تو اتنی بڑی سزا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا! اسلامی حکمران اُس کو پکڑے اور دنیا سے اُس کو مٹا دے۔ تلوار سے اُس کی گردن اُڑا دے۔ اس کا دنیا پر رہنے کا حق ہی نہیں ہے۔ جس بندے نے جان بوجھ کر ایک فرضی روزہ بغیر شرعی عذر کے چھوڑ دیا۔ تم کہو گے کہ بھائی یسین بلوچ تم بھی ہمیں کڑوے مولوی ملے ہو کہ جو روزے رکھتا ہے وہ جہنم میں جائے گا۔ جو روزے نہیں رکھتا اُس کو تلوار سے سزا دی جائے گی۔

بھائیو! پھر ذہن کے اندر سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ روزہ کون سا ہے جس روزے کی وجہ سے بندے جنتوں میں جائیں گے۔ روزے والے جنت میں بھی تو جائیں گے آخر وہ روزہ کون سا ہے ہمیں ذرا سمجھا دو۔ سنو بھائیو رب کا قرآن کہتا ہے۔ اللہ نے فیصلہ دے دیا ہے کہ کون سے روزے رکھنے ہیں یہ حدیث میں بھی آتا ہے کہ روزہ کون سا جنت میں لے کر

جائے گا۔ اور قرآن نے بھی بتایا ہے کہ روزے کا مقصد کیا ہے۔

اللہ پاک نے فرمایا! پہلے قرآن سنو اور پھر بہت زیادہ حدیثیں سنو۔ میرا موضوع روزہ کی فضیلت ہے اور یہ ذہن میں رکھنا کہ ہر روزے دار جنت میں نہیں جائے گا وہ بہر حال باتیں آگے آئیں گی۔ توجہ کرنا یہ قیمتی وقت ہے تمہارے لیے لعل و جواہر حدیث رسول ﷺ میں سے سن کر آیا ہوں۔ سستی کر کے ان کو ضائع نہ کرنا، کسی بھائی کو نیند آئے تو وہ اپنا منہ دھو لے، جگہ تبدیل کر لے، تو اللہ اُس کو نیند سے پاک کرے گا۔ اللہ نے قرآن مجید کے اندر بتایا کہ روزہ کا مقصد کیا ہے:

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ٥﴾ (البقرہ:183)

اللہ کے نبی ﷺ نے یہ آیت پڑھ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سنائیں۔ فرمایا! رمضان کے آنے کا مقصد یہ ہے اللہ پاک تم کو گناہوں سے پاک کرنا چاہتا ہے۔ اللہ تم کو جنت میں اعلیٰ مقام دینا چاہتا ہے۔ اللہ تمہاری حوروں سے شادی کرنا چاہتا ہے۔ اللہ تم کو بھڑکتی آگ سے آزاد کرنا چاہتا ہے۔ اللہ تمہارے گیارہ مہینے جو ہم نے گزارے ہیں۔ گناہ کر کر کے جرم کر کر کے اپنے دلوں پر گناہوں کی وجہ سے داغ لگا لیے ہیں۔ اللہ تمہارے وہ گناہ مٹانا چاہتا ہے، تمہارے دلوں کو صاف کرنا چاہتا ہے۔ رمضان کے روزے لا کر اللہ تم کو متقی اور پرہیز گار بنانا چاہتا ہے۔ اور جن بھائیوں نے روزے رکھے مگر متقی اور پرہیز گار نہ بنے۔ انہوں نے تو رمضان کے مقصد کو ہی ادا نہیں کیا۔ ان لوگوں کو صرف پیٹ کی بھوک بچ جائے گی۔ باقی اُن کو اجر نہیں ملے گا۔

اے میرے بھائیو! اب ہم نے کرنا کیا ہے ہم نے ان شاء اللہ جس طرح روزہ کہتا ہے اُسی طرح کرنا ہے۔ روزہ تو اس لیے آیا تا کہ تم متقی اور پرہیز گار بن جاؤ، تا کہ تم صحیح مسلمان بن جاؤ، ہمیں یہ کرنا چاہیے کہ ہم اپنا سر بھی اسلامی بنائیں، چہرہ بھی اسلامی بنائیں، ہاتھ بھی اپنا اسلامی بنایئے۔ دل بھی اپنا اسلامی بنایئے، پاؤں بھی اپنا اسلامی بنایئے، ذہن بھی اپنا

اسلامی بنائیے، گھر کا ماحول بھی اسلامی بنائیے۔ اے میرے بھائیو! اپنے بدن پر لباس بھی اسلامی پہنیں پھر تو روزے کا حق ادا ہوتا ہے کیونکہ روزہ تمہیں متقی اور پرہیزگار بنانے آیا ہے جو آدمی روزہ رکھنے کے بعد اپنا چہرہ اسلامی نہیں بناتا ہے اُس کا سر بھی اسلامی نہیں ہے، اُس کا ہاتھ بھی اسلامی نہیں ہے، اُس کا ذہن بھی اسلامی نہیں ہے، اُس کے گھر کا ماحول بھی اسلامی نہیں ہے، پہلے بھی ٹی وی دیکھتا تھا، رمضان میں بھی ٹی وی دیکھ رہا ہے، پہلے بھی داڑھی کٹواتا تھا، رمضان میں بھی داڑھی کٹوا رہا ہے، پہلے بھی چغلیاں کرتا تھا، رمضان میں بھی چغلیاں کر رہا ہے، پہلے بھی غیبتیں کرتا تھا، رمضان میں بھی غیبتیں کر رہا ہے۔

اے میرے بھائیو! سن لو، جو آدمی روزہ رکھنے کے بعد مستقل متقی اور پرہیزگار نہیں بنا ہے، اسلام میں پورے کا پورا داخل نہیں ہوا، فرمایا:

﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ كَآفَّةً﴾ (البقرہ:208)

تمہیں پورے کا پورا اسلام میں داخل ہونا چاہیے، اسلام کدھر بلائے لیکن تم کدھر چلے جاؤ۔ اے میرے بھائیو! آج تو حال یہ ہے مجھے تو ڈر آ رہا ہے بڑے بھائیوں نے روزے تو رکھ لیے ہیں مگر اُن کی شکلیں تبدیل نہیں ہوئی ہیں جیسے پہلے شکل تھی ویسی ہی اب شکل ہے۔ بس روزہ تو رکھا ہوا ہے اللہ کی قسم اُن میں تبدیلیاں نہیں آئیں۔ پہلے بھی سینمے میں جاتے تھے اب بھی سینمے میں چلے جاتے ہیں پہلے بھی سینمے کھلتے تھے اب بھی سینمے چل رہے ہیں۔

اے بھائیو! اگر اسی طرح چلتے رہے تو پھر رمضان کا مقصد پورا نہیں ہوا ہے جو آدمی متقی اور پرہیزگار نہیں بنا، ان کے بارے میں تو نبی ﷺ نے فرمایا ہے جن لوگوں نے رمضان کا روزہ رکھا، رمضان پایا، پھر انہوں نے اپنے گناہ اللہ سے معاف نہ کروائے۔ میرے نبی ﷺ نے فرمایا:

اُس پر فرشتوں کی بھی لعنت ہے، اُس پر اللہ کی بھی لعنت ہے، اُس پر نبی ﷺ کی بھی لعنت ہے اور جس بندے پر نبی ﷺ کی بھی لعنت آ گئی، رب کی بھی لعنت آ گئی، فرشتوں کی بھی لعنت آ گئی وہ لعنتی بندے کبھی جنت میں نہیں جائیں گے۔ فرمایا لعنتی کون ہے جو آدمی

رمضان کے روزے بھی رکھتا ہے لیکن گناہ بھی نہیں چھوڑتا ہے اُس نے تو رمضان کے روزوں کی قدر نہیں کی۔ اے میرے بھائیو ہر آدمی کو پتہ ہے کہ میں کیا کر رہا ہوں۔ اگر تم گناہ کر رہے ہو تو اللہ کی قسم باز آجاؤ موت اور زندگی کا پتہ نہیں ہے۔ کسی نے لکھا ہے:

رکھ زندگی دا مان کاندا
آری موت والی نہ چھوڑ جاندی
جدوں پھُل کرما کے جھڑ جاندے
بلبل محبتاں توڑ جاندی

پتہ نہیں کہ یہ بلبل کب چھٹی کر جائے گی۔ میرے بھائیو! یہ جسم ایک پھول ہے جب بندے کو موت آجاتی ہے تو پھول گر جاتے ہیں۔ جہاں پھول نہ ہوں، جہاں باغ باغیچہ نہ ہو، وہاں بلبل بھی ساتھ چھوڑ جاتی ہے۔ پھر زبان بند ہو جائے گی، چاہے مولوی ہو لیکن زبان بند ہے، چاہے قاری ہے، زبان بند ہے چاہے علامہ ہے زبان بند ہے، چاہے بریلوی ہے زبان بند ہے، چاہے دیوبندی ہے لیکن زبان بند ہے، چاہے شیعہ ہے زبان بند ہے، چاہے اہلحدیث ہے زبان بند ہے، چاہے ڈی سی ہے زبان بند ہے۔

اے میرے بھائیو! یہ تو اتنی دیر چلے گی جب تک یہ جسم موجود ہے پھول موجود ہے تو بلبل چل رہی ہے وہ بلبل زبان ہے۔ میرے بھائیو! پتہ نہیں کہ کب ہم نے موت کی چکی میں پس جانا ہے فکر کرلو، مرنے سے پہلے پہلے سب کے سب اسلام میں داخل ہو جاؤ۔ پھر رمضان کا مقصد پورا ہو جائے گا۔ جن بندوں نے رمضان کے روزوں کے تقاضے پورے کر دیئے۔ فرمایا ان بندوں کو پھر کیا ملے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے۔ اے میرے فرشتو! نماز کا اجر بھی تم دے دو، حج کا اجر بھی تم دے دو، قرآن پڑھنے کا اجر بھی تم دے دو، سب فرشتوں کو حکم ہو جائے گا کہ سب اعمال کا اجر تم دے دو۔ جب روزہ دار کا نمبر آئے گا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گے اس بندے نے صحیح روزے رکھے انہوں نے روزوں کے تقاضوں کو پورا کیا ہے یہ صحیح طرح روزے رکھ کر جس طرح روزے کا مقصد تھا وہ ادا کر کے آئے ہیں۔ فرمایا روزہ میرے لیے

تھا اب اجر بھی میرے ذمے ہے۔ پتہ نہیں کہ اللہ کتنا بڑا اجر عطا کرے گا وہ تو جب جنت میں جائیں گے تب ہی پتہ چلے گا۔ روزے داروں کا اجر فرشتے نہیں دیں گے، بس اللہ ہی دے گا، بڑا اہم اجر ہوگا۔ فرمایا! جب رمضان آجاتا ہے تو اللہ پاک آسمانوں کے دروازے کھول دیتا ہے۔ کیونکہ آسمانوں سے رحمتیں آتی ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا سنو حدیث یہ حدیث بخاری مسلم میں ہے۔ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس حدیث کو بیان فرماتے ہیں۔ بات حوالے کے ساتھ کروں گا، ذرا توجہ رکھنا۔ نبی مکرم ﷺ نے رمضان کی فضیلت کیا بیان فرمائی ہے۔ بڑی فضیلت رمضان کی ہے۔ فرمایا! سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جتنے بھی صحابہ رضی اللہ عنہم ہوئے ہیں سارے صحابہ رضی اللہ عنہم سے زیادہ حدیثیں بیان کرنے والے یہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔

((عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللہُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنی بات نہیں کر رہا ہوں میں کسی صحابی کی بات نہیں کر رہا ہوں میں تو محمد ﷺ کی بات کر رہا ہوں۔ کہنے لگے:

((اِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ اَبْوَابُ السَّمَاءِ .))

یہ حدیث رسول اللہ ﷺ کی ہے۔ فرمایا:

((وَفِیْ رِوَایَةٍ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِيْنُ وَفِیْ رِوَایَةٍ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الرَّحْمَةِ .))

اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں قربان جاؤں رمضان کی فضیلت پر۔ قربان جاؤں رمضان کی شان پر، قربان جاؤں اس مہینے کی عظمت پر، قربان جاؤں روزوں کے مقام پر، اللہ کے نبی ﷺ فرماتے ہیں:

((اِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ اَبْوَابُ السَّمَاءِ .))

جب ماہِ رمضان آتا ہے تو اللہ پاک آسمانوں کے دروازے کھول دیتے ہیں۔ اس لیے کہ اب میری رحمت کے فرشتے نیچے اُترنے ہیں۔ رحمتیں لے کر انہوں نے اُترنا ہے۔ فرمایا! فرشتوں کو اُترنے کے لیے اللہ پاک آسمانوں کے گیٹ کھول دیتا ہے۔ آسمانوں کے

دروازے کھل جاتے ہیں۔ایک اور حدیث میں آتا ہے۔اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا:

((فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ .))

اللہ جنت کے آٹھ دروازے بھی کھول دیتا ہے۔ جنت کے گیٹ بھی کھول دیتا ہے کہ جو بندہ نیکی کرے وہ ڈریکٹ جنت میں نیکی پہنچتی جائے۔ اس کا نام درج ہوتا جائے اس کے انعام لکھے جائیں۔ ہائے میرے بھائیو جو آدمی صحیح روزے رکھتا ہے تو اُس کا مقام کتنا ہوگا۔ فرمایا عام دنوں میں جب کوئی نیکیاں کرتا ہے تو اُس کی نیکیاں فرشتے ایک جگہ نوٹ کرتے ہیں۔فرمایا سوموار اور جمعرات والے دن اُس کی نیکیاں آسمانوں پر اللہ کے پاس پہنچتی ہیں۔ فرمایا جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو اللہ فرماتے ہیں! اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: "فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ" جنت کے گیٹ کھل جاتے ہیں، آسمانوں کے دروازے پورا مہینہ دن رات کھلے رہتے ہیں۔ فرمایا فرشتو! اب وہی یہ جمع کردو، سوموار اور جمعرات کو تین چار دن کی اکٹھیں نیکیاں لے کرنہیں آنا، ڈریکٹ جو نیکی مسلمان کرے وہ آسمانوں پر پہنچاتے جاؤ اور میں جنت میں داخل کرتا جاتا ہوں۔ یہ روزوں کی فضیلت ہے۔آگے فرمایا: "وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ جَهَنَّمَ"، جہنم کے گیٹوں کو تالے لگ جاتے ہیں جہنم کے دروازوں کو اللہ بند کردیتا ہے۔جہنم کے دروازے بند ہو جاتے ہیں، کس لیے کہ بندہ گناہ کرنے والا کبھی آجائے۔ پھر فرشتے انتظار کرتے رہتے ہیں جب رمضان میں کوئی بندہ گناہ کرتا ہے تو فرشتے کچھ دیر تک انتظار کرتے رہتے ہیں کہ اے ظالم تم نے گناہ تو کرلیا ہے اتنا اعلیٰ مہینہ اتنا ارفع مہینہ، اتنا زبردست مہینہ مگر اس میں تم نے رمضان کے تقاضوں کو پورا نہیں کیا۔تم آج بھی گناہ کرتے گئے ہو۔فرشتے رک جاتے ہیں۔فرمایا! وہ انتظار کرتے رہتے ہیں کہ ابھی ابھی یہ آدمی توبہ کرلے تو اللہ پاک اس کو معاف کردے گا۔فرمایا گناہ کرے اور فوراً توبہ کرلے،توبہ کا مقصد یہ ہے کہ اس کے بعد وہ گناہ نہ کرے، توبہ کرلے اپنے گناہ پر پشیمان ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جاؤ اس نے تو گناہ کیا ہی نہیں ہے۔رمضان کے مہینے میں گیٹ لگا ہوتا ہے۔ بھائیو! کوئی گناہ اُوپر اللہ جانے ہی نہیں دیتا ہے کسی کا اللہ جہنم میں نام ہی نہیں لکھتا

ہے۔ اللہ پاک نے دروازے بند کردیئے ہیں۔ جس ظالم نے رمضان کا مہینہ بھی پایا، روزے بھی رکھے پھر اُس نے گناہ چھوڑے نہیں ہیں۔ رمضان کے بعد اللہ گیٹ کھولیں گے اور اُس کا نام جہنم میں لکھے گا۔ اتنا حیا اللہ نے رمضان کا کیا ہے۔ مسلمانوں مجھے اور تمہیں حیا ہی نہیں ہے اسی طرح رمضان کا مہینہ آیا۔ سینما اُسی طرح چل رہا ہے، رمضان کا مہینہ آیا، وی سی آر اُسی طرح چل رہا ہے۔ رمضان کا مہینہ آیا داڑھی اُسی طرح کٹوا رہا ہے۔ رمضان کا مہینہ آیا غیبت اُسی طرح ہی کر رہا ہے۔ رمضان کا مہینہ آیا، نقصان میں جا رہا ہے۔

میرے بھائیو! ان ظالموں نے رمضان کی قدر نہ کی مگر اللہ کتنی قدر کرتا ہے، اللہ نے گیٹ ہی بند کردیئے ہیں کہ کسی بھی گنہگار کا نام نہ لکھا جائے۔ کیا مقام رمضان کا ہے، تمہیں مجھے قدر نہ ہوگی۔ لیکن اللہ کو کتنی قدر ہے۔ آگے فرمایا: گناہ شیطان وسوسہ ڈال کر کرواتا ہے۔ اللہ نے خیال کیا، اللہ نے رمضان کا اتنا حیا کیا، فرمایا: ”وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِيْنُ“ اللہ نے شیطانوں کو بھی بند کردیا کہ شیطان کہیں میرے بندے کو گناہ پر نہ اُبھار دے۔ اللہ کتنا رحمتوں والا ہے، مسلمانوں کتنا میرا اور تمہارا خیر خواہ ہے۔ اللہ نے شیطانوں کو بھی باندھ دیا۔ اور جہنم کے دروازوں کو تالے لگا دیئے۔ آگے فرمایا: ” فُتِحَتْ اَبْوَابُ الرَّحْمَةِ“ اللہ نے رحمتوں کے گیٹ کھول دیئے۔ جہاں سے رحمتیں آنی ہیں اللہ نے وہ رحمتوں کے دروازے بھی کھول دیئے۔ آسمانوں کے دروازے بھی کھول دیئے۔ جنتوں کے دروازے بھی کھول دیئے، جہنم کے دروازے بند کردیئے، شیطانوں کو اللہ پاک نے جکڑ دیا۔ پھر بندہ گناہ کرتا جائے پھر بھی وہ بندہ گناہ نہ چھوڑے تو میرے بھائیو! اُس بندے نے پھر خود پر ہی زیادتیاں کیں ہیں۔ اللہ پاک نے تو تمہارا بہت خیال کیا تھا۔ تمہیں جنت دینے کے بہت سے راستے دکھا دیئے تھے۔ (سبحان اللہ)

میرے بھائیو! اتنی فضیلت رمضان کے مہینہ کی ہے اللہ نے رحمتوں کے دروازے ہی کھول دیئے ہیں رحمت آگے کبھی کبھی آتی تھی اب سارا مہینہ اللہ نے رحمتوں کے دروازے ہی کھول دیئے ہیں۔ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا ہے۔ بھائیو! جن بندوں پر رحمت نہیں ہوگی

وہ بندہ کبھی جنت میں نہیں جائے گا۔ نبی ﷺ کو سوال ہوا، اے نبی ﷺ جی آپ بھی اللہ کی رحمت کے بغیر جنت میں نہیں جاؤ گے۔ فرمایا! ہاں ہاں جب محمد ﷺ پر اللہ کی رحمت آئے گی میں محمد ﷺ اُس وقت ہی جنت میں جاؤں گا۔ اللہ کی رحمت کے بغیر میں محمد ﷺ بھی جنت میں نہیں جاؤں گا۔

جو بندہ روزہ نہیں رکھتا ہے۔ روزے کے تقاضے پورے نہیں کرتا ہے، روزے کے مہینے میں گناہ نہیں چھوڑتا ہے، اُس بندے سے بڑھ کر کوئی بدقسمت انسان کوئی اور ہوسکتا ہے، وہ کتنا بڑا ظالم انسان ہے۔ وہ کتنا بدقسمت انسان ہے، اللہ نے رحمت اُتاری ہے، دروازے رحمتوں کے کھل گئے ہیں، مگر اُس نے جان بوجھ کر رحمت کو پاؤں میں رُلایا۔ کوئی قدر نہ کی۔ میرے بھائیو! پھر رمضان کے بعد اللہ اُس کا نام جہنم میں لکھ دیں گے۔

میرے بھائیو! آؤ نبی مکرم ﷺ کی ایک اور حدیث سنو۔ آج میرا دل کرتا ہے کہ میں حدیثیں ہی پڑھ پڑھ کر سنادوں۔ پہلی حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کی ہے جو بخاری و مسلم میں آتی ہے۔ اس حدیث کو سیّدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں یہ بھی صحابی رضی اللہ عنہ ہیں اور یہ حدیث بھی بخاری و مسلم میں آتی ہے۔ دونوں کتابوں میں یہ حدیث ملے گی۔

میرے بھائیو! سیّدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کی کیا بات بیان کرتے ہیں یہ بھی کہتے ہیں:

((عَنْ سَهْلِ ابْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

کہتے ہیں کہ میں اپنی بات نہیں کرتا ہوں، میں تو نبی ﷺ کی بات کہہ رہا ہوں۔ اللہ کے نبی ﷺ نے اپنے پیارے پیارے، سوہنے سوہنے ہونٹوں سے جو لعل و جواہر اور موتی گرائے ہیں میں وہ تم تک پہنچا رہا ہوں۔ اے میرے بھائیو اللہ کے نبی ﷺ کا فرمان سنو۔ کہ کیا مقام روزے داروں کا ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ کی یہ بات ساحل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ کہتے ہیں "فِی الْجَنَّةِ ثَمَانِيَةُ اَبْوَابٍ" کہنے لگے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے بیان فرمایا ہے۔ جنت کے آٹھ دروازے ہیں، فرمایا ہوگا کیا۔ ایک وقت آئے گا، فرمایا وہ ایک

دروازہ کتنا بڑا ہے، فرمایا ستر سال پیدا ہوا گھوڑا دوڑنے لگ پڑے، ستر سال دوڑتا چلا جائے، گھوڑے کی سپیڈ ڈیڑھ سو کلو میٹر ہوتی ہے، ڈیڑھ سو کلو میٹر تیزی سے چلتا جائے۔ میرے بھائیو تو کتنا سفر طے کر جائے گا۔ فرمایا ستر سال تک گھوڑا دوڑتا دوڑتا تھک جائے گا۔ مگر جنت کا ایک گیٹ ابھی تک مکمل نہیں ہوگا۔ فرمایا اتنے اتنے بڑے گیٹ جنت کے ہیں۔ ایک وقت آئے گا کہ اللہ کی رحمت جوش میں آئے گی۔ میرے بھائیو! فرمایا کہ جنت کے آٹھوں دروازوں پر رش ہو جائے گا (ان شاء اللہ) اللہ جنت دے گا۔ دعا کرو کہ اللہ جنت دے دے۔ تھوڑا سا کام کرلو، جنت لینا بہت آسان ہے، کیا کرنا ہے۔

اے میرے بھائیو! میرے نبی ﷺ نے فرمایا! اس حدیث میں دو باتیں ہیں فرمایا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہ مجھے نبی ﷺ نے فرمایا! جنت کے آٹھ دروازے ہیں اُن آٹھ دروازوں کا یہاں نام درج نہیں ہے۔ فرمایا! ایک دروازے کا نام ریان ہے۔ ایک دروازے کا نام ریـــان ہے۔ وہ بہت اعلیٰ دروازہ ہے، بہت اُونچا دروازہ ہے، بہت زبردست دروازہ ہے، بہت مقام والا دروازہ ہے، بہت عظمت والا گیٹ ہے۔ اے میرے بھائیو! فرمایا کہ جس دروازے کا نام ریان ہے اُس دروازے میں سے کوئی داخل نہیں ہوگا، نہ مولوی داخل ہوگا، نہ قاری داخل ہوگا، نہ علامہ داخل ہوگا، نہ اہل سنت داخل ہوگا، نہ اہل حدیث داخل ہوگا، نہ بریلوی داخل ہوگا، نہ مجاہد داخل ہوگا، نہ حاجی داخل ہوگا، نہ تہجد پڑھنے والا داخل ہوگا۔

اے یٰسین بلوچ پھر دروازے کا فائدہ کیا ہے اگر کسی نے داخل نہیں ہونا ہے آؤ ذرا بتاؤں کہ کون داخل ہوگا۔ فرمایا کہ جن لوگوں نے اللہ کے مہمان کی قدر کی۔ فرمایا: ریان اُس دروازے کا نام ہے۔ لوگ چاہت کرتے ہوں گے کہ اس دروازے سے میں گزروں، جو بندے گزریں گے وہ خود پر فخر محسوس کریں گے۔ فرمایا! اُس دروازے میں سے کون داخل ہوگا ”لَا یَدْخُلُہٗ“ کوئی نہیں داخل ہوگا۔ اب سوال ذہن میں آتا ہے کہ اگر داخل کوئی نہیں ہوتا ہے تو پھر بنانے کا کیا فائدہ ہے۔ ہاں آگے سنو! فرمایا:

((لَا یَدْخُلُہٗ اِلَّا الصَّائِمُوْنَ .))

اُس دروازے میں سے روزے دار آئیں گے اور وہ دروازہ خود آواز دے کر کہے گا۔
اے اہلحدیثو! اے حنفیو، بریلویو۔ اے محبّ رسول ﷺ اہلحدیثو اپنے آپ کو مسلمان کہلوانے
والو سارا دن بھوک پیاسے رہنے والو، سارا دن گناہ چھوڑنے والو، سارا دن آنکھوں کو اسلام
میں ڈھالنے والو، اپنے ہاتھ اسلامی بنانے والو، سارے کے سارے اسلام میں داخل ہونے
والو۔ اے رمضان کے روزے رکھنے والو۔ آؤ میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں، دروازہ آواز دے
گا، روزے دار اُس ریان دروازے میں سے داخل ہو جائیں گے۔

ایک اور حدیث سنیں۔ قربان جاؤں پیارے نبی ﷺ کی حدیثیں کتنی اعلیٰ حدیثیں
ہیں۔ میرے نبی ﷺ کی بات معمولی بات نہیں ہے سارا جہان ساری کائنات، ساری دنیا
جھوٹی ہو سکتی ہے قیامت کل کی بجائے آج آ سکتی ہے، گائیں بھینسیں درختوں پر چڑھ سکتی
ہیں، ہر ناممکن ممکن ہو سکتی ہے مگر محمد ﷺ کی بات جھوٹی نہیں ہو سکتی ہے۔

﴿وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى o مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى o وَمَا يَنْطِقُ عَنِ
الْهَوٰى o اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى o﴾ (النجم : 1 تا4)

اللہ نے فرمایا کہ سوہنا نبی ﷺ تو میری مرضی کے بغیر بولتا بھی نہیں ہے گویا کہ اللہ
بلائے تو سوہنا نبی ﷺ بولتا ہے۔ اللہ کی زبان جھوٹی نہیں ہے، رب بھی سچا ہے اور محمد ﷺ
بھی سچے ہیں، قرآن بھی سچا ہے اور حدیث بھی سچی ہے۔ اس حدیث کو بھی سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
بیان کرتے ہیں اور جواب میں حدیث بیان کرنے لگا ہوں یہ حدیث بھی بخاری و مسلم میں
آتی ہے۔ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کیا کہہ رہے ہیں کہتے ہیں

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

اے بھائیو! سن لو میں اپنی بات نہیں کر رہا ہوں، آج کے لوگ تو کہتے ہیں یار اچھا بھلا
مولوی تھا۔ لمبی لمبی اس کی داڑھی تھی، صبح کو تیل بھی لگاتا ہے، شام کو بھی تیل لگاتا ہے،
آنکھیں نیچی کر کے چلتا ہے، سرخ رومال سر پر رکھتا ہے، بہت نیک ہے، سرمہ ڈال کر رکھتا
ہے، وہ اتنی آنکھیں نیچی کرتا ہے کہ ایک دن اُسے ٹھوکر لگی اور اس کی ٹانگ ٹوٹ گئی۔ وہ بھلا

منبر پر چڑھ کر جھوٹ بول سکتا ہے، ساری دنیا نیک ہو جائے، ساری دنیا اعلیٰ ہو جائے، ساری دنیا زبردست ہو جائے، مگر میرے محمد ﷺ کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا ہے۔

بھائیو! سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کتنے بڑے نیک ہیں۔ نبی ﷺ کے صحابی ہیں، محدث زماں ہیں مفکر قرآن ہیں زبردست ہیں سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے زیادہ روایات پڑھنے والے اور سنانے والے اور بیان کرنے والے ہیں۔ وہ کیا کہتے ہیں، کہتے ہیں کہ میں اپنی بات نہیں کر رہا ہوں۔

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: کیا فرمایا! اب آگے حدیث بیان کرتے ہیں اپنا حوالہ نہیں دیتے ہیں۔ نبی ﷺ کی بات چلا کر آگے بات ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کر رہے ہیں۔ قربان جاؤں، ذرا سنو! ان شاء اللہ دل ٹھنڈے ہو جائیں گے۔ یہ حدیث سن کر دلوں پر ٹھنڈک پڑ جائے گی۔ اے میرے بھائیو اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ .))

جو آدمی رمضان کے روزوں میں رمضان کے روزے رکھے، ایمان کی حالت میں ثواب کی نیت سے فرمایا اُس کا ہوگا کیا، اُس کا مقام کیا ہوگا، فرمایا آج روزے رکھے، آئندہ سال بعد جو روزے آنے ہیں، فرمایا جو گیارہ ماہ کے اندر ایک سال سے گناہ کرتا گیا تھا دن رات گناہ کرتا گیا تھا۔ لیل و نہار گناہ کرتا گیا تھا۔ ظہر عصر گناہ کرتا گیا تھا۔ صبح و شام گناہ کرتا گیا تھا۔ فرمایا! اگر تم نے رمضان کا روزہ رکھا ہے۔ اللہ نے ایک روزہ رکھنے کے بعد تمہارے گیارہ ماہ کے گناہ معاف کر دیئے ہیں۔ اچھا روزے کونسے ہیں پھر بات آئے گی، فرمایا! ایمان کی حالت میں ہو، ایمان کیا ہے۔ آؤ ذرا قرآن سنیں۔ فرمایا ﴿تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ﴾ اللہ پر ایمان رکھتا ہے، کیا اللہ پر ایمان ہے، حاجت روا اللہ ہے، مشکل کشاء اللہ ہے، بیٹے اور بیٹیاں دینے والا اللہ ہے، نفع اور نقصان کا مالک اللہ ہے، موت اور حیات کا مالک اللہ ہے، زمین

میں سے پھل سبزیاں نکال کر ہماری روزی کا بندوبست کرنے والا اللہ ہے، نہ پیر پر بھروسہ ہے، نہ ولی پر بھروسہ ہے، نہ عذاب پر بھروسہ ہے، نہ اجل پر بھروسہ ہے، نہ تعویذوں پر بھروسہ ہے، نہ بزرگ کے دم اور منتر پر بھروسہ ہے، نہ قبروں پر بھروسہ ہے، اس کا بس اللہ پر بھروسہ ہے، کہتا ہے۔

﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ (الفاتحہ:4)

اللہ میں تمہاری عبادتیں کرتا ہوں، جب میں سر جھکاؤں گا تو قبر کے آگے نہیں جھکاؤں گا، میں سر پیر کے آگے نہیں جھکاؤں گا، میں سر ولی کے آگے نہیں جھکاؤں گا، میں سر کسی حجر یا بڑے دربار کے آگے نہیں جھکاؤں گا، میں جب بھی سر جھکاؤں گا ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ﴾ اللہ میں تمہاری عبادتیں کروں گا۔ اللہ میرا سر بھی تیرے آگے جھکے گا:

﴿قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَلَمِينَ o﴾

(الانعام: ۱۶۲)

اللہ میں تجھ سے ہی مانگتا ہوں، میری نماز بھی اللہ کے لیے ہے، میرا جینا بھی اللہ کے لیے ہے، میرا مرنا بھی اللہ کے لیے ہے، میری قربانی بھی اللہ کے لیے ہے، میرا چلنا بھی اللہ کے لیے ہے، میرا اُٹھنا بھی اللہ کے لیے ہے، میرا سونا بھی اللہ کے لیے ہے، میرا کھانا بھی اللہ کے لیے ہے، میرا پینا بھی اللہ کے لیے ہے، میری نذر و نیاز بھی اللہ کے لیے ہے، میری عبادت بھی اللہ کے لیے ہے، میں اللہ جب بھی عبادت کروں گا، بس تیری ہی کروں گا، میں تجھ سے ہی مانگوں گا۔ اے میرے بھائیو! یہ باتیں کرنے والا اگر پھر درباروں پر جائے، پھر مزاروں پر جائے، پھر پیروں کے پاس جائے، پھر تعویذوں پر بھروسہ کرے۔ جاؤ میرے بھائیو کتیا کبھی پیروں کے پاس نہیں گئی ہے، دیکھو بارہ بارہ کتیا کے بچے ہوتے ہیں، کبھی تعویذ نہیں لیا، کبھی بزرگ کے دم منتر اور پھونک کا اُسے خیال نہیں ہے۔ اگر اللہ کتیا کو بچے دے سکتا ہے تو پھر انسان کی تو شان بہت اعلیٰ ہے، کتا کتے کے آگے کبھی نہیں جھکا ہے، وہ اپنی توہین سمجھتا ہے کہ یہ بھی ایک کتا ہے، چاہے بڑا ہے، یہ بھی کتا ہے چاہے کسی اور نسل کا ہے،

آج تک کتا تو کتے کے آگے جھکا نہیں ہے۔

اے میرے بھائیو! اللہ کی قسم ہے یہ بات ٹھیک نہیں ہے، آؤ دیکھو اللہ نے ایک مسئلہ سمجھایا ہے، جب بندہ فوت ہو جاتا ہے، حالانکہ وہ قبر میں بھی نہیں گیا ہے، وہ بندہ فوت ہو گیا، وہ ابھی چارپائی پر پڑا ہے، دو تین فٹ اُونچی چارپائی ہے، ذرا غور کریں فلسفہ کیا ہے، جنازہ کی نماز ہے حالانکہ ساری نمازوں میں رکوع بھی آتا ہے، سجدہ بھی آتا ہے، سجدہ آتا ہے کہ نہیں آتا ہے، ظہر کی فجر کی نماز میں سجدہ کرتے ہو، عصر کی نماز میں سجدہ کرتے ہو، مغرب کی نماز میں سجدہ کرتے ہو، عشاء کی نماز میں سجدہ کرتے ہو، تہجد میں سجدہ کرتے ہو، اشراق میں سجدہ کرتے ہو، اسی طرح میرے بھائیو عید کی نماز ہے۔ عید کی نماز میں بھی سجدہ ضرور کرتے ہو۔ مگر جنازے کے اندر سجدہ نہیں کرتے ہو، اللہ نے ایک مسئلہ سمجھایا ہے کہ اگر میں نے یہاں بھی سجدے کا حکم دے دیا تو کہیں بندے کا عقیدہ غلط نہ ہو جائے۔

اے میرے بھائیو! آدمی مرا ہوا ہے اور چارپائی اُوپر ہے، فرمایا سجدہ نہیں کرنا ہے اس لیے کہ آگے میت ہے اُس کو سجدہ نہ ہو جائے۔ اگر اس کو سجدہ ہو گیا تو آدمی مشرک ہو جائے گا، ایمان کا بیڑا غرق ہو جائے گا۔ ایمان کیا ہے ﴿تُوْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ﴾ اللہ پر بھروسہ کرے کہ اللہ تمہارے علاوہ کوئی بیٹی دینے والا نہیں ہے، تمہارے علاوہ بیٹے دینے والا کوئی نہیں ہے، تمہارے علاوہ موت دینے والا کوئی نہیں ہے، تمہارے علاوہ نقصان دینے والا کوئی نہیں ہے، تمہارے علاوہ کوئی نفع دینے والا نہیں ہے، تمہارے علاوہ کوئی مالک نہیں ہے۔ سب کی سب خوبیاں اللہ کو دے۔ پھر ثواب کی نیت سے روزہ رکھے تو ایک روزے کی وجہ سے اللہ سال کے گناہ مٹا دے گا۔ پتہ چلا ہے کہ روزے کا کیا مقصد ہے۔ اگر روزہ رکھنے کے بعد پھر قبریں پوجتا رہے۔ اللہ کے علاوہ تعویذوں پر بھروسہ کرے، یہ پھر جو چاہے کرلے اس کی نیکی پھر قبول ہی کوئی نہیں ہوتی ہے۔ بہت زبردست نبی ﷺ نے اس موقع پر بات کی ہے۔ آگے فرمایا! جو بندہ "مَنْ قَامَ" اگر رمضان کے مہینے میں تراویح پڑھی ہیں اگر قرآن سن رہا ہے، اگر ایمان کی حالت میں ہے، ایمان کی تعریف کر چکا ہوں کہ ﴿تُوْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ﴾ اللہ پر

بھروسہ کرنے والا ہو، توحید پر قائم ہو، اور شرک کے محلوں کو توڑنے والا ہو، فرمایا وہ اگر تراویح پڑھتا ہے، سارا مہینہ نہیں اگر ایک دن قیام کیا ہے، فرمایا اُس کا ایک دن قرآن سننا ایک دن کا قیام کرنا، فرمایا اللہ کو اتنا پیارا لگتا ہے کہ اللہ نے اُس کے سب اگلے سال کے گناہ معاف کردیے ہیں۔

میرے بھائیو! سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بات بیان کررہے ہیں ایک اور حدیث سنو، بیان کرتے ہیں:

((كُلُّ عَمَلِ بْنِ اٰدَمَ يُضَافُ الْحَسَنَةُ .))

یہ بھی بہت زبردست حدیث ہے، فرمایا جب بندہ نیکیاں کرتا ہے، آدم علیہ السلام کا بیٹا جب نیکی کرتا ہے، تو اللہ اس کی ایک نیکی کے بدلے دس نیکیاں لکھ دیتا ہے، فرمایا جب رمضان کا مہینہ آیا، فرمایا! اگر ایک نیکی کی ہے تو پہلے اُس کی دس نیکیاں لکھی جاتی تھیں۔ اگر ایک قرآن کا حرف پڑھا، مثال کے طور پر تین حروف ہیں۔ الم تین حروف یہ قرآن کے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! الم یہ تین حروف قرآن کے ہیں۔ فرمایا ایک نیکی کی ہے ایک حرف قرآن کا پڑھا ہے تو عام دنوں میں اللہ نے اُس کو دس نیکیاں دیں۔ لیکن جب رمضان کا مہینہ آیا تو اللہ نے اُس کو ستر نیکیاں دے دیں۔ اللہ پھر فرشتوں سے فرماتے ہیں۔ اے میرے فرشتو! نیکیاں ستر لکھ کر پھر پنسل کو بند نہیں کرنا ہے، اللہ پھر کیا کریں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اور نیکیاں لکھو، فرشتے کہیں گے اللہ جی پوری سو لکھ لی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اور لکھو، کہا اللہ جی دو سو نیکیاں لکھ لی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اور لکھو۔ کہا اللہ جی تین سو نیکیاں لکھ لی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اور لکھو، کہو سبحان اللہ۔ یہ رمضان کی قدر ہے، رمضان کی برکت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اور نیکیاں لکھ لو۔

کہا اللہ سائیں چار سو نیکیاں لکھ لی ہیں، فرشتے کہیں گے اللہ جی یہ سٹوپ کب ہونا ہے، کہاں پر نیکیوں کا اختتام ہونا ہے، کہاں پر ہم نے حد لگانی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جاؤ میرے فرشتو! اور نیکیاں لکھو۔ لکھتے لکھتے فرمایا: "اِلٰی سَبْعِ مِاْئَةٍ" ایک لفظ رمضان میں

پڑھا ہے، ایک نیکی رمضان میں کی ہے، اتنے اللہ پاک رحمت میں آئے، اللہ کی رحمت جوش میں آئی۔ فرمایا ایک نیکی کے بدلے آج اُسے سات سو نیکی دے دو۔ اتنا قیمتی مہینہ اللہ کی قسم اور کوئی نہیں ہے یہ بھی رمضان کی فضیلت ہے کہ رمضان کا مہینہ آیا اور نیکیاں بڑھتی گئیں۔

اس حدیث میں آگے الفاظ ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر میرا دل کرے تو میں اُس کی سات سو کے آگے مزید نیکیاں بڑھا دوں۔ اے میرے بھائیو! اسی حدیث میں آتا ہے سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں۔ اے میرے بھائیو! قیامت کے دن وہ بندے آئیں گے جن بندوں نے روزے رکھے ہوں گے۔ جب بندہ روزہ رکھ لے، تو اُس کے منہ میں سے حبس آتی ہے، سارا دن بھوکا اور پیاسا رہ کر اُس کے منہ میں سے ایک حبس یا ہوا سی نکلتی ہے وہ بظاہر تو بہت عجیب لگتی ہے۔ فرمایا کہ جب قیامت کا دن قائم ہوگا تو اللہ روزے دار کے منہ کی ہوا کستوری سے بھی زیادہ خوشبو دار کردے گا۔ یہ بھی رمضان کے روزوں کی فضیلت ہے۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اور فرمان سن لو۔ اس بات کو بھی سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔

اے میرے بھائیو! ٹائم کم ہے، ورنہ میں تم کو حدیثیں پڑھ پڑھ کر سناتا جاتا، میرا تو دل اس طرح کرتا ہے کہ سارا دن ہی جمعہ کا ہوتا، تو تم کو حدیثیں پڑھ پڑھ کر سنا دیتا، میں الحمد للہ جب بھی جمعہ پڑھاتا ہوں، یا تو رب کا قرآن پڑھتا ہوں، یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان پڑھتا ہوں، ابھی بھی لوگ کہتے ہیں کہ اہلحدیث گستاخِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

ہم نے کبھی باپ دادا کی بات نہیں کی ہم نے اماموں کی بات کبھی نہیں کی، بزرگوں کی بات کبھی نہیں کی کیونکہ میرے بھائیو! سب سے بڑا بزرگ اور سب سے بڑا زبردست، سب سے بڑا محدث س سے بڑا پیر اور سب سے بڑا رہبر سب سے بڑا ولی اللہ اگر ہے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اے میرے بھائیو یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سنو گے یا اس اسٹیج سے رب کے قرآن کی بات سنو گے۔ ابھی بھی لوگ کہتے ہیں کہ اہلحدیث کے قریب نہ جانا، یہ تو گستاخِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ہم تو کہتے ہیں کہ بھائیو ہم نے کیا گستاخی کرنی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تو شان اتنی اعلیٰ ہے

کہ میرے نبی ﷺ کی تعریف تو کافروں نے بھی کی ہے کہ جب میرے نبی ﷺ نے کہا تھا کہ میں نے تم میں چالیس سال کا عرصہ گزارا ہے۔ کوئی مجھ میں عیب دیکھا ہو، تو سب کہنے لگے۔ "مَا جَرَّبْنَاكَ اِلَّا صَادِقًا." سوہنے محمد ﷺ جب بھی آپ کے منہ سے سنا ہے تو سچ سنا ہے کسی نے لکھا ہے۔ کہتا ہے:

لکھن دشمن وی تعریفاں لیاقت ایہو جئی ہووے
پیغمبر مقتدی ہوون امامت ایہو جئی ہووے
جیہڑے کنڈے سٹن راہ وچ اُوناں دیاں گٹھڑیاں چاوے
دعاواں نال بخشا وے شرافت ایہو جئی ہووے

سبحان اللہ کیوں جی نبی ﷺ کی تعریف ہو رہی ہے کہ نہیں یہ جتنا جمعہ پڑھایا ہے سمجھو کہ نبی ﷺ کی تعریف ہے۔ کیوں کہ جو بندہ نبی ﷺ کی گستاخی کرے وہ کبھی اُس آدمی کا نام نہیں لیتا ہے۔ ہم تو بار بار جناب محمد ﷺ کی حدیثیں سنا رہے ہیں آؤ پھر نعت بھی سن لو۔ اس طرح نہ کہنا کہ یہ نعت کے منکر ہیں۔ ہائے میرے بھائیو کوئی نبی ﷺ کی گستاخی نہیں کرتا ہے۔ یہ تو مولویں نے چکر بازیاں ڈالی ہوئی ہیں۔

کٹن راتاں مصلے تے کھلوتیاں پیر سُج جاون
خدا آکھے نہ جاگ اتنا عبادت ایہو جئی ہووے
لکھن دشمن وی تعریفاں لیاقت ایہو جئی ہووے
چُلے وچ اَگ نئیں بلدی پُرانا بوریا بستر

کئی کئی ماہ تک اللہ کے نبی ﷺ کے چولہے میں آگ نہیں جلتی تھی۔ مگر جب کوئی سوال کرنے والا آیا۔ جب کسی نے سوال کیا ہے تو میرے نبی ﷺ کی سیرت یہ ہے کہ میرے نبی ﷺ نے کبھی خالی نہیں بھیجا ہے۔ میرے نبی ﷺ نے فوری طور پر اُس کو دیا ہے۔ اے میرے بھائیو! یہ نبی ﷺ کی سخاوت ہے۔ سبحان اللہ ہر لحاظ سے میرے نبی ﷺ اعلیٰ ہیں۔ سیرت بھی اعلیٰ ہے، صورت بھی اعلیٰ ہے، چلنا بھی اعلیٰ ہے، اُٹھنا بھی اعلیٰ ہے، سونا بھی اعلیٰ

ہے، قیام بھی اعلیٰ ہے، رکوع بھی اعلیٰ ہے، تشہد بھی اعلیٰ ہے، اخلاق بھی اعلیٰ ہے، شجاعت بھی اعلیٰ ہے، سخاوت بھی اعلیٰ ہے، عدالت بھی اعلیٰ ہے اور کافروں سے جنگ کرتے وقت میرے محمد ﷺ کی تلوار بھی اعلیٰ ہے۔ اے میرے بھائیو! میرے نبی ﷺ کا مقام بھی اعلیٰ ہے۔

چُلہے وچ اَگ نہیں بلدی پرانا بوریا بستر
گدا گر لے جان شاہیاں سخاوت ایہو جی ہووے
اشارے نال چن لاوے لگن طائف دے وچ پتھر
نہ دیندے بد دعا کسی کو رحمت ایہو جئی ہووے
لکھن دشمن وی تعریفاں لیاقت ایہو جئی ہووے
پیغمبر مقتدی ہوون امامت ایہو جئی ہووے

یہ میرے نبی ﷺ کی شان ہے، آؤ حدیث سنو۔ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں۔ جو حدیث اب سنانے لگا ہوں یہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ہے۔ سیّدنا عمر کا بیٹا عبداللہ رضی اللہ عنہ یہ بیان فرماتے ہیں۔ کہتے ہیں عربی لفظ چھوڑ دیتا ہوں بس ترجمہ کر دیتا ہوں۔ اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ تم کو ترجمہ کی سمجھ آئے گی۔ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اللہ کے نبی ﷺ کی بات بیان کرتے ہیں۔ کہنے لگے ﴿اِنَّ الْجَنَّۃَ﴾ اللہ پاک نے جنت کو سجایا، یہ حدیث ہے۔ دیگر الفاظ کے بغیر پڑھ رہا ہوں۔ نبی ﷺ نے فرمایا جب رمضان آتا ہے تو رمضان کے آنے سے پہلے اللہ پاک جنت کو سجاتے ہیں۔ جنت کو تیار کرتے ہیں۔ حالانکہ جنت بڑی اعلیٰ جنت ہے، جب جنت میں جائیں گے پھر تم کو بتائیں گے۔ اے گناہ چھوڑنے والو جنت میں آ گئے ہو۔ کیا خیال ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا کہ جنت اتنی زبردست ہوگی۔ فرمایا اسی سال ایک بندہ بیماریوں میں دنیا پر مبتلا ہونے والا جو کہ کبھی ٹی بی کا مریض ہے کبھی اپنے بخار کا مریض ہے۔

کبھی اپنے رشتہ داروں سے مریض ہے، کبھی اپنی بیوی کا مریض ہے، کبھی اپنے بیٹوں سے مریض ہے، یعنی اس کو سب بیماریاں لگی ہوئی ہیں۔ فرمایا کہ غریب بھی بہت ہے، کنگال

بھی بہت ہے، فرمایا جب جنت میں آئے گا تو ایک منٹ کے بعد اللہ پوچھیں گے۔ سناؤ اے جنت میں آنے والے جنتی کیا خیال ہے۔ کبھی تمہیں کوئی تکلیف آئی بھی ہے کہ نہیں۔ حالانکہ اَسی سال تکلیفوں میں رہنے والا ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: اتنی پیاری جنت ہے۔ یہ مسلم شریف کی حدیث ہے۔ فرمایا جب جنت میں جائے گا تو ایک منٹ سیکنڈ کے بعد کہے گا ﴿وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ﴾ اللہ مجھے تیری ذات کی قسم ہے۔ میں نے اَسی سال زندگی گزاری ہے۔ مگر مجھے کبھی ایک منٹ سیکنڈ بھی دکھ نہیں آیا۔

اَسی سالوں کے دکھ جنت بھلا دے گی۔ اتنی پیاری جنت ہے، فرمایا اتنی پیاری جنت ہے۔ پھر بھی اللہ اُس جنت کو سجا رہے ہیں، مثال کے طور پر اگر جلسہ ہونا ہو تو مساجد کو لوگ سجاتے ہیں کسی ایم پی اے نے آنا ہو تو جگہ کو سجایا جاتا ہے۔ حالانکہ آگے بھی جگہ ٹھیک ہوتی ہے۔ پھر بھی صفائی کی جاتی ہے، تیاری کی جاتی ہے کہ کوئی خاص مہمان آنے والا ہے۔ اسی طرح اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا کہ اللہ جنت کو تیار کرتے ہیں۔ جنت کو اللہ سجا دیتے ہیں جب رمضان کا پہلا روزہ آتا ہے تو اُس وقت اللہ کے عرش کے سائے کے نیچے سے جنت کے پتوں میں سے ایک خوشبودار میٹھی تازی ہوا چلتی ہے وہ حوروں کے پاس آتی ہے جب وہ ہوا حوروں کے پاس پہنچتی ہے۔ تو حوریں اُوپر آ کر کہتی ہیں۔ اے میرے بھائیو گناہ چھوڑ دو، اللہ کی قسم ہے یہ حوریں لے لو، گناہ چھوڑ دو اور یہ جنت لے لو، گناہوں سے کیا فائدہ ملتا ہے، گناہ سے جہنم ملتی ہے، نیکیوں سے جنت ملتی ہے۔ فرمایا جب جنت میں ہوائیں چلتی ہیں تو جب جنت کے پتے حرکت کرتے ہیں تو اُس وقت حوریں کیا کہتی ہیں ﴿فَقُلْنَ یَا رَبِّ اجْعَلْ لَّنَا﴾ کہہ دو سبحان اللہ۔ ترجمہ چاہے تم کو نہیں بھی آتا ہے پھر بھی سبحان اللہ کہہ دو کیونکہ بات ٹھیک ہے۔ جنت کی حوریں کہتی ہیں۔ جنت کی حور کی تعریف کروں تو اللہ کی قسم ہے کہ عقل ہی دنگ رہ جائے۔

میرے نبی ﷺ نے فرمایا کہ ساری دنیا کے نظام درہم برہم ہو جائیں گے، نہ چاند ہو، نہ سورج ہو، نہ تارے ہوں، نہ روشنیاں ہوں، کچھ بھی نہ ہو۔ فرمایا ایک مرتبہ تمہاری حور بیوی

آسمانوں سے جھانک دے تو پوری دنیا روشن ہو جائے گی۔ اتنی اعلیٰ اور خوب صورت حور ہے۔ کیا تعارف اُس حور کا ہے وہ حور کہتی ہے، کہتی ہے:

﴿ فَقُلْنَ يَا رَبِّ اجْعَلْ لَّنَا مِنْ عِبَادِكَ اَزْوَاجًا﴾

جب جنت اللہ نے سجائی تو پہلے روزے جنت میں سے ہوا چلتی ہے۔ اللہ کے عرش کے سائے کے نیچے فرمایا اُس وقت حوریں خوش ہو کر کہتی ہیں۔ اے اللہ یہ جنت جن کے لیے تیار کی جا رہی ہے یہ روزے داروں کے لیے تیار کی جا رہی ہے، روزے رکھنے والوں کے لیے تیار کی جا رہی ہے، جنت کی حوریں دعا کرتی ہیں کہ اے اللہ ہمارے خاوندوں کو جلدی جلدی جنت میں لے آ۔ ہمارے سر کے تاج کو جلدی جنت میں لے آ، اللہ وہ جب ہمارے پاس آئیں گے تو ہم اُن کو دیکھ کر اپنی آنکھیں ٹھنڈی کریں گی۔ جب وہ بھی ہم کو دیکھیں گے تو وہ بھی اپنی آنکھیں ٹھنڈی کریں گے۔ وقت کافی ہو چکا ہے باقی پھر ان شاء اللہ بیان کروں گا۔

اللہ پاک ہمیں رمضان کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ



مسلمان کے مسلمان پر حق

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

((قَالَ النَّبِیُّ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ سِتٌّ اِذَا لَقِيْتَهٗ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ وَاِذَا دَعَاكَ وَاِذَا اسْتَنْعَمَكَ فَانْصَحْ لَهٗ وَاِذَا عَطَسَ فَحِمَدَ اللّٰهَ فَشَمِّتْهُ وَاِذَا مَرِضَ فَعُدْهُ وَاِذَا مَاتَ فَاتَّبِعْهُ)) ۔ [رواہ مسلم]

اللہ رب العزت کا بہت بڑا احسان ہے کہ جس رب نے ہم سب کو مسلمان بنایا۔ میرے بھائیو! اسلام کی دولت بڑی عظیم دولت ہے۔ اسلام کی قدر پوچھنی ہے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پوچھیں، اسلام کی قدر پوچھنی ہے تو عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے پوچھیں، اسلام کی قدر پوچھنی ہے تو سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھیں، اسلام کی شان قدر اور مقام پوچھنا ہے تو سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے پوچھیں، اسلام کی قدر پوچھنی ہے تو ماں جی سمیہ رضی اللہ عنہا سے پوچھیں۔ اسلام کی قدر پوچھنی ہے تو آلِ یاسر رضی اللہ عنہ سے پوچھیں، اسلام کی قدر پوچھنی ہے تو سیّدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ سے پوچھیں۔ مختصر بات یہ ہے کہ اسلام کی قدر پوچھنی ہے تو نبی ﷺ کے دوستوں اور یاروں سے پوچھیں۔ ہمیں اسلام کی قدر اس لیے نہیں ہے کیونکہ ہمیں اسلام قبول کرنے میں کوئی محنت کوشش اور کوئی پریشانی نہیں آئی ہے۔ اس لیے ہمیں اسلام کی قدر نہیں ہے۔ سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ نے جب اسلام قبول کیا تو اسلام کی اتنی قدر کی کہ گرم کوئلوں پر لٹائے گئے ان کے جسم سے خون اور چربی پگھل پگھل کر وہ گرم کوئلے بجا رہی ہے۔ ایک دن اس طرح ہوا سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ ایک جگہ پر نہا رہے تھے، لباس اُتارا ہوا ہے تو دو چھوٹے چھوٹے

صحابی آئے وہ کہنے لگے اے چچا بلال رضی اللہ عنہ آپ کے جسم کو اس طرح سوراخ ہیں۔ جس طرح پرانی دیوار میں سوراخ ہوتے ہیں۔ اس طرح کی کمر ہم نے کسی آدمی کی نہیں دیکھی ہے، یہ آپ کو کس طرح ہوئے ہیں۔ تو سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کہنے لگے۔ اے بیٹو جب میں نے اسلام قبول کیا تھا تو کافر لوگوں نے مجھے بڑی تکلیفیں دیں۔ امیہ بن خلف مجھے بڑے بڑے انگاروں پر لٹا دیتا تھا کہتا تھا اسلام چھوڑ دو، ورنہ تمہیں تکلیفیں دوں گا۔ تو میں نے کہا یہ تو دنیا کی تکلیف ہے یہ تو دنیا کی آگ ہے جو کہ جہنم کے پانی سے ستر مرتبہ دھو کر آئی ہے۔ اگر میں نے امیہ اسلام کو چھوڑ دیا تو پھر مجھے جہنم کی آگ ملے گی۔ مجھے یہ دنیا کی آگ برداشت ہے مجھے دنیا کی تکلیفیں برداشت ہیں مجھے دنیا کے سارے دکھ برداشت ہیں مگر مجھے اسلام چھوڑ کر جہنم میں جانا برداشت نہیں ہے۔

میرے بھائیو! اگر اس طرح کا ذہن ہمارا ہو تو کبھی ہم اسلام کی توہین نہ کریں لیکن ہم خود اسلام کی توہین کر رہے ہیں۔ اگر اسلام کی قدر پوچھنی ہے تو مائی سمیہ رضی اللہ عنہا سے پوچھیں، کافر لوگوں نے ان کو اتنی سزائیں دیں کہ مائی سمیہ رضی اللہ عنہا بے ہوش ہو جاتی ہیں اس کے بعد کہنے لگے کہ چلو اب کلمہ چھوڑ دو، ورنہ تمہیں بہت بڑی سزا دیں گے۔ کہنے لگیں کہ کیا بڑی سزا دو گے آخر کار یہ ہوگا کہ میں مر جاؤں گی تو مجھے شہادت مل جائے گی۔ شہادت کے بعد اللہ پھر مجھے آرام والی جنت عطا کرے گا۔ انبیاء علیہم السلام کا ساتھ مل جائے گا، اللہ کے عرش کے قریب محل مل جائے گا، سونے اور چاندی کے محل مل جائیں گے، دودھ اور شراب کی نہروں میں میں عیش کروں گی۔ مجھے یہ دنیا میں تکلیفیں برداشت ہیں۔ میرا تم کیا کر سکتے ہو میری جان ہے وہ تو چلی ہی جانی ہے۔ اگر اسلام کے لیے چلی گئی تو یہ سودا مہنگا نہیں ہے۔ اسلام کی قدر یہ لوگ کر رہے ہیں، یہ ایک عورت ہے۔ اُن کافروں نے دو اُونٹ منگوائے پھر دو اُونٹوں کے درمیان مائی سمیہ رضی اللہ عنہا کو باندھ دیا۔ ایک اونٹ کا منہ اس طرف اور دوسرے اُونٹ کا اُس طرف کر دیا۔ جب وہ اُونٹ دوڑے تو مائی سمیہ رضی اللہ عنہا کے دو ٹکڑے ہو گئے۔

میرے بھائیو! اس سے پہلے جب مائی سمیہ رضی اللہ عنہا کو میدان میں لایا گیا تھا۔ تو اس

عورت کا کیا گناہ تھا وہ عورت چوری نہیں کرتی تھی، اس نے بکواس نہیں کی تھی، کسی کو برا بھلا نہیں کہتی تھی، صرف اسلام قبول کرنا آج اس کا جرم ہے پہلے کافر آیا اُس نے اس مائی کی شرم گاہ پر نیزہ مارا اور وہ زمین پر گر کر تڑپنے لگیں۔ کافر کہنے لگا کہ یہ سزا کم ہے اب میں تمھیں ڈبل سزا دینے لگا ہوں۔

ماں سمیہ رضی اللہ عنہا کہنے لگیں کہ جتنی بڑی مرضی سزا دے دو، لیکن میں اسلام چھوڑنے کے لیے تیار نہیں ہوں۔ مائی سمیہ رضی اللہ عنہا نے اپنے دو ٹکڑے کروا لیے مگر اسلام پر داغ نہ لگنے دیا۔ میرے بھائیو! سیّدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے اسلام کی خاطر اپنے جسم کے اسی ٹکڑے کروا لیے۔ کافروں نے ان کا کلیجہ چبایا، چبا کر اپنے گلے کا ہار بنالیا، اتنی بڑی تکلیف دی گئی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ چچا جان سیّدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ ہیں اس لیے ان لوگوں کو اسلام کی قدر ہے جن کو تکلیف کے ساتھ کوئی چیز ملی ہو، تو اس کو پھر قدر بھی ہوتی ہے۔ یہ دنیا کا اصول ہے۔ آج کل ہمارا حال یہ ہے ہم سچے پکے مسلمان تو ہیں لیکن نہ ہماری اسلام سے شکل ملتی ہے، نہ اسلامی لباس ہے، نہ اسلامی سوچ ہے، نہ اسلامی کھانا پینا ہے، نہ اسلامی عدالت ہے، نہ اسلامی چوک ہے، نہ اسلامی محل ہے، نہ اسلامی بازار ہے، ہم سب کی سوچ مختلف ہوگئی ہے جو یہودیوں کی طرف سے کوئی چیز آئے تو ہم بہت جلدی وہ قبول کرتے ہیں۔ لیکن جو عرشِ بریں سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے آئے وہ ہم قبول ہی نہیں کرتے ہیں۔

میرے بھائیو! کیا خیال ہے داڑھی رکھنا اسلام ہے کہ نہیں۔ لیکن ہم اپنے ہاتھوں سے اسلام کو قتل کر کے گندی نالیوں میں پھینک رہے ہیں کیا یہ اسلام کی قدر ہے۔ میرے بھائیو قدر اُن لوگوں کو اسلام کی تھی جو لوگ تکلیفیں اُٹھا اُٹھا کر اسلام میں داخل ہوئے تھے۔

اسلام نے جس چیز سے ہم کو منع کیا ہے ہم اس سے رکے نہیں ہیں۔ پھر ہمیں مسلمان کون کہتا ہے۔ آج کل میں بھی مسلمان ہوں تم بھی مسلمان ہو۔ اہلحدیث بھی مسلمان ہیں، اہل سنت بھی مسلمان ہیں، دیوبندی بھی مسلمان ہیں، بریلوی بھی مسلمان ہیں۔ ہر کوئی مسلمان ہے لیکن میرے بھائیو! جب قیامت کا دن ہوگا تو وہاں دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی

ہو جائے گا۔ جس کو رب مسلمان کہے گا جس کو نبی ﷺ مسلمان کہیں گے تو وہ مسلمان سمجھا جائے گا۔ اس طرح قیامت کو پتہ چلے گا اللہ پاک فرمائیں گے اے آدم علیہ السلام جی اپنی اولاد کی ذرا چھانٹ بینٹ کریں تو اُولاد کی چھانٹ بینٹ کس طرح ہوگی کہ ایک ہزار آدمیوں کی لائن لگائی جائے گی تو ایک جنت کی طرف بھیجا جائے گا۔ باقی نو سو ننانوے جہنم کو چلیں جائیں گے۔ جس میں اہلحدیث، اہل سنت، دیوبندی اور بریلوی بھی بہت زیادہ ہوں گے۔

مسئلہ کیا ہے، مسئلہ یہ ہے کہ تمہیں سر سے لے کر پاؤں کی انگلی تک اسلام میں آنا چاہیے تھا۔ نبی ﷺ کا حکم ماننا چاہیے تھا۔ قرآن کا کہنا ماننا چاہیے تھا، رب کا حکم ماننا چاہیے تھا، اسلام روکتا تو رک جانا چاہیے تھا، اسلام چلنے کا حکم دیتا تو چلنا چاہیے تھا، اسلام میں تم کو جکڑا رہنا چاہیے تھا۔ میرے نبی ﷺ نے ایک مثال دے کر سمجھایا تھا۔ فرمایا! مسلمان اُسے کہتے ہیں جس طرح اُونٹنی ہے تو اُس کے منہ میں نکیل ہے، جس طرف اُس کا مالک لے کر جاتا ہے تو وہ اُس طرف چلی جاتی ہے۔ جہاں بٹھا دے وہ وہاں بیٹھ جاتی ہے۔

میرے بھائیو! اس طرح ہمیں کلمہ پڑھنے کے بعد اپنی مرضی نہیں کرنی چاہیے بلکہ ہماری زندگی کے جتنے بھی معاملات ہیں تو ہماری زندگی کی ڈور پیارے نبی ﷺ کے ہاتھ میں ہے۔ نبی ﷺ جہاں سے روکیں وہاں سے رُک جاؤ۔ نبی ﷺ جو بات کہیں اُس پر عمل کرو، اس کو مسلمان کہتے ہیں۔ کیا نبی ﷺ نے نہیں کہا کہ داڑھیاں رکھو، کیا نبی ﷺ نے نہیں کہا کہ گانے نہ سنو، کیا نبی ﷺ نے نہیں کہا کہ پانچ نمازوں کی پابندی کرنی ہے، کیا نبی ﷺ نے نہیں کہا کہ جب عورت جوان ہو جائے تو اس کی فوراً شادی کردو لیکن ہم جہیز کی تلاش میں برادری اور رشتے کی تلاش میں سونے چاندی گی تلاش میں پڑھے لکھے کی تلاش میں ہمیں کتنے کتنے سال ہوگئے۔ ہمارے گھر میں بچیاں بوڑھی ہوگئیں وہ چالیس چالیس سال کی ہوگئیں لیکن اب تک ہم نے اُس لڑکی کی شادی نہیں کی ہے۔

میرے بھائیو! یہ اسلامی سوچ نہیں ہے بلکہ یہ یہودیوں کی سوچ ہے کیونکہ یہودی کہتے ہیں کہ جہیز کے بغیر لڑکی کی قدر نہیں ہے لیکن میرے نبی ﷺ نے تو کوئی قید نہیں لگائی ہے۔

میرے بھائیو کونسی بات کروں اور کون سی نہ کروں کیونکہ ہر گناہ ہم میں پایا جا رہا ہے، ہر نیکی سے ہم محروم ہیں۔

میری باتیں سب غور سے سنا کریں، میں نے کبھی کسی کے بارے میں بات نہیں کی ہے۔ میں تو مذہب کو آگے رکھ کر حق بیان کرتا ہوں۔ میرے بھائیو ایک دور وہ تھا نبی ﷺ حدیث بیان کرتے اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی تعریف ہوتی تھی۔ نبی ﷺ کسی بات سے منع کرتے تو وہ گناہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں نہ پایا جاتا تھا۔ میرے بھائیو وہ سب کی سب غلطیاں اور جرم کافروں یا مشرکوں سے نکلتے ہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کوئی بھی گناہ نہیں کرتے تھے۔ لیکن آج کیا بات ہے کہ کوئی بھی قرآن کی آیت پڑھیں یا کوئی بھی حدیث پڑھیں تو وہ فٹ ہی مسلمان پر ہوتی ہے۔

اس طرح لگتا ہے کہ جیسے قرآن ہمارے خلاف نازل ہوا ہے، اس طرح لگتا ہے کہ جیسے نبی ﷺ کی احادیث ہمارے خلاف آرہی ہیں، اسلام نے ایک اور بھی سبق سکھایا ہے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اس حدیث کو بیان کرتے ہیں جو حدیث خطبہ میں میں نے تمہارے سامنے پڑھی ہے، یہ حدیث مسلم شریف میں آتی ہے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اس حدیث کو بیان کرتے ہیں۔ اس حدیث میں نبی ﷺ نے چھ باتیں کی ہیں کچھ حقوق اللہ ہوتے ہیں، کچھ حقوق العباد ہیں، حقوق اللہ تو شاید اللہ تعالیٰ معاف کر دے اگر شرک نہ کیا ہوا ہو، شرک معاف نہیں ہونا ہے۔ نبی کا بیٹا شرک کرے تو معافی نہیں ہے، نبی کا باپ شرک کرے تو معافی نہیں ہے۔ نبی کا کوئی رشتہ دار شرک کرے تو معافی نہیں ہے بلکہ یہ ایک مستقل موضوع ہے۔ پھر کبھی بیان کروں گا۔

اللہ تعالیٰ نے اٹھارہ انبیاء علیہم السلام سے مخاطب ہو کر کہا اے نبیو! اگر تم سے بھی شرک ہو گیا تو میں یہ برداشت نہیں کروں گا۔ بلکہ تمہارے سب کے سب عمل برباد کر دوں گا۔ شرک اتنی بڑی لعنت ہے، شرک کہتے کس کو ہیں۔ یعنی کسی کا حق کسی اور کو دے دینا۔ عبادت کے لائق اللہ ہے، مشکل کشاء اللہ ہے، حاجت روا اللہ ہے، بیٹے بیٹیاں دینے والا اللہ ہے، مختار کل اللہ ہے، ہر چیز پر قادر اللہ ہے، نفع اور نقصان کا مالک اللہ ہے، موت و حیات کا مالک اللہ ہے۔ یعنی جتنے بھی مذہب دنیا پر آئے ہیں ان کا حق بنتا ہے کہ یہ سب صفتیں اللہ کے لیے رکھیں۔

اس کو عقیدہ کہتے ہیں اور یہ صحیح ہے۔

بحرحال میرے بھائیو! نبی ﷺ کی حدیث سنیں مسلمان کے ایک دوسرے پر کچھ حقوق ہیں۔ اُن کے بارے میں نبی ﷺ نے فرمایا ہے:

((قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ سِتٌّ))

"ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حق ہیں"

عربی میں ست چھ کو کہتے ہیں۔ فرمایا! ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حق ہیں۔ یہ نبی ﷺ کا فرمان ہے۔ مسلمان کا پہلا حق کیا ہے کتنی پیاری بات آپ ﷺ نے فرمائی ہے۔ "اِذَا لَقِیْتَه فَسَلِّمْ عَلَیْهِ" میرے نبی ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں اس طرح خطبہ ارشاد فرمایا اور یہ چھ حق سنائے۔ اسی طرح میں نے بھی خطبہ میں یہ حدیث پڑھی ہے، عمل کرو نہ کرو وہ تمہاری اپنی مرضی ہے مگر غور ضرور کریں کہ آج مسلمان کیا کر رہا ہے۔ مسلمان کا مسلمان پر کیا حق تھا، لیکن آج مسلمان کیا کر رہے ہیں۔ اللہ جانتا ہے کہ یہ سب لوگ کہاں جائیں گے۔ جو نبی ﷺ نے کہا ہے اُس پر عمل نہیں ہے۔ یہودیوں کے سب پروگراموں پر عمل ہے۔ لیکن میرے نبی ﷺ کے خطبہ پر عمل نہیں ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے یہ خطبہ ارشاد فرمایا: اس میں صحابہ رضی اللہ عنہم کو یہ تقریر سنائی۔ اس حدیث میں نبی ﷺ نے چھ باتیں کیں۔ فرمایا:

((اِذَا لَقِیْتَهٗ فَسَلِّمْ عَلَیْهِ .))

میرے نبی ﷺ نے فرمایا: جب مسلمان کسی دوسرے مسلمان سے ملے، اُس سے ملاقات کرے تو اس سے کہے السلام علیکم۔ بظاہر تو یہ بڑی چھوٹی اور معمولی باتیں سمجھی جاتی ہیں۔ میرے بھائیو! مگر ان کا مقام بہت زیادہ ہے۔ جب مسلمان کسی سے ملے تو اُسے سلامتی کی دعا دے۔ فرمایا جس حال میں بھی ملے السلام علیکم کہے۔ لیکن ایک ایسی حالت ہے جب آدمی پیشاب کر رہا ہو، قضائے حاجت کے لیے بیٹھا ہو، غسل خانے میں ننگا کھڑا ہو، تو اس وقت سلام نہیں کہنا ہے۔ باقی ہر حالت میں آدمی کو سلام کہنا چاہیے۔ لیکن یہاں سے لوگ مسئلے نکالے جا رہے ہیں۔ اللہ کے نبی ﷺ نے تو یہ بات عام فرما دی ہے۔

یہ عام میرے نبی ﷺ کا جملہ ہے لیکن لوگ کہتے ہیں کہ جب آدمی قرآن پڑھ رہا ہو، تو بھلا اُس وقت بھی سلام کہنا چاہیے۔ قرآن پڑھنا بھی اسلام ہے اور سلام کہنا بھی اسلام ہے۔ بھلا یہ کس طرح ہوسکتا ہے یہ کوئی گانا تو نہیں ہے کہ جب کوئی قرآن پڑھ رہا ہو تو سلام آدمی نہ کہے یہ کوئی گناہ کی بات نہیں ہے۔

کہتے ہیں کہ جب کوئی وضو کر رہا ہو تو کیا اس وقت سلام کہنا جائز ہے۔ قرآن پڑھنا تو اور بات ہے، قرآن پڑھتے پڑھتے تو آدمی کسی سے بات بھی کرسکتا ہے۔ لیکن وضو کرتے وقت اگر کوئی ضروری بات ہو تو وہ بھی کرسکتا ہے۔ مگر ویسے گپ شپ نہیں لگانی چاہیے۔ کئی بڑے صوفی ہوتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ تم وضو کر رہے ہو لیکن ساتھ باتیں کر رہے ہو۔ میرے بھائیو! منع کی کوئی حدیث نہیں ہے، وضو کے وقت کوئی اہم بات کرلینا یا دنیاوی کرلینا وہ تو پھر بھی جائز ہے لیکن سلام تو پھر بھی بہت بڑی چیز ہے۔ یہ تو اور بات ہے لیکن اور سنیں۔ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ سے سوال کرتے ہیں۔ یہ ابوداؤد میں حدیث ہے۔

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اے بھائی بلال رضی اللہ عنہ! مجھے یہ بتائیں کہ جب آدمی نماز میں کھڑا ہو تو کیا اس وقت سلام کا جواب دینا جائز ہے۔ کیا یہ نبی ﷺ کا کوئی فرمان ہے تو سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کہنے لگے ہاں ہاں جب نماز پڑھی جا رہی ہو، ذرا غور کریں یہ تم کو نئی نئی باتیں لگ رہی ہوں گی۔ لیکن اسلام کی شان اور مقام ہی بہت زیادہ ہے۔ آج ہم نے اسلام کہنا چھوڑ دیا، گانے کہنے شروع کردیئے، غلط باتیں کہنا شروع کردیں، بکواس عام کی جارہی ہے، گانے عام چل رہے ہیں، مگر سلام کہنا بھی عجیب ہے۔ پاکستان کے ڈرائیوروں کا سلام یہ ہے کہ کوئی ڈرائیور پاس سے بس یا کار گزار رہا ہو تو وہ دور سے کھڑے ہوکر ہاتھ کا اشارہ کر دیتا ہے۔ اس طرح سلام کیا جا رہا ہے کیونکہ یہ انگریز کا طریقہ تھا۔ یہ منظور ہوگیا ہے وہ بھی آگے سے اس طرح ہاتھ ہلا دیتا ہے۔ یہ سلام کہا جا رہا ہے، نہ کبھی کچھ پڑھا ہے نہ کبھی پڑھایا ہے۔ اشارہ کرنا تو حدیث میں نہیں آتا ہے۔ لکھا تو وہ ہے جو تمہاری زبان سے ادا ہو، اچھا ایسے ایسے بھی ڈرائیور مسلمان ہیں جو دوسرے ڈرائیور کو ماں کی گالی دیتا ہے وہ آگے سے اُس

کو بہن کی گالی دے دیتا ہے۔ پوچھا جاتا ہے کہ یار وتم نے گالی کیوں دی ہے، ماں کا گناہ کیا ہے اور تمہاری بہن کا گناہ کیا ہے۔ وہ تو باحیا عورتیں اپنے گھروں میں ہیں، اُن کا یہ قصور ہے کہ اُن ماؤں نے تمہارے جیسے گندے بے غیرت پیدا کیے ہیں تم نے اُن کو کیوں گالی دی ہے تو آگے سے کہتے ہیں کہ تم مولوی حضرات کو کیا پتہ ہے آج کل دنیا چاند پر پہنچ گئی ہے۔ یہ نئے دور کا سلام ہے۔ اس کو سلام کہا جا رہا ہے۔ جاؤ بے غیرتو، ظالمو گالیاں نکالنا تو منافق آدمی کی پہچان ہے۔ ہمارے ملک کا بیڑا غرق نہیں ہوگیا۔ پھر کہتے ہیں کہ ہمیں حکمران اس طرح کا ملا ہے آج ہم پر ظلم و زیادتی بہت زیادہ ہے۔

میرے بھائیو! جس طرح کی قوم ہوگی تو اس طرح کا ہی حکمران ہوگا، اگر تم گناہ نہیں چھوڑو گے تو پھر اس طرح کے ہی حالات پیدا ہوں گے۔ کتنے آدمی پریشان ہیں۔

بحرحال میرے بھائیو! نبی ﷺ نے فرمایا: جب کسی سے ملو تو **السلام علیکم** کہو۔ نبی ﷺ کی ایک اور حدیث ہے۔ فرمایا جب تم نماز پڑھ رہے ہو تو تم نے نماز میں سلام کا جواب دینا نہیں ہے۔ اگر ایک آدمی آتا ہے کہتا ہے **السلام علیکم** تو تم جس حالت میں کھڑے ہو، فرمایا تو اُس حالت میں اپنے ہاتھ کا اشارہ کردو، کئی کہتے ہیں نماز میں سلام جائز نہیں ہے، کیا سلام منع ہے۔ اگر سلام منع ہوتا تو میرے نبی ﷺ کہہ دیتے کہ تم نماز میں سلام نہیں کہہ سکتے ہو لیکن آپ ﷺ تو جواب دے رہے ہیں کہ نماز پڑھنے والا زبان سے جواب نہ دے بلکہ ہاتھ کا اشارہ کردے۔

اتنا ضروری سلام ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اتنا زیادہ سلام پر عمل ہے کہ جب نبی ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سفر کرتے تھے اگر دو صحابی سفر پر جا رہے ہیں۔ سبحان اللہ کتنا اُن کا سلام پر عمل ہے۔ فرمایا! سفر کرتے کرتے اگر راستے میں کوئی درخت آ گیا ہے ایک آدمی درخت کی اس طرف سے آیا۔ دوسرا دوسری طرف سے آیا تو فرمایا پھر بھی جب ملو تو کہو السلام علیکم۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اس بات پر اتنا زیادہ عمل ہے۔ میرے نبی ﷺ نے فرمایا: اگر درمیان میں اینٹ حائل ہو جائے اب اینٹ کے اوپر سے تو آدمی نے گزرنا نہیں ہے، ایک آدمی اینٹ کی

اس طرف سے گزرا، ایک آدمی اینٹ کی اس طرف سے گزرا تو فرمایا جب سیکنڈ کے بعد ملاقات ہوگی تو پھر کہہ دو السلام علیکم۔

میرے بھائیو! اس طرح سلام کو عام کردو۔ میرے نبی ﷺ جب مکہ چھوڑ کر مدینہ گئے تھے تو مدینہ کے لوگوں نے استقبال کیا۔ مدینہ کے لوگ بہت خوش ہوئے تو میرے نبی ﷺ نے سب سے پہلے جو خطبہ دیا تو فرمایا! اے لوگو مجھے پہچاننے والو یا نہ پہچاننے والو سنو میں تم کو ایک وعظ کرتا ہوں۔ میرے نبی ﷺ نے فرمایا میں تم سے ایسی بات کرنے لگا ہوں ایسا تحفہ دینے لگا ہوں، اگر تم اس تحفے کو عام کردو گے تو محبتیں پیدا ہو جائیں گی۔ عداوتیں ختم ہو جائیں گی۔ تو فرمایا کرنا کیا ہے:

((اَفْشُوا بَیْنَکُمُ السَّلَامَ وَاَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَصِلُوا الْاَرْحَامَ وَصَلُّوْا بِالَّیْلِ وَالنَّاسُ نِیَامٌ))

میرے نبی ﷺ نے مدینہ جا کر چار باتیں کیں، فرمایا سلام کو عام کردو، چلتے بھی سلام کرو بیٹھتے بھی سلام کرو، سواری پر ہو تو پھر سلام کرو، پیدل ہو تو پھر سلام کرو، باہر جا رہے ہو تو پھر سلام کرو، گھر سے نکلو تو پھر سلام کرو، گھر آؤ پھر سلام کرو، بچوں سے سلام کہو، اپنی بیوی سے سلام کہو، ہر آدمی سلام کو عام کردے۔ بلکہ قرآن نے کہا ہے:

﴿وَاِذَا حُیِّیْتُمْ بِتَحِیَّةٍ فَحَیُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا﴾ (النساء:86)

ایک دوسرے کو تحفے دیا کرو کونسے تحفے دیتے ہیں کیا گندی کیسٹیں، ویڈیو فلمیں، ٹی وی، وی سی آر یا پھر غلط تحفے دیتے ہیں۔ نہیں یہ تحفے نہیں دیتے ہیں۔ فرمایا! تم نے تحفے دینے ہیں تو اچھے دینے ہیں۔ جب کوئی کسی کو تحفہ دے، تو وہ تحفہ لے کر ہڑپ نہ کر جائے بلکہ وہ بھی آگے سے تحفہ دے۔ فرمایا ایک دوسرے کو اچھے تحفے دو تا کہ تمہاری آپس میں محبت برقرار رہے۔ فرمایا اگر تم نے تحفہ دیا ہے تو دوسرا اُس سے بڑھ کر تحفہ دے۔ اگر بڑھ کر نہیں دے سکتے ہو تو چلو برابر کا تحفہ دے دو۔ برابر کیا ہے۔

میرے نبی ﷺ نے فرمایا! وہ تحفہ یہ ہے السلام علیکم۔ تو دوسرا آگے سے کہے وعلیکم

السلام۔ پھر آدمی کہے ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ پھر دوسرا بھی آگے سے کہے ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔
میرے نبی ﷺ کے پاس ایک صحابی آیا۔ کہتا ہے السلام علیکم یا رسول اللہ تو میرے نبی ﷺ فرمانے لگے وعلیکم السلام بس یہی کہا۔ ایک اور صحابی آیا وہ کہتا ہے السلام علیکم ورحمۃ اللہ تو میرے نبی ﷺ نے فرمایا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ ایک اور صحابی آیا آ کر کہتا ہے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ تو میرے نبی ﷺ نے سلام کا جواب دیا اور ساتھ تیس کہا اب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پوچھنے لگ پڑے اے نبی ﷺ جی پہلے بھی صحابہ آتے تھے لیکن آپ نے دس کبھی نہیں کہا ہے۔ پہلے بھی صحابہ آتے تھے مگر آپ نے بیس کبھی نہیں کہا ہے۔ پہلے بھی صحابہ رضی اللہ عنہم آتے تھے مگر آپ ﷺ نے تیس کبھی نہیں کہا ہے لیکن آج کیا وجہ ہے آج کل سلام میں ایک اور اضافہ کیا جا رہا ہے۔ کہتے ہیں ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ وَمَغْفِرَتُهٗ وَمَغْفِرَتُهٗ'' کے لفظ حدیث سے ثابت نہیں ہیں۔ ہاں ایک ابوداؤد میں حدیث ہے لیکن وہ حدیث ضعیف ہے۔ اس حدیث میں دو راوی ہیں لیکن وہ راوی کذاب ہیں۔ یہ حدیث صحیح نہیں ہے کئی کہتے ہیں ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ وَمَغْفِرَتُهٗ'' یا کئی کہتے ہیں ''جَنَّتُهٗ حَلَالُهٗ وَجَهَنَّمُ حَرَامُهٗ'' یہ سب اسلام میں بیچ لگائے گئے ہیں یہ جائز نہیں ہے، صرف ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ'' یہ کہنا چاہیے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جب پوچھا تو اب میرے نبی ﷺ نے جواب دیا۔ فرمایا! اے میرے صحابہ رضی اللہ عنہم جس آدمی نے کہا السلام علیکم تو اس کو دس نیکیاں مل گئیں جو کہتا ہے ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ'' اُس کو بیس نیکیاں مل گئیں۔ جو کہتا ہے ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ'' تو اس آدمی کے اعمال نامہ میں اللہ نے تیس نیکیاں لکھ دی ہیں۔ اب تم کہو گے کہ اتنا بڑا اہم نے کام کیا ہے، اتنا لمبا جملہ ادا کیا ہے، لیکن بس تیس نیکیاں ملی ہیں۔ یہ بھی کوئی مقام ہے۔ میرے نبی ﷺ نے آگے فرمایا جو آدمی نیکی کرتا ہے۔ اگر وہ ایک نیکی کرتا ہے تو اُس کی دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ جو آدمی ایک مرتبہ سلام کہتا ہے تو اس کی تیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ فرمایا پھر اللہ ایک نیکی کو بڑھاتا چلا جاتا ہے، بڑھاتا چلا جاتا ہے'

ایک حدیث میں آتا ہے سات سو نیکی بن جاتی ہے۔ لیکن ابھی بھی بس نہیں بلکہ اتنی نیکیاں بڑھتی جاتی ہیں، بڑھتی جاتی ہیں۔

ایک نیکی کرنے والا جب قیامت کو آئے گا تو اس کی وہ ایک نیکی اُحد پہاڑ سے بھی بڑی ہوئی ہوگی۔ اور جو ''اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ'' کہتا ہے۔ اُس کو تو تیس نیکیاں ملتی ہیں تو ہر نیکی کو اُحد پہاڑ بنایا جائے تو کتنی نیکیاں بن جائیں گی۔ میرے بھائیو جو کسی کو گالی دیتا ہے جو بہن کی گالی یا ماں کی گالی دیتا ہے تو اس کے اعمال نامہ میں گناہ نوٹ ہو جاتا ہے۔ فرمایا جو ایک گناہ کرتا ہے تو وہ گناہ بھی بڑھتا بڑھتا کل قیامت کو اُحد پہاڑ جتنا ہی نظر آئے گا۔ اس پر بھی غور کریں۔

بحر حال میرے بھائیو! نبی ﷺ کی حدیث سنیں یہ پہلی بات ہے اس بات یعنی سلام پر وضاحت کریں تو یہ کافی لمبی چوڑی بات ہے۔ ایک صحابی ہے جس کا نام سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ہے کتنی قدر اُن لوگوں کو اسلام کی ہے۔ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ رات کو جب گھر آتے ہیں تو اپنے سارے دن کا حساب کتاب کرتے ہیں جس طرح کوئی دوکان دار ہے تو وہ حساب کرتا ہے کہ کل میری سیل لاکھ ہوئی تھی آج اسی ہزار سیل ہوئی ہے۔ پھر سوچتا ہے کہ مجھ سے کیا غلطی ہوئی ہے کہ آج کم سیل ہوئی ہے۔ اگلے دن پھر وہ جھوٹ بول کر لاکھ سے بھی اُوپر سیل کرے گا۔ لیکن صحابہ رضی اللہ عنہم کا یہ ذہن نہیں تھا یہ صحابی رسول ﷺ ہے۔ رات کو اپنی زندگی کا حساب کرتا ہے۔ جب اُس کے گناہ زیادہ اور نیکیاں کم ہوتی ہیں تو پھر صحابی پریشان ہو جاتا ہے۔

تو یہ صحابی اور ایک اور ساتھی بازار کی طرف نکل گئے، پھر منڈی گئے، پھر منڈی سے ہو کر واپس آ گئے۔ ایک صحابی اور ساتھ ہے۔ وہ صحابی کہنے لگا اے بھائی جان لوگ منڈی میں آ کر تجارت کرتے ہیں لیکن آپ نے اپنا وقت ضائع کر دیا ہے۔ آپ نے تجارت کوئی نہیں کی ہے تو سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے۔ اگر کوئی آدمی تجارت کرے اگر کپڑے کی تجارت کرے تو اس میں منافع بھی ہے اور نقصان بھی ہے، اگر کوئی آدمی گندم کی تجارت کرے تو اس میں نفع بھی ہے اور نقصان بھی ہے، اگر کوئی آدمی دنیاوی کوئی بھی تجارت کرے

تو اُس میں نفع بھی ہے اور نقصان بھی ہے لیکن میں آج بازار سے ایسی تجارت کر کے آیا ہوں جس میں نقصان نہیں ہے بلکہ منافع ہی منافع ہے۔ صحابی رضی اللہ عنہ کہنے لگا کہ آپ نے کون سی تجارت کی ہے تو کہنے لگے کہ میں اپنا ہر روز حساب کرتا ہوں صحابی دیکھیں کیسا پیارا ہے۔

اگر کل اُس نے بیس ہزار نیکی کی ہے تو کہتا ہے آج تو میری نیکی چالیس ہزار ہونی چاہیے تھی کیونکہ میں آج موت کے زیادہ قریب چلا گیا ہوں تو اس لیے مجھے زیادہ تیاری کرنی چاہیے۔ صحابی کہنے لگا کل میری نیکیاں اتنی تھیں لیکن آج میری نیکیاں کم تھیں۔ اس لیے میں اپنی نیکیوں کو زیادہ کرنے کے لیے بازار میں چلا گیا جو مجھے ملتا اُسے میں السلام علیکم کہتا۔ کیونکہ منڈی میں بہت سے لوگ جمع ہوتے ہیں۔ اس لیے میں نے وہاں پر کسی کو سلام کہا پھر میں واپس آ گیا۔ اس طرح میری نیکیاں آج زیادہ ہوگئی ہیں۔

میرے بھائیو! صحابہ رضی اللہ عنہم اپنی نیکیوں کو السلام علیکم کہہ کہہ کر زیادہ بنا لیتے تھے کیوں جی آپ السلام علیکم کہا کرو گے یہ بہت زبردست تحفہ ہے۔ اگر آدمی کسی سے ناراض ہو، تو بار بار اُس کو سلام کہو گے تو ایک وقت آئے گا کہ وہ آدمی صلح کر لے گا۔ سلام تو بہت بڑی نعمت ہے اگر رات کے وقت کوئی ڈاکو چور بندوقیں پکڑ کر کھڑے ہوں تم زور سے السلام علیکم کہہ دو تو اُن کا ہتھیار نہیں اُٹھے گا۔ اگر وہ سلام کا جواب دے دے تو وہ پھر تم پر حملہ نہیں کرے گا۔ اتنا پیار السلام علیکم میں ہے، اتنی برکت السلام علیکم میں ہے، اتنی رحمت میرے نبی ﷺ کے اس فرمان میں ہے، آگے بات سنیں:

نبی پاک ﷺ نے فرمایا یہ دوسری بات ہے "وَاِذَا دَعَاكَ فَاَجِبْهُ" جب کوئی مسلمان کسی کی دعوت کرے تو پھر اُس کی دعوت کو قبول کرو۔ اس میں بھی آج کل فرق ہے، دعوت لوگ ان کی کرتے ہیں جو کافی امیر ترین ہو، خوشامد والی دعوت کرتا ہے کہ چلو آج میں اس کی دعوت کروں گا تو کل مجھے اس سے فائدہ ملے گا۔ اس طرح کی دعوت کا کوئی فائدہ نہیں ہے، دعوت کرو تو غریبوں مسکینوں کو بلاؤ، دعوت عام کرو، اگر دعوت چودھریوں کی کرنی ہے اگر ان لوگوں کی کرنی ہے جو دین سے بھٹکے ہوئے ہیں اپنے ذہن میں پھر طمع یا لالچ نہ ہو کہ کل میں

اس سے دنیاوی فائدہ اُٹھاؤں گا۔ یعنی فائدہ بھی دینی ہو آج تم بھی اس طرح کی دعوت کرتے ہو۔ میرے نبی ﷺ بھی دعوت کرتے ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی دعوت کرتے ہیں۔ میرے نبی ﷺ نے غریبوں کی بھی دعوت کی۔

ایک دعوت میرے نبی ﷺ نے مکہ کے بڑے بڑے سرداروں ابوجہل وغیرہ جیسوں کی کی۔ جب میرے نبی ﷺ نے بڑے بڑے سرداروں کی دعوت کی۔ تو اس دعوت میں میرے نبی ﷺ نے بکرے کا گوشت پکایا۔ بڑے بڑے سردار آئے اُن سرداروں میں سیّدنا علی رضی اللہ عنہ بھی آئے۔ جب انہوں نے دعوت کھا لی میرے بھائیو! نبی ﷺ نے ان سرداروں اور امیروں کی دعوت اس لیے کی تھی تا کہ یہ میری پیار سے بات سن سکیں۔ پھر میں ان کو جو بھی دعوت دوں گا تو آگے سے اگر میرا کلمہ نہ بھی پڑھیں گے تو لیکن میری مخالفت بھی تو نہیں کریں گے، کیسا ذہن میرے نبی ﷺ کا ہے۔ جب نبی ﷺ نے دعوت کر دی تو دعوت کرنے کے بعد آپ ﷺ نے خطبہ دیا۔ آپ ﷺ کہنے لگے اے چودھریو! اے سردارو! اے عربیو! اے عربی کے ماہر انسانوں ذرا غور کرنا میں نے تمہاری دعوت کی ہے تو آج میں تم سے ایک بات کرنے لگا ہوں۔ آپ ﷺ فرمانے لگے کہ مجھے اللہ نے نبی بنا کر بھیجا ہے۔ مجھے اللہ نے رسول بنا کر بھیجا ہے مجھے اللہ نے نبی بنایا ہے میں تم کو ایک رب کی دعوت دے رہا ہوں۔ اے سردارو کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاؤ، میرا دین اختیار کرلو، میری دعوت پر لبیک کہہ دو۔ سارے چودھری جو پتھر مارنے والے ہیں لیکن آج کوئی بھی سر اُٹھاتا نہیں ہے۔ سب کے سر زمین کی طرف جھک گئے تو سیّدنا علی رضی اللہ عنہ اُٹھے کہا لبیک یا رسول اللہ ﷺ۔ اے نبی ﷺ جی میں آپ کا کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا ہوں، دن کو بھی دعوت کی تائید کروں گا، رات کو بھی دعوت کی تائید کروں گا، میں آپ ﷺ کا حکم مانوں گا آج کے بعد میں آپ ﷺ کے تابع ہو گیا ہوں۔ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ مسلمان ہو گئے۔

میرے بھائیو! نبی ﷺ نے فرمایا: اگر کوئی اچھی دعوت دے تو اس کو قبول کرنا چاہیے۔ اس طرح نہیں کہنا چاہیے یار یہ تو غریب ہیں کوئی بہانہ بنا کر ٹال دیتے ہیں اگر کسی امیر وغیرہ

نے دعوت کی ہے اگر میں اس کی دعوت پر نہ گیا تو وہ مجھ پر ناراض ہو جائے گا۔ اگر غریب کی دعوت پر نہ بھی گیا تو کوئی بات نہیں ہے، یہ غلط ہے، کوئی بھی دعوت دے، تو اُس کی دعوت کو قبول کرنا مسلمانوں کا حق بنتا ہے۔ اگر آج تم نے اس کی دعوت قبول نہ کی تو کل وہ آدمی اللہ کی عدالت میں کھڑے ہو کر تم پر کیس کرے گا کہ اے اللہ مسلمان کے مسلمان پر چھ حق ہیں۔ اس نے میرا حق غصب کیا ہے۔ تو آج مجھے اس سے بدلہ لینا ہے۔ تو اللہ پھر بدلہ لے کر دے گا۔

میرے بھائیو! دعوتیں کیا کرو، اس سے محبت بڑھتی ہے اور اس سے عداوت اور بغض ختم ہو جاتا ہے۔ اچھا دعوت میں یہ بھی نہیں ہے کہ اگر کوئی مرغا پکائے تو پھر قبول کرلو، اگر کوئی اور بات کرے تو نہ قبول کرو، نہیں بلکہ دعوت کا مقصد یہ ہے کہ اگر تم کو کوئی اپنی مدد کے لیے بلائے کہ میں غریب ہوں، میری مدد کریں، مجھ پر کسی امیر نے ظلم کیا ہے۔ اس لیے آؤ میں دعوت دے رہا ہوں، دعوت کھانے پینے کی نہیں ہے، میں اپنی مدد کے لیے دعوت دے رہا ہوں۔ تو میرے بھائیو! اس کی مدد کریں، اگر کوئی نصیحت طلب کرے تو اس کی نصیحت کرو، آگے آپ ﷺ نے فرمایا: "وَاِذِ اسْتَنْصَحَكَ فَانْصَحْ" اگر کوئی نصیحت طلب کرے تو پھر اُس کی نصیحت کرنی چاہیے۔

میرے بھائیو! دین کا نام ہی نصیحت ہے۔ نبی ﷺ کا جو بھی دین ہے یہ سب کا سب نصیحت ہے۔ آگے فرمایا: "وَاِذَا عَطَسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ" یہ بات سن لو کہ ہمارا عمل کوئی نہیں ہے۔ ہمیں حدیث کا پتہ کوئی نہیں ہے۔ فرمایا اگر کوئی مسلمان ہے تو اس کو چھینک آئی ہے تو وہ کہے "الحمد للہ فَحَمَدَ اللّٰهَ وَاِذَا تَصَ فَحَمِدًا" یہ لفظ آج یاد کرلو۔ اے مسلمانوں یہ ایک دوسرے کے حق ہیں۔ اگر ایک حق میں بھی سستی ہوگئی تو قیامت کو اگر اُس نے پوچھ لیا تو اللہ کی عدالت میں کسی کو کوئی جواب نہیں آنا ہے۔ فرمایا: اگر جواب نہ آیا تو وہ آدمی جہنم میں جائے گا۔

میرے بھائیو! اگر کسی مسلمان کا ایک بھی حق ضائع کر دیا تو اُس آدمی نے اپنا حق لے لیتا ہے، حق پھر اس طرح ہی وہ لے گا، وہاں کیونکہ کچھ ہونا تو نہیں ہے اس لیے اللہ تمہاری

نیکیاں اُسے دے دے گا۔ حق کیا ہے فرمایا! اگر کسی مسلمان کو چھینک آئی ہے تو وہ کہے
"اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ" اور دوسرا اُس کو جواب دے ہمیں تو جواب آتا نہیں ہے وہ جواب سنیں۔
دوسرا جو پاس بیٹھا ہے۔ وہ کہے "یَرْحَمُكَ اللّٰہُ" تو پھر جس کو چھینک آئی تھی تو وہ کہے
"یَھْدِیْکُمُ اللّٰہُ وَیُصْلِحُ بَالَکُمْ."

اب یہ حدیث یہودیوں نے بھی سن لی تو ایک یہودی صحابی رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھ گیا تو یہودی کو چھینک آئی تو وہ کہتا ہے "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ" لیکن صحابی رضی اللہ عنہ نے آگے سے جواب نہ دیا۔ کیونکہ یہ تلف ہوتے ہیں۔ "حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَی الْمُسْلِمَ سِتٌّ" یہ یہودیوں کے بارے میں نہیں ہے بلکہ یہ چھ حق تو مسلمانوں پر ہیں وہ یہودی تھا۔ اس لیے صحابی رضی اللہ عنہ خاموش رہا، تھوڑی دیر گزری تو صحابی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلا گیا، صحابی رضی اللہ عنہ کا کتنا پیارا ذہن ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جا کر کہنے لگا۔ اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جی ایک یہودی کو چھینک آئی تھی۔ تو میں نے آگے سے جواب نہیں دیا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بتائیں کہ اُن کو جواب کس طرح دینا چاہیے تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اگر یہودی کو چھینک آئے تو اگر وہ کہہ دے "اَلْحَمْدُ لِلّٰہ" تو تم نے آگے سے کہنا ہے "یَھْدِیْکُمُ اللّٰہُ" اے یہودیو! اللہ تمہیں ہدایت دے۔ یہ دعا اس کو دو یہ نہ کہو کہ "یَرْحَمُكَ اللّٰہُ" کہ اللہ تم پر رحمت کرے بلکہ یہ دعا اس کو دینی ہے۔ جو کلمہ پڑھتا ہے اس پر رحمت کی دعا کرنی چاہیے۔ اگر کوئی یہودی ہو تو اُسے کہو "یَھْدِیْکُمُ اللّٰہُ"، تو تمہیں آتا ہے "یَرْحَمُكَ اللّٰہُ یَھْدِیْکُمُ اللّٰہُ وَیُصْلِحُ بَالَکُمْ" یہ یاد کرلو۔ دعا کیسی ہے آدمی کہتا ہے۔ اے اللہ اگر مجھے چھینک آتی ہے تو تمہاری تعریفیں ہیں۔ اب ذہن میں ایک سوال آتا ہے کہ ایک آدمی کو چھینکیں آئی جاتی ہیں، آئی جاتی ہیں تو وہ کیا کہے جس طرح میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر گدھے کی آواز سنو تو کہو "اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ" کیونکہ گدھا شیطان کو دیکھ کر بولتا ہے لیکن اگر گدھے والی جگہ پر چلا جائے تو بار بار سن کر "اَعُوْذُ بِاللّٰہِ" پڑھتا رہے ہاں یہ بات نہیں ہے سن لیں۔

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ایک

مسلمان کو تین بار چھینک آ گئی ہے تو اس کو جواب دیتے رہو۔ ایک بار بھی دو، دو مرتبہ بھی دو، تین مرتبہ بھی دو۔ لیکن اگر اُس کو چار مرتبہ چھینک آ گئی ہے تو پھر سمجھو کہ یہ آدمی تندرست نہیں ہے اس کو زکام لگا ہے یا وہ کسی اور بیماری میں مبتلا ہے۔ اب اُس کا جواب نہیں دینا ہے۔ تین بار جواب دے سکتے ہو۔ اگر چار پانچ چھ بار چھینک آئے تو پھر خاموش ہو جاؤ۔ پھر تم پر کوئی گناہ یا حرج نہیں ہے۔ یہ میرے نبی ﷺ نے تربیت کی ہے آپ ﷺ نے یہ اپنے خطبے میں بیان کیا ہے۔ آگے سنیں فرمایا: ''وَاِذَا مَرِضَ فَعُدْهُ'' جب تم میں سے کوئی مریض ہو۔ تو اس کی پھر تیمارداری کرنی ہے اس کی فضیلت کیا ہے۔ میرے نبی ﷺ نے فرمایا جب آدمی کسی مسلمان کی تیمارداری کرتا ہے۔ اپنے گھر سے نکل کر اُس کے گھر تک تیمارداری کرنے گیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا! یہ اس طرح ہے جیسے آدمی اللہ کے جنت کے باغوں میں چل رہا ہے۔ اس طرح سمجھیں کہ وہ آدمی جنت کے باغوں میں سیر کر رہا ہے۔ ایک حدیث یہ بھی ہے کہ جب کوئی کسی کی تیمارداری کر کے گھر آ جاتا ہے۔ تو اللہ پاک ستر ہزار فرشتوں کی ڈیوٹی لگا دیتا ہے۔ تو وہ فرشتے شام تک اس آدمی کے لیے اللہ تعالیٰ کی رحمت کی دعائیں کرتے ہیں۔

کہ یا اللہ اس آدمی کے گناہ معاف کر دے۔ اللہ اس کو ہدایت دے دے۔ اللہ اس پر رحم کر دے۔ نورانی فرشتہ تو ایک دعا کر دے۔ تو قبول ہو جاتی ہے لیکن یہ ستر ہزار فرشتہ صبح سے لے کر شام تک دعائیں کرتا ہے۔ کتنی بڑی فضیلت ہے۔ میرے نبی ﷺ کا یہ عمل تھا۔ آپ ﷺ کو معلوم ہوا کہ ایک یہودی کا لڑکا بیمار ہے، تو میرے نبی ﷺ اُس یہودی کے گھر گئے۔ کہنے لگے اے یہودی! مجھے پتہ چلا ہے کہ تمہارا بچہ بیمار ہے۔ میرے بھائیو یہ کتنی اہم بات ہے، مسلمان تو مسلمان ہیں۔ میرے نبی ﷺ کے اخلاق کا انداز یہ ہے کہ آپ ﷺ یہودیوں کی تیمارداری کرتے ہیں۔ اس لیے کہ میرے اخلاق کا اُن پر اثر ہو۔ اور وہ مخالفت کرنے کے قابل ہی نہ رہیں کہ ہم سارا دن نبی ﷺ کو بکواس کرتے ہیں۔ سارا دن نبی ﷺ کو گالی دیتے ہیں۔ لیکن پھر بھی نبی ﷺ ہم کو پوچھنے آیا ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ کے یہ اخلاق کی قدر تھی۔ پھر دیکھیں کہ فائدہ کتنا ہوا تھا۔ میرے نبی ﷺ جب اس کی تیمارداری کرنے

گئے تو وہ یہودی نبی ﷺ کو بہت گالیاں دیتا تھا۔لیکن آج کل تو اگر کوئی غریب ہے تو اُس کا تو کوئی جنازہ بھی نہیں پڑھتا ہے، تیمارداری تو پھر بھی دور کی بات ہے۔ اگر کسی بڑے آدمی کی کتیا بیمار ہو جائے تو سارا جہان پوچھنے چلا جاتا ہے کہ جناب تمہاری کتی بہت اچھی شکاری تھی۔ آج اسے کچھ ہوا ہے تو میں پوچھنے آیا ہوں، مجھے بہت افسوس اور دکھ ہے، یہ مسلمانوں کا حال ہے اگر مسلمان غریب ہے تو کوئی اُس کی تیمارداری نہیں کرتا ہے، بلکہ اُس کے جنازے میں بھی نہیں جاتا ہے۔ اگر امیر کا کوئی جانور بھی بیمار ہو جائے تو ہر کوئی پوچھنے چلا جاتا ہے یہ کوئی انصاف ہے یہ ہمارا اسلام ہے۔

یہودی کا جب بچہ بیمار ہوا تو نبی ﷺ نے پوچھا اے یہودی تمہارا بیٹا فوت ہو رہا ہے۔ میں تیمارداری کرنے کے لیے آیا ہوں تو آپ ﷺ آہستہ سا اُس کے بیٹے کو کہتے ہیں۔اے بیٹے تم نے مر تو جانا ہی ہے، مگر میرا کلمہ پکار دو، اگر میرے نبی ﷺ یہودی کے لڑکے کی تیمارداری کرنے گئے ہیں۔تو اُس کا بھی کوئی مقصد ہے۔یعنی اُس کی خیرخواہی کی۔ اب اس پر اخلاق کا اتنا اثر ہوا کہ اُس نے سوچا میں تو نبی ﷺ کو گالیاں دیتا تھا۔لیکن آج میرا بچہ بیمار ہوا ہے۔ میری برادری اور مذہب والے تو پوچھنے نہیں آئے ہیں۔لیکن یہ نبی ﷺ کتنے نیک ہیں تو وہ یہودی وہاں خاموش ہو گیا بلکہ لڑکے نے اپنے باپ کی طرف اشارہ کیا کہ بھلا میرا باپ مجھے اجازت دیتا ہے کہ نہیں۔

تو باپ کہنے لگا اے بیٹے کلمہ پڑھ دو، جو ابوالقاسم کہتے ہیں وہ کر دو۔ نبی ﷺ کی کنیت ابوالقاسم تھی۔یعنی نبی ﷺ جو کہتے ہیں وہ کر دو، ابوالقاسم کا کلمہ پکار دو۔تو اسی وقت بیٹا کہتا ہے ﴿اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ﴾ جیسے ہی اُس نے پڑھا تو اس کی جان نکل گئی۔تو میرے نبی ﷺ نے فرمایا اے لوگو اگر کسی نے جنتی بچہ دیکھنا ہے تو اس یہودی کے لڑکے کو دیکھ لو۔ نبی پاک ﷺ کے پاس ایک عورت آئی، اُس بے چاری کو مرگی کی مرض ہے آ کر کہنے لگی اللہ کے نبی ﷺ جی مجھے بڑے سال ہو گئے ہیں میں مرگی کے مرض میں مبتلا ہوں، میں بہت پریشان ہوں، میرے حق میں شفا کی دعا کر دیں۔تو میرے نبی ﷺ نے اللہ سے دعا کی تو اللہ کہنے

لگے کہ ٹھیک ہے مگر آپ پوچھ لیں کہ شفا کی دعا منگوانا ہے یا جنت لینی ہے۔ تو اللہ کے نبی ﷺ نے پوچھا اے عورت جنت لینا چاہتی ہو یا شفا کی دعا کروانا چاہتی ہو۔ تو یہ عورت سوچ کر کہنے لگی کہ کچھ سال تو بیماری میں گزر گئے، کچھ سال زندگی باقی رہ گئی ہے یہ تو زندگی گزر ہی جانی ہے تو کہنے لگی کہ مجھے جنت چاہیے، مجھے شفا نہیں چاہیے۔ کتنا ذہن پیارا ہے۔ میرے نبی ﷺ نے دعا کر دی ساتھ کہنے لگی کہ اے اللہ کے نبی ﷺ جی ایک دعا کر دیں کہ جب مجھے مرگی کا مرض ہوتا ہے تو بعض مرتبہ میرا چہرہ برہنہ ہو جاتا ہے لیکن مجھے پتہ نہیں چلتا ہے۔ یہ دعا کر دیں کہ میرا کپڑا جسم سے نہ گرے۔ میں پردہ میں ہی بیمار رہوں۔ تو اللہ کے نبی ﷺ نے دعا کی تو وہ پھر جتنی بھی دیر بیمار رہی یعنی ساری زندگی جب تک اُس مرض میں مبتلا رہی لیکن جب اُسے مرگی پڑتی تو وہ برہنہ نہیں ہوتی تھی۔ اس موضوع پر بہت باتیں ہیں بحرحال آخری بات سنیں۔

میرے نبی ﷺ نے فرمایا کہ ہر آدمی یہ دعا پڑھے۔ عورتیں بھی پڑھیں، مرد بھی پڑھیں، بچے بھی پڑھیں، پڑھے لکھے بھی پڑھیں، اَن پڑھ بھی پڑھیں۔ میرے نبی ﷺ نے فرمایا جو آدمی تین مرتبہ بسم اللہ اور سات مرتبہ یہ دعا پڑھ کر کسی کو دم کر دے کوئی ضرورت نہیں علماء کے پاس جانے کی، کوئی ضرورت نہیں پیروں کے پاس جانے کی، کوئی ضرورت نہیں اپنے روپے پیسے دینے کی، بس یہ دعا یاد کر لو اگر تمہاری بیوی بیمار ہے تو اس پر یہ پڑھ دو اگر تمہیں نہیں آتی ہے تمہاری بیوی کو آتی ہے تو وہ تم پر دعا پڑھ دے۔ اگر بچے بیمار ہیں تو میرے نبی ﷺ نے فرمایا! اگر اُس کے مقدر میں موت نہیں ہے لیکن مرض خطرناک لگ گئی ہے اُسے شفا نہیں مل رہی ہے بہت ڈاکٹروں کے پاس گئے، بہت زیادہ کیپسول کھائے لیکن آرام نہیں آیا ہے۔

میرے بھائیو! آخری بات سن لیں بہت زیادہ فائدہ ہوگا میرے مسلمان بھائیو اگر ہم تم کو فائدہ نہ پہنچائیں تو جمعہ پڑھنے کا کیا فائدہ ہے۔ آج کل ہر شخص مریض ہے، ہسپتال بھرے ہوئے ہیں، ہر بڑا مریض ہے، ہر چھوٹا مریض ہے، ہر جوان مریض ہے، ہر عورت

مریض ہے۔ آج میرے نبی ﷺ کا یہ نسخہ سن لیں تو ان شاء اللہ مرض دور ہو جائے گی۔ مگر توکل اور بھروسہ اللہ پر کر کے یہ دعا پڑھو تو فرمایا اگر اس کو اب موت نہیں آنی ہے تو ضرور ضرور اللہ اس کو شفا دے گا، اسے شفا ملے گی۔

میرے بھائیو! زمین و آسمان ٹوٹ سکتے ہیں لیکن میرے نبی ﷺ کی بات غلط نہیں ہوسکتی ہے وہ دعا سن لیں اور یاد کرلیں وہ یہ ہے:

((اَسْاَلُ اللّٰهَ الْعَظِيْمِ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اَنْ يَّشْفِيَكَ))

بس ایک لائن کی دعا ہے چند جملے ہیں اگر عورت کو دم کرنا ہے تو اسے کہیں "اَنْ يَّشْفِيَكِ" کیونکہ ك کے نیچے زیر لگے گی تو پھر عورت کی طرف نسبت ہو جائے گی اگر ك کے اوپر زبر لگاؤ گے تو پھر آدمی کی طرف نسبت ہوگی۔ میرے بھائیو اس دعا پر تجربہ ہے۔ یہ مجرب نسخہ محمد ﷺ کا ہے۔ میرے نبی ﷺ نے یہ دعا پڑھی اور امام حسن و حسین رضی اللہ عنہم کو یہ دعا پڑھ کر سمجھائی۔ ان پر آپ ﷺ نے دم کیا تو سیّدنا امام حسن و حسین رضی اللہ عنہم دونوں ٹھیک ہو گئے۔

آخری مسلمان کا یہ حق ہے، فرمایا "وَاِذَا مَاتَ فسیاہ" کہ جب مسلمان فوت ہو جائے تو اُس کا جنازہ پڑھو، یہ مسلمان کے مسلمان پر چھ حق ہیں۔

اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ



توبہ کی فضیلت

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o

﴿اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ وَّكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا o﴾ (الحجرات:70)

اللہ پاک کا بہت بڑا احسان ہے کہ جس رب نے ہم سب کو مسلمان بنایا، اللہ پاک کا بہت بڑا احسان ہے کہ جس رب نے قرآن وحدیث سماعت کرنے کے لیے اپنے گھر میں جمع فرمایا، اللہ پاک کا بہت بڑا احسان ہے کہ جس رب نے امام اعظم قائد اعظم خطیب اعظم مرشد اعظم محمد رسول اللہ ﷺ کا اُمتی بنایا ہے۔

میرے بھائیو! پیارے نبی ﷺ کا اُمتی ہونا یہ بہت بڑا اللہ تعالیٰ کا احسان ہے آج ہمیں نظر نہیں آ رہا ہے لیکن جب قیامت کا دن آئے گا تو سارے نبی اور سارے لوگ کھڑے ہوں گے ابھی تک کسی کا جنت میں داخلہ نہیں ہوگا تو سب سے پہلے اگر جنت میں داخلہ ہوگا تو پیارے نبی ﷺ کا ہوگا اور پھر نبی پاک ﷺ کی اُمت کا داخلہ ہوگا۔ اصل بات یہ ہے کہ آج شاید نظر نہیں آ رہا ہے کہ ہم نبی ﷺ کی امت بن گئے ہیں تو کون سا بڑا مسئلہ ہے پھر تھوڑی سی اور بات سن لیں۔ اللہ تعالیٰ کا جو قانون تھا وہ انبیاء علیہم السلام کے آنے کے بعد رب نے اپنا قانون بنایا، کوئی دور یہ تھا کہ قانون یہ تھا، اگر کوئی گناہ کا ارادہ کرے تو اللہ تعالیٰ کا قانون یہ تھا کہ گناہ کا ارادہ کرنے پر گناہ لکھ لیا جائے، کیونکہ اس آدمی نے گناہ کا ارادہ بھی کیوں کیا ہے، یہ قانون چلتا رہا۔ فرمایا کہ اگر پہلی اُمت میں سے انبیاء علیہم السلام کا کوئی اُمتی گناہ کا ارادہ کرتا تھا تو گناہ لکھا جاتا تھا اگر گناہ کر لیتا تھا وہ تو گناہ پھر فوری لکھا جاتا تھا۔ اگر نیکی کا

ارادہ کرتا تھا، تو نیکی لکھی نہیں جاتی تھی، نیکی کرتا تو پھر ایک نیکی لکھی جاتی تھی۔ جب پیارے نبی محمد ﷺ کا نمبر آیا۔ نبی پاک ﷺ کی اُمت کا نمبر آیا تو رب نے فرمایا جس طرح دنیا میں میرا نیا نبی گیا ہے اس طرح آج میرا قانون بھی نیا جائے گا۔ میرے نبی ﷺ نئے کیسے آئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا پر آئے تو چھ سو سال دنیا پر کوئی نبی آیا ہی نہیں ہے۔ چھ صدی تک دنیا کی زمین نبوت اور نبی سے محروم ہے۔

اُس وقت اُس زمین کا کیا حال ہوگیا ہوگا لوگوں کی صورتِ حال کافی خراب ہے۔ کبھی موقع آیا تو پھر بیان کروں گا کہ نبی ﷺ کے آنے سے پہلے مکہ مدینہ کے حالات کیا تھے۔ میرے بھائیو چھ سو سال کے بعد میرے نبی ﷺ دنیا پر نئے آئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اب نیا قانون جاری کرو۔ فرشتے کہتے ہیں اللہ کون سا قانون جاری کریں فرمایا پہلے قانون یہ تھا کہ جب کوئی گناہ کا ارادہ کرتا تو گناہ لکھا جاتا تھا۔ لیکن اب میرے نبی ﷺ کے یہ پیارے اُمتی ہیں اب ان کے لیے قانون بدل دیا گیا ہے اگر کوئی گناہ کا ارادہ کرے تو یہ میرے پیارے نبی ﷺ کا پیارا اُمتی ہے اس لیے اس کے گناہ کے ارادہ پر گناہ لکھنا ہی نہیں ہے چاہے سو سال گناہ کا ارادہ کرتا رہے۔ فرشتے کہتے ہیں جی نہیں لکھیں گے آدمی نے اگر ارادہ کرلیا کہ میں نے کل داڑھی کٹوانی ہے میں نے اپنے بیٹے کی شادی پر ڈانس کروانا ہے، میں نے فلاں وقت یہ جرم کرنا ہے، یہ آدمی ارادہ کرتا رہا، ارادہ کرتا رہا، لیکن جب وہ وقت آیا اس نے وہ گناہ کرلیا تو فرشتے کہتے ہیں اللہ تعالیٰ گناہ کے ارادہ پر تو کوئی چیز لکھی نہیں ہے اب تو اس نے گناہ کرلیا ہے تو میرے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کوئی بات نہیں ہے، پھر کیا ہوا، کیسے حوصلہ والا مہربان اللہ ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کوئی بات نہیں ہے فرشتے کہتے ہیں اے اللہ ہماری ڈیوٹی کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو ڈیوٹی تمہارے ذمہ ہے فرمایا:

﴿كِرَامًا كَاتِبِيْنَ٥ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ٥﴾ (الانفطار: 11تا12)

﴿مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ﴾ (ق: 18)

فرشتے کہتے ہیں کہ ہماری ڈیوٹی تو لکھنے لکھانے والی ہے جب انسان نے ارادہ کیا تھا

اُس وقت بھی ہم نے کچھ لکھا نہیں ہے اللہ اب تو اس نے گناہ کرلیا ہے اب تو شراب پی رہا ہے، اب تو زنا کر رہا ہے، اب تو چوری کر رہا ہے، اب تو نبی ﷺ کی سنت کو قتل کر کے گندے نالے میں پھینک رہا ہے، اب تو بڑے بڑے جرم کر رہا ہے، اے ہمارے پیارے اللہ ہماری ذمہ داری تو لکھنے لکھانے والی ہے لیکن اب کیا کریں میرے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کوئی بات نہیں ہے لیکن اس کا گناہ نہیں لکھنا ہے اللہ جی پھر کیا کریں۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ذرا طبرانی اُٹھاؤ۔ ہمارے نبی ﷺ کی حدیث سن لو، علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح لکھا ہے یہ طبرانی میں حدیث ہے فرمایا یہ کسی اُمت کے لیے قانون نہیں ہے۔ بھائیو خوش ہو جاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اور مجھے پیارا محمد ﷺ عطا فرمایا ہے۔

ویسے تو میں نے آج نہیں کہا ہے کہ اللہ نے پیارے نبی ﷺ کا اُمتی بنایا ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے ہر جمعہ میں یہ باتیں کرتا ہوں، تم بھی جا کر سوچتے ہو گے کہ پتہ نہیں مولوی یہ کیوں کہتا ہے کہ اللہ نے نبی ﷺ کا اُمتی بنایا ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے ذرا سنیں کہ یہ احسان کس طرح ہے۔ فرمایا! میرے پیارے نبی ﷺ کا پیارا اُمتی جو ہے کوئی بات نہیں ہے اس نے گناہ کرلیا ہے تو اس کو چار گھنٹے تک مہلت دے دو۔ اے میرے فرشتو اس کے منہ کی طرف دیکھتے رہو۔ اس کے کب ہونٹ توبہ کے لیے حرکت کرتے ہیں آج میرا موضوع ربڑ ہے تم کہو گے کہ ربڑ بھی کوئی قرآن و حدیث کا مسئلہ ہے جب میرے تیرے چھوٹے چھوٹے بچے سکول جاتے ہیں پہلی کلاس کے ہوں یا دوسری کلاس کے ہوں تو اُستاد کہتا ہے کہ پنسل بھی لے آؤ، کاپی بھی لے آؤ، ساتھ ربڑ بھی لانی ہے کیونکہ بچے لکھتے وقت غلطیاں کرتے ہیں تو پھر اگر ربڑ کا استعمال کریں گے تو غلطی مٹ جائے گی۔ اللہ تعالیٰ نے بھی ایک ہم کو ربڑ دی ہے، ربڑ کا معنیٰ توبہ ہے آگے جا کر بات کرتا ہوں یہ توبہ میرا موضوع ہوگا، ذرا غور کریں۔

اگر ہمارا اللہ ہمیں ربڑ نہ دیتا تو ہم بڑے بڑے لوگ جہنم رسید ہو جاتے، لیکن اس ربڑ کی وجہ سے بڑے بڑے مجرم بھی جنتی بن جائیں گے۔ میرے بھائیو پیارے اللہ نے فرمایا چار

گھنٹوں تک میرے بندے کو مہلت دے دو۔ اگر اس نے گناہ کرلیا ہے اگر اس نے جرم کرلیا ہے تو فرشتے قلم دوات لے کر بیٹھ جاتے ہیں، ساتھ آدمی کے منہ کی طرف دیکھتے رہتے ہیں، جب چار گھنٹے ہو جاتے ہیں تو فرشتے پھر کہتے ہیں اے اللہ اس نے تو توبہ نہیں کی ہے کیونکہ ہمیں گناہ کرنے کی عادت ہوگئی ہے لیکن ہمیں توبہ کرنے کی عادت ہی نہیں ہے، ہمیں سود کھانے کی عادت پڑ گئی ہے لیکن ہمیں توبہ کرنے کی عادت ہی نہیں ہے۔ ہمیں جھوٹ بولنے کی عادت پڑ گئی ہے لیکن ہمیں توبہ کرنے کی عادت ہی نہیں ہے۔ ہمیں بھائیوں کا حق کھانے کی عادت پڑ گئی ہے لیکن ہمیں توبہ کرنے کی عادت ہی نہیں ہے، ہمیں اپنی بہنوں کے حق کھانے کی عادت پڑ گئی ہے لیکن ہمیں توبہ کرنے کی عادت ہی نہیں ہے، ہمیں فلمیں دیکھنے کی عادت پڑ گئی ہے لیکن ہمیں توبہ کرنے کی عادت ہی نہیں ہے۔ ہمیں سینما جانے کی عادت پڑ گئی ہے لیکن مسجد میں آنے کی عادت ہی نہیں ہے، ہمیں گندا لٹریچر پڑھنے کی عادت پڑ گئی ہے لیکن قرآن پڑھنے کی عادت ہی نہیں ہے۔

میرے بھائیو! اس کو عادت ہوتی تو توبہ کرتا، چار گھنٹے تک فرشتے دیکھتے رہے، لیکن اس نے توبہ نہیں کی ہے اس نے اپنے گناہوں پر ربڑ نہیں پھیری ہے گناہ مٹانے کی کوشش نہیں کی ہے، جنت میں جانے کا نہیں سوچا ہے، جہنم سے بچنے کا سوچا ہی نہیں ہے، توبہ کی طرف یہ آدمی آیا ہی نہیں ہے، گناہ پر گناہ کیے جا رہا ہے لیکن اللہ کے سامنے توبہ کرتا ہی نہیں ہے پھر فرشتے کہتے ہیں کہ اللہ چار گھنٹے ہو گئے ہیں ابھی تک اس نے توبہ نہیں کی ہے، تو میرا اللہ فرماتا ہے کہ کوئی بات نہیں ہے، میں آج سمجھاؤں گا کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ کیا کرتا ہے اور ہم اللہ تعالیٰ سے کیا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بے پرواہ ہے یا آدمی بے پرواہ ہے لیکن ہم بے پرواہ بنے بیٹھے ہیں، ہمیں اپنے گناہ معاف کروانے کی پرواہ نہیں ہے۔ اللہ کو پرواہ لگی ہے اللہ تعالیٰ فرشتوں سے کہتے ہیں کہ چار گھنٹے ہو گئے ہیں، فرشتے کہتے ہیں جی ہاں چار گھنٹے ہو گئے ہیں کب اس کا گناہ لکھیں؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ابھی صبر کرو، یہ میرے نبی ﷺ کا پیارا اُمتی جو ہوا۔ اب اس طرح کرو کہ کچی پنسل سے ایک گناہ لکھ لو، پکا مجرم نہیں بنانا ہے، فرشتے چار

گھنٹوں کے بعد ایک گناہ لکھ دیتے ہیں۔

ایک حدیث میں آتا ہے اللہ تعالیٰ فرشتوں کو چار گھنٹے تک روک کر رکھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ خود ہاتھ پھیلا کر بیٹھے ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ساری عمر میں تمہارے منہ کی طرف دیکھتا رہا ہوں اگر مرنے سے پہلے بھی تم نے توبہ کرلی تو میں ساری زندگی کے گناہ معاف کر کے تمہیں جنت دے دوں گا۔ کس وقت تمہارے ہونٹ توبہ کے لیے حرکت کریں گے میں اس لیے یہ موضوع بیان کر رہا ہوں تا کہ تم توبہ کرلو، اور اللہ تعالیٰ پچھلی غلطیاں کوتاہیاں معاف کردے، میرا یہ مقصد ہے۔ فرمایا ایک گناہ لکھ لو، آگے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اگر کسی دن بھی اسے ہوش آجائے کہ میں نے ایک سال پہلے گناہ کیا تھا یا میں نے بیس تیں سال پہلے گناہ کیا تھا اب مجھے توبہ کرنی چاہیے کیونکہ موت کا پتہ نہیں ہے بس یہ دل میں خیال آیا تو اُس نے توبہ کرلی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ توبہ کا ٹیلی فون کردو اے اللہ سائیں اگر ہم توبہ کا ٹیلی فون کردیں۔ تو گناہ کتنے معاف ہو سکتے ہیں۔

یہ حدیث ہے پہلے حدیث سن لیں فرمایا ایک ایسا آدمی ہے جس کے گناہ اتنے زیادہ ہیں کہ زمین سے آسمان تک گناہوں کا خلا بھرا ہوا ہے۔ مشرق سے مغرب تک گناہوں کا خلا بھرا ہوا ہے، شمال سے جنوب تک گناہوں کا خلا بھرا ہوا ہے، یہ سب گناہ تھے لیکن آدمی کہتا ہے اے میرے اللہ میری سچی توبہ ہے۔ قرآن کیا کہتا ہے:

﴿إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ﴾ (الفرقان: 70)

میرے اللہ فرماتے ہیں اے لوگو سن لو میری مہربانیاں کیسی ہیں اللہ تعالیٰ کتنا مہربان ہے کس طرح مہربانی ہو رہی ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ایک آدمی میرے سامنے آیا اُس کے زمین سے آسمان تک گناہ ہیں مشرق سے مغرب تک گناہ ہیں۔ شمال سے جنوب تک گناہ ہیں، تخاما ایک پہاڑ ہے دنیا میں ایک تخاما پہاڑ ہے جس طرح اُحد پہاڑ کا حدیث میں نام ہے اس طرح حدیث میں ایک پہاڑ کا نام تخاما ہے وہ بہت بڑا پہاڑ ہے فرمایا تخاما پہاڑ جتنا ایک

ایک گناہ ہو اربوں کھرب گناہ ہوں سب کے سب گناہ ہوں لیکن ایک بار اگر میرا بندہ دل سے صاف ہوکر ہینڈز اَپ ہو جائے، گناہوں کی معافی کا ٹیلی فون کر دے تو میرا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں تمہارا ایک گناہ بھی نہیں مٹاتا ہوں۔

تم دل میں خیال کرو گے کہ پھر ہمیں توبہ کرنے کا فائدہ کیا ہوا پھر ہمیں ہینڈز اَپ ہونے کا فائدہ کیا ہوا۔ پھر مجھے داڑھی رکھنے کا فائدہ کیا ہوا، پھر مجھے گناہ چھوڑنے کا فائدہ کیا ہوا، پھر مجھے معافی مانگنے کا فائدہ کیا ہوا، میں توبہ بھی کر رہا ہوں لیکن اللہ تعالیٰ معاف بھی نہیں کر رہا ہے، اللہ میرا گناہ نہیں مٹاتا ہے، میرا اللہ فرماتا ہے کہ میں نے تمہارا ایک گناہ بھی مٹانا کوئی نہیں ہے۔ میرے اللہ پھر توبہ کرنے کا صلہ کیا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں گناہ مٹاتا نہیں ہوں بلکہ تمہارے سب کے سب گناہ نیکیوں میں تبدیل کر دیتا ہوں جتنے بھی پہاڑ سے بڑے بڑے گناہ تھے جتنے بھی ارب کھرب گناہ تھے وہ ارب کھرب نیکیاں بن جائیں گی جو مشرق سے مغرب تک گناہ تھے وہ مشرق سے مغرب تک نیکیاں بن گئیں۔ جو شمال سے جنوب تک گناہ تھے وہ شمال سے جنوب تک نیکیاں بن گئیں جو زمین سے آسمان تک گناہ تھے وہ توبہ کی وجہ سے زمین سے آسمان تک ساری نیکیاں بن گئیں جو آدمی کے ارب کھرب گناہ تھے وہ ایک توبہ کا ٹیلی فون کرنے کی وجہ سے ساری نیکیاں بن گئیں جو تخاما پہاڑ سے بڑے بڑے گناہ تھے تو وہ تخاما پہاڑ سے بڑی بڑی نیکیاں بن گئیں، کوئی رب کے دروازے پر آئے تو سہی، کوئی توبہ کرے تو سہی، کوئی گناہ کی معافی مانگے تو سہی، کوئی اپنے گناہوں پر ربڑ پھیرے تو سہی، کیا توبہ کرو گے، کیا خبر ہے کہ یہ تیری میری زندگی کا آخری جمعہ ہو، توبہ کرلو، معافیاں مانگ لو، بہت بڑے بڑے گناہ ہیں، لیکن شرک سے بڑا کوئی گناہ نہیں ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جتنے بڑے بڑے گناہ ہیں مگر سب سے بڑا ہتھیار انسان کا توبہ ہے، جب انسان نے توبہ کر لی تو اللہ تعالیٰ شرک والے گناہ بھی نیکیاں بنا دے گا، کوئی توبہ تو کرے، میں آج ان شاء اللہ بڑی تفصیل سے بتانا چاہتا ہوں۔ میرے بھائیو داڑھیاں کٹوانا چھوڑ دو، گناہ کرنے چھوڑ دو، جھوٹ بولنے چھوڑ دو، سچے مسلمان بن جاؤ، معافیاں مانگ لو، توبہ کا ٹیلی فون اب اللہ تعالیٰ کو

کر دو پھر میرا اللہ تیری ساری زندگی کے گناہ معاف ہی نہیں کرے گا بلکہ گناہوں کو بھی نیکیاں بنا کر تم کو اعلیٰ جنت نصیب کرے گا۔

بنی اسرائیل میں ایک آدمی تھا وہ بڑے بڑے گناہ کرتا تھا اُس آدمی نے ایک دن لسٹ بنائی جتنے بھی گناہ کیے تھے اُن کی لسٹ بنائی جن ممالک کی سرحدیں اُس کے ملک سے ملتی تھیں اس نے اُن کو لسٹیں بھیج دیں کہنے لگا کہ یہ سارے گناہ میں نے کر لیے ہیں مجھے وہ گناہ لکھ کر بھیجو جو میرے ملک میں نہیں ہوتے ہیں یعنی جو میری لسٹ میں گناہ نہیں ہیں میں وہ گناہ بھی کرنا چاہتا ہوں جب آدمی بے باک ہو جائے تو پھر اُس کی آنکھوں میں خون آ جاتا ہے۔ پھر وہ اللہ تعالیٰ سے معافیاں نہیں مانگتا ہے اُس کی عقل ٹھکانہ پر نہیں آتی ہے۔

میرے دوستو، بھائیو! وہ اتنا بڑا مجرم ہے میں نے زندگی میں بڑے بڑے مجرموں کا مطالعہ کیا ہے لیکن مجھے زندگی میں اس سے بڑا مجرم نظر نہیں آیا ہے اتنا بڑا مجرم اور بے باک ہے کہ دوسری سرحدوں سے اُن کے گناہ لیتا تھا، پھر وہ گناہ بھی کرتا تھا۔ ایک اُس میں یہ بھی گناہ پایا جاتا تھا کہ دروازہ اگر بند ہوتا تو کھٹکا دیتا تھا۔ جب دروازہ کھولا جاتا تھا تو اندر داخل ہو جاتا ہے بہت بڑا بدمعاش ہے۔

بہت بڑا زناکار ہے، بہت بڑا قاتل ہے، بڑے بڑے گناہ کرتا ہے اگر کسی کے گھر میں خوب صورت لڑکی ہے تو اُس لڑکی کو اُٹھا لیتا ہے اور ماں باپ کے سامنے اُس سے زنا شروع کر دیتا ہے اگر اتنی بات کوئی کہہ دیتا ہے کہ اگر تم نے گناہ یا جرم کرنا ہی ہے تو چھپ کر کر لو، تو اس بدمعاش کو یہ بات بھی برداشت نہیں ہوتی تھی، تو اُسی وقت وہ اُٹھ کر اُن کو قتل کر دیتا تھا کہ تم نے اتنی بات بھی کہی ہے تو کیوں کہی ہے۔ اتنا بڑا مجرم ہے، اتنا بڑا قاتل ہے، اتنا بڑا زناکار ہے، بڑے بڑے آدمی قتل کیے ہیں، بڑے بڑے ڈاکے ڈالے ہیں، بڑے بڑے زنا کیے ہیں ایک دن اُس کے شہر کے سارے لوگ اکٹھے ہو گئے۔ اُنہوں نے میٹنگ کی، کہنے لگے کہ کیا ہم نے ساری زندگی اس سے مار کھاتے رہنا ہے، ساری عمر ڈر ڈر کر گزر گئی ہے اُس میٹنگ میں انہوں نے ایک ہزار نوجوان تشکیل دیا جن کے ہاتھوں میں لاٹھیاں پکڑائی گئیں،

کلہاڑے پکڑائے گئے، کہنے لگے کہ جب صبح صبح کا وقت ہو، وہ شراب پی کر سویا ہوتا تھا، ساری ساری رات گناہ کرتا تھا کہنے لگے کہ اچانک اُس پر حملہ کر دینا اور مار مار کر اُس کو قتل کر دینا ہے۔ نوجوان تیاری کر کے صبح صبح آ گئے ساتھ اُن کے کچھ بزرگ بھی چلے گئے پھر انہوں نے اُس بدمعاش سے کچھ نہ پوچھا اور اُس کو مارنے لگ پڑے، مارتے جارہے ہیں وہ بے ہوش ہو کر گر گیا۔ خون کے فوارے نکل رہے ہیں، سارے جسم میں سے خون ہی خون نکل رہا ہے تو وہ پھر اُس کو پانی پلا کر مارنے لگے، تو وہ کہتا ہے۔

اے میرے بھائیو! مجھے سمجھ آ گئی ہے پہلے اس نے کبھی اس طرح کا جملہ نہیں بولا تھا، کہنے لگا کہ آج مجھ پر زوال کا وقت آ گیا ہے آج مجھے پتہ چل گیا ہے، مجھے معاف کر دو، میں ساری عمر تمہاری مرضی کے مطابق زندگی گزاروں گا، کبھی کوئی گناہ نہیں کروں گا، جب اتنی بات ہوئی تو وہ بزرگ نوجوانوں سے کہنے لگے ہمارا اس کو مارنے کا مقصد نہیں ہے اس کی اصلاح کرنا ہمارا مقصد ہے، چلو سمجھ آ گئی ہے تو ٹھیک ہے کہنے لگے کہ اب ہماری ایک شرط ہے وہ کہنے لگا کہ کیا شرط ہے۔ بزرگ کہنے لگے کہ شرط یہ ہے کہ ہم تمہیں اپنے شہر سے نکال دیتے ہیں چلو تم کو ہم مارتے نہیں ہیں۔ حالانکہ تمہارا حق تو ہے کہ تم کو مار دیں بلکہ تمہارے ٹکڑے ٹکڑے کر دیں، تیرا قیمہ کر دیں، تیرے گوشت کو آگ لگا کر جلا دیں، سمندروں میں تمہاری خاک کو بہا دیں، تو شاید پھر بھی تمہارے جرموں کا حق ادا نہ ہو، لیکن جاؤ ہم نے تم کو معاف کیا ہے۔

لیکن ایک شرط یہ ہے کہ ہمارے شہر کو چھوڑ جاؤ، پھر ساری عمر ہمارے شہر میں نہیں آنا ہے، کہتا ہے کہ ٹھیک ہے میں جا رہا ہوں، وہ کہنے لگے کہ اس طرح نہیں بلکہ ہم تم کو پروٹوکول کے ساتھ بھیجتے ہیں اس کی آنکھیں باندھ دیں اُن نوجوانوں نے بازو بھی باندھ لیے، شہر سے بہت دور ایک بڑا گہرا جنگل تھا، اُن نوجوانوں نے اُس کو اُس جنگل میں چھوڑ دیا۔ اب اُس کی اُس جنگل میں زندگی بسر ہو رہی ہے ایک قرآن کی آیت سنیں:

﴿تِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ﴾ (آل عمران: 140)

ساری عمر ایک جیسے دن ہر کسی پر نہیں گزرے ہیں کبھی دھوپ آ جاتی ہے کبھی چھاؤں آ جاتی ہے، کبھی امیر ہو جاتا ہے، کبھی غریب ہو جاتا ہے، کبھی تاجر ہو جاتا ہے، کبھی فقیر ہو جاتا ہے، کبھی بہت بیزی ہے، کبھی بالکل ایزی ہے۔

میرے بھائیو! سندھ میں ایک بہت بڑا آدمی تھا، سندھ کے ایک علاقے میں ایک مرتبہ بہت بڑا سیلاب آیا تھا اس آدمی نے سیلاب زدگان کی بہت زیادہ مدد کی تھی۔ دیگیں پکا پکا کر دے رہا ہے، بستر لا لا کر دے رہا ہے، کپڑے لا لا کر دے رہا ہے، روپے پیسے لا لا کر دے رہا ہے، بہت زیادہ مدد کر رہا ہے، آج وہ بھی دور آیا کہ وہ بھی جہاں سیلاب زدگان بھیک مانگنے کے لیے کھڑے ہیں دنیا کا وہ تاجر آج بھیک مانگنے کے لیے اُس قطار میں کھڑا ہے، وہ خیرات مانگ رہا ہے۔

﴿تِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ﴾ (آل عمران: 140)

ساری زندگی کسی پر ایک جیسے دن نہیں رہتے ہیں۔ میرے بھائیو دعا کیا کرو کہ اللہ تعالیٰ زوال کی پریشانی سے بچائے۔ (آمین)

اس آدمی کی لوگ آواز سے ڈرتے تھے، اس کے سایہ سے لوگ ڈرتے تھے، اس کی چال ڈھال سے بھی لوگ ڈرتے ہیں اس کے آنے سے بھی لوگ ڈرتے ہیں اس کے بیٹھنے سے بھی لوگ ڈرتے ہیں۔ اس کے حکم سے بھی لوگ ڈرتے ہیں اس کی بدمعاشی سے بھی لوگ ڈرتے ہیں اس کی کارروائی سے بھی لوگ ڈرتے ہیں، اس کی زنا کاری سے بھی لوگ ڈرتے ہیں، لیکن آج کہہ رہا ہے کہ جس طرح تم کہو گے میں اُس طرح ہی کروں گا، حالات بدل گئے، دن بدل گئے، پھر اکیلا جنگل میں زندگی بسر کر رہا ہے، کوئی دن آئے کہ اس کو تیز بخار ہو گیا وہ بخار بڑھتا جا رہا ہے ایک دن بڑا تیز بخار ہو گیا۔ چودہ دن ہو گئے لیکن بخار نہیں جا رہا ہے بلکہ بخار تیز ہوتا جا رہا ہے جب چودہ دن گزر گئے تو چودہ دن کے بعد ایک جملہ بولتا ہے، پتہ ہے کیا کہتا ہے۔

جو ساری عمر اس کے منہ سے نہیں نکلا تھا لیکن آج کہتا ہے تو میرا اللہ فرماتا ہے اے

میرے بندے آرڈر کرو میں تمہاری مانوں گا، ساری عمر اس نے اللہ نہیں کہا ہے مگر میرا اللہ فرماتا ہے کہ تم دیر سے آئے ہو مگر آ تو گئے ہو اب مانگو میں تم کو عطا کروں گا آدمی اللہ اللہ کہنے پر نرم ہو جاتا ہے۔ دعا کرو اللہ اللہ کرتے اللہ ہمیں بھی موت دے دے۔ (آمین)

اللہ ای اللہ بول بندیا اللہ ای اللہ بول
ذکر اللہ دا بڑا نرالا زخمی دلاں نوں جوڑن والا
ذکر دے موتی رُول بندیا اللہ ای اللہ بول
بڑے بڑے ایتھے پھیرا پاگئے

بڑے بڑے آئے اور آ کر چلے گئے۔ یہ باغ ہے ہم اس کے مالی ہیں آج میں مالی ہوں کل میں نے بھی چلے جانا ہے۔ بس باغ محمدی ﷺ قائم رہے گا۔

بڑے بڑے ایتھے پھیرا پا گئے
آخر نُوں او خاک سما گئے
بستر کر گئے نے گول بندیا اللہ ای اللہ بول
وچ قبر دے بڑا ہنیرا
ساتھی اُوتھے کوئی نئیں تیرا
اُو قبر دا ساتھی ٹول بندیا اللہ ای اللہ بول

اللہ اللہ کہنا بڑی بات ہے اللہ اللہ سے مجھے ایک بات یاد آئی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک دن کہہ دیا اے اللہ کوئی مجھ سے بڑا بھی دنیا میں ذاکر ہے۔ جو مجھ سے زیادہ اللہ تیرا ذکر کرتا ہو، تو میرے اللہ نے کہا اے سلیمان علیہ السلام فلاں جگہ پر چلے جاؤ، وہاں ایک گڑھا ملے گا جنگل میں ایک تالاب ہے اُس تالاب میں ایک مینڈک ہے اُس مینڈک سے باتیں کرو، کیونکہ حضرت سلیمان علیہ السلام جانوروں، پرندوں سے بات کر لیتے تھے۔ یہ اللہ نے اُن کو حکمت دی تھی جب مینڈک سے جا کر کہنے لگے اے مینڈک تم اللہ کا کتنا ذکر کرتے ہو تو مینڈک کہتا ہے آج مجھے اسی سال ہو گئے ہیں میں نے زندگی میں پہلی مرتبہ تم سے بات کی ہے۔ باقی

ساری عمر اللہ تعالیٰ کا ذکر ہی کیا ہے۔ سلیمان علیہ السلام کہتے ہیں اے اللہ مجھے معاف کر دے میں تو ویسے ہی بھول کر بات کر چکا ہوں۔

اے میرے بھائیو! بڑی بڑی ذکر کرنے والی مخلوقیں دنیا میں ہیں، تم بھی اللہ اللہ کیا کرو، ذکر اذکار کی شان بہت زیادہ ہے۔ میرے بھائیو! وہ ڈاکو جس نے ساری زندگی اللہ اللہ نہیں کہا تھا وہ آج اللہ اللہ کہتا ہے اب آگے باتیں سنیں کہتا ہے اے اللہ میں نے بڑے بڑے جرم کیے۔ اے اللہ چھوٹے چھوٹے جرم نہیں کیے ہیں۔ بلکہ بڑے بڑے جرم کیے ہیں۔ اے میرے اللہ ارب کھرب گناہ کیے ہیں لیکن دو باتوں کی وجہ سے میں توبہ کا ٹیلی فون کر رہا ہوں، کہتا ہے کہ ایک تو یہ ہے کہ اگر مجھے پتہ نہ ہوتا کہ اللہ غفور رحیم ہے ہی نہیں تو پھر میں نے توبہ نہیں کرنی تھی کیونکہ مجھے پتہ ہونا تھا کہ اللہ نے مجھے معاف کرنا ہی نہیں ہے اب اگر مجھے یہ پتہ چل گیا ہے کہ تم بہت غفور رحیم ہو تو آج میں اس وجہ سے توبہ کر رہا ہوں۔ اللہ دوسری بات یہ ہے کہ میں نے جتنے بھی گناہ کیے ہیں وہ تیری رحمت سے تو ابھی بھی کم ہیں۔

تیسری بات یہ کہ اللہ میں دل سے توبہ کر رہا ہوں اب مجھے معاف کر دو، اگر اُوپر سے توبہ کر رہا ہوں تو پھر چاہو معاف نہ کرو۔ کیونکہ اللہ تم دل کی دھڑکنوں سے بھی واقف ہو۔ آخر میں پھر کہتا ہے اے اللہ میری سچی توبہ ہے ﴿تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا﴾ میری پکی سچی توبہ ہے یہ باتیں کرتے کرتے وہ فوت ہو گیا۔ ﴿اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ﴾

جب فوت ہو گیا تو اللہ تعالیٰ کے عرش پر شور پڑ گیا اللہ تعالیٰ کے عرش سے آواز آئی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے جبرائیل علیہ السلام کہا یا رب جلیل کیا آرڈر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے جبرائیل جلدی کرو زمین پر فلاں شہر میں جاؤ، وہاں میرا ایک دوست ہے جس کا نام موسیٰ علیہ السلام ہے اُس کو پیغام دو کہ اللہ کا ایک دوست جنگل میں اکیلا فوت ہو گیا ہے، اُس کے پاس کوئی آدمی نہیں ہے، جلدی کرو میرے دوست موسیٰ علیہ السلام کو کہہ دو کہ میرے دوسرے دوست کو جنگل سے اُٹھا کر لے آئے تا کہ میری کوئی بھی مخلوق اُسے کچھ نہ کہے۔

﴿اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ﴾ (یونس:62)

اللہ کے ولیوں کو ڈر اور خوف نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ میرا دوست ہے، جلدی کرو تو موسیٰ علیہ السلام اللہ کا پیغام سن کر دوڑ پڑے شہری لوگ کہنے لگے اے موسیٰ علیہ السلام کہاں جا رہے ہو موسیٰ علیہ السلام کہتے ہیں کہ ابھی ابھی تازہ ترین ٹیلی فون آیا ہے ایک بہت نیک آدمی ہے، بہت پیارا آدمی ہے، اللہ نے اُس کو اپنا دوست کہہ دیا ہے، میں تو اب اس کی زیارت بھی کروں گا، اور مجھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اے نبی موسی علیہ السلام اُس کی میت کو کوئی مولوی نہ لے کر آئے، اُس کی میت کو کوئی قاری نہ لے کر آئے، اُس کی میت کو کوئی نمازی نہ لے کر آئے، اُس کی شان یہ ہے وہ اللہ کا دوست جو ہے اُس کی شان یہ ہے کہ اُس کی میت کو موسیٰ نبی علیہ السلام اُٹھا کر لائیں۔

رب کتنا اعلیٰ ہے جب سارے شہر نے سنا تو کہنے لگے ہم نے ساری عمر کاروبار ہی کرنا ہے اب ہم بھی کاروبار نہیں کریں گے بلکہ ہم بھی اللہ کے دوست کی زیارت کریں گے اُس کی چارپائی کو ہاتھ لگائیں گے ہوسکتا ہے کہ اللہ ہمارے بھی گناہ معاف کردے، سارا شہر پیچھے پیچھے ہے۔ موسیٰ علیہ السلام آگے آگے ہیں جب اُس جنگل میں پہنچے تو سارے لوگ حیران و پریشان ہوگئے کہنے لگے یہ تو وہی آدمی ہے جس کو ہم نے مار مار کر شہر سے نکالا تھا، یہ کب اللہ تعالیٰ کا دوست بن گیا ہے۔ کئی آدمیوں کو عادت ہوتی ہے اگر کوئی گنہگار نیکی کرلے، اللہ تعالیٰ سے توبہ کرلے تو اس کو کہتے ہیں کہ ہمیں پتہ ہے سو چوہا کھا کر بلی حج کو چلی ہے یعنی ان آدمیوں کو برداشت نہیں ہوتا ہے وہ کہتے ہیں کہ یہ چوہے بس کھاتا ہی رہے پھر ٹھیک ہے۔ ہم لوگوں کو توبہ برداشت ہی نہیں ہے ایک آدمی اگر گناہ چھوڑ کر نیکی کرنے لگ پڑا ہے تو اس کو حوصلہ دینا چاہیے لیکن آج کل اُسے اُلٹ اُلٹ باتیں کریں گے تاکہ وہ پھر ہمارے جیسا ہو جائے وہ شہر والے کہنے لگے کہ یہ کب سے ولی اللہ بن گیا ہے۔

نبی موسیٰ علیہ السلام کہنے لگے کہ زبانیں بند کرو، بولنا نہیں ہے اگر کوئی بولے گا تو موسیٰ علیہ السلام نبی اس سے جنگ کرے گا، جتنا بھی بڑا مجرم ہو جب وہ اللہ تعالیٰ سے یاری لگا لے تو پھر اُس کی میت کو اُٹھانا ثواب ہے، اُس کی میت کو ہاتھ لگانا ثواب ہے، اُس کی خدمت کرنا ثواب ہے،

اُس کی چارپائی کو ہاتھ لگانا ثواب ہے، آج یہ اللہ کا دوست ہے مجھے آرڈر ہوا ہے میں نے اس کو اُٹھا کر لے جانا ہے اس لیے کوئی زبان نہ کھولے۔ سبحان اللہ میرے اللہ تم کتنے اچھے ہو، اے لوگو معافیاں مانگ لو اتنے بڑے تو شاید کوئی گنہگار نہیں ہیں جتنا بڑا یہ گنہگار تھا۔ ایک ٹیلی فون سے اللہ نے اس کو اپنا دوست یار کہہ دیا ہے تمہیں تو پھر بھی زیادہ زور لگانے کی ضرورت نہیں ہے بس تھوڑی سی کوشش کر کے کہہ دے اے اللہ جو غلطیاں ہوگئی ہیں وہ تو ہوگئی ہیں لیکن آج کے بعد میری سچی توبہ ہے۔ جب اُس کی چارپائی شہر میں پہنچ گئی تو جبرائیل علیہ السلام آیا کہتا ہے اے موسیٰ علیہ السلام جی جس طرح خود اُٹھا کر لائے ہیں اب یہ اللہ تعالیٰ کا بہت پیارا ہوگیا ہے اس کی توبہ اللہ تعالیٰ کو بہت پسند آئی ہے۔ توبہ کا صلہ ہی بہت زیادہ ہے، توبہ بہت بڑی ربڑ ہے ساری زندگی کے گناہ مٹ گئے ہیں کہ نہیں۔

بھائیو! توبہ ربڑ ہوئی ہے کہ نہیں اللہ کے نبی موسیٰ علیہ السلام کو جبرائیل علیہ السلام پھر پیغام دیتے ہیں جلدی کریں اس کو غسل بھی آپ نے دینا ہے کسی اپنے اُمتی سے نہیں کہنا ہے۔ نبی غسل کروائے یہ اللہ تعالیٰ کا آرڈر آیا۔ جبرائیل علیہ السلام پھر چلے گئے جب موسیٰ علیہ السلام نے غسل کروا دیا کفن تیار ہوگیا، کفن جب پہنا دیا گیا، اب قبرستان میں چارپائی جانے لگی ہے۔ جبرائیل علیہ السلام پھر جلدی سے آ گئے موسیٰ علیہ السلام کہتے ہیں کہ یہ رحمت کی فلائیٹیں تو آج بار بار نازل ہو رہی ہیں میں موسیٰ علیہ السلام کے ائیرپورٹ پر کبھی جبرائیل علیہ السلام تین چار بار آیا ہی نہیں ہے لیکن آج تیسری بار آ گیا ہے کہا اے جبرائیل علیہ السلام اب کیا خبر ہے۔ فرمایا خبر یہ ہے کہ اس کا جنازہ لیٹ کر دیں دنیا میں جنازہ لیٹ کرنا اللہ تعالیٰ نے کسی بھی اُمت میں قانون نہیں بنایا ہے۔ فرمایا جنازہ ٹائم سے ہی پڑھاؤ۔ لیکن یہ واحد جنازہ ہے جو میرے رب نے ٹیلی فون کر کے جبرائیل علیہ السلام کو بھیج کر یہ جنازہ روک دیا۔

فرمایا! جنازہ لیٹ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ جہاں جہاں سے آج لوگ بلا لو گے تو جو آدمی آج اس کے جنازے میں شامل ہوگیا تو میرا اللہ آج اُس کو بھی معاف کر دے گا۔ ﴿تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا﴾ اس کو سچی توبہ کہتے ہیں اور یہ صلہ ملتا ہے اس نے توبہ کی تو اللہ نے

معاف کیا ہے کہ نہیں۔ اب میں تم کو ایک وہ خبر دینے لگا ہوں۔ سبحان اللہ اللہ کتنا اچھا ہے، اللہ جیسا نرم کوئی نہیں۔ میرے بھائیو ایک آدمی نے ارادہ کرلیا۔ تم نے کہنا ہے کہ بڑے بڑے مولوی سنے ہیں ایک تو کسی نے ربڑ نہیں بتائی ہے آج تو پتہ چل گیا ہے کہ نہیں۔ میں بات دلیل کے ساتھ کرتا ہوں، آخری بات سنیں۔

ایک آدمی توبہ کا ارادہ لے کر نکلا، پختہ ارادہ توبہ کا نہیں ہے، تم کہو گے کہ ویسے ہی کہہ دیں کہ ایک آدمی توبہ کا ارادہ لے کر نکلا لیکن ارادہ کا کیا معنی ہے اب میں اس کی دلیل دوں گا جو بات کروں گا اُس کی دلیل دوں گا۔ ایک آدمی ارادہ لے کر نکلا۔ مضبوط ارادہ بھی نہیں ہے، کچا ارادہ توبہ کا لے کر گھر سے نکل پڑا، ہاتھ میں تلوار پکڑی ہے ایک اُس کو داڑھی والا ملا، ہر داڑھی والا مولوی نہ سمجھا کریں، اُس کو ایک داڑھی والا ملا اُس سے کہنے لگا اے بھائی جان میں بہت بڑا مجرم ہوں میں آج گھر سے نکلا ہوں، مجھے پتہ بھی نہیں ہے اس لیے مجھے بتا دو۔ کہ توبہ کس طرح کرتے ہیں ابھی تک اُس کو توبہ کا پتہ ہی نہیں ہے۔ کہتا ہے توبہ کس طرح کرتے ہیں ایک تو یہ بتاؤ۔ دوسرا یہ بتاؤ کہ میں ننانوے آدمیوں کو مار کر آیا ہوں تو کیا میری توبہ ہو جائے گی یا نہیں وہ آگے سے کہنے لگا کہ اگر تم اجڑ گئے، تباہ ہو گئے، تیری کلی کا تنکا نہ بچے۔ ایک آدمی کو مارنے سے معافی نہیں ہے لیکن تم نے تو پھر بھی اکٹھے ننانوے آدمی مارے ہیں، تمہارے لیے کوئی معافی نہیں ہے اب میرے مؤقف کی دلیل آنے لگی ہے یہ کہتا ہے کہ چلو کوئی بات نہیں ہے اگر معافی نہیں ہے تو پھر تم بھی سیدھے ہو جاؤ، اُس کی گردن اُڑا دی۔ ساتھ کہنے لگا کہ معافی ہونی ہوگی تو اکٹھے سو قتل کرنے کے بعد بھی ہو جائے گی چلو تم بھی اللہ کی سپرد ہو جاؤ اب ایمان سے بتائیں کہ اگر یہ پختہ ارادہ ایمان کا لے کر نکلا ہوتا تو اُس کو کبھی نہ مارتا بلکہ غرور سے چلا جاتا۔ لیکن یہ کچا توبہ کا ارادہ لے کر نکلا ہے اس لیے راستے میں دوبارہ قتل کر دیا تھا اب کوئی سمجھ آئی ہے کہ نہیں یہ پختہ ارادے والا بھی نہیں ہے اس لیے راستے میں اُس کا کام تمام کر دیا۔ اگر پختہ ارادہ لے کر نکلا ہوتا تو اس سے ناراض ہو کر چلا جاتا کہ چلو کسی اور سے پوچھ لوں گا لیکن اُس کو قتل نہ کرتا کیونکہ توبہ کا ارادہ کر چکا تھا اب آدمی مارنے کے

لیے تو نہیں نکلا تھا اُس نے پھر آدمی مار دیا۔

پھر آگے چل پڑا، پھر ایک داڑھی والا مل گیا، اُس سے کہتا ہے اے بھائی جان میں نے پہلے ننانوے آدمی قتل کیے تھے اب میں پھر ایک اور مار کر آ گیا ہوں اب میں توبہ کرنا چاہتا ہوں مجھے پتہ نہیں ہے کہ توبہ کس طرح ہوتی ہے مجھے ذرا سمجھا دیں کہ توبہ کس طرح ہوگی یہ بھی بتا دیں کہ معافی ہو جائے گی کہ نہیں وہ آگے سے کہنے لگا کہ یار یہ تو مجھ کو پتہ نہیں ہے کیونکہ میں عالم نہیں ہوں لیکن جس طرف تم جا رہے ہو اِدھر ہی جاتے رہو آگے ایک بستی آئے گی اس بستی میں داخل ہو جانا وہ ساری بستی عالم لوگوں کی ہے وہاں جا کر تم مسئلہ بتا دینا پھر وہ عالم لوگ تمہیں توبہ کی شرائط بتائیں گے۔ پھر تم ان کی بات پر عمل کر کے توبہ کر لینا تو اللہ تمہیں معاف کر دے گا آگے بات سن کر پریشان نہ ہو جانا اللہ تعالیٰ کی رحمت بڑی وسیع ہے۔ اُس سے نا اُمید نہ ہونا یہ آدمی وہاں سے چلتا جا رہا ہے، چلتا جا رہا ہے۔ اُدھر سے عزرائیل علیہ السلام بھی آ گیا۔

کہنے لگا کہ بس کرو کافی تم چل دیئے ہو اس آدمی کو وہاں موت آ گئی جب موت آ گئی تو فرشتے آ گئے، جہنم کو لے کر جانے والے بھی آ گئے، جنت کو لے کر جانے والے بھی آ گئے، بحث ہونے لگ پڑی، جہنم والے فرشتے کہتے ہیں اسے ہم نے اپنے ساتھ جہنم میں لے کر جانا ہے، جنت والے کہتے ہیں نہیں یہ تو جنتی ہے وہ کہتے ہیں کہ اس نے ابھی تک توبہ تو نہیں کی ہے یہ تو بہت بڑا ظالم ہے اس کو تو جہنم میں لے کر جانا ہے، جنت والے کہنے لگے کہ ارادہ تو لے کر نکل پڑا تھا یہ بستی میں پہنچا نہیں ہے تو اس میں اس کا قصور کیا ہے یہ تو جنتی ہے یہ بحث ہو رہی تھی اُدھر آسمانوں سے آواز آئی خاموش ہو جاؤ، اللہ بول رہا ہے، آسمان سے اللہ بول رہے ہیں کیسی قیمت والا وہ آدمی ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے میرے فرشتو خبردار خاموش ہو جاؤ۔ فرشتے کانپ رہے ہیں اور ساتھ خاموش ہیں۔ پھر اللہ نے کہا کہ فیصلہ میں کروں گا کسی کا کوئی مسئلہ ہو تو وہ فیصلہ نمبردار کرتا ہے کسی کا کوئی مسئلہ ہو تو فیصلہ ناظم یا نائب ناظم کرتا ہے، کسی کا کوئی مسئلہ بن جائے تو فیصلہ کوئی ایم پی اے یا ایم این کرے۔ لیکن کیا

بات ہے کہ اس کا مسئلہ پیدا ہوا، تو فیصل میرا اللہ بنا ہے۔ یہ وہ آدمی ہے جس نے توبہ بھی نہیں کی ہے پکی توبہ کا ارادہ لے کر آیا تھا لیکن موت آ گئی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ فیصلہ یہ ہے جس طرف یہ جا رہا تھا وہ جگہ ماپ لو، اگر اِدھر زمین تھوڑی ہے تو پھر یہ جنتی ہے اگر ادھر زمین زیادہ ہے تو پھر یہ جہنمی ہے۔ فرشتے ماپ کرنے لگے پڑے، اللہ تعالیٰ نے پھر فرمایا اے میری زمین میں اللہ بول رہا ہوں اللہ زمین کو آرڈر کرتے ہیں اے زمین مجھے پتہ ہے کہ اِدھر زیادہ زمین ہے، اب میرے فرشتے ماپ رہے ہیں تو تم جلدی جلدی سکڑ جاؤ۔ میں نے بھی اسے جنت دینے کا ارادہ کرلیا ہے۔ سبحان اللہ جب زمین کا ماپ کیا گیا تو زمین سکڑ گئی جب زمین کو ماپ دیا گیا، تو اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں اے میرے فرشتو! کیا ہوا ہے جہنم والے فرشتے کہنے لگے اللہ جی ہونا کیا ہے ایک ہاتھ اِدھر سے کم ہوگئی ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے کوئی میل کہا تھا میں نے کوئی ایکڑ کہا تھا اگر ایک انچ بھی کم ہوتی تو اس نے جنتی بن جانا تھا۔ چاہے پختہ توبہ کے ارادے سے یہ گھر سے نہیں نکلا ہے۔

چاہے اس نے توبہ نہیں کی ہے، چاہے یہ بستی میں نہیں گیا ہے لیکن توبہ کا ارادہ کر کے نکل تو آیا تھا اس لیے میں اللہ نے اس کو بھی معاف کر دیا ہے۔

معافیاں دے قلم جاں پھیر اللہ سوہنیا
گل اے پسند تینوں ڈھیر اللہ سوہنیا
تیریاں عطاواں اَگے میریاں خطاواں کی
گناں دے مقابلے نیں پھیر اللہ سوہنیا

میرے بھائیو! صبح شام توبہ کیا کرو، اے اللہ ہمیں جہنم سے بچا دے۔ (آمین)

تیریاں عطاواں اَگے میریاں خطاواں کی
گناں دے مقابلے نیں پھیر اللہ سوہنیا
معافیاں دے قلم جاں پھیر اللہ سوہنیا
گل اے پسند تینوں ڈھیر اللہ سوہنیا

شاعر بڑی پیاری بات کرتا ہے، معافی مانگتا ہے کہتا ہے:

چنگاں ہاں یا مندا ہاں آخر تیرا بندہ ہاں

تم بھی اس طرح کہا کرو کہ اے اللہ اچھے ہیں یا بُرے ہیں لیکن بندے تو تیرے ہیں۔ اے اللہ جب تم ہمیں جلا دو گے تو تمہیں کیا مل جاتا ہے۔ اے اللہ ہمیں معاف کردے، تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ معافی ہوگئی۔ اس طرح معافی نہیں مانگنی ہے کہ پتہ نہیں کہ معافی ملے گی کہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں پھر اس طرح نہیں معافی ملے گی کیونکہ تمہارا اللہ پر اعتبار ہی نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ معافی اس طرح مانگو کہ اے اللہ میں تیرا بندہ ہوں تم میرے رب ہو، میں بہت بڑا گنہگار ہوں، مگر اے اللہ تم معاف کردو۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ معافی ہوگئی۔

چنگا ہاں یا مندا ہاں آخر تیرا بندہ ہاں
آندے آندے ہوئی میتھوں دیر اللہ سوہنیا

یہ بھی تو دیر سے ہی آیا تھا۔ پہلا آدمی بھی دیر سے ہی آیا تھا۔ توبہ دیر سے کی لیکن معافی دونوں کو مل گئی۔ کیا پتہ ہے کہ تیری زندگی کا آخری دن ہو۔ اس لیے اب توبہ کریں، توبہ کرو گے۔

چنگا ہاں یا مندا ہاں آخر تیرا بندہ ہاں
آندے آندے ہوئی میتھوں دیر اللہ سوہنیا
معافیاں دے قلم جاں پھیر اللہ سوہنیا
گل اے پسند تینوں ڈھیر اللہ سوہنیا

اللہ سے دعا ہے کہ جو بیان کیا ہے، اللہ تعالیٰ اس پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ (آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ



شیطان کے حملے

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o

﴿ كَمَثَلِ الشَّيْطَانِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّى بَرِئٌ مِّنْكَ اِنِّى اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ o﴾ (الحشر : 16)

اللہ پاک کا بڑا فضل ہے کہ جس رب نے ہم سب کو مسلمان بنایا۔ اللہ پاک کا بڑا احسان ہے کہ جس رب نے ہم سب کو عقیدہ توحید عطا فرمایا، اللہ پاک کا بڑا فضل ہے کہ جس رب نے قرآن وحدیث سماعت کرنے کے لیے اپنے گھر میں ہمیں جمع فرمایا۔ دعا یہ کرو کہ اللہ پاک حق اور سچ بیان کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور جو قرآن وحدیث تم بھائیو سنو اور ہم بیان کریں اللہ تعالیٰ مجھے اور تمہیں عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

میرے بھائیو! قرآنِ مجید کے اندر اللہ رب العالمین نے مختلف انداز کے ساتھ قوموں کو سبق سکھایا ہے۔ کہیں اللہ پاک نے جہنم سے ڈرایا ہے، کہیں اللہ پاک نے کافروں سے ڈرایا ہے، کہیں اللہ پاک نے بدعتیوں سے ڈرایا ہے، کہیں اللہ پاک نے مشرکوں سے ڈرایا ہے، کہیں اللہ پاک نے قیامت سے ڈرایا ہے، اور کہیں اللہ پاک نے اپنی دشمنیوں سے ڈرایا ہے، مختلف انداز کے ساتھ اللہ پاک نے قرآن مجید کے اندر مسلمانوں کو ڈرایا ہے اور ڈرانے کا مقصد صرف اور صرف اللہ رب العالمین کا یہ ہے کہ جب ایک چیز سے آدمی ڈر جاتا ہے تو پھر اُس کی طرف توجہ نہیں کرتا، اُس چیز کی طرف غور نہیں کرتا، اُس چیز کی طرف دوبارہ نہیں جاتا ہے۔ اگر صحیح معنی کے اندر کوئی ڈر جائے تو واقع ہی اُس چیز کی طرف کوئی نہیں جائے گا۔ اگر چھوٹا بچہ ڈر جائے تو وہ نہیں جاتا ہے۔ تو سمجھدار عقل مند اگر کسی چیز سے ڈر جائے، تو بھلا

ایمان سے بتاؤ وہ دوبارہ اُس چیز کی طرف کیسے جائے گا؟ بظاہر آگ جل رہی ہو، تو وہ اس کے اندر جان بوجھ کر کوئی چھلانگ نہیں لگاتا، کیوں کہ اُسے ڈرایا گیا ہے کہ یہ آگ ہے، اور آگ تمہیں جلا کر رکھ دے گی۔ یہ کسی کی بھی دوست نہیں ہے۔

میرے بھائیو! اسلحے کا نمبر آتا ہے، جب مجاہد ٹریننگ لے کر آتے ہیں، تو سب سے پہلے اُستاد یہی سبق سکھاتا ہے کہ بھائیو یہ جو گولی ہے یہ جو اسلحہ ہے، یہ کسی کا دوست نہیں ہے، اس کی پہلی غلطی اور آخری غلطی یہ ہے کہ اگر کسی کو یہ لگ جائے تو وہ مر جائے گا، گولی نے نہیں دیکھنا کہ یہ اُستاد ہے تو اس کو میں بچا دوں، اسلحے نے نہیں دیکھنا کہ یہ قاری یسین بلوچ تھا، میں اس کو بچا دوں، اسلحے نے نہیں دیکھنا کہ یہ پیرزادہ ہے، تو اس کو نہ لگوں، اس کو میں نہ لگوں یا لگ جاؤں، تو اس پر زہر اثر نہ کروں۔

میرے بھائیو! اسلحہ کسی کا دوست نہیں ہے، اسلحے سے ڈرایا گیا ہے تو کوئی آدمی جان بوجھ کر گولی کی نذر نہیں ہوتا ہے، تیز چاقو ہو تو ہمیں یقین ہے کہ چاقو ہمیں کاٹ دے گا، اگر اس کو ہم نے پیٹ کے اندر داخل کر لیا تو ہم کاٹے جائیں گے۔ بظاہر چیزوں پر ہر آدمی کا اعتبار اور یقین پختہ ہے، جو بات قرآن نے بتائی ہے، جو بات حدیث رسول اللہ ﷺ نے بتائی ہے، ایسا بدقسمت اور نکما مسلمان ہے کہ جس کو مکمل طور پر اعتماد نہیں ہے، اگر بالکل اس طرح یقین ہو کہ جس طرح دنیا کی آگ کا یقین ہے کہ اگر میں نے گناہ کیا اگر میں نے زنا کیا، اگر میں نے چوری کی، اگر میں نے بدکاری کی، اگر میں سینما دیکھنے گیا، اگر میں نے گانے سنے، اگر میں نے چغلیاں کیں، اگر میں نے غیبتیں کیں، اگر میں نے ہمسایوں کو تنگ کیا، اگر میں نے پریشان کیا، اگر میں نے کوئی بھی گناہ کیا، تو مجھے جہنم جلا دے گی، کیوں کہ قرآن نے کہا ہے، نبی ﷺ نے کہا ہے۔

بھائیو! ہماری بدقسمتی ہے کہ ہمیں نبی ﷺ کی بات پر اتنا یقین نہیں ہے کہ جتنا ہمیں دنیا کی آگ پر یقین ہے ''اِنَّا لِلّٰہِ'' اس لیے آج مسلمان کا اللہ کے ہاں قدر اور مقام نہیں رہا ہے۔ میرے بھائیو! آج کے جمعہ کے اندر اللہ پاک نے جن مختلف چیزوں سے ڈرایا ہے؟

اُن کا تذکرہ کروں گا ایک اور خطرناک چیز ہے، جس سے اللہ پاک نے ساری دنیا کو ڈرایا ہے، ساری دنیا کے اندر ساری کائنات کے اندر اس زمین و آسمان کے درمیان کے اندر میرے بھائیو! ایک ایسا دشمن ہے، جس دشمن کا آج میں تعارف کروانے لگا ہوں۔ اہل سنت بھائیو توجہ سے سنو، میرے دیوبندی بھائیو توجہ سے سنو، میرے اہلحدیث بھائیو توجہ سے سنو۔ مائیں بہنیں بھی جمعہ ادا کرنے کے لیے آئی ہیں وہ بھی توجہ سے سنیں کہ بہت خطرناک دشمن کا آج کے جمعہ کے اندر میں تعارف کروانے لگا ہوں۔

میرے بھائیو! دشمن تو بڑے بڑے ہیں، سانپ بھی بندے کا دشمن ہے کہ بندے کو لڑ جائے گا اور آدمی مر جائے گا، کبھی کسی نے سانپ کو اپنا دوست بنایا ہے، سانپ بھی بندے کا دشمن ہے، بچھو بھی بندے کا دشمن ہے، میرے بھائیو! چیتا بھی بندے کا دشمن ہے، شیر بھی بندے کا دشمن ہے، موذی چیزیں سب انسان کی دشمن ہیں، جتنے درندے ہیں سب انسان کے دشمن ہیں، بلکہ آدمی آدمی کا بھی دشمن ہے۔ واجپائی کے چیلے کافر ہندو درندے مسلمان مجاہدوں کے دشمن ہیں، امریکی غنڈے بھی مسلمانوں کے دشمن ہیں۔ میرے بھائیو! ساری کائنات کے اندر بڑی بڑی چیزیں جو ہماری دشمن ہیں، مگر اتنا بڑا دشمن ہمارے لیے نہ کافر ہے، نہ اتنا دشمن بچھو ہے، نہ اتنا دشمن سانپ ہمارے لیے ہے، نہ اتنا بڑا دشمن درندہ ہمارے لیے ہے، نہ اتنا گندہ دشمن کتا ہمارے لیے ہے، نہ اتنا غلط دشمن شیر ہمارے لیے ہے، سب سے زیادہ خطرناک دشمن کون ہے؟ تمہارے ذہن کے اندر ایک خیال آرہا ہوگا کہ یٰسین بھائی نے تو سب چیزیں گن دی ہیں لیکن وہ کون سا دشمن ہے جو اور ہے۔

یہ سب دشمن تو تم نے گن دیئے ہیں اس سے بڑا بھی کوئی دشمن ہے۔ میرے بھائیو! اس سے بڑا بھی ایک دشمن ہے، جس کا تعارف اللہ پاک نے قرآن مجید کے اندر کروایا ہے۔ اللہ پاک نے بتایا ہے۔ اے مسلمانوں ذرا توجہ سے زندگی گزارنا، کیوں کہ ایک تمہارے پیچھے خطرناک دشمن پڑا ہوا ہے، وہ کون ہے اس کا نام ابلیس ہے۔ جس کو دوسرے الفاظ کے اندر ہم شیطان کہتے ہیں، شیطان ہمارا دشمن ہے، آتا کہاں ہے، اپنے پاس سے بات نہیں کروں

گا، اپنے امام کی بات نہیں کروں گا، اپنے جماعت کے صدر کی بات نہیں کروں گا، اپنے کسی بزرگ کی بات نہیں کروں گا، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی بات نہیں کروں گا، امام مالک رحمہ اللہ کی بات نہیں کروں گا۔ امام شافعی رحمہ اللہ کی بات نہیں کروں گا، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی بات نہیں کروں گا، امام بخاری رحمہ اللہ کی بات نہیں کروں گا، امام مسلم رحمہ اللہ کی بات نہیں کروں گا، امام نسائی رحمہ اللہ کی بات نہیں کروں گا، امام ترمذی رحمہ اللہ کی بات نہیں کروں گا، علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمہ اللہ بہت بڑے علامہ گزرے ہیں اُن کی بات نہیں کروں گا، علامہ حبیب الرحمٰن یزدانی رحمہ اللہ کی بات نہیں کروں گا، حافظ سعید صاحب حفظہ اللہ لشکر طیبہ کے امیر ہیں اُن کی بات نہیں کروں گا، بات رب کے قرآن کی کروں گا، قرآن بھی حق ہے، رب بھی حق ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی حق ہے، جنت بھی حق ہے، فرشتے بھی حق ہیں، جبرائیل علیہ السلام بھی حق ہے، ساری حق بات کروں گا۔

میرے بھائیو! اللہ تعالیٰ کی بات سے کون سی سچی بات ہوسکتی ہے، رب نے کہا ہے اے لوگو! ایک تمہارا دشمن ہے وہ بہت ہی خطرناک دشمن ہے، آؤ ذرا دشمن کے متعلق قرآن میں سے سنو۔ فرمایا:

﴿ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ﴾

اللہ پاک فرماتے ہیں: اے مسلمانوں چھوٹے بڑے سب سن لو، فرمایا تمہارا ایک دشمن ہے جس کا نام شیطان ہے۔ فرمایا اتنا غلیظ دشمن ہیں اتنا واضح دشمن ہے کہ نیکوں پر بھی دشمنی کرتا ہے، برے لوگوں پر بھی دشمنی کرتا ہے، اپنوں پر بھی دشمنی کرتا ہے، کافروں کے ساتھ بھی دشمنی کرتا ہے، نہ کافروں کا شیطان دوست ہے، نہ مشرکوں کا شیطان دوست ہے، نہ منافقوں کا شیطان دوست ہے۔

سارے کے سارے لوگوں کے ساتھ یہ عداوت کرتا ہے، دشمنی کرتا ہے، اس سے بچ جانا یہ بہت خطرناک غلیظ دشمن ہے، اس کے بڑے بڑے جال ہیں، بندے کو گمراہ کرنے کے لیے بڑے بڑے جال بچھاتا ہے۔ میرے بھائیو! سب سے زیادہ خطرناک اور گندہ جال پہلا

جال بندے پر یہ بچھاتا ہے۔ سب سے پہلے یہ جال بچھاتا ہے، سب سے پہلے شیطان یہ حملہ کرتا ہے۔ ذرا غور سے سنو آج میں شیطان کا تعارف اس لیے کروا رہا ہوں تا کہ تم پر کوئی حملہ نہ کر جائے۔ میرے بھائیو! ہمارا تو حق بنتا ہے کہ جو بھی خطرناک چیزیں مسلمانوں کے لیے ہیں ان سب کا تعارف کروانا چاہیے۔

میرے بھائیو! قرآن مجید میں فرمایا کہ شیطان بہت بڑا دشمن ہے، شیطان دشمنی کرے گا۔ میرے بھائیو پتہ ہے کہ کیوں بڑا دشمن ہے؟ اگر سانپ لڑے گا تو جان سے تو جائیں گے، یا بچھو لڑے گا تو چلو آدمی مر جائے گا، یا کوئی کافر حملہ کرے گا تو آدمی فوت ہو جائے گا، شہادت پا جائے گا۔ اے میرے بھائیو! اگر آدمی اسلام پر مرے گا، سانپ کے لڑنے سے آدمی کافر تو نہیں ہو جائے گا، بچھو کے لڑنے کی وجہ سے آدمی مشرک تو نہیں ہو جائے گا، چیتے کی وجہ سے مرنے پر آدمی بدعتی تو نہیں ہو جائے گا، شیر کی وجہ سے مرنے پر آدمی اسلام سے تو نہیں نکل جائے گا، میرے بھائیو! اس لیے سب سے بڑا دشمن اسے کہا گیا ہے کہ جب بھی شیطان حملہ کرے گا، تو یہ ایمان پر حملہ کرے گا، ایمان کو برباد کرے گا، اسلام کو برباد کرے گا۔

اے میرے بھائیو! جب ہم میں اسلام ہی نہ رہا، ایمان ہی ہم میں نہ رہا پھر جب آدمی مرے گا تو یہ آدمی جہنم میں جائے گا، جو آدمی جہنم میں چلا گیا تو سب سے بڑا حملہ یہ ہے؛ سب سے زیادہ دشمن شیطان اس لیے ہے کہ جب بھی حملہ کرے گا آدمی جہنم میں چلا جائے گا۔ ہمیشہ پڑھا کرو اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ یہ ہمیشہ پڑھا کرو۔ میرے بھائیو! اور یہ شیطان چیز ہے کیا؟ یہ کیا چیز ہے؟ قرآن نے یہ بھی بیان کیا ہے:

﴿ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ﴾ (ص: 76)

''جب اللہ پاک نے اس ابلیس سے کہا کہ جاؤ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو۔''

تو پتہ ہے دلیل کیا دیتا ہے؟ کہتا ہے:

﴿ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ ﴾

کہنے لگا میں تو آگ سے پیدا ہوا ہوں، اور آگ کا ہوں، میں آدم علیہ السلام کو سجدہ کیوں کروں؟ آدم (علیہ السلام) تو مٹی سے پیدا ہوا ہے۔

مٹی کو پھینکیں تو مٹی نیچے چلی جاتی ہے، گِر جاتی ہے، نرم ہوتی ہے، جھک جاتی ہے، نیچے چلی جاتی ہے، مٹی نیچے چلی جاتی ہے، میں تو آگ سے بنا ہوں، آگ کو جب جلایا جاتا ہے، آگ تو اوپر کو بھڑکتی ہے، آگ کی شعاعیں اُوپر کو چلی جاتی ہیں، آگ کی شان زیادہ ہے، آگ کا وقار زیادہ ہے، آگ کا رعب زیادہ ہے، آگ کی شجاعت زیادہ ہے، آگ بڑی عظمت والی ہے، میں اس لیے وقار سے بنا ہوں، میں نے مٹی کو سجدہ نہیں کرنا ہے، پتہ چلا کہ شیطان آگ کی پیداوار ہے، شیطان آگ سے بنا ہے، جن بھی آگ کی پیداوار ہیں، اور شیطان کی اولاد بھی ہیں، جس طرح ہماری اولاد ہے، جنوں کی اولاد بھی ہے، جو نیک ہو جاتا ہے، وہ جن ہوتا ہے اور جو بد ہوتا ہے وہ شیطان ہو جاتا ہے۔

شیطان گندی حرکتیں کرے، حملے کرے، جو ہر ایک کو تباہ و برباد کرنے کی کوشش کرے وہ شیطان کا ساتھی ہو جاتا ہے۔ میرے بھائیو بچنا چاہیے، یہ بڑا ہی خطرناک دشمن ہے، بہت زیادہ خطرناک دشمن ہے، اور بڑے بڑے لوگوں پر اِس نے بڑے بڑے گہرے حملے کیے ہیں۔ قرآن میں ایک آیت آتی ہے۔ فرمایا:

﴿وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ وَ كَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَo﴾ (البقرہ : 34)

اللہ پاک نے جب آدم علیہ السلام کو بنایا، فرمایا آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو، سب کے سب سجدہ کرنے لگ پڑے، مگر ابلیس نے انکار کر دیا، اس لیے کہنے لگا اے اللہ میں تمہارے بندوں کو گمراہ کروں گا، ہر حال میں گمراہ کروں گا، دن رات گمراہ کروں گا، میں آگے سے بھی بندوں کی طرف آؤں گا، میں پیچھے سے بھی بندوں کی طرف آؤں گا، میں اُوپر سے بھی بندوں کی طرف آؤں گا، میں بظاہر بھی حملے کروں گا، میں نماز سے پہلے بھی بندوں کو روکوں گا، نماز سے پہلے بندے کو جال ڈالتا ہے کہ نہ نہ ابھی تو اذان ہوئی ہے، تم نماز پڑھنے نہ جاؤ، اپنی سبزی

فروخت کرو، اپنا پھل فروٹ فروخت کرو، بندے کو بہت سمجھاتا اور تقریریں کرتا ہے، جب آدمی نماز پر آہی جاتا ہے، پھر کہتا ہے ذرا یہاں آئے ہو، تو مسجد میں بیٹھ کر گپ شپ لگاؤ، جب آدمی مسجد میں گپ شپ لگانے لگ جاتا ہے، تو بجائے نیکیوں کے گناہ خرید کر چلا جاتا ہے۔

اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا قیامت سے پہلے مسجدوں کے حالات کچھ اس طرح کے بن جائیں گے، کہ مسجدیں تو اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لیے بنائی گئی ہیں، مسجدیں تو اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرنے کے لیے بنائی گئیں ہیں، مسجدیں تو اللہ تعالیٰ کے نام کو بلند کرنے کے لیے بنائی گئیں ہیں، مگر جب لوگ مسجدوں میں گپ شپ کرنے لگ پڑے گے، تو سمجھنا قیامت قریب ہے۔

میرے بھائیو! آج مساجد بڑی بڑی خوبصورت مگر مساجد کے اندر ذکر اذکار نہیں ہے، بعض مساجد میں تو شرک پھلایا جا رہا ہے، بعض مساجد میں تو بدعات پھیلائی جا رہی ہیں، بعض مساجد میں تو بہت کچھ پھیلایا جا رہا ہے۔ میرے بھائیو! یہ شیطان بڑا خبیث ہے، پہلے تو نماز پڑھنے کے لیے آنے نہیں دیتا، جب آدمی نماز پڑھنے کے لیے آجاتا ہے، تو پھر کہتا ہے جلدی جلدی نماز پڑھو، اور ساتھ کہتا ہے کہ تم بہت اچھی نماز پڑھ رہے ہو۔ بندہ نماز پڑھ کر ریاکاری کر لیتا ہے، جب ریاکاری ہوگئی تو پھر بھی نماز برباد ہے، یہ کیسا دشمن ہے؟ پہلے تو نماز پڑھنے کے لیے آنے نہیں دیتا ہے، جب آدمی نماز پڑھنے آہی جاتا ہے، تو اُس کو کہتا ہے یار ٹھیک ہے، نبی ﷺ نے بھی کہا ہے، نماز اس طرح پڑھو، نبی ﷺ کی بات اپنی جگہ پر ہے، مگر امام بھی تو ہے، تمہارا مذہب بھی آخر سچا ہے، ساری دنیا کے بڑے بڑے علماء رفع الیدین کے بغیر نمازیں پڑھتے ہیں، اس طرح نمازیں پڑھتے ہیں، تم بھی حدیث کا انکار کردو، طریقے کے ساتھ حدیث کا انکار کرایا جاتا ہے۔

میرے بھائیو! ساری دنیا کے عالم ایک طرف ہوں، ساری کائنات کے عالم ایک طرف ہوں، ساری دنیا کے امام ایک طرف ہوں، ساری دنیا کے علماء ایک طرف ہوں، ساری دنیا کے مذہب ایک طرف ہوں، تمہارا اپنا مذہب ایک طرف ہے، مگر سبحان اللہ میرے نبی ﷺ کا مقابلہ کوئی نہیں کرسکتا ہے۔ میرے بھائیو! پہلے تو نماز پڑھنے کے لیے آنے نہیں

دے گا، جب نماز پڑھنے آدمی آجائے گا تو پھر اُس کو ایسی نماز پڑھائے گا، جو کہ حدیث میں نہیں ہے، یہ آدمی بھی خراب ہو جائے گا، اس کی نماز بھی برباد ہو جائے گی۔

کئی ایسے انسان ہیں جن کو نماز پڑھنے کے لیے آنے نہیں دے گا۔ جب نماز پڑھنے کے لیے آدمی آئے گا، آدمی کہتا ہے:

﴿ اِیَّاكَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاكَ نَسۡتَعِیۡنُ﴾ (الفاتحہ : 4)

آدمی کہتا ہے کہ اے اللہ میں تجھ سے مدد مانگوں گا، حاجت روا میرے تم ہو، مشکل کشا میرے تم ہو، بگڑی بنانے والے میرے تم ہو، رزاق میرے تم اللہ ہو، اللہ سب کچھ تم ہو، مدد تم سے مانگوں گا، عبادتیں تمہاری کروں گا، تیری طرف سجدہ کروں گا، رکوع تیرے لیے کروں گا، نماز تیرے لیے پڑھوں گا، دعا تیرے آگے کروں گا، اگر میری تسبیح کا دانہ ٹوٹ گیا تو وہ بھی تجھ سے مانگوں گا۔ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا، اے لوگو! ہر چیز اللہ تعالیٰ سے مانگو، اگر تمہارے جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے، تو وہ بھی اللہ تعالیٰ سے مانگنا ہے، جب آدمی نماز پڑھتا ہے، وعدہ تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ یہ کر رہا ہے کہ خالق میرے اللہ تم ہو، میرے مالک تم ہو، میرے حاجت روا تم ہو، عبادتیں تمہاری کروں گا، سجدہ تمہارے لیے کروں گا، رکوع تمہارے لیے کروں گا، جب مسجد سے باہر نکلتا ہے، تو جبے دیکھتا ہے، قبے دیکھتا ہے۔ اے میرے بھائیو! مزار دیکھتا ہے، بابا جی کی جگہیں دیکھتا ہے، کہتا ہے یار کم تو یہ بھی نہیں ہیں۔ آخر یہ بھی تو اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے ہیں، پھر بزرگ کی قبر پر گر کر کہتا ہے۔

اے میرے بھائیو! اب قبر پر گرا پڑا ہے، مسجد میں کہتا تھا کہ اللہ میں تیرے آگے جھکوں گا، اب پیروں سے اولاد مانگ رہا ہے، اب بزرگوں سے اولاد مانگ رہا ہے، اب حاجت روا کسی اور کو بنالیا ہے۔ میرے بھائیو! شیطان بڑے بڑے حملے کرتا ہے، مسجد میں نمازی بنا گیا، وہاں مشرک بنا گیا، دعا کیا کرو بھائیو شیطانی حملے بہت خطرناک ہیں۔ میرے بھائیو! قرآنِ مجید نے اس شیطان کی عادت ایک اور بھی بیان کی ہے سب سے پہلے جال یہ ڈالتا ہے کہ آدمی کو مشرک بناتا ہے، اور آدمی کو کافر بناتا ہے، کیونکہ جب آدمی کافر ہو گیا تو وہ

بھی پکا جہنمی ہوگیا، وہ کبھی بھی جنت میں نہیں جائے گا، اگر آدمی مشرک ہوگیا وہ بھی ساری زندگی کے لیے تباہ ہوگیا، کیونکہ میرے بھائیو مشرک آدمی کو ساری زندگی آگے والی ساری عمر اللہ اُس کو پکا پکا جہنم میں رکھے گا، باقی بڑے بڑے گنہگار لوگوں کو ہوسکتا ہے کہ اللہ معاف کردے، اپنی اپنی سزائیں لے کر ہر آدمی نکل آئے گا مگر ایک واحد مشرک اور کافر ہے جس کو اللہ پاک نے کبھی بھی جہنم سے نکالنا نہیں ہے۔

سب سے پہلے مسلمانوں پر حملہ یہ کرتا ہے کہ بندے کو کافر بناتا ہے اور مشرک بناتا ہے۔

میرے بھائیو! دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اِس شیطان کے حملوں سے بچائے آمین، قرآن کہتا ہے:

﴿كَمَثَلِ الشَّيْطَانِ اِذْ قَالَ لِلْاِنسَانِ اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّي بَرِيءٌ مِّنْكَ اِنِّي اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ (الحشر : 16)

اس آیت کی طرف ذرا غور کریں۔ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اس آیت کے تحت بڑے عجیب وغریب واقعات لکھے ہیں، شیطانی حملے اور شیطان کیسے کیسے جال بچھاتا ہے؟ میرے بھائیو! شیطان ہر آدمی کو کہتا ہے، نمازی کو بھی کہتا ہے کہ کافر ہو جاؤ، زکوٰۃ دینے والے کو بھی کہتا ہے کہ کافر ہو جاؤ۔ میرے بھائیو! جو اسلام پر چلنے والا ہوتا ہے اُس کو کافر بناتا ہے، اُسے کہتا ہے کہ کافر ہو جاؤ، کافر ہو جاؤ، کافر ہو جاؤ۔ اب کافر کون ہے؟ اے میرے بھائیو! ایک تو آدمی صحیح مسلمان ہے، اُس کو کہتا ہے کہ کافر ہو جاؤ، اور جو کافر ہے وہ تو ویسے ہی کافر ہے۔ مسلمانوں کو کہتا ہے کہ کافر ہو جاؤ، کافر سے مراد کیا ہے، كَفَرَ (ک،ف،ر) کا معنی ہوتا ہے انکار، جو آدمی اسلام کو سمجھ کر قرآن کو سمجھ کر حدیث کو سمجھ کر پھر جان بوجھ کر نبی ﷺ کی بات پر عمل نہ کرے۔ وہ آدمی سمجھ لو کہ سنت کا انکار کر گیا۔

اے میرے بھائیو! حدیث کا انکار کر گیا، جو آدمی جان بوجھ کر عمل نہ کرے اس طرح سمجھو کہ وہ کافر ہوگیا۔ میرے بھائیو! کافر، کافر، کافر کا معنی ہوتا ہے انکار، ایک آدمی داڑھی رکھ سکتا ہے، ایک آدمی داڑھی کو سنبھال سکتا ہے، مگر جان بوجھ کر داڑھی رکھتا نہیں ہے، ایک آدمی سینمے سے بچ سکتا ہے لیکن جان بوجھ کر سینمے چلا جاتا ہے، اور مسجد کے اندر آتا نہیں ہے،

ایک آدمی اللہ پاک کے در کے علاوہ کسی اور در پر جاتا نہیں ہے، بس رب کے در پر جاتا ہے، مگر رب کو چھوڑ کر غیروں کو مشکل کشا اور حاجت روا بنائے پھرتا ہے۔ میرے بھائیو! سن لو! جو آدمی حدیث اور قرآن پر عمل کرسکتا ہے، اُس کو پتہ بھی چل گیا ہے، پھر اِس کے باوجود اپنے دل کی مانتا ہے، یا اپنے معاشرے کی مانتا ہے، یا اپنی قوم کی مانتا ہے، یا اپنے پیر کی مانتا ہے، یا اپنے بزرگ کی مانتا ہے، یا اپنے امام کی مانتا ہے، یا اپنی مانتا ہے، یا سب لوگوں کی مانتا ہے۔ قرآن وحدیث کی بات نہیں مانتا تو شیطان نے اس آدمی کو اپنا ساتھی بنا لیا، قرآن کہتا ہے ﴿فَلَمَّا كَفَرَ﴾ جب آدمی اسلام سے انکار کر گیا، داڑھی بھی کٹوالی، نمازیں بھی چھوڑ گیا، حج بھی چھوڑ گیا، روزہ بھی چھوڑ گیا، قرآن بھی چھوڑ گیا، مسجدیں بھی چھوڑ گیا، جہاد بھی چھوڑ گیا، اسلام سے دور ہو گیا، سب کا سب سلسلہ اُس کا ہندوؤں کی طرف چلا گیا، نہ شکل اسلام والی ہے، نہ چہرہ اسلام والا ہے، نہ گھر اِسلامی ہے، نہ بازار اسلامی ہے، نہ سر اسلامی ہے، نہ ہاتھ اسلامی ہے، نہ حجامت اسلامی ہے، نہ لباس اسلامی ہے، نہ کچھ اسلام رہا، جب ساتھی شیطان کا ہو گیا تو اب پتہ ہے شیطان کیا کہتا ہے:

﴿اِنِّىٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعَالَمِيْنَ﴾ (الحشر : 16)

یہ شیطان کہہ رہا ہے۔ پہلے کہتا ہے کہ کافر ہو جاؤ، میرے ساتھ مل جاؤ، تم نے نمازوں کو کیا کرنا ہے؟ حج کو کیا کرنا ہے؟ زکوٰۃ کو کیا کرنا ہے؟ ابھی تم نوجوان ہو، تمہاری شادی نہیں ہوئی ہے، داڑھی رکھو گے تو لوگ مذاق کریں گے، کہ اتنے بڑے تم چودھری ہو، جب تم عدالت میں جاتے ہو تو تمہاری مونچھ اِس طرح ہے کہ جس طرح سائیکل کا ہینڈل ہوتا ہے، لوگ تمہاری مونچھ سے ڈرتے ہیں، اگر تم نے داڑھی رکھ لی اور مونچھ کٹوا دی، تو تمہیں تو لوگ بالکل صوفی اور اَن پڑھ سمجھیں گے، تمہارا مقام گر جائے گا۔

اے میرے بھائیو! جب انسان پورے کا پورا اِسلام سے دور ہو جاتا ہے، تو پھر کہتا ہے:

﴿اِنِّىْ بَرِىْٓءٌ مِّنْكَ اِنِّىٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ (الحشر : 16)

پھر شیطان کہتا ہے اے بھائی جان، اے بزرگ جی، اے چودھری صاحب، اے

مولوی صاحب، اے علامہ صاحب، اے پیر صاحب، اے اہل سنت صاحب، اے اہلحدیث صاحب، اے دیوبندی صاحب، اے بریلوی صاحب میں تو تم سے آزاد ہوں۔ کیوں کہ مجھے اللہ سے ڈر لگ رہا ہے، بڑا تیز ہے، بہت گندہ ہے۔ اب کہتا ہے کہ میں تم سے آزاد ہوں۔

علامہ بروصی رحمہ اللہ بہت بڑے علمی انسان گزرے ہیں، نام کیا ہے علامہ بروصی رحمہ اللہ ترکی کے رہنے والے تھے، اس نے قرآن کی تفسیر لکھی ہے، اُس تفسیر کا نام روح القرآن ہے، اس میں ایک واقعہ بہت عجیب وغریب لکھتے ہیں، ذرا توجہ سے سننا جمعہ کا مزہ آج تمہیں نہیں آرہا ہے اس لیے کہ یہ موضوع عجیب سا ہے، مگر بتانا ہمارا حق بنتا ہے یہ نہ ہو کہ تم پر شیطانی حملہ ہو جائے اور سارے جمعے برباد ہو جائیں، چھوٹے کو بھی نہیں چھوڑتا ہے، اور بڑے کو بھی نہیں چھوڑتا ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو پہلے دن آجاتا ہے اور بچے کو جوک مارتا ہے۔ کہتا ہے تم بھی دنیا میں آگئے ہو، میں بھی تمہارے سر پر چڑھ گیا ہوں، جب تک تم نہیں مرو گے، تب تک تمہارے پیچھے ہی رہوں گا، پھر جب آدمی فوت ہونے لگتا ہے۔ حدیث میں آتا ہے اُس وقت بھی یہ حملہ کرتا ہے، اتنا بڑا حملہ کرتا ہے کہ بڑے بڑے عالم پھسل جاتے ہیں، بڑے بڑے مولوی پھسل جاتے ہیں، بڑے بڑے پیر پھسل جاتے ہیں، بڑے بڑے اولیاء اللہ پھسل جاتے ہیں، بڑے بڑے نمازی پھسل جاتے ہیں، آخری بار اِس کتے شیطان کا حملہ اتنا گندہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کیا کرو کہ یا اللہ شیطانی حملے سے بچا کر رکھنا آمین۔

میرے بھائیو! حدیث میں آتا ہے کہ جب بندہ فوت ہونے لگتا ہے تو اس کو اتنی زبردست پیاس لگتی ہے کہ اگر اُس کے پیٹ کے اندر سمندر ڈالا جائے تو پھر بھی پیاس نہیں بجھے گی، یہ سامنے آجاتا ہے اس کے ہاتھ میں ٹھنڈے پانی کا پیالہ ہوتا ہے یہ شیطان آکر کہتا ہے۔ اے بھائی جان یہ پانی پینا چاہتے ہو، وہ کہتا ہے جی پانی پینا چاہتا ہوں، یہ کہتا ہے کہ اگر پانی پینا چاہتے ہو تو پھر اِس طرح کرو کہ مجھے سجدہ کرو، تمہارے سجدہ کرنے سے کیا ہو جائے گا؟ تم اب دنیا سے جا رہے ہو، میں تمہیں ابھی پانی پلا دوں گا، آدمی شیطان کو سجدہ کر دے گا،

سجدہ تو اللہ تعالیٰ کے علاوہ نبی ﷺ کو بھی جائز نہیں ہے، سجدہ تو اللہ تعالیٰ کے علاوہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھی جائز نہیں ہے۔

نبی ﷺ کے پاس ایک صحابی رضی اللہ عنہ آتا ہے کہنے لگا کہ میں بڑے بڑے بادشاہوں کو ملا ہوں، بڑے بڑے لوگوں کو ملا ہوں، لوگ تو اپنے بادشاہوں کو تعظیمی سجدہ کرتے ہیں، ساری کائنات سے زیادہ بادشاہ آپ محمد ﷺ ہو، بہت اعلیٰ نبی ﷺ ہو، بڑے ارفع نبی ہو، سب انبیاء کے سردار ہو، والی کوثر ہو، اللہ پاک نے شان بہت بنائی ہے، سب انبیاء کے بعد میں آئے ہو، جنت میں سب سے پہلے آپ نے جانا ہے، اللہ تم سے پیار بہت کرتا ہے، سب کائنات کے سردار انبیاء کے سردار رسولوں کے سردار فرشتوں کے سردار اللہ کے علاوہ ساری دنیا سے اعلیٰ ہو، میں آپ ﷺ کو سجدہ کرنا چاہتا ہوں، اللہ کے نبی ﷺ فرمانے لگے، اے میرے صحابی! اگر اللہ تعالیٰ کے علاوہ سجدہ جائز ہوتا، تو میں عورتوں کو کہتا کہ وہ اپنے خاوندوں کو سجدہ کریں، مجھے سجدہ نہ کرو۔

میرے بھائیو! سجدہ تو انبیاء علیہم السلام کو بھی جائز نہیں ہے، سجدہ صرف اللہ تعالیٰ کو جائز ہے، رکوع اللہ تعالیٰ کے لیے، سجدہ اللہ تعالیٰ کے لیے، قیام اللہ تعالیٰ کے لیے، عبادت اللہ تعالیٰ کے لیے، روزہ اللہ تعالیٰ کے لیے، حج اللہ تعالیٰ کے لیے، نماز اللہ تعالیٰ کے لیے، نیاز اللہ تعالیٰ کے لیے، صدقہ خیرات اللہ تعالیٰ کے لیے، سب کچھ اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔ جو غیر اللہ کے لیے کرے گا وہ مشرک ہوکر تباہ ہو جائے گا۔ میرے بھائیو! یہ پھر کہتا ہے کہ مجھ کو سجدہ کردو، مرتے وقت بھی پیچھے ہے، وہ آدمی یکدم کہتا ہے کہ پیاس بہت لگی ہے مجبوری ہے اُس نے یکدم سجدہ کیا تو اُس کے سامنے پانی بہا کر چلا گیا، کہنے لگا:

﴿اِنِّی بَرِیْءٌ مِّنْكَ اِنِّیْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ﴾ (الحشر : 16)

اب میں آزاد ہوں، میں تو اللہ سے ڈرتا ہوں، جو تمام جہانوں کا رب ہے، میں شیطان ہوں، آج میں نے پانی بھی گرا دیا ہے، میں ابلیس ہوں، میں آج کامیاب ہوگیا، ساری زندگی تم اب جہنم میں رہو گے، کبھی جنت میں نہیں جاؤ گے، تمہاری ساری زندگی کی نیکیوں کو

اللہ نے تباہ کر دیا ہے، جو تم نے مجھ کو سجدہ کر دیا ہے، سجدہ تو اللہ تعالیٰ کے لیے ہے، تم نے شرک کیا، شرک کرنے والے آدمی کو اللہ تعالیٰ نے کبھی بھی جنت میں بھیجنا نہیں ہے۔

شیطان بہت خبیث ہے، بہر حال علامہ بروصی رحمہ اللہ نے روح القرآن کے اندر ایک واقعہ لکھا ہے، بڑا عجیب واقعہ ہے، کہنے لگے کہ ایک یہودی مجھے ملا وہ یہودیوں کا بہت بڑا عالم علامہ تھا۔ مجھ سے کہنے لگا یار تم بھی عالم ہو، میں بھی عالم ہوں، تم بھی علم رکھتے ہو، میں بھی علم رکھتا ہوں، چلو تمہارے پاس قرآن وحدیث کا علم ہے، میرے پاس بھی تو تورات، انجیل، زبور کا علم ہے، عالم میں بھی ہوں، عالم تم بھی ہو، ذرا توجہ سے سننا بڑا عجیب واقعہ ہے، کہنے لگا ہمیں تو شیطان نے کبھی بھی وسوسہ نہیں ڈالا ہے۔ ہم پر تو شیطان نے کبھی حملہ نہیں کیا ہے، ہمیں تو یہ بھی نہیں پتہ کہ شیطان دنیا میں ہے کہ نہیں ہے اور تم مسلمان بہت دعائیں کرتے ہو کہ شیطان کے وسوسے سے بچنا، شیطان کے حملے سے بچنا کہ شیطان بہت خبیث ہے، شیطان حملہ کر جاتا ہے، شیطان اس طرح آدمی میں چلتا ہے کہ جس طرح خون جسم میں گردش کرتا ہے، شیطان سے بچنا کہ یہ ہمیشہ حملہ کرے گا، یہ کیا وجہ ہے کہ تم اتنا ڈرتے ہو، ہمیں ڈر کیوں نہیں آتا ہے؟ ہم پر حملہ کیوں نہیں کرتا ہے۔

علامہ بروصی رحمہ اللہ اپنی تفسیر روح القرآن کے اندر ایک واقعہ لکھتے ہیں، کہنے لگے اے یہودی اس کی مثال اس طرح ہے کہ جس طرح بہت بڑا محل ہو، اُس محل کے اندر زیورات ہوں اُس محل کے اندر جواہرات ہوں اُس محل کے اندر بڑے بڑے خزانے ہوں اُس محل کے اندر بہت زیادہ روپے پیسے ہوں، اُس محل کے اندر بہت ساری دنیا موجود ہو، بہت زیادہ مال ہو، ہر چیز مال و دولت والی ہو، ایمان سے بتاؤ کہ جب چور چوری کرے گا، تو وہ اس محل میں سے چوری کرے گا، یا جس محل کے اندر سفید گھڑا ہو کوئی چیز بھی نہیں، ایک برتن بھی نہیں ہے، ایک زیور بھی نہیں ہے، ایک روپیہ بھی نہیں ہے، کوئی چیز بھی نہیں ہے، کبھی چوروں نے خالی گھروں میں حملے نہیں کیے، جو مال کا بھرا ہو مکان یا گھر وہاں چور حملہ کرتا ہے، جہاں اُسے کچھ مل جائے۔

اے یہودیو! تم پر شیطان کس طرح حملہ کرے؟ تمہارے اندر شرک موجود ہے، تمہارے اندر بدعت موجود ہے، تمہارے اندر رسم و رواج موجود ہیں، تمہارے اندر سارا گند موجود ہے، تمہارے اندر کفر موجود ہے، تم نبی محمد ﷺ کو چھوڑ گئے، تم قرآن کو چھوڑ گئے، تم احادیث کو چھوڑ گئے، تم تو اُس کے ساتھ کے ہو، اس لیے تم پر حملے نہیں کرتا ہے، وہ سمجھتا ہے کہ یہ تو میرے بھائی ہیں، میں اگر اِن کی طرف چلا گیا تو اپنا وقت ہی ضائع کروں گا، شیطان اپنے وقت کو بھی قیمتی سمجھتا ہے، وہ پھر تم پر حملہ کس طرح کرے؟ تم تو ویسے ہی اُس کے بھائی ہو، وہ تو حملے وہاں کرتا ہے، جہاں سے اُس کو جوہر ملیں، چور وہاں آتا ہے جہاں سے اُس کو روپے ملیں۔ ہم پر حملے اِس لیے کرتا ہے، کیوں کہ ہمارے اندر اسلام کا جوہر ہے ہمارے اندر اِسلام کی دولت ہے، ہمارے اندر قرآن کی دولت ہے، ہمارے اندر حدیث کی دولت ہے، ہمارے اندر ایمان کی دولت ہے، جس کے پاس ایمان کی دولتیں ہوں، وہاں ہی شیطان حملہ کرتا ہے، جہاں کچھ نہ ہو وہاں شیطان نے کیا کرنا ہے، یہودی بہت عقلمند تھا، کہنے لگا ﴿اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ﴾ علامہ بروصی رحمہ اللہ نے جب اس سوال کا جواب دیا، تو اُس کے دماغ میں یہ بات بیٹھ گئی، کہنے لگا آج مجھے سمجھ آئی ہے کہ شیطان ہماری طرف آتا کیوں نہیں ہے ہم تو اس کے یار دوست ہیں ہم تو اس کا کام چلا رہے ہیں، ہم تو اس کے دوست یار بنے ہوئے ہیں، چور ہمیشہ وہاں چوری کرتا ہے، جہاں کوئی نہ کوئی چیز مل جائے۔

اے میرے بھائیو! جب اُس نے یہ بات کی، تو کہنے لگا ساری زندگی مجھے سمجھ نہ آسکی کہ شیطان کس طرح وسوسے ڈالتا ہے؟ جب وہ مسلمان ہوا، نماز پڑھنے لگ پڑا، شیطان آیا اور وسوسے شروع ہوگئے، کہنے لگا اوہو علامہ بروصی رحمہ اللہ کی بات سچ نکلی۔ آج واقعتاً مجھے بھی وسوسے ڈال رہا ہے۔ کہنے لگا علامہ صاحب آپ کی بات سچ نکلی ہے، آج میں نماز پڑھنے لگا تو شیطان وسوسے ڈالنے لگ پڑا تھا، وہ کہنے لگے جیسے جیسے دین دار ہوتے چلے جاؤ گے۔ ویسے ہی شیطان وسوسے ڈالتا چلا جائے گا اور ہمیشہ شیطان وہاں حملہ کرتا ہے، جہاں ایمان کی دولت ہو۔

اللہ کی قسم میں اپنا ایک ذاتی واقعہ سناؤں رات کے قریباً ۳ بجے یا چار بجے یا ۲ بجے یا ایک بجے اس وقت ہم عموماً جلسے سے فارغ ہوکر آرام کرتے ہیں، عشاء کی نماز میری کہیں سفر میں رہ گئی، میں سویا ہوا رہ گیا، سوچا کہ پڑھ لوں گا، سو گیا۔ انسان تھا مجھ پر نیند غالب آ گئی، سوئے ہوئے یکدم میرے پاس ایک بہت خوفناک شکل والا انسان آیا، اُس نے مجھے ایسا جھنجوڑا اور میں کھڑا ہوگیا، فوراً مجھے سمجھ آ گئی کہ مجھ پر اللہ پاک نے اِحسان کیا ہے جو کہ میں نے رات کو نماز نہیں پڑھی، اللہ تعالیٰ مجھے جگا کر نماز پڑھا رہا ہے، جب میں نے نماز پڑھی تو پھر مجھے کوئی خطرہ یا ڈر یا خوف ناک خواب نہیں آیا۔ ایک انسان ہے کہ جس کی پوری زندگی تقریباً بے نمازیوں کے اندر گزری، پوری زندگی اس نے سوائے بڑی عید اور چھوٹی عید کے نماز نہیں پڑھی، مگر اس کو کبھی نہیں ڈر آیا، اس کا معنی یہ ہے کہ آج اُسے کیوں نہیں ڈرایا جا رہا ہے آج اُسے کیوں نہیں اُٹھایا جا رہا، اللہ تعالیٰ کی اُس آدمی پر ناراضگی آ چکی ہے۔

وہ شیطان کا دوست بن چکا ہے، اس لیے وہ آج پڑھے یا نہ پڑھے۔ اللہ پاک نے اُسے نظر انداز کر دیا ہے، شکر اُس ذات کا ہے، جو تھوڑا سا اِسلام سے ہٹنے پر آدمی کو سیدھا کر دیتا ہے۔ میرے بھائیو! ذرا دھیان سے زندگی گزارنا، شیطان بڑے بڑے حملے کرتا ہے، اور یہ اپنوں کا بھی دوست نہیں ہے، یہ کافروں کا بھی دوست نہیں ہے، یہ کسی کا بھی دوست نہیں ہے۔

میرے بھائیو! علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ نے اس آیت کے تحت ایک اور واقعہ بھی لکھا ہے۔ کہتے ہیں کہ ایک نوجوان عورت تھی، ابھی تک اُس کی شادی نہیں ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اِس نوجوان عورت کو حسن بہت دیا ہے، اس کے چار بھائی تھے اس کے بھائی بہت امیر تھے، بڑے امیر ترین گھرانے سے تعلق رکھنے والی تھی، حسن و جمال کی بادشاہ عورت ہے، اس کو بیماری لگ گئی، جن لگ گئے، انہوں نے بڑے بڑے علاج کروائے، مگر اس عورت کی طبیعت ٹھیک نہ ہوسکی، ایک راہب جنگل بیابان میں رہتا تھا، وہ بہت نیک آدمی تھا، بہت زبردست عالم تھا، بہت پیارا اللہ والا تھا، ساری زندگی تہجد نہیں چھوڑی تھی، حقیقت میں نیک انسان تھا، ذرا غور

کرنا کہ یہ شیطان نیکوں پر حملے کس طرح کرتا ہے، اور برے لوگوں پر شیطان کس طرح حملے کرتا ہے؟ میرے بھائیو! جب وہ اس کے پاس لڑکی کو لے کر چلے گئے جب وہ لڑکی کو اس کے پاس لے گئے تو اُس نے پڑھ اللہ اللہ کی اور اس کے جن نکل گئے۔

عورت ٹھیک ہوگئی جب عورت گھر آئی تو پھر بیمار ہوگئی جب اُس کے پاس پھر چلے گئے تو پھر اُس نے دم کیا اور وہ پھر ٹھیک ہوگئی، پانچ چھ مرتبہ اس طرح ہوا، آخر تنگ آ کر کہنے لگے، کہ یہ نیک آدمی ہے بہت اچھا آدمی ہے، یہ مستقل طور پر اس کو دم کرے گا، اور ہماری لڑکی ٹھیک ہو جائے گی، وہ کہنے لگے ہمیں تمہاری ذات پر اعتماد ہے، تم اس لڑکی کو اپنے پاس رکھو، یہ ہماری بھی بیٹی ہے تمہاری بھی بیٹی ہے، بزرگ آدمی ہو، واقعتاً ہی بڑے ولی اللہ ہو۔

میرے بھائیو! جب اس طرح معاملہ رہا، ایمانً سے بتاؤ، ذرا غور کرنا، حدیث رسول ﷺ میں آتا ہے، جب دو آدمی ہوں، جو غیر محرم عورت ہو، اُس کا حق ہے کہ وہ پردہ کرے، جس کے ساتھ نکاح جائز ہو سکتا ہے، شیطان تیسرا موجود ہوتا ہے، وہ اُن میں وسوسہ ڈالے گا، پھر اُن کو گمراہی پر اُبھارے گا، بڑا نیک آدمی تھا، بہت اللہ کی نمازیں پڑھنے والا تھا۔

مگر جب عورت اُس کے پاس ٹھہرنے لگ پڑی، اُس سے دم کروانے لگ پڑے، جب اُن کی نظریں ایک دوسرے کے ساتھ گہری مل گئیں، شیطان نے اُن کے اندر بھی وسوسہ ڈالا، شیطان نے اس بزرگ کے دل میں بھی وسوسہ ڈالا، ایک وہ بھی وقت آیا کہ آج اللہ والی نمازیں نہ رہیں بلکہ اُس نے بدکاری کرلی، اُس بزرگ نے زنا کرلیا، شیطان نے اس کو اُبھارا، اور اُس نے زنا کرلیا، جب زنا ہو گیا، پھر ایسا بھی وقت آیا یعنی معاملہ دور تک چلا گیا، پتہ چل گیا کہ کیا بنے گا کہ اگر میرے بھائیوں نے یا کسی اور نے دیکھ لیا تو کیا بنے گا؟ شیطان اس کے پاس آیا اور کہنے لگا۔ اے بزرگ! اگر تم نے گناہ کر ہی لیا ہے، بدکاری کر ہی لی ہے، تو اب اس طرح کرو کہ اپنی عزت بچالو، پہلے زنا کروایا، اکثر عورتوں اور مردوں کو شیطان لگتا ہے، شیطان لگا کس طرح کہ اُس کے پاس جاتی ہے تو ٹھیک ہو جاتی ہے، پھر گھر آتی ہے تو بیمار ہو جاتی ہے، پھر وہاں مستقل ٹھہرایا گیا، اُس کے بعد زنا کروایا، اب کہتا ہے

اس عورت کو قتل کردو، ورنہ تمہیں اس کے بھائی قتل کردیں گے، اُس نے عورت کو قتل کردیا، اُس نوجوان عورت کو دفنا دیا، تھوڑی دیر گزری، اُس کے بھائی آئے اور کہنے لگے، اے بزرگ ہماری ہمشیرہ کہاں ہے؟

یہ کہنے لگا کہ وہ بہت زیادہ شدید بیمار ہوگئی تھی، میں نے دم بہت کیا، مگر وہ ٹھیک نہ ہوسکی، آخر میں نے اُسے دفنا دیا ہے، وہ مرگئی ہے، فوت ہوگئی ہے، وہ کہنے لگے کہ ہمیں تم پر یقین ہے بعض لوگوں پر آدمیوں کو اِتنا یقین ہوتا ہے کہ اُس کی نیکی دیکھ کر کہنے لگے کہ ٹھیک ہے موت تو آنی ہی تھی، چلو کوئی بات نہیں ہے، جب اُس کے بھائی گھر چلے گئے، شیطان پھر اُن کے پاس گیا، ہر کسی کو رات خواب میں بتاتا ہے، کہتا ہے کہ تمہاری ہمشیرہ کو قتل کیا گیا ہے، اس بزرگ نے زنا کیا ہے، اُس کے بعد اِس نے اسے مار کر دفن کردیا ہے، کہنے لگا کہ جاؤ وہاں جا کر مٹی نکالو، تمہاری ہمشیرہ مل جائے گی، تین دن گزر گئے، ہر بھائی کو شیطان خواب میں بتاتا ہے کہ اس بزرگ نے تمہاری ہمشیرہ کو قتل کیا ہے، اس نے بدکاری کی تھی، بعد میں قتل کیا ہے، شیطان کو دیکھو کہ اب آگے کہاں کہاں حملے کر رہا ہے؟ اس لیے تم کو بتایا ہے کہ ﴿اَعُوْذُ بِااللّٰہِ﴾ پڑھا کرو، شیطان نہ بزرگوں کو معاف کرتا ہے، نہ چھوٹوں کو معاف کرتا ہے، نہ قاریوں کو معاف کرتا ہے، نہ علامہ کو معاف کرتا ہے، نہ پیروں کو معاف کرتا ہے، نہ اولیاء کو معاف کرتا ہے، اِس خبیث کے جال بڑے بڑے گہرے ہیں۔

اے میرے بھائیو! آخر میں ایک بھائی نے کہا کہ مجھے بہت گندہ خواب آیا ہے، دوسرے کہنے لگے کیوں کہ اُن کو بھی وہی خواب آیا ہوا تھا، لیکن شرم کی وجہ سے نہیں بتاتے تھے، شرم آتی تھی کہ بہن کی خواب والی بات بتائیں، کہنے لگے کہ کیا خواب آیا ہے کہنے لگا کہ خواب یہ آیا ہے کہ اِس بزرگ نے اپنی ہمشیرہ سے بدکاری کی تھی، اُس کے بعد اِس نے قتل کرکے فلاں جگہ دفنا دی ہے، وہ کہنے لگے کہ یار یہ خواب تو ہمیں بھی تین دن سے آ رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ چلو پھر نکلو، سب چلے گئے اُنہوں نے بابا جی کو بہت مارا، اُس بزرگ کو مارا پیٹا اور پھر کہا کہ جلدی کرو، وہ مان گیا کہ ہاں اسی طرح ہوا ہے، عدالت لگ گئی، بادشاہ کے

سامنے کیس چلا گیا، شیطان آیا اور آ کر کہنے لگا کیوں کہ زنا کرنے سے انسان کافر نہیں ہوتا، اللہ تعالیٰ زنا کاریوں سے بچائے (آمین)۔ بہرحال زنا اتنا بڑا گناہ نہیں ہے کہ جتنا بڑا شرک گناہ ہے۔ یہ پھر بزرگ کے پاس آیا، شیطان اپنی شکل تبدیل کر کے آیا، کہنے لگا اے بزرگ میں ایک حل بتاتا ہوں، پھر تم بچ جاؤ گے، یہ کہنے لگا کہ کیا حل ہے؟ کہنے لگا حل یہ ہے کہ تم مجھے کہو یعنی اس نے اپنا کوئی شرک والا وظیفہ بتایا، کہنے لگا کہ جب تم یہ وظیفہ کرو گے تو میں تمہیں اُس کے بعد آزاد کروالوں گا، اس نے وہ وظیفہ شروع کر دیا، بہت بڑا عالم اور بزرگ آدمی ہے لیکن جب اُس نے شرک والا وظیفہ کرنا شروع کر دیا۔ اس کے بعد وہ کہنے لگا میں تو تم سے ﴿اِنِّیْ بَرِیْ ءٌ مِّنْكَ﴾ میں تو تم سے آزاد ہوں، میں نے تم کو بڑے بڑے گناہوں پر لگایا، تم نے قتل کر دیا، مگر اب تک تم پھر بھی ٹھیک تھے، پھر تم نے زنا کر لیا تھا، ابھی بھی تمہیں جنت مل سکتی تھی، اگر تم نے قتل کر لیا ہے، پھر بھی تمہیں جنت مل سکتی تھی، اب تم نے شرک کر لیا ہے، تم نے اللہ تعالیٰ کے علاوہ مجھ سے مدد مانگ لی ہے، میں نے تمہاری مدد بھی نہیں کرنی ہے، میں ابلیس ہوں، آج بادشاہ تمہیں قتل بھی کرے گا، اس نے پھانسی پر چڑھا دیا، عالم قتل بھی ہو گیا، اور شیطان بری بھی ہو گیا، شیطانی جال اور حملے کتنے خطرناک ہیں؟

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ بہت بڑے امام گزرے ہیں، چار اِماموں میں سے ایک امام ہیں، تین اماموں کے بعد ان کا نمبر ہے، بہت قابل ترین انسان تھے، بہت بڑے عالم تھے، نیک بھی بہت تھے، ان کو غشی طاری ہو گئی، موت سے پہلے بیمار ہوئے اور بیماری کی حالت میں غشی طاری ہو گئی، محسوس اس طرح ہوتا تھا کہ جیسے موت آنے لگی ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ کو جب موت کی غشی طاری ہو گئی تو اِن کے پاس بیٹا بیٹھا ہے جس کا نام عبداللہ ہے امام مالک کے بیٹے کا نام عبداللہ ہے۔ عبداللہ کہنے لگا جب وہ غش سے فارغ ہوئے امام مالک رحمہ اللہ کو ہوش آ گئی بیٹا کہنے لگا ابا جان آج آپ کو غشی طاری ہوئی ہے اور آپ نے کچھ جملے بولے ہیں جو پہلے کبھی نہیں بولے ہیں جب آپ کو غشی طاری ہوئی تھی تو آپ نے کہا تھا ﴿لَا بَعْدَ لَا بَعْدَ لَا بَعْدَ﴾ ابھی نہیں، ابھی نہیں، ابھی نہیں۔ مجھے سمجھ نہیں آئی۔ ابا جان لوگ بیہوش

ہوتے رہتے ہیں لوگوں کو غشی طاری ہوتی رہتی ہے مگر آج ہم نے یہ جملے سنیں ہیں۔ ابا جان آپ یہ کیا کرتے رہے ہو؟ کہنے لگے اے میرے بیٹے میرے پاس شیطان آیا تھا، اُسے محسوس ہوا کہ شاید امام مالک رحمہ اللہ کو موت آنے لگی ہے۔ جب آدمی فوت ہونے لگتا ہے، تو اس وقت آدمی کو مشرک بنانے کے لیے یہ ابلیس پانی کا پیالہ لے کر آتا ہے جب میرے پاس آنے لگا ساری زندگی اللہ تعالیٰ نے مجھے اُس سے بچائے رکھا ہے اب کہنے لگا اے امام مالک رحمہ اللہ تم بچ گئے، تمہیں تمہارے علم نے بچالیا، تمہیں تمہاری نیکی نے بچالیا، میں نے بڑے بڑے حملے کیے مگر آج تم بچ گئے، تو میں نے کہا ﴿اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ﴾ کہنے لگے میں نے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ بھی پڑھی اور ساتھ میں نے کہا کہ ﴿لَا بَعْدَ، لَا بَعْدَ﴾ کہ ابھی نہیں، ابھی نہیں، ابھی تک تو میں زندہ ہوں، میں فوت نہیں ہوا ہوں، جب میں دنیا سے چلا گیا تو پھر مجھے تم سے بے فکری ہو جائے گی، ابھی تک مجھے فکر ہے، کسی بھی موڑ پر تم مجھ پر حملہ کر سکتے ہو، کہنے لگے کہ جاؤ مرتبہ ہو جاؤ، یہ بھی تمہارا مجھ پر حملہ ہے، جو تم مجھ سے کہتے ہو کہ تمہاری نیکی نے تمہیں بچالیا ہے، مگر میری نیکی نے تم سے مجھے نہیں بچایا ہے۔ میرے رب نے مجھے بچایا ہے۔ نیکیوں پر بھی حملے کرتا ہے، شیطانی حملے بہت خطرناک ہیں، وسوسہ ڈالے گا کہ نبی پاک ﷺ کی بات نہ ماننا، ابھی تو تم نوجوان ہو، تمہاری شادی ہونی ہے، تم نے اب داڑھی رکھ لی تو تمہیں لڑکی کون دے گا، تم تو اتنے حسین و جمیل ہو، تمہارا رعب بہت ہے، تم زبردست ہو، آج تم نے داڑھی رکھ لی تو تم مولوی اور صوفی صاحب کہلائے جاؤ گے، تمہارے سب کے سب عہدے ختم ہو جائیں گے، ایسا خبیث ہے کہے گا کہ آج تمہاری شادی ہو رہی ہے اگر تم نے شادی کے موقع پر طبلے اور سرنگیاں اور بدمعاش یہ نکمے نامرد اور شادی سے پہلے نوجوان اپنی بہنوں اور رشتہ دار عورتوں کو محلے کو نہ دکھاؤ وہ جسے مہندی کہتے ہیں یہ کام نہ کرو تو تمہاری شادی کو تو لوگوں نے جنازہ کہنا ہے، جلدی کرو۔

قرآن اپنی جگہ پر ہے، نبی ﷺ اپنی جگہ پر ہیں، اسلام اپنی جگہ پر ہے، سب کچھ اپنی جگہ پر ہے مگر معاشرہ تمہیں جینے نہیں دے گا، معاشرے کے پیچھے لگ کر برادری کے پیچھے لگ

کر قوم کے پیچھے لگ کر اپنے دل کے پیچھے لگ کر اسلام کو پس پشت ڈالتا ہے۔ شیطان کو خوش کرتا ہے اور رحمان کو ناراض کرتا ہے یہ بھی شیطانی حملے ہیں جو شیطان کے پیچھے لگ گیا وہ برباد ہو گیا۔ پیر عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کے پاس شیطان آیا، آ کر کہنے لگا اے پیر جی تم پر میں نے بہت حملے کیے ان کو بھی یہی بات کرتا ہے میں نے بڑے بڑے جال بچھائے ہیں مگر تم بچتے گئے، تمہارے علم نے تم کو بچایا ہے، کہنے لگے خبیث نامراد ابلیس مرتبہ ہو جاؤ مجھے میرے علم نہیں بچایا مجھے تو میرے رب نے بچایا ہے۔ تم مجھے فخر دلا کر میرے اندر تکبر بٹھا کر میرے اندر غرور لا کر کہ میرے علم نے مجھ کو بچالیا ہے اب بھی تم مجھ کو گمراہ کرنا چاہتے تھے، جاؤ مرتبہ ہو جاؤ، میرا کچھ نہیں ہے، مجھے تو اللہ تعالیٰ نے بچایا ہے۔ پیر عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کتنے نیک آدمی ہیں۔

میرے بھائیو! جنگ بدر کا معرکہ ہے، سارے جہان نے سنا ہے کہ ایک جنگِ بدر ہوئی ہے ہوئی ہے کہ نہیں، اُونچا بولو تمہیں صدر کا ڈر ہے، اُونچا بولو لڑو گے، ہاتھ کھڑے کرو لڑو گے اگر لڑنا پڑا تو لڑو گے۔

ساری دنیا کے بادشاہ، لٹیرے مل جائیں مگر ان شاء اللہ اسلام نہیں رکے گا، جہاد ختم نہیں ہوگا، اللہ کے فضل و کرم سے جہاد جاری رہے گا۔ اللہ کے لیے جہاد کو شروع کیا ہے اللہ کے نام پر کیا ہے، قیامت تک جہاد جاری رہے گا، ساری دنیا کا کفر اور ابلیس اور منکر جہاد کے مٹ جائیں گے، جہاد نہیں مٹے گا۔ میرے بھائیو! پریشان نہیں ہونا، بڑے بڑے منکر جہاد کے آئے، لیکن جہاد کو کوئی نہ بند کر سکا، بدر کا معرکہ لڑا گیا ہے، اس کا پس منظر کیا ہے، بدر کی لڑائی میں مکہ والوں کے بعض آدمیوں نے کہا کہ لڑیں، بعض نے کہا کہ نہیں۔ انہوں نے کہا کیوں نہیں، کہنے لگے یار کس سے لڑنا ہے؟ نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنا رشتہ دار ہے، ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی رشتہ دار ہے، عمر رضی اللہ عنہ بھی رشتہ دار ہے، عثمان رضی اللہ عنہ بھی رشتہ دار ہے، یہ سب رشتہ دار ہیں۔ اب ہم نے لڑ کر اپنی برادری کو ختم کرنا ہے، بعض نے تو مشورے دیئے کہ بھائی بدر کی لڑائی نہ لڑو۔ کوئی بات نہیں جس طرح تمہاری مرضی ہو لیکن لڑنا نہیں چاہیے۔ بعض نے کہا کہ بھائی

ایک اور بھی خدشہ ہے اگر ہم مکہ چھوڑ کر بدر کی لڑائی مدینہ لڑنے کے لیے چلے گئے تو پیچھے سے ہمارے گھر خالی ہو جائیں گے جب ہمارے گھر خالی ہو گئے تو ہمارے ساتھ ایک دشمن قوم بیٹھی ہے، چاہے ہمارے مذہب کے ہی ہیں مگر لوگوں میں اپنی برادری اور قوم کی لڑائیاں آج بھی موجود ہیں۔ بلوچ قوم لڑتی ہے، راجپوت لڑتے ہیں، ایک دوسرے سے لڑتے ہیں حالانکہ بلوچ بھی مسلمان ہیں اور راجپوت بھی مسلمان ہیں، وٹو بھی مسلمان ہیں، ڈوگر بھی مسلمان ہیں، مگر لوگ قومی لڑائیاں لڑ رہے ہیں، لڑائیاں ہو رہی ہیں۔ کہنے لگے یار اگر ہم مکہ چھوڑ کر بدر کی لڑائی کرنے کے لیے چلے گئے۔ تو انہوں نے ہمارے گھروں پر قبضہ کر لینا ہے۔ پھر ہم کو کیا فائدہ آئے گا۔ ہوسکتا ہے کہ ہم لڑائی کرتے کرتے جن کو ماریں گے اور ہم بھی مریں گے، آگے آئیں تو گھروں پر قبضے ہو جائیں۔ اس لیے بدر کی لڑائی نہیں لڑنی چاہیے۔ اور پتہ ہے کیا ہوا تھا؟ کافروں کا بھی ابلیس ساتھی نہیں ہے۔ مسلمانوں تمہارا دوست کس طرح ہوسکتا ہے؟ کسی کا بھی دوست نہیں۔ یہ پتہ ہے کہ کس طرح آیا؟ اِس نے ایک شکل بنائی، سراقہ بن مالک بن جعشم ایک قبیلے سے جس سے مکہ والوں کو ڈر لگ رہا تھا۔ اُن کا سردار اور بڑا امیر آدمی جو کہ ان کا سردار تھا۔

اس سردار کا نام تھا سراقہ بن مالک جعشم۔ یہ شیطان اُس کی شکل بنا کر مکہ والوں کے پاس آ گیا، کہنے لگا مجھے پہچانتے ہو کہ میں کون ہوں؟ وہ کہنے لگے ہاں ہاں ہم پہنچاتے ہیں کہ تم کون ہو، کہنے لگا میں کون ہوں وہ کہنے لگے تم سراقہ بن مالک جعشم ہو۔ حالانکہ یہ ابلیس تھا۔ سراقہ بن مالک تو آیا ہی نہیں تھا، جب یہ شکل بنا کر آیا، آ کر کہنے لگا کہ مجھے جانتے ہو کہ میرا اُس قوم سے کیا تعلق ہے؟ وہ کہنے لگے کہ تم اُس قوم کے سردار ہو، بڑے بزرگ آدمی ہو، کہنے لگا کہ تمہیں ہمارا ڈر کیا ہے؟ ہم تمہارے گھروں پر حملے نہیں کریں گے، جاؤ محمد (ﷺ) کو قتل کرو۔ جاؤ صحابہ (رضی اللہ عنہم) کو قتل کرو، جاؤ اُن کو مار دو۔ نبی ﷺ تبلیغ کر رہے ہیں، لوگ مسلمان ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ کہنے لگا اگر سب کے سب مسلمان ہو گئے تو تمہاری چودھراہٹ ختم ہو جائے گی۔ ان کو قتل کر دو گے تو سارے عرب پر تم کافروں کا رعب رہے گا۔

میں تمہارے ساتھ پہلے چلتا ہوں، جب تمہارے قبیلے کا سردار ہی چلتا ہے پھر تمہیں کس چیز کا ڈر ہے؟ حالانکہ ابلیس ہے اور سردار کو پتہ ہی نہیں ہے اُن کو اُبھار اُبھار کر لے آیا۔ جب میدانِ بدر کے اندر آ گیا، اب یہ تو ابلیس تھا اس کو اللہ پاک نے یہ ہمت دی ہوئی ہے کہ یہ فرشتوں کو دیکھ رہا ہے۔ جب آسمانوں سے جماعتوں کی جماعتیں اللہ پاک نے مسلمانوں کی مدد کے لیے اُتار دیں۔ فرشتوں نے ہاتھ میں خنجر اور تلواریں پکڑی ہوئی ہیں۔ یہ شیطان دیکھ رہا ہے، یکدم جو یہ سراقہ بن مالک بنا ہوا تھا، ابلیس دوڑنے لگ پڑا، کیوں کہ ان فرشتوں نے معاف نہیں کرنا ہے۔ اُن کو تو مجھ پر غصہ بہت ہے۔ اُنہوں نے پہلے خنجر مجھے مارنا ہے اور ختم کر دینا ہے، ابلیس میدان میں نکل کر دوڑنے لگ پڑا، جب بھاگا تو ایک صحابی کا نام یاسر رضی اللہ عنہ ہے۔ وہ کہنے لگے اے مالک بن جعشم ہمیں تقریریں کر کے ہمیں اُبھار کر ہمیں میدان میں لا کر ہمیں قتل کروا رہے ہو، اور خود بھاگ رہے ہو۔ اس کا مطلب ہے کہ تم بھاگتے اس لیے جا رہے ہو تا کہ تم اپنی قوم کو لا کر ہمارے گھروں پر حملہ کرو، جلدی نہ کرو، رک جاؤ۔ اس نے اس کا بازو پکڑ لیا یہ حقیقت میں مالک بن جعشم تو تھا نہیں، یہ تو ابلیس تھا، یہ فرشتوں کو دیکھ رہا تھا۔

کہنے لگا چھوڑ دو، چھوڑ دو جو چیز میں دیکھ رہا ہوں وہ تم نہیں دیکھ رہے ہو۔ آج تمہاری خیر نہیں ہے۔ آج تمہاری بربادی ہو جائے گی۔ کہنے لگا ﴿اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّنْكَ اِنِّیْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ۝﴾ مجھے تو رب سے ڈر لگ رہا ہے۔ کہنے لگا میں تو تم سے آزاد ہوں، میں تمہیں لا کر قتل کروانا چاہتا تھا۔ مرو مرتبہ ہو جاؤ، جب اُس نے بازو پکڑا، تو یکدم شیطان نے اُن کو سینے پر مکا رسید کیا، وہ گر پڑے اور خود بھاگ گیا، بدر کی لڑائی کو گرم کرنے والا یہی ابلیس تھا، کافر حالانکہ نہیں لڑنا چاہتے تھے، خود ہی قبیلے کا سردار بن گیا اور اُن کو لا کر خود بھاگ گیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ جو تم بھائیوں نے سنا ہے اور میں نے سنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو شیطانی حملوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ



نیک و بد عورتیں

اَمّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o

﴿يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ وَمَاْوٰهُمْ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ o ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِمْرَاَتَ نُوْحٍ وَّاِمْرَاَتَ لُوْطٍ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتَاهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَّقِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِيْنَ o وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا اِمْرَاَتَ فِرْعَوْنَ اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ o وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرَانَ الَّتِيْ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا وَصَدَّقَتْ بِكَلِمَاتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ وَكَانَتْ مِنَ الْقَانِتِيْنَ o﴾
(التحریم : 9 تا 12)

اللہ رب العالمین کا بہت بڑا احسان ہے کہ جس رب نے ہم سب کو مسلمان بنایا، اللہ رب العالمین کا بہت بڑا احسان ہے کہ جس رب نے ہم سب کو عقیدہ توحید عطا فرمایا۔ اللہ پاک کا بہت بڑا احسان ہے کہ جس رب نے ہمیں جمعہ ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے، اللہ پاک کا بہت بڑا احسان ہے کہ جس رب نے ہم سب کو امام الانبیاء، والی بطحاء سید المرسلین امام المجاہدین آقائے دو جہاں آمنہ کے لال جناب محمد (ﷺ) کا اُمتی بنایا ہے۔

میرے بھائیو! جس نبی (ﷺ) کے ہم امتی ہیں، اُس نبی (ﷺ) نے اپنی زندگی کے دور میں ہر بات اُمت کو بتا دی ہے، چھوٹی چھوٹی باتیں بھی بتائیں اور بڑی باتیں بھی

بتائیں۔ مردوں کو بھی سمجھایا اور عورتوں کو بھی سمجھا دیا۔ اللہ کے نبی ﷺ نے یہ بھی بتایا ہے کہ اسلام میں کون سی عورت ہے جس کی شان زیادہ ہے یہ بھی بتایا ہے کہ وہ کون سی عورت ہے۔ جس کا اسلام میں مقام نہیں ہے بلکہ بدترین مقام ہے میں ان شاء اللہ آج کے خطبہ میں اُن عورتوں کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جن عورتوں کا حدیث میں بہت زیادہ شان ہے۔ اور ان عورتوں کا بھی ذکر کرنا چاہتا ہوں جن کو اسلام نے بہت زیادہ غلط سمجھا ہے۔ یعنی ان عورتوں کی اسلام نے اور رب نے تردید کی ہے۔ موضوع بڑا انوکھا ہے، میں سمجھانا چاہتا ہوں۔ کیونکہ اس معاشرہ میں بڑے بڑے گناہ پائے جاتے ہیں۔ لیکن سب سے بڑا گناہ اِس وقت عورتوں کا فتنہ فساد ہے اگر اس معاشرہ کے اندر ایک سو گناہ پایا جارہا ہے تو سو میں سے پچانوے فیصد ایسے جرم ہیں جو کہ عورتوں کی طرف سے کیے جارہے ہیں۔

بنی اسرائیل میں بڑے بڑے جرم تھے لیکن سب سے بڑا جرم عورتوں کا فتنہ وفساد تھا، ان عورتوں کی وجہ سے نبی جیلوں میں گئے اس عورت کے پیچھے بڑے بڑے لوگ قتل ہوگئے۔ حتیٰ کہ ان عورتوں کے پیچھے لوگوں نے اپنے ایمان اور اسلام کو بھی تباہ کیا ہے، تین چیزیں میرے نبی ﷺ نے بیان کی ہیں جن کے آنے سے قسمت چلتی ہے اور تین ہی ایسی چیزیں بیان کی ہیں جن کے آنے سے آدمی کی قسمت تباہ ہوتی ہے۔ پیارے نبی ﷺ نے تین چیزیں بیان کی ہیں اُن تین میں سے ایک یہ چیز ہے بری سواری یعنی گندی سواری ہے، دوسرا مختصر چھوٹا مکان ہے، تیسری نکمّی عورت ہے جو کہ زبان دراز عورت ہو خاوند کی عزت کی دھجیاں بکھیرنے والی عورت ہے۔ ان تین چیزوں سے گھر میں آئی قسمت تباہ ہو جاتی ہے۔ نحوست آتی ہے، بدقسمتی پھیلتی ہے، یہی وہ تین چیزیں ہیں جن کے آنے سے آدمی کی قسمت اُجاگر بھی ہوجاتی ہے، خوشحالی کا دور تب ہے اگر عورت نیک ہے، عورت پاک ہے، عورت زبان دراز نہیں ہے، عورت گالیاں دینے والی نہیں ہے، عورت خاوند کو خاوند سمجھتی ہے، بھائی کو بھائی سمجھتی ہے، ماں کو ماں سمجھتی ہے، اللہ کو اللہ سمجھتی ہے، نبی ﷺ کو نبی ﷺ سمجھتی ہے، اسلام کا لحاظ کرتی ہے، اسلام نے جو حق دیا ہے اس پر عمل کرتی ہے میرے بھائیو! اچھی پاکباز

عورت ہو تو اس کے آنے سے قسمت اُجاگر ہو جاتی ہے۔

سواری اچھی ہو تو اس سے قسمت چلتی ہے مکان وسیع ہو تو اس سے قسمت چلتی ہے۔ تین چیزیں ہیں جن کے آنے سے آدمی کا بیڑا غرق بھی ہو جاتا ہے لیکن ان تین چیزوں سے آدمی کا بیڑا اُجاگر بھی ہو جاتا ہے۔ میرے بھائیو! اچھی عورت کون ہے۔ حدیث کی رو سے سنیں قیامت کا دن قائم ہونے والا ہے ہر کسی نے دنیا کو چھوڑ جانا ہے، ہر کسی نے دنیا چھوڑ دینی ہے، عالموں نے بھی، قاریوں نے بھی، مردوں نے بھی اور عورتوں نے بھی دنیا کو چھوڑ جانا ہے۔ یہ چار دن کا کھیل ہے، پتہ نہیں کہ کوئی آج مر جائے کوئی کل چلا جائے گا لیکن قیامت والے دن کن عورتوں کو جنت کے دروازے بلائیں گے۔

میرے بھائیو! نبی ﷺ نے فرمایا ہے یہ ابن حبان کی روایت ہے، ابن حبان میں روایتیں ضعیف بھی ہیں لیکن یہ روایت صحیح ہے۔ امام ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس حدیث کو بیان کرتے ہیں۔ مرفوعاً حدیث اُس وقت ہوتی ہے جب صحابی نے ڈائریکٹ نبی ﷺ سے حدیث سنی ہو یعنی بغیر کسی واسطہ کے۔ جب نبی ﷺ کے ہونٹوں سے الفاظ نکلے تو امام ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ڈریکٹ اپنے کانوں سے سنے اس لیے اس حدیث کو مرفوع کہتے ہیں۔

امام ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوعاً یہ حدیث بیان کر رہے ہیں۔ سنو اچھی عورت اسلام میں کون سی ہے؟ فرمایا:

((اِذَا صَلَّتِ الْمَرْءَ ةُ خَمْسَهَا وَصَامَتْ شَهْرَهَا وَحَسُنَتْ فَرْجَهَا وَاَطَاعَتْ زَوْجَهَا فَلْتَدْخُلْ مِنْ اَيِّ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ شَاءَتْ .))

(مسند احمد : ۱۹۱)

اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا کہ اچھی عورتیں اسلام میں وہ ہوتی ہیں جن میں چار علامتیں پائی جاتی ہیں۔ میرے بھائیو جب قیامت کا دن قائم ہوگا تو نمازیوں کو مخصوص کیا جائے گا۔ جن نمازیوں کی نماز قبول ہوگئی کیونکہ جنت کے آٹھ دروازے ہیں تو ایک دروازہ بـــاب الصلاۃ بھی ہے۔ جہاں اعلان ہوگا اے نمازیو! تم نے بـاب الصلاۃ سے داخل ہونا ہے۔

باب الجهاد سے مجاہدین نے داخل ہونا ہے۔ باب الصدقه سے صدقہ کرنے والوں نے داخل ہونا ہے۔ اسی طرح باب الریان ہے۔ تو روزے رکھنے والے باب الریان سے داخل کیے جائیں گے۔ مخصوص مخصوص دروازوں کے نام ہیں اعلان بھی مخصوص کیا جائے گا کہ اے بھائی نمازی تم صدقہ کے باب سے داخل نہیں ہو سکتے ہو۔ اے رمضان کے روزے رکھنے والے تم فلاں دروازے سے داخل نہیں ہو سکتے ہو۔ مخصوص اعلان کیا جائے گا۔

اللہ کی طرف سے ایک آرڈر آئے گا کیونکہ رب جس طرح آرڈر کرے گا اُس طرح ہوگا۔ سارے اختیار اللہ پاک کے ہیں جو کام ہوتا ہے اُس میں اللہ کا اختیار ہے کوئی بھی اپنی مرضی نہیں کرسکتا ہے۔ اللہ کی طرف سے ہر روز کچھ نہ کچھ ہو جاتا ہے۔ رات کو آدمی سوتا تو دن کو پتہ نہیں کیا ہو جاتا ہے۔ دن کو آدمی سوتا ہے تو رات کو پتہ نہیں کیا ہو جاتا ہے۔ یہ سارے اختیار میرے اللہ کے ہیں، کسی نے لکھا ہے:

سارے اختیار میرے اللہ کول نے
آسمانوں ڈِگے نئیں کوئی مر سکدا
پانی وچ ڈبے نئیں کوئی تر سکدا
قرآن واقعات دسے کھول کھول نے
سارے اختیار میرے اللہ کول نے
بندیا تو پڑھ لے قرآن رب دا!
جندے وچوں رب دا اے شان لبھدا
پتہ نئیں توں کدوں اے اوراق پھولنے
سارے اختیار میرے اللہ کول نے
رب دا دِتا توں ہنڈاویں بندیا
آوے نوں پکار جندا کھاویں بندیا
چھڈ دے توں شرک والے بول بولنے

سارے اختیار میرے اللہ کول نے
پُت دیوے دِھیاں دیوے اُس دی رضا
کُج وی نہ دیوے اُونوں کون پچھدا
لکھاں بھانویں ہنجواں والے موتی رُول نے
سارے اختیار میرے اللہ کول نے

نہ دے تو انبیاء کو نہیں دیتا ہے، اگر دینے پر آئے تو کافروں کو دے دیتا ہے، جتنے مرضی آنسو بہائے جائیں، جتنے مرضی غم آ جائیں، جتنی مرضی پریشانیاں ہو جائیں، جب اللہ کہہ دیتا ہے تب وہ کام ہوتا ہے۔ بڑے بڑے لوگ روئے، بڑے بڑے آنسو بہائے، بڑے بڑے غم زدہ ہوئے، بڑی بڑی پریشانیاں آئیں، ہاں ہاں غلطیاں ہوگئیں، معافیاں ہو جانی چاہیے۔ لیکن میرے بھائیو جو کام اللہ کر دے جب وہ کام ہو جاتا ہے تو چڑیاں کھیت چگ جاتی ہیں۔ لیکن بعد میں پچھتانا کام نہیں آتا ہے۔ اللہ مہلت دیتا ہے، ایک بار مہلت دی، دو بار مہلت دی، چار بار مہلت دی، پانچ بار مہلت دی، بڑے سال مہلت مل گئی۔ لیکن لوگوں کو سمجھ نہ آئی تو اللہ نے پھر اپنی قدرت والا ڈنڈا گھما کر حالات کو چینج کر دیا۔ شاعر یہی بات کہتا ہے:

پُت دیوے دِھیاں دیوے اُس دی رضا
کُج وی نہ دیوے اُونوں کون پچھدا
لکھاں بھانویں ہنجواں والے موتی رول نے
سارے اختیار میرے اللہ کول نے

یہ اللہ تعالیٰ کا اختیار ہے کہ اللہ تعالیٰ مخصوص اعلان کرے گا کہ اے نمازیو! تم نے اس دروازہ سے گزرنا ہے۔ حاجیو! تم نے اس دروازہ سے گزرنا ہے۔ صدقہ کرنے والو تم نے فلاں دروازہ سے گزرنا ہے۔ اے مجاہد بھائیو! تم نے اس دروازہ سے گزرنا ہے۔ شہیدو تم نے اس دروازہ سے گزرنا ہے لیکن ایک عورت آئے گی۔ حدیث سنیں:

((اِذَا صَلَّتِ الْمَرْءَۃُ خَمْسَھَا .))

ایسی عورت جو پابندی سے پانچ نمازیں پڑھتی ہے، یہ نہیں ہے کہ جب دل کرے تب نماز پڑھ لے بلکہ جب نماز کا وقت ہوتا ہے تو وقت پر نمازیں پڑھتی ہے۔ فرمایا:

((وَصَامَتْ شَهْرَهَا .))

پھر رمضان کے روزے بھی رکھتی ہے، یہ نیک عورتوں کی نشانیاں ہیں۔ وہ رمضان کے روزے رکھتی ہیں "وَحَصُنَتْ فَرْجَهَا"۔ فرمایا اپنی شرم گاہ کی حفاظت کرتی ہے۔ اپنی عزت کی حفاظت کرتی ہے۔ اپنے کپڑوں کی حفاظت کرتی ہے۔ اپنے نفس کی حفاظت کرتی ہے۔ بدکاری اور زنا نہیں کرتی ہے فرمایا: "وَاَطَاعَتْ زَوْجَهَا" اور جب خاوند حکم کرے جس وقت بھی حکم کرے، جو بھی حکم کرے تو وہ فوراً مان لیتی ہے۔ آگے سے انکار نہیں کرتی ہے۔ اِس طرح نہیں کہتی کہ تم یہ کہو گے تو میں وہ کروں گی، ایک آدمی رُوک رہا ہے کہ تم نے فلاں جگہ پر نہیں جانا ہے میں تمہارے سر کا تاج ہوں، میرا حکم مانا جائے گا، میرے بارے میں نبی پاک ﷺ نے اعلان فرمایا ہے کہ خاوند کی عورت اطاعت کرے۔ لیکن آگے سے مخالفت کرتی ہیں۔ عورت کو روکا جاتا ہے، لیکن پھر بھی مخالفت کرتی ہیں بلکہ اُلٹ کرتی جا رہی ہیں۔ آدمی کہتا ہے کہ تم نے وہاں نہیں جانا ہے لیکن یہ وہاں جا کر رہتی ہیں، اُلٹ مزاج بن گیا ہے۔ لیکن میرے نبی ﷺ نے فرمایا کہ جس عورت میں یہ چار نشانیاں پائی جاتی ہوں اُس میں سے ایک یہ بھی ہے "وَاَطَاعَتْ زَوْجَهَا" اپنے خاوند کی اطاعت کرتی ہے، ساری دنیا چھوڑ دیتی ہے، لیکن اپنے خاوند کو نہیں چھوڑتی ہے۔ بھائیوں کو چھوڑ دیتی ہے لیکن خاوند کو نہیں چھوڑتی ہے۔ جب خوشحالی کا دور ہوتا ہے، خاوند ساری ضرورتیں پوری کرتا ہے لیکن عورت کا منہ ہی ٹھیک نہیں ہوتا ہے، خاوند عورت کو سمجھاتا چلا جا رہا ہے کہ ہمارا نقصان ہو جائے گا، ہمارا گھر تباہ ہو جائے گا، ہمارے گھر میں بربادی ہو جائے گی، ہمارے بچے ویران ہو جائیں گے، خاوند بہت زیادہ باتیں سمجھاتا ہے لیکن عورت ٹھیک ہی نہیں ہوتی ہے وہ اپنی مرضی کرتی جاتی ہے۔ وہ دنیا میں بھی نقصان اُٹھاتی ہے۔ قیامت والے دن بھی میرے نبی ﷺ نے فرمایا کہ جو عورت خاوند کی اطاعت نہیں کرتی ہے۔ جو عورت خاوند کا کہنا نہیں مانتی ہے، پھر اپنے منہ

سے طلاق بھی مانگتی ہے، گناہ بھی عورت کا ہوتا ہے۔ لیکن پھر بھی اگر طلاق مانگ لیتی ہے۔

میرے نبی ﷺ نے فرمایا! اس عورت کا جنت میں جانا تو درکنار بلکہ اُس عورت کو جنت کی خوشبو بھی نہیں ملے گی۔ میرے بھائیو! آج کل اکثر اس طرح ہو رہا ہے خاوند تمام ضروریات پوری کر رہا ہے لیکن اگر خاوند ایک بات سے روک دیتا ہے تو اس بات سے رُکتی ہی نہیں ہیں بلکہ آگے سے بدتمیزی کرتی ہیں، زبان درازی کرتی ہیں۔ میرے نبی ﷺ نے فرمایا اے عورتو! تم نے اپنے خاوند کی اتنی قدر کرنی ہے اگر اللہ کے علاوہ کو سجدہ جائز ہوتا تو میں محمد ﷺ حکم کرتا کہ عورتیں اپنے خاوندوں کو سجدہ کریں۔ یہاں تو ماشاء اللہ گالیاں دی جا رہی ہیں، بکواس کی جا رہی ہے، جس عورت میں چار علامتیں پائی جائیں ایک وہ پانچ وقت کی نماز پڑھے، پابندی کے ساتھ نماز پڑھے، پھر رمضان کے روزے رکھے، پھر اپنی شرم گاہ یعنی عزت کی حفاظت کرے، پھر اپنے خاوند کی اطاعت کرے، جن عورتوں میں یہ چار علامتیں مکمل طور پر پائی گئیں تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: ((فَلْتَدْخُلْ مِنْ اَيِّ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ شَاءَتْ .)) اے عورتو! جنت میں داخل ہو جاؤ۔

میرے بھائیو! یہاں ہی بس نہیں ہے ((مِنْ اَيِّ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ شَاءَتْ)) اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جنت کے آٹھ دروازے بنائے ہیں ہر آدمی کے لیے اعلان نہیں ہوگا۔ لیکن اس عورت کے لیے اعلان ہو جائے گا اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اے عورت پاکباز عورت نیک عورت اپنے خاوند کو خاوند سمجھنے والی عزت اور فرماں برداری کرنے والی تمہیں جنت کے آٹھوں دروازے آواز دیں گے جس دروازے میں سے یہ عورت گزرے گی تو وہ دروازہ فخر کرے گا کہ مجھ میں سے بڑی پاکباز اعلیٰ اور بہترین نیک عورت گزر گئی ہے۔ جنت کے آٹھ دروازے جس کو خود بلائیں گے تو اس سے بڑا کائنات میں عظیم انسان کوئی نہیں ہے۔

لیکن اگر خاوند کی اطاعت نہیں کرتی ہے۔ یہ ایک نشانی تباہ ہوگئی، نمازی عورت مل گئی، روزے دار عورت ملے گی، شرم گاہ کی حفاظت کرنے والی بھی ملے گی، لیکن جب خاوند کی

اطاعت کا نمبر آتا ہے، تو یا کہنا دل کا مانا جائے گا، یا کہنا بھائیوں کا مانا جائے گا، یا کہنا ماں کا مانا جائے گا، یا کہنا باپ کا مانا جائے گا، یہ وہ عورت ہے جو خاوند کو خاوند نہیں سمجھتی ہے، خاوند کو تو ویسے ہی چوکیدار بنایا ہوا ہے، اس معاشرے کا بیڑا غرق ہو چکا ہے، جاؤ گھروں کے گھر اس لیے تباہ ہو رہے ہیں، کیونکہ عورتوں نے اپنے خاوند کی عزت نہیں کی ہے، خاوند نے تنگ ہو کر گھر تباہ کر لیا، اپنے بچے تباہ کر لیے، دنیا کی باتیں سنیں، لیکن لوگوں کو کیا خبر ہے کہ اُس آدمی کا جرم کیا تھا، آج کل اس طرح ہو رہا ہے، یہ وہ عورت ہے جس میں اگر یہ چار علامتیں پائی گئیں تو جنت کے آٹھ دروازے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جس میں سے چاہو داخل ہو جاؤ، تمہیں آج یہ اختیار ہے کیونکہ تم نے دن کو بھی خاوند کی اطاعت کی، رات کو بھی خاوند کی اطاعت کی۔ تو ساری زندگی خاوند کی اطاعت کرتی رہی ہو۔ جب خاوند کہتا تھا تو تم فوراً مانتی تھی۔ تم آگے سے مخالفت نہیں کرتی تھی۔ تم بکواس نہیں کرتی تھی، تم گالیاں نہیں دیتی تھی، تم گندی غلیظ زبان استعمال نہیں کرتی تھی، اس لیے آج جس دروازے سے چاہو گزر جاؤ، میں رب نے تم کو یہ شان عطا کر دی ہے لیکن عورتوں کو یہ شان نہیں چاہیے، بس خاوند کی تباہی چاہیے۔ آج اپنا گھر بھی اُجاڑ کر بیٹھی ہے کل قیامت کو جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گی۔

یہ جو میں نے حدیث پڑھی ہے ابن حبان کی ہے۔ اللہ کرے ہمارے معاشرہ کی عورتوں کا ان چار باتوں پر عمل ہو جائے یہ بھی بتاؤں گا کہ اس معاشرہ میں کچھ ایسی عورتیں بھی آئی ہیں جنہوں نے خاوند کی اطاعت کی تھی تو یا اُن کو تاریخ نے محفوظ کیا ہے یا اُن کو حدیث نے محفوظ کیا ہے۔ اب میں ابوداؤد کی حدیث بیان کرنے لگا ہوں۔ اس حدیث کو عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک صحابی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ہے، وہ عمر رضی اللہ عنہ کا بیٹا تھا، لیکن یہ وہ نہیں ہے یہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ اور صحابی ہے اس حدیث کو یہ بیان کرتے ہیں۔

میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! لوگوں کے خزانے ہوں گے، پیسوں کا بھی خزانہ ہوتا ہے، درہم و دینار کا بھی خزانہ ہوتا ہے، زمینیں مربعے بھی اللہ نے دیئے ہیں یہ بھی خزانے ہیں، مکئی بھی خزانہ ہے، گندم بھی خزانہ ہے۔ میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! ایک عورت خزانہ ہے، وہ کون

سی عورت ہے فرمایا:

((قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَيْرُ مَا يَكْنِزُ الْمَرْءُ.))

میرے نبی ﷺ نے فرمایا! کہ عورت بھی ایک خزانہ ہے۔ میرے نبی ﷺ نے جب اتنی بات بیان کی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پوچھنے لگ گئے۔ اے پیارے نبی ﷺ جی! ذرا بیان کریں کہ کون سی عورت بہترین خزانہ ہے۔ فرمایا: "اَلْمَرْءَةُ الصَّالِحَةُ" جو نیک عورت ہے وہ خزانہ ہے اب نیک عورت کون ہے ہمارے معاشرے میں اُن عورتوں کو نیک سمجھا جاتا ہے جو عورت سبحان اللّٰہ پڑھ پڑھ کر تسبیح نکالتی رہتی ہے۔ خاوند اگر گھر آتا ہے تو اُس کے سامنے نمازیں پڑھتی رہتی ہے، خاوند اگر واپس چلا جاتا ہے تو خاوند کی چغلی اور غیبت کرتی رہتی ہے۔

میرے بھائیو! اس عورت کو نیک نہیں کہتے ہیں ذرا سنیں کہ نیک عورت کون ہے وہ عورت جس میں تین علامتیں پائی جائیں۔ چار علامتیں بھی حدیث میں ملتی ہیں، تین علامتیں بھی ملتی ہیں۔ لیکن آپ تین علامتیں سنیں۔ میرے نبی ﷺ نے پہلے فرمایا کہ عورت بہترین خزانہ ہے آگے فرمایا "اَلْمَرْءَةُ الصَّالِحَةُ" جو نیک عورت ہے وہ خزانہ ہے۔

اب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نبی پاک ﷺ نے وضاحت کر کے سمجھایا۔ اب حدیث رسول اللہ ﷺ کی رو سے وضاحت سنیں۔ فرمایا:

((اِذَا نَظَرَ اِلَيْهَا سَرَّتْهُ وَاِذَا اَمَرَهَا اَطَاعَتْهُ وَاِذَا غَابَ عَنْهَا حَفِظَتْهُ.))

میرے نبی ﷺ نے فرمایا کہ نیک عورت اعلیٰ عورت جس کو اسلام نیک عورت کہتا ہے۔ خیر عورت کہتا ہے۔ اچھی نیک اور پاکباز جس کو کہتا ہے اچھی عورت کون سی ہے؟ "اِذَا نَظَرَ اِلَيْهَا سَرَّتْهُ" خاوند باہر سے تھک ہار کر آتا ہے، خاوند باہر سے کام کاج کر کے آتا ہے، خاوند باہر جا کر پریشان ہو گیا کچھ حالات نے پریشان کیا، کچھ کاروبار نے پریشان کیا، کچھ لوگوں نے پریشان کیا، کچھ اس کی تجارت نے پریشان کیا، کچھ گرمی نے پریشان کیا، جب وہ گھر آیا

تو عورت خاموش ہو کر بیٹھی رہی۔ اُس نے سلام بھی نہ لیا بلکہ عورت کے ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ بھی نہیں آئی۔

میرے بھائیو! فرمایا جب خاوند گھر آئے تو عورت اپنے خاوند کو دیکھ کر اُسے خوش کردے۔ خاوند سے مسکرا کر ملے، پیار و محبت سے ملے، خاوند جو حکم دے اُس کی اطاعت کرے اور جب اُس کا خاوند گھر سے جائے تو اس کے گھر کی حفاظت کرے، یہ نیک عورت کی نشانی ہے۔ اس معاشرہ میں آج بھی ایسی عورتیں موجود ہیں۔ اگر سارا صفایا ہو گیا، تو پھر قیامت آجائے گی۔

شیخ یعقوب بہت بڑے عالم دین ہیں وہ کہنے لگے کہ میری شادی کو پندرہ سال گزر گئے ہیں۔ مجھے یاد نہیں ہے کہ میں گھر آیا تو میں نے خود اپنے ہاتھ سے جوتا اُتارا ہو یہ مجھے یاد نہیں ہے کہ میں گھر آیا تو اپنا جوتا میں نے خود اُتارا ہو۔ مجھے یہ یاد ہی نہیں ہے۔ پندرہ سال کے دور میں جب بھی میں گھر آیا سب سے پہلے میں چارپائی پر بیٹھتا تو میری بیوی میرا جوتا خود اُتارتی تھی، فوراً ٹھنڈا پانی پیش کر دیتی تھی، پھر مجھ سے میرے حالات کے متعلق پوچھتی تھی کہ اے میرے سر کے تاج ٹھیک ہو۔ ایسی عورتیں بھی ہیں لیکن کم یعنی قلیل ہیں، باہر قرآن کا قاری ہے، باہر قرآن کا عالم ہے، باہر دنیا اُس کے پاؤں کے نیچے ہاتھ بچھا رہی ہے، لیکن جب وہ گھر آتا ہے جب آگے سے کوئی ہنس کر ملتا نہیں ہے تو میرے بھائیو اس کا دل ہی ٹوٹ جاتا ہے۔

بلکہ وہ آگے سے عجیب وغریب باتیں بھی سنتا ہے، لمبی چوڑی میٹنگ سنتا ہے۔ میرے نبی ﷺ نے فرمایا "اَلْمَرْءَةُ الصَّالِحَةُ" نیک عورت وہ ہے "اِذَا نَظَرَ اِلَيْهَا سَرَّتْهُ" جب خاوند گھر آئے تو اس کو دیکھ کر خوش کردے۔ عورت اگر ہنس کر ملے تو آدمی ویسے ہی ٹھیک ہو جاتا ہے تھکاوٹ دور ہو جاتی ہے۔ اگر عورت آگے سے منہ خراب کر کے ملے، یا آگے سے عورت گندی بکواس کرے تو آدمی کہتا ہے یا اللہ یا میں مر گیا ہوتا، یا یہ جاہل دنیا سے چلی جاتی۔ دنیا میں اگر آدمی پریشان ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جو عورت اپنے خاوند کا دل

دکھاتی ہے تو اللہ کا عرش ہل جاتا ہے۔ آگے بات سنیں:

((وَاِذَا اَمَرَهَا اَطَاعَتْهُ .))

جب خاوند گھر آئے تو پہلے تو اُسے دیکھ کر خوش کر دے۔ اُس کے بعد جو بھی خاوند نے حکم کیا تو اس کی فوراً اطاعت کی یہ نہیں کہا کہ میں تمہارے جانے کے بعد بیمار رہی ہوں۔ میں تو خود پریشان رہی ہوں، مجھ سے یہ کام نہیں ہوتے ہیں، میں تو خود پریشان ہوں، اگر عورت چاہے بیمار ہو، چاہے تندرست ہو، چاہے خوشحال ہو، چاہے خوشحال نہ ہو، اگر کوئی بھی پریشانی ہے تو فوراً اپنے خاوند کو تنگ نہیں کیا، اُسی وقت اطاعت کرتی ہے، فرمایا: "وَاِذَا غَابَ عَنْهَا حَفِظَتْهُ" میرے بھائیو! پھر جب آدمی غائب ہو گیا، یعنی گھر سے چلا گیا تو پھر اس عورت نے کیا کیا؟ اُس عورت نے اپنے گھر کی حفاظت کی، اپنے مال کی حفاظت کی یہ نہیں کہ اِدھر سے خاوند چلا گیا، تو اُدھر سے سارا خاندان آ گیا، جو گھر آ کر سب کچھ کھا کر صفائی کر گئے، عورت جو اپنے خاوند کی اطاعت کرتی ہے۔ اپنے مال کی حفاظت کرتی ہے اپنے خاوند کے گھر کی حفاظت کرتی ہے، اپنے بچوں کی حفاظت کرتی ہے اپنی ذات کی حفاظت کرتی ہے، اپنے خاوند کے حکم کے بغیر کسی پر روپے بھی خرچ نہیں کرتی ہے۔

لیکن میرے بھائیو! آج کل یہ سب علامتیں نہیں پائی جاتی ہیں، خاوند جب گھر آتا ہے تو عورت کا منہ پھولا ہوا ہوتا ہے، پھر خاوند کو خوش بھی نہیں کرتی ہے، پھر اگر خاوند کوئی کام کہتا ہے تو اس کی اطاعت بھی نہیں کرتی ہے، جب آدمی گھر سے غائب ہوتا ہے تو عورت بھی گھر سے غائب ہوتی ہے وہ مال بھی غائب ہوتا ہے خاوند جو خرچ دے کر جاتا ہے اُس کے باوجود بھی دوکانوں پر قرض ہوا ہوتا ہے آخر اس کی کیا وجہ ہے۔ میرے بھائیو خاوند اگر کہیں چلا جاتا ہے۔ تو وہ جتنا مال خاوند کا ہے وہ عورت کے پاس امانت ہوتا ہے لیکن جب آدمی گھر سے چلا جاتا ہے تو پیچھے سے مال بھی تباہ ہو جاتا ہے ﴿اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ﴾

میرے نبی ﷺ نے فرمایا کہ بہترین عورت خزانہ ہے اور نیک عورت کون سی ہے جو خاوند کو خوش کرے، جو خاوند کی اطاعت کرے، خاوند کے مال اور گھر کی حفاظت کرے، اِس

عورت کو میرے نبی ﷺ نے بہترین عورت کہا ہے، ایک کوئی عورت تھی آج کل نظام اُلٹ چل رہا ہے بلکہ آج کل کہا بھی گیا ہے کہ اے خاوند تم جو کہو گے میں اُس کے اُلٹ چلوں گی۔ میرے بھائیو! ایک عورت ہے اُس کا خاوند کہتا ہے یہ کام کرو، وہ آگے سے کہتی ہے کہ میں نے نہیں کرنا ہے پھر اُس آدمی نے لکھا، کہنے لگا کہ میری ساری زندگی اُلٹ ہی گزری ہے۔ اگر میں نے روٹی پکوانا ہوتی تو میں اپنی بیگم کو اس طرح کہتا تھا۔ اے میری بیگم تم نے مجھے آٹھ بجے روٹی پکا کرنہیں دینی ہے تو آٹھ بجے سے پہلے اس آدمی کی روٹی تیار ہو جاتی تھی۔ پھر خاوند کہتا کہ فلاں وقت تم نے میرے کپڑے دھو کر استری کر کے رکھنے نہیں ہیں تو وہ عورت تیار کر کے رکھ دیتی تھی۔ کہتا ہے کہ میں نے ساری زندگی اپنی بیگم سے اُلٹ باتیں کر کر کے اپنا مطلب حاصل کیا تھا۔

اس طرح کی بھی گندی اور بے ایمان عورتیں موجود ہیں وہ آدمی کہتا ہے۔ اے بیگم میں تمہارا خاوند ہوں، میری اطاعت کرنا تم پر لازم ہے وہ آگے سے کہتی ہے کہ جیسے بھی ہے میں تمہاری اطاعت نہیں کرسکتی ہوں۔ اگر میں نے زیادہ اطاعت کرنی شروع کردی تو لوگ کہیں گے کہ فلاں عورت اپنے خاوند کے نیچے لگ گئی ہے۔ اس لیے میں تمہارا رعب برداشت نہیں کرسکتی ہوں بلکہ جس کو علاقے میں شہرت مل جائے کسی وجہ سے کوئی عہدہ مل جائے اس کی شان بن جائے۔ سرگودھا میں ایک عورت تھی اخبار نوائے وقت بائیس اگست دو ہزار ایک کا واقعہ ہے۔ سرگودھا میں ایک عورت ناظم تھی۔ وہ جب بھی باہر جاتی ہے تو بڑا زیادہ اس کا عہدہ ہے لوگ اس کو یاد کرتے ہیں، بیگم صاحبہ کہتے ہیں یہ بہت بڑا مقام ہے، بڑے بڑے پروٹوکول اس عورت کو ملتے ہیں بڑی بڑی عزتیں اُس عورت کو ملیں جب وہ گھر آتی تو اب جس کی بیوی ہے اُس نے تو بیوی ہی کہنا ہے اُس کا خاوند کہنے لگا اے بیگم مجھے پانی پلاؤ۔ وہ کہنے لگی کہ سارے معاشرہ میں میری اطاعت کی جاتی ہے مجھے لوگ پروٹوکول دیتے ہیں لیکن تم ہر وقت مجھ پر رعب جماتے ہو، اُس نے ڈنڈا پکڑا اور خاوند کے سر میں مار کر سر پھوڑ دیا۔ جب خاوند کا سر پھٹ گیا، جب کھانا کھانے لگے تو اُن میں صلح کروائی گئی۔ جب اُن سے

پوچھا کیا بات ہوئی تو وہ عورت کہتی ہے ہر کوئی میری عزت کرتا ہے لیکن یہ ہر وقت مجھ پر رعب جماتا ہے، کہتا ہے مجھے پانی پلاؤ، مجھے روٹی کھلاؤ۔ ایک یہ بھی عورت ہے۔

میرے بھائیو! وہ عورت جو ہر کام اُلٹ کرتی تھی ایک دن اس طرح ہوا کہ وہ دریا کا سفر کر رہے تھے، ساتھ اُن کے گائیں بھینس معاشی جانور تھے تو وہ عورت بھینس کی دم پکڑ کر پیچھے پیچھے چلنے لگ پڑی کیونکہ بھینس ڈوبتی نہیں ہے، بھینس کے پیچھے پیچھے جا رہی ہے وہ خاوند بھی بھینس کی دُم پکڑ کر پیچھے پیچھے جا رہا ہے لیکن کہتا ہے کہ میں ڈرتا تھا کہ اگر میں نے اس سے کہہ دیا کہ دُم مضبوطی سے پکڑ لو تو اس نے دُم چھوڑ دینی ہے۔ کیونکہ اس نے تو اُلٹ چلنا ہے۔ کہنے لگا کہ میں خاموش رہا لیکن تھوڑی دیر کے بعد اُس عورت سے جانور کی دم چھوٹ گئی جب دُم چھوٹ گئی تو وہ عورت ڈوب کر تباہ ہوگئی، غرق ہوگئی، جب تباہ و برباد ہوگئی تو میرے بھائیو وہ خاوند ڈھونڈنے لگ پڑا۔ اپنی بیوی کو ڈھونڈنے لگ پڑا کس طرح ڈھونڈ رہا ہے، جس طرف پانی جا رہا ہے، اُس طرف نہیں جا رہا ہے بلکہ جہاں سے پانی آ رہا ہے اُدھر جا رہا ہے کسی آدمی نے کہا یار کیا تلاش کر رہے ہو، کیا ڈھونڈ رہے ہو وہ خاوند کہتا ہے یار میری بیوی یہاں ڈوب کر غرق ہوگئی ہے میں اُس کو ڈھونڈ رہا ہوں۔ وہ آدمی کہنے لگا اے بے وقوف وہ تو جدھر پانی جا رہا ہے وہ تو اس طرف جا رہی ہوگی۔ لیکن تم کیوں اس طرف آ رہے ہو۔

وہ خاوند کہتا ہے میں اس لیے اِدھر جا رہا ہوں کیونکہ ساری زندگی اُس نے اُلٹ چلنے کی کوشش کی ہے میں اس طرح کہتا تھا وہ اس طرح کرتی تھی اس لیے شاید آج وہ مرتے وقت بھی اُلٹ مر گئی ہو۔ اس لیے میں اِدھر اُلٹ طرف تلاش کر رہا ہوں۔ یہ آج کل کی عورت کے حالات ہیں۔ اللہ کی قسم ویسے ہی گھر برباد نہیں ہو رہے ہیں۔ ویسے ہی طلاقیں نہیں ہو رہی ہیں۔ آدمی پھر کیا کرے ایک یہ عورت ہے ایک عورت کے بارے میں اور بھی سنیں۔

قاضی شریح رحمہ اللہ ایک بہت بڑا قاضی گزرا ہے۔ اب اس عورت کا بھی مقام سنیں قاضی شریح رحمہ اللہ بہت بڑا عالم اور جج گزرا ہے۔ اس وقت قاضی سے فیصلہ کروایا جاتا تھا۔ قاضی صاحب کے پاس ان کا استاد آیا۔ امام شافعی رحمہ اللہ آیا۔ یہ ان کا استاد ہے، اُستاد جب گھر پہنچا

تو استاد نے اپنے شاگرد قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ سے ایک سوال کیا۔ اے بیٹے تمہاری شادی ہوگئی ہے۔ ذرا معاملات تو بتاؤ کہ تمہاری بیوی کیسا سلوک کر رہی ہے اب ذرا سنیں قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ سے جب سوال ہوا تو قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ جواب دیتا ہے۔ کہنے لگے کہ جب پہلے دن میری بیوی گھر آئی تھی یہ بھی ایک عورت ہے۔ جس کی مثال پیش کی جارہی ہے یہ حوالہ تاریخ میں ہے ایک واقعہ میں حدیث میں سے سناؤں گا۔ جو اچھی عورت ہے اُس کو حدیث نے بھی محفوظ کیا ہے۔ تاریخ نے بھی محفوظ کیا ہے، ایک وہ بھی عورت تھی جو ڈوب کر اُلٹ مری تھی۔ وہ خاوند کہتا ہے کہ میں اس لیے ادھر تلاش کر رہا ہوں وہ ساری زندگی مجھ سے اُلٹ چلتی رہی ہے۔ شاید آج بھی اس طرف اُلٹ ڈوبی ہوگی اللہ کی قسم یہ بات صحیح بھی ہے اُلٹ عورتیں چلتی ہیں۔ اگر کہو کہ روٹی نہ کھاؤ تو کھا لیتی ہے۔ اگر کہو کہ تم نے گاؤں نہیں جانا ہے تو عورت نے جانا ہے۔ اگر کہا کہ تم نے جانا ہے تو پھر عورت نے نہیں جانا ہے۔ اس کا معنی ہے کہ ہم عورتیں ہیں، ہماری عورتیں ہمارے مرد ہیں۔ یہ آج کل اُلٹ چل رہا ہے۔

قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ کہنے لگے کہ جب میرے اُستاد نے مجھ سے سوال کیا تو میں جواب دے رہا ہوں، ذرا سنیں تمہاری عقل دنگ رہ جائے گی کہ کتنی پیاری عورت ہے؟ قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ اُستاد سے کہنے لگے کہ جب پہلے دن میری بیوی گھر آئی تھی جب ہم ملاقات کرنے لگے مل جل کر بیٹھے جب میں اپنی بیوی کے پاس پہنچا تو بیوی مجھ سے کہنے لگی۔ سب سے پہلے اُس کمرے میں یہ کام ہوا کہ خاوند نے دو رکعت نفل پڑھے، دو رکعت نفل پڑھنے کے بعد اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے۔

کہتا ہے اے اللہ میں کمزور ہوں، عورت بعض مکاری کے لحاظ سے سخت ہوتی ہے۔ اے میرے اللہ میرا سلسلہ ٹھیک کر کے چلا دینا تو کہنے لگے جب میں نے دو نفل پڑھ لیے تو میں نے اپنی بیوی کو حکم بھی نہیں دیا تھا تو پیچھے میری بیوی بھی کھڑی تھی۔ اُس نے بھی دو نفل پڑھ لیے تھے میں نے دعا کی تو میری بیوی نے بھی دعا کی حالانکہ میں نے اُس کو حکم بھی نہیں کیا تھا۔

بعد میں جب میں نے اُس سے پوچھا کہ میری تو کوئی وجہ تھی دو رکعت نفل پڑھنے کی۔ لیکن تم نے دو رکعت کیوں پڑھی ہیں۔ وہ کہنے لگی کہ میرے ماں باپ نے مجھے سمجھایا ہی یہی ہے کہ جو تمہارا خاوند کرے وہ کر لینا اس میں ہی خیر ہے۔ آپ جو اچھا کام کرو گے تو میں وہ اچھا کام کروں گی۔ آپ نے دو رکعتیں پڑھیں ہیں تو میں نے بھی دو رکعتیں پڑھ لی ہیں کیونکہ مجھے ماں باپ کی نصیحت یہی تھی۔ کچھ ماں باپ ایسے بھی ہیں کچھ ماں باپ ایسے بھی ہیں۔ اگر لڑکی کا قصور بھی ہو پھر بھی داماد کی پٹائی ہو جاتی ہے۔ کہتے ہیں کہ میری بیٹی کا تو جرم ہی نہیں ہے۔ اگر جرم نہیں ہے تو پھر معافیاں کیوں مانگتے ہو۔ اگر جرم نہیں ہے، اگر غلطی نہیں ہے، اگر یہ کام ٹھیک نہیں ہے تو میرے بھائیو پھر معافیاں کیوں مانگتے ہو، پھر منت سماجت کیوں کرتے ہو۔ اگر خاوند کا خاندان نکما ہے، غلط ہے تو پھر غلط خاندان سے جان چھوٹ گئی ہے۔ دو نفل شکرانے کے پڑھو، پھر معافیاں کیوں مانگتے ہو۔ ایمان سے بتائیں کہ آج اس طرح کیا نہیں ہو رہا ہے، عورت گندی گالیاں دیتی ہے کہ تم گندی نسل کے ہو، گندے لوگ ہو، تمہارا خاندان گندا ہے تو جب یہ گندا خاندان طلاق دے دے تو اس وقت پھر معافیاں مانگنا شروع کر دیتے ہیں۔

میرے بھائیو! جب نیک آدمی نہ ہو، غلط آدمی ہو، کوئی حقوق ادا نہ کرتا ہو، کوئی پہننے کے لیے لباس یا کھانے کے لیے نہ دیتا ہو، اُس کا خاندان گندا ہو، تو پھر اللہ کی قسم یہ معافیاں مانگنا اچھا نہیں لگتا ہے۔ جو پھر معافی مانگتا ہے وہ پھر بے وقوف اور جاہل انسان ہے۔ اس کو پھر معافی نہیں مانگنی چاہیے بلکہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے گندے لوگوں کی جان چھڑوا دی ہے۔

قاضی شریح رحمہ اللہ کہنے لگا کہ جب میں نے دو رکعت نماز پڑھی تو میری بیوی نے بھی دو رکعت نماز پڑھی میں نے دعا کی تو میری بیوی نے بھی دعا کی حالانکہ میں نے اُس کو حکم بھی نہیں کیا تھا۔ کہنے لگے کہ جب میں حقوق زوجیت ادا کرنے کے لیے اُس کے پاس پہنچ گیا تو فوراً میری بیوی نے مجھے روک دیا۔ بیوی روک کر کہنے لگی اے میرے سر کے تاج میں تمہاری

بیوی ہوں، کوئی منع نہیں ہے، کوئی جرم نہیں ہے۔ لیکن میں نے کون کون سے کام کرنا ہیں پہلے وہ مجھے چند چیزیں بتا دو، ویسے نہیں پڑھتی تھی کہتی ہے ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ .)) اُس عورت نے خطبہ پڑھا۔

خطبہ پڑھنے کے بعد اب باتیں کر رہی ہے کیا کہہ رہی ہے کہتی ہے اے میرے سر کے تاج آج تم سے میرا تعلق قائم ہوگیا ہے آپ میرے تاج ہو میں آپ کی بیوی ہوں۔ دوسرے الفاظ میں میں تمہاری خادمہ اور نوکرانی ہوں، نوکروں کا کام نہیں ہوتا کہ وہ اپنی مرضی کریں، میں آپ کی مرضی مانوں گی مجھے بتا دیں کہ کن لوگوں کی طرف میں نے جانا ہے کن لوگوں کی طرف میں نے نہیں جانا ہے، کن لوگوں کو آپ پسند کرتے ہو، کن لوگوں کو آپ ناپسند کرتے ہو، کون سی چیز آپ کو اچھی نہیں لگتی ہے جو چیز آپ کو اچھی لگتی ہے وہ ساری چیزیں آج مجھے بتا دیں۔ تو انشاء اللہ زندگی گزرے گی۔ تو کوئی نافرمانی نہیں ہوگی، کوئی آج کل اس طرح کرتی ہے۔ یہ کہتی ہے کہ جو لوگ آپ کو اچھے نہیں لگتے ہیں مجھے بتا دیں میں اُن کو روک دوں گی۔ جو آپ کو اچھے لگتے ہیں اُن کو میں ویلکم کروں گی "اَهْلًا وَ سَهْلًا مَرْحَبًا" کہوں گی۔ اُن کو میں پروٹوکول دوں گی جو چیز آپ کو پسند نہیں ہے وہ بھی بتا دیں میں اُس پر عمل نہیں کروں گی۔ جو چیز آپ کو پسند ہے اُس پر میں ساری زندگی عمل کروں گی۔ چاہے وہ مشکل ہو چاہے وہ آسان ہو۔

قاضی شریح رحمہ اللہ اپنے اُستاد سے کہنے لگے کہ جب میری بیوی نے یہ بات کی تو مجھے بھی خطبہ پڑھنا پڑ گیا۔ عالم تھا، محدث تھا، کہتے ہیں کہ میں نے بھی پھر پڑھا:

((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ .))

کہنے لگے کہ میں نے بھی خطبہ پڑھا جب میں نے خطبہ پڑھ لیا میں نے پھر اپنی بیوی سے کہا، اے پیاری بیوی نیک عورت کی تین نشانیاں ہیں، جو عورت کو جنت میں لے کر جاتی ہیں اُن پر عمل کرو ایک ایک نشانی بتائی جو کہ میں نے پہلے حدیث پڑھی ہے۔ پھر کہنے لگے کہ اچھی عورت کی نشانی یہ ہے کہ جب خاوند کو دیکھے تو خوش ہو جائے۔ پھر اپنے خاوند کی اطاعت

کرے، پھر اپنے خاوند کے گھر سے جانے کے بعد اُس کے گھر کی حفاظت کرے۔ یہ سب نشانیاں بتا کر ساتھ کہنے لگے مجھے وہ آدمی پسند نہیں ہیں وہ قبیلے والے لوگ اچھے نہیں ہیں۔ اُن لوگوں کے میں نے نام لکھ دیئے۔ کہنے لگے کہ یہ گھر نہیں آئیں گے ان کے گھر بھی جانا نہیں۔ فلاں فلاں کام نہیں کرنے ہیں۔ اُس عورت نے یہ سب کچھ لکھ لیا۔ اپنے پاس نوٹ کرلیا۔

قاضی صاحب اپنے اُستاد سے کہنے لگے اے استادِ محترم میری بیوی کا حال اور بچوں کا حال پوچھ رہے ہو۔ مجھے آج بیس سال گزر گئے ہیں نہ میں نے اُف کی ہے، نہ میری بیوی نے اُف کی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس طرح کی عورتیں عطا کرے۔ (آمین)

اب نیک عورت کی ایک حدیث سنیں۔ میرے بھائیو! اُم طلحہ رضی اللہ عنہ، اُم سلیم رضی اللہ عنہا طلحہ رضی اللہ عنہ کی بیوی ایک صحابیہ تھیں۔ یہ حدیث کا واقعہ ہے۔ یہ بخاری و مسلم دونوں میں موجود ہے۔ ان کا خاوند جب گھر سے گیا تھا تو ان کا بیٹا بیمار تھا جب طلحہ رضی اللہ عنہ واپس آئے تو سب سے پہلے اپنی بیوی اُم سلیم رضی اللہ عنہا سے پوچھتا ہے جب میں گھر سے گیا تھا تو ہمارا بیٹا بیمار تھا۔ اب اُس کا کیا حال ہے تو بیوی کہنے لگی کہ وہ پہلے سے بھی زیادہ سکون کی حالت میں ہے۔ پھر بیوی نے کھانا تیار کیا۔ رات کو جو میاں بیوی کے حقوق ہوتے ہیں وہ انہوں نے ادا کیے۔ بیوی نے اچھی طرح بناؤ سنگھار کیا۔ کیونکہ خاوند کے سامنے بناؤ سنگھار ٹھیک ہے۔ باہر جاتے ہوئے جو عورت کرے گی تو وہ عورت زانیہ ہے۔ خاوند کے سامنے بناؤ سنگھار یا میک اَپ کرنا ٹھیک ہے۔

اُس اُم سلیم رضی اللہ عنہا نے بھی اچھی طرح میک اپ کیا۔ پھر جب انہوں نے میاں بیوی کے حقوق ادا کرلیے تو اس کے بعد وہ اُم سلیم رضی اللہ عنہا کہنے لگی۔ اے میرے سرتاج اگر کسی کے پاس کوئی امانت ہو پھر وہ دوسرا اپنی امانت واپس مانگ لے تو پھر کیا کرنا چاہیے، غمگین ہونا چاہیے یا کہ خوش ہونا چاہیے۔ سیّدنا طلحہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ خوش ہونا چاہیے وہ عورت کہنے لگی اگر خوش ہونا چاہیے تو پھر جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں بیٹا عطا کیا تھا۔ وہ بیٹا اللہ تعالیٰ کی امانت تھی آج وہ بیٹا اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچ چکا ہے۔ سیّدنا طلحہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ کب اللہ کے پاس پہنچا ہے۔ ام طلحہ کہنے لگی کہ آپ کے آنے سے کچھ دیر پہلے فوت ہوا ہے۔ طلحہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے تم نے بہت

غلط کیا ہے گھر میں میت موجود ہے ہم اپنے حقوق ادا کر رہے تھے وہ کہنے لگی اے میرے سر کے تاج تم نے حدیث نہیں پڑھی ہے کہ خاوند جب باہر سے آئے تو عورت اُسے دیکھ کر خوش کرے۔ اُس سے پیار و محبت کرے اُس کی ہر بات پر عمل کرے اُس عورت کو میرے نبی ﷺ نے "اَلْمَـرْءَ ةُ الصَّالِحَةُ" کہا ہے۔ مجھے تو جنت چاہیے تھی وگرنہ آپ سے زیادہ مجھے اپنے بچے کا غم زیادہ ہے۔

میں نے تو اس لیے آپ کو بتایا نہیں تھا کہ آپ کو پھر کھانا کھانا یاد نہیں رہنا تھا۔ بچہ تو چلا گیا ہے تم نے رونا تھا، پریشان ہونا تھا، صرف خاوند کو خوش کرنے کے لیے میں نے اپنے دل پر پتھر کی چٹان رکھ کر یہ سب کام کیے ہیں۔ اللہ ان شاء اللہ مجھ پر راضی ہوگا۔ یہ کیس پھر محمد ﷺ کی عدالت میں پہنچ گیا یہ بھی ایک عورت ہے گھر میں میت ہے لیکن پھر بھی خاوند کو پریشان نہیں کرنا چاہتی ہے۔

میرے بھائیو! پھر نبی پاک ﷺ نے فرمایا! اے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ خوش ہو جاؤ تمہاری بیوی بہت اعلیٰ عورت ہے، تمہاری بیوی بہت نیک عورت ہے، تمہاری بیوی زمین پر چلتی ہے لیکن اس کا فوٹو جنت میں محمد ﷺ نے دیکھا ہے۔

میرے بھائیو! پھر اُس عورت میں سے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو اللہ نے بارہ بیٹے عطا کیے ہیں۔ وہ بارہ کے بارہ بیٹے محدث بنے۔ اللہ تعالیٰ نے اس گھرانے کی کتنی شان بنائی ہے۔ یہ بھی ایک عورت تھی اور آج کے معاشرہ کے اندر بھی کچھ عورتیں ہیں۔ اللہ پاک ہمیں نیک عورتیں عطا فرمائے۔ بری عورتوں سے اللہ تعالیٰ ہمیں بچا کر رکھے۔ (آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ



علاماتِ قیامت

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o

اللہ پاک کا بہت بڑا احسان ہے کہ جس رب نے ہم سب کو مسلمان بنایا، اللہ رب العالمین کا بہت بڑا احسان ہے کہ جس رب نے ہم کو عقیدہ توحید عطا فرمایا، اللہ رب العالمین کا بہت بڑا احسان ہے کہ جس رب نے ہم کو جمعہ ادا کرنے کے لیے اپنے گھر میں آنے کی توفیق دی۔ اللہ پاک کا بہت بڑا فضل ہے کہ جس رب نے ہم سب کو امام الانبیاء، والئ بطحاء، سید المرسلین، امام المجاہدین، آقائے دو جہاں، آمنہ کے لال جناب محمد ﷺ کا اُمتی بنایا ہے وہ کتنے عظیم نبی ہیں، کتنے زبردست نبی ہیں، جس نبی ﷺ نے چھوٹی باتیں بھی قوم کو بتائی ہیں، بڑی باتیں بھی قوم کو بتائی ہیں، نبی پاک ﷺ نے جنت کا بھی ذکر کیا ہے، نبی پاک ﷺ نے جہنم کا بھی ذکر کیا ہے، جنت اور جہنم ملنی کس طرح ہے، جنت لینا چاہتے ہو، تو کیا کیا عمل کرنا پڑیں گے۔ یہ بھی نبی ﷺ نے بتایا ہے کسی کو اگر جنت کی ضرورت نہیں ہے جہنم میں جانا چاہتا ہے، تو وہ بُرے عمل کرے تو اُسے جہنم مل جائے گی۔ نبی ﷺ نے یہ بھی بتایا ہے کہ جنت اور جہنم کس وقت ملنی ہیں اور کب اعلان ہوگا۔ جنت اور جہنم میں جانے سے پہلے ایک قیامت کا دن قائم ہوگا۔ جب وہ قائم ہوگیا تو اس دن حساب و کتاب ہوگا۔ جو اس حساب میں پاس ہوگیا، اُس کو جنت ملے گی، اُس دن ایک ترازو لگایا جائے گا، پھر جس کے اعمال وزنی ہوئے اُسے جنت مل جائے گی۔

میرے بھائیو! پل صراط کتنی بڑی ہے یہ بہت بڑی ہے نبی ﷺ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ مجھ سے ایک یہودی نے سوال کیا کہ اے نبی (ﷺ) جی آپ نے کہا ہے جب قیامت آئے

گی تو نہ زمین رہے گی، نہ آسمان رہے گا، تو اس وقت لوگ کہاں ہوں گے تو اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا ساری دنیا کے لوگ کافر بھی مسلمان بھی یہ سب قبروں سے اُٹھ جائیں گے وہ پھر اس پل صراط کے نیچے کھڑے ہو جائیں گے۔

یہ بخاری کا حوالہ ہے، بخاری میں یہ حدیث ہے، یہاں سے پتہ چلا کہ وہ ساری دنیا کو سمالے گا یعنی بہت بڑی پل صراط ہے جس کے نیچے جہنم ہے اس کے سائے کے نیچے ہی لوگ جمع ہوں گے، وہ پل صراط کتنی بڑی ہوگی۔ بہرحال جو اس پل سے کامیاب ہو کر آگے گزر گیا وہ جنت میں جائے گا، یہ بھی نبی ﷺ نے بتایا ہے قیامت سے پہلے نبی پاک ﷺ نے کچھ علامتیں کچھ نشانیاں بتائی ہیں، میرا آج کا موضوع بھی علاماتِ قیامت ہے، یعنی قیامت سے پہلے کی کچھ علامات بیان کروں گا۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی نشانی ہے:

﴿اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ﴾ (القمر: 1)

جو آج تم چاندھ دیکھ رہے ہو، قیامت سے پہلے یہ چاند پھٹ جائے گا جس دن قیامت آنی ہے تو اُس رات چاند مٹ جائے گا، چاند طلوع ہونا ہی نہیں ہے، یہ چاند پھٹ جائے گا لیکن لوگوں کو پتہ نہیں چلے گا، چاند پھٹ جائے گا۔ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی نشانی ہے یہ بات قرآن نے بیان کی ہے اور حدیث رسول ﷺ میں بھی ہے یہ طبرانی کی حدیث ہے۔ علامہ البانی رحمہ اللہ بہت بڑے عالم امام بخاری رحمہ اللہ کے پائے کے عالم گزرے ہیں اس شخص نے احادیث کو الگ الگ کیا ہے کہ ضعیف حدیث کون سی ہے اور صحیح حدیث کون سی ہے۔ انہوں نے اپنی کتاب میں لکھا ہے جو یہ میں حدیث بیان کرنے لگا ہوں کہ یہ صحیح حدیث ہے۔

اس حدیث کو سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، فرماتے ہیں:

((قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

کہتے ہیں میں اپنے پاس سے بات نہیں کر رہا ہوں بلکہ مجھے نبی پاک ﷺ نے فرمایا

تھا۔ میرے بھائیو میں بھی تم کو اللہ کے نبی ﷺ کا فرمان سنا رہا ہوں، یہ بڑے ادب واحترام اور سکون سے علاماتِ قیامت سن لیں۔ بیان کرنے کا مقصد یہ ہے تاکہ تم کو قیامت کی فکر ہو، تاکہ تم اللہ سے اتنے ڈر جاؤ کہ گناہ چھوڑ کر نیکیاں کرنے لگ جاؤ، آج میرے بھائیو! اپنی اپنی فکر کرلو، ہم اس دنیا پر آئے ہیں لیکن ایک وقت آنے والا ہے جب ہم نے دنیا سے چلے جانا ہے۔

کوئی اَج ٹریا کوئی کل جاوے
اے دنیا آنی جانی اے
کل ٹُردیاں ویکھیں لوکاں نوں
اَج واری تیری آنی اے

آج تم لوگوں کے جنازے دیکھتے ہو ایک وقت آئے گا کہ تیرا جنازہ دیکھا جائے گا آج لوگوں کے اعلان سنتے ہو کہ فلاں کا بیٹا آج فوت ہوگیا ہے لیکن ایک وقت آئے گا جب تیرا میرا بھی اعلان ہو جائے گا۔

میرے بھائیو! موت کے آنے سے پہلے فکر کرلو، آج کا موضوع بڑا دردناک ہے، بڑا عجیب وغریب ہے، اس ایک حدیث میں نبی پاک ﷺ نے قیامت کی تین علامتیں بتائی ہیں۔ فرمایا ایک علامت یہ ہے:

اللہ کے نبی ﷺ فرماتے ہیں قیامت کے قریب لوگوں کو چاند اس طرح دکھائی دے گا جیسے کہ دو راتوں کا چاند ہے، حالانکہ وہ پہلی رات کا چاند ہے لیکن لوگوں کو سمجھ ہی نہیں آئے گی لوگ اس طرح کہیں گے کہ جیسے لَيْلَتَيْنِ دو راتوں کا چاند ہے آج کل بھی دیکھ لیں کبھی کبھی عید کا چاند نظر آتا ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ یار یہ بہت بڑا چاند ہے یعنی ایسا لگتا ہے کہ جیسے دو دنوں کا چاند ہے۔ حالانکہ پہلی رات کا چاند ہوگا پہلی رات کا چاند کسی دور میں بہت باریک تھا لیکن آج کل موٹا موٹا نظر آرہا ہے۔ یہ اللہ کے نبی ﷺ نے آج سے چودہ سو سال پہلے قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی بتائی تھی۔

دوسری نشانی ذرا سنیں:

((وَاتُّخِذَ الْمَسَاجِدُ طُرُقًا .))

اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا کہ دوسری علامت قیامت کی یہ ہے کہ بڑی بڑی خوبصورت مساجد ہوں گی، بڑی بڑی اُونچی مساجد ہوں گی، ڈبل ڈبل سٹوری والی مساجد ہوں گی، بڑے بڑے سنگ مرمر کے پتھر لگے ہوں گے لوگ مسجد میں ضرور آئیں گے مگر کوئی فائدہ نہیں اُٹھائیں گے۔ لوگ مسجد میں آئیں گے لیکن اپنی دنیاوی ضروریات پوری کر کے چلے جائیں گے کوئی آج کل مسجد کی لیٹرین میں پیشاب کرنے آتا ہے لیکن دو نفل رکعت پڑھنے نہیں آتا ہے۔ قرآن کی تلاوت کرنے نہیں آتا ہے۔ ذکر اذکار کرنے نہیں آتا ہے۔ آج کل کہتے ہیں یار گاڑی روکو میں مسجد میں پیشاب کر آؤں۔ لوگ اپنی دنیاوی ضروریات پوری کریں گے۔ لیکن نمازیں نہیں پڑھیں گے۔ آگے نبی ﷺ نے فرمایا لوگ مساجد میں آئیں گے۔ لیکن تـرکـا لوگ جوتا اُٹھا کر مسجد میں سے راستہ بنالیں گے۔ مسجد میں سے گزرنے کا راستہ بن جائے گا۔ لوگ کہیں گے یار اُدھر سے جاتے وقت ٹائم زیادہ لگے گا، چلو مسجد میں سے ہی گزر جاتے ہیں۔

قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ بھی ہے کہ لوگ مساجد کو راستہ بنالیں گے لوگ مساجد میں سے گزر کر جائیں گے، لوگ مساجد میں سے اپنا دنیاوی فائدہ اٹھائیں گے۔ لیکن مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے کوئی نہیں آئے گا۔ آج کل یہ ہو رہا ہے۔ معلوم یہ ہوتا ہے کہ جو مسجد میں سے راستے بن رہے ہیں، مسجد میں سے لوگ گزر کر جا رہے ہیں، مسجد میں لوگ نماز نہیں پڑھ رہے ہیں۔ پھر میرے بھائیو قیامت کا انتظار کرو۔ میرے نبی ﷺ نے فرمایا: جب تم اس طرح کی نشانیاں پالو، تو پھر انتظار کرو کہ قیامت بہت قریب ہے، آج اس طرح ہو رہا ہے، ظالم لیٹرین سے ہو کر چلا جاتا ہے۔ لیکن نماز نہیں پڑھتا ہے، راستہ بنایا ہے وہاں سے گزر جائے گا لیکن نماز نہیں پڑھتا ہے، جاہل لوگ مسجد میں دولہا کو لے آئیں گے، شادی کے پہلے دن مسجد کا پانی پلا دیں گے یا وضو کرنے کے لیے کہہ دیں گے۔ اُس کے بعد مسجد کو دو

تین سو روپے دے کر چلے جائیں گے لیکن دولہا کو نماز اُس دن بھی پڑھنا نصیب نہیں ہوتی ہے۔
آگے بات سنیں ایک حدیث میں میرے نبی ﷺ نے قیامت کی تین علامتیں بتائی ہیں۔
آگے میرے نبی ﷺ نے فرمایا:
((وَظَهَرَ مَوْتُ الْفُجَاءَاتِ))

قیامت کی علامتوں میں سے ایک یہ بھی علامت ہے کہ اچانک موت آنا عام ہو جائے گی موت اچانک آئے گی، بڑے بڑے لوگوں کو موت اچانک آ جائے گی، بڑے بڑے لوگ اچانک موت آنے سے مر جائیں گے۔

میرے بھائیو! اس طرح ہی ہونا ہے آج تم گھروں کے مالک ہو، لیکن ایک وقت آئے گا کہ تمہارے گھروں کا مالک کوئی اور ہو جائے گا آج تم بازاروں کے مالک ہو لیکن ایک وقت آئے گا کہ تمہاری مارکیٹوں کا مالک کوئی اور ہو جائے گا۔ آج دوکانوں کے مالک ہو لیکن ایک وقت آئے گا کہ تمہاری دوکانوں کا مالک کوئی اور ہو جائے گا۔ آج زمینوں کے مالک ہو لیکن ایک وقت آئے گا کہ تمہاری زمینوں کا مالک کوئی اور ہو جائے گا۔

میرے بھائیو! اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا ہے قیامت کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی نشانی ہے: ((وَظَهَرَ مَوْتُ الْفُجَاءَاتِ)) موت اچانک آئے گی اور موت عام ہو جائے گی۔ میرے بھائیو! اگر اچانک موت عام ہو رہی ہے تو پھر قیامت کی تیاری کرلو۔ اب قیامت تمہارے سر پر آ چکی ہے۔

یہ طبرانی کی حدیث تھی۔ سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اور صحیح حدیث تھی۔
یہ تین قیامت کی علامتیں نبی ﷺ نے اپنے ایک فرمان میں بتائی ہیں۔ اب جو میں حدیث بیان کرنے لگا ہوں اس کو بھی سیّدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں یہ حدیث مسند احمد میں اور مسلم شریف میں موجود ہے۔ یہ حدیث کی بہت بڑی کتابیں ہیں جو میں حدیث اس وقت پیش کرنے لگا ہوں۔ سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:
اللہ کے نبی ﷺ کا صحابی سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتا ہے کہتے ہیں کہ پیارے

نبی ﷺ نے فرمایا: اُس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک لوگوں پر بارشیں عام نہ ہوں گی۔ بہت زیادہ تعداد میں بارشیں آئیں گی لیکن اس بارش میں اللہ کی رحمت ختم ہو جائے گی۔ قیامت کے نزدیک بارشیں زیادہ آئیں گی یا بارشیں اتنی آئیں گی کہ سب کچھ ساتھ لے کر چلی جائیں گی۔ پانی طوفان بن جائے گا۔ اس طرح لگتا ہے جیسے نبی ﷺ آج یہ باتیں سنا رہے ہیں یہ سب باتیں سچ ہو رہی ہیں۔ میرے نبی ﷺ نے فرمایا کہ بارشیں طوفان بن جائیں گی یعنی بارش اتنی زیادہ آئے گی کہ سب کچھ تباہ ہو جائے گا، گھر بھی گر جائیں گے، علاقے تباہ ہو جائیں گے، دنیا تباہ و برباد ہو جائے گی۔

سندھ کا علاقہ دیکھ لیں جن علاقوں میں بارش آئی ہے اُن بھائیوں سے جا کر پوچھ لیں، ایک مکان تھا اس گھر کے چھ افراد ڈوب کر مر گئے ان کی لاشیں مکان میں تیرنے لگیں یہ وہی مکان ہے جہاں کبھی پانی کا ایک قطرہ بھی نہیں آتا تھا۔ لیکن آج وہی مکان دریا بن گیا ہے۔ یہ بہت بڑے بڑے سیلاب آرہے ہیں یہ کیسے آئے ہیں کہ بارشیں اتنی زیادہ ہو رہی ہیں۔ جس کی وجہ سے سیلاب آرہے ہیں۔

میرے بھائیو! یہ سب احادیث میں نبی ﷺ کی بیان کر رہا ہوں۔ میں اپنے بزرگ کی بات نہیں کر رہا ہوں، میں اپنے امام کی بات نہیں کر رہا ہوں، میں کسی علامہ کی بات نہیں کر رہا ہوں، میں کسی اپنے باپ دادا کی بات نہیں کر رہا ہوں، میں تو آقائے دو جہاں کی بات کر رہا ہوں، میں محمد کریم ﷺ کی بات کر رہا ہوں، سارا جہان جھوٹا ہوسکتا ہے قیامت تک آنے والی دنیا جھوٹی ہوسکتی ہے۔ قیامت کا نظام آج آسکتا ہے دنیا درہم برہم ہوسکتی ہے لیکن میرے محمد ﷺ کے الفاظ جھوٹے نہیں ہوسکتے ہیں۔

میرے بھائیو! اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک بارشیں زیادہ نہ ہوں گی۔ فرمایا کوئی چیز زمین سے نہیں اُگے گی، فرمایا بارش میں رحمت ختم ہو جائے گی۔ بہت زیادہ بارشیں آئیں گی لیکن زمین پھر بھی بنجر ہو جائے گی۔ حالانکہ بارش آئے تو زمین بنجر نہیں ہوتی ہے۔ بلکہ بارش سے تو اللہ زمین کو زندگی عطا کر دیتا ہے لیکن

قیامت کے قریب جب بارشیں آئیں گی تو زمین پہلے سے بھی بنجر ہوتی چلی جائے گی۔ یہ بھی قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔

اب میں ایک حدیث بیان کرنے لگا ہوں، یہ حدیث بخاری میں ہے۔ بخاری میں ایک کتاب ہے، کتاب الفتن اس میں یہ موجود ہے اس حدیث کو سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ صحابہ میں سے بہت عظیم انسان ہیں۔ جنہوں نے گھر بار کی پرواہ نہیں کی، بھوک پیاس کی پرواہ نہیں کی، یہ وہاں بیٹھے بیٹھے بے ہوش ہو جاتے تھے لیکن نبی ﷺ کی بارگاہ میں سے باہر نہیں جاتے تھے کہ یعنی نبی ﷺ اگر کوئی جملہ بولیں تو میں اس وقت اگر کہیں چلا گیا تو اگر وہ جملہ میں نے حاصل نہ کیا تو میرا علم ناقص ہو جائے گا۔ ان کو کتنی فکر حدیث کا علم سیکھنے کی ہے۔

یہی سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں جن کے بارہ میں میرے نبی ﷺ نے دعا کی تھی۔ کہ اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آج کے بعد تم جو علم حاصل کرو گے وہ تمہیں نہیں بھولے گا۔ اللہ کے نبی ﷺ نے ان کو دعا دی تھی کہ اللہ تمہیں مزید علم عطا کرے۔ جتنا اللہ عطا کرے اس پر تم عمل کرو، پھر وہ علم تمہیں یاد رہے لیکن بھولے نہیں۔ یہ بہت بڑی دعا ہے یہ وہی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں جب اللہ کے نبی ﷺ کے پاس آئے آ کر کہنے لگے اے نبی ﷺ جی آج میری ماں نے آپ ﷺ کو گالیاں دی ہیں اور مجھ سے برداشت نہیں ہوئی ہیں۔ میں اس لیے آپ ﷺ کے پاس آیا ہوں کہ پہلے تو ماں مجھے گالیاں دیتی تھی لیکن آج اُس نے آپ ﷺ کو بھی گالیاں دی ہیں تو مجھ سے برداشت نہیں ہوئی ہیں۔ اللہ کے نبی ﷺ جی وہ میری ماں تھی میں کچھ کہہ نہیں سکتا تھا۔ آپ نے بھی مجھے کہا تھا کہ ماں کو کچھ نہیں کہنا ہے لیکن یہ بات ہے کہ وہ میری ماں ہے۔

آپ ﷺ اس کے لیے دعا کر دیں کہ اللہ میری ماں کو ہدایت نصیب کر دے۔ تو میرے نبی ﷺ نے دعا کے لیے ہاتھ اُٹھا لیے۔ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے دعا نہیں کی۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ہاتھ نہیں اُٹھائے، سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ وہاں سے دوڑ پڑتے ہیں کہتے ہیں کہ پتہ تو کروں کہ بھلا میں پہلے گھر پہنچتا ہوں یا میرے محمد ﷺ کی دعا پہلے پہنچتی ہے۔ اتنا یقین

نبی ﷺ کی دعا پر تھا۔ یہ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جب گھر پہنچے تو اس طرح لگتا ہے کہ جیسے کوئی غسل کر رہا ہے وہی ماں ہے جو پہلے کرخت آواز سے بولتی ہے لیکن یہ ماں اب کہتی ہے بیٹا میں غسل کر رہی ہوں، غسل کے بعد کہا بیٹا اندر آ جاؤ تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حیران ہو گئے کہ لگتا ہے تیر نشانے پر لگ چکا ہے۔

میرے نبی ﷺ نے جو تیر دعا کا چلایا تھا وہ کامیاب ہو گیا ہے۔ میری ماں نے مجھے آج بیٹا جی کہا ہے لگتا ہے کہ کامیابی ہو گئی ہے۔ کہتا ہے ماں جی لہجہ میں بہت فرق ہے انداز میں بڑی تبدیلی ہے، پہلے سے نرم و نازک لہجہ ہے، ماں جی کیا مسئلہ ہے تو کہنے لگی بیٹا مجھے اپنے محمد ﷺ کے پاس لے جاؤ۔ میں کلمہ پڑھنا چاہتی ہوں۔ سبحان اللہ

یہ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس حدیث کے یہ راوی ہیں کہتے ہیں:

((اَنَّ النَّبِیَّ قَالَ یَتقَارَبَ الزَّمَانُ وَینقُصُ الْعَملُ وَیُلْقی الشُّحُّ وَتَظْهَرُ الْفِتَنُ وَیكْثُرُ الْحَرَجُ.))

اللہ کے نبی ﷺ نے ایک حدیث میں بڑی قیامت کی علامتیں بیان فرمائی ہیں۔ میرے نبی ﷺ نے فرمایا ایک تو قیامت کے قریب وقت بڑا تیزی سے گزر جائے گا آج کئی لوگ کہتے ہیں کہ وقت بڑی جلدی گزر گیا ہے۔ میرے نبی ﷺ نے فرمایا "یَتَقَارَبَ الزَّمَانُ" لوگوسن لو قیامت کے قریب قیامت کی ایک یہ بھی علامت ہے کہ لوگوں کو وقت کا پتہ نہیں چلے گا لوگ کہیں گے کہ وقت بڑی تیزی سے گزر رہا ہے۔ میرے نبی ﷺ نے فرمایا کہ جب تمہیں محسوس ہو کہ وقت بڑی تیزی سے گزر رہا ہے تو پھر قیامت کا انتظار کرو کیونکہ قیامت قریب ہے۔ آگے فرمایا "وَیَنْقُصُ الْعَمَلُ" لوگ بڑے بڑے گندے عمل کریں گے لیکن نیک عمل بہت کم کریں گے۔ نیک اعمال والے کم لوگ ہوں گے۔ پرہیز گار بہت کم ہو جائیں گے۔ اچھے لوگ بہت کم ہو جائیں گے نیکی کرنے والے کم ہو جائیں گے، بہت کم نیک عمل ہوں گے، لیکن برے اعمال والے ہزاروں ہوں گے، نیک عمل والا سو میں سے ایک بھی نہیں ملے گا۔

میرے نبی ﷺ نے فرمایا کہ جب اس طرح کے حالات پیدا ہو جائیں تو پھر سمجھ لیں کہ قیامت قریب ہے۔ قیامت آنے سے پہلے کی یہ نشانی ہے آج سوچیں کہ جمعہ پڑھنے کتنے آتے ہیں لیکن کتنے زیادہ لوگ فلمیں دیکھ رہے ہیں، کتنے لوگ داڑھی کٹوا رہے ہیں، کتنے لوگ چغلی کر رہے ہیں، کتنے لوگ زنا کر رہے ہیں، کتنے لوگ ڈاکہ ڈال رہے ہیں، کتنے لوگ بے نماز ہیں، حالانکہ ہر جمعہ اس طرح کی باتیں سنتے ہیں لیکن جمعہ بھی سن رہے ہیں۔ قرآن بھی سن رہے ہیں، پھر بھی گناہ کیے جا رہے ہیں، عمل جس طرح پہلے بُرے ہیں اُس طرح ہی بُرے عمل اب کر رہے ہیں۔ قیامت کی علامت میں سے یہ بھی ایک علامت ہے کہ نیک عمل لوگوں کے کم ہو جائیں گے۔

آج کل بزرگ حاجی صاحب ہیں، بزرگ نمازی صاحب ہیں، بزرگ قرآن پڑھتا ہے، بزرگ تہجد بھی پڑھتا ہے، لیکن اُس کا بیٹا نہ نمازی ہے، نہ داڑھی رکھتا ہے، نہ قرآن پڑھتا ہے، آج اس طرح کے حالات ہیں۔ میرے نبی ﷺ نے فرمایا کہ جب عمل نیک کم ہو جائیں گے تو پھر قیامت قریب ہو جائے گی۔ یہ قیامت کی نشانی ہے کہ لوگ عمل کریں گے لیکن دکھلاوے کا کریں گے، لوگ عمل کریں گے لیکن اپنے اپنے مذہب کے مطابق کریں گے۔ لوگ عمل کریں گے لیکن اپنے پیروں اور بزرگوں کی باتیں سن کر کریں گے۔ لوگ عمل کریں گے لیکن جب تک دل کرے گا لوگ عمل بھی کرتے چلے جائیں گے لیکن پھر بھی ﴿عَامِلَةٌ نَاصِبَةٌ o تَصْلٰی نَارًا حَامِيَةً﴾ (الغاشیه: 3تا4) اُن کو بھڑکتی آگ میں داخل کیا جائے گا، عمل کر کے لوگ تھک گئے ہوں گے مگر وجہ یہ ہوگی یا تو عمل میں ریا کاری ہے یا عمل سنت کے مطابق نہیں ہے یا عقیدہ توحید نہیں ہے، عقیدہ درست نہ ہو تو نماز نہیں ہوگی، نفل قبول نہیں ہوں گے، عمرہ قبول نہیں ہوگا، قرآن پڑھنا قبول نہیں ہوگا، دعا قبول نہیں ہوگی، کوئی بھی عمل قبول نہیں ہوگا، عقیدہ توحید ہو پھر عمل قبول ہوگا۔

میرے بھائیو! لیکن کثیر تعداد میں ایسے لوگ ملیں گے جن کا عقیدہ درست نہیں ہے، اگر عمل میں ریا کاری آ گئی تو عمل قبول نہ ہوگا، نیک اعمال والے لوگ کم ہوں گے یہ قیامت کی

علامتوں میں سے ایک علامت ہے۔

اہلحدیثو! تم میں بھی بے شمار لوگ ہیں۔ بریلویو! خالی عاشق رسول ﷺ کہہ کر چھٹکارہ نہیں ہوگا دیوبندیو! صرف زبانی کلامی توحید کے دعوے کر کے نہ دکھاؤ بلکہ اپنے گریبان میں جھانکو کہ کیا عمل نیک ہیں، نیک عمل کم ہو جائیں گے اور ہوگا کیا" وَيُلْقَى الشُّحُّ "بخیل عام ہو جائے گی، بخیل لوگ زیادہ ہوں گے، سخی لوگ زیادہ نہیں ہوں گے، کنجوسی کرنے والے عام ہوں گے، بخیل کون ہے ایک وہ بھی بخیل ہے جس کے پاس مال و دولت بہت زیادہ ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے راستے میں مال خرچ نہیں کرتا ہے یہ بھی بخیل ہے اگر مسجد کے لیے روپے پیسہ مانگ لیا ہے تو کسی کے سر میں درد ہونے لگ جائے گی لیکن جب بیٹے کی شادی ہونے لگی تو پھر بندوق میں روپے ڈال کر کئی کئی ہزار ضائع کر دیتا ہے اگر مجاہدین آ گئے کہ بھائیو جہاد فنڈ دے دو تمہارے جہاد فنڈ کی وجہ سے کافر برباد ہوں گے اسلام غالب ہوگا، مجاہدین مضبوط ہوں گے تو اللہ تمہیں جنت دے دے گا۔ تو اس کو بس پندرہ روپے دے دیتا ہے۔ ساتھ مجاہدین کو برا بھلا بھی کہہ دیتا ہے۔ لیکن جب کسی فضول خرچ کا ٹائم آتا ہے تو پھر بہت زیادہ فضول خرچی کر دیتا ہے۔ کبھی ٹی وی لے کر آ جاتا ہے، یہ بھی فضول خرچی ہے، ڈش لے کر آ جاتا ہے، یہ بھی فضول خرچی ہے۔ کیبل لگوا لیتا ہے، یہ بھی فضول خرچی ہے۔ شراب پر روپے لگا دیتا ہے یہ بھی فضول خرچی ہے۔

میرے بھائیو! خیال کریں کیا آج بخیل عام ہو گئے ہیں کہ نہیں، فرمایا بخیل آدمی جنت سے دور ہے اور جہنم کے زیادہ قریب ہے۔ بخیل آدمی بہت برا ہے جو آدمی فضول خرچی کرتا ہے تو قرآن کہتا ہے:

﴿إِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا إِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ﴾ (بنی اسرائیل: 27)

فضول خرچی کرنے والا شیطان ابلیس کا بھائی ہے جو بھی فضول خرچی کرے گا تو وہ ابلیس کا بھائی ہے وہ رب رحمان کا دوست نہیں ہے۔ محمد ﷺ کا دوست نہیں ہے۔ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا دوست نہیں ہے، سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کا دوست نہیں ہے، سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا دوست

نہیں ہے، سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کا دوست نہیں ہے، سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کا دوست نہیں ہے۔ اور جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دوست نہیں ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دوست نہیں ہے۔ قرآن کا دوست نہیں ہے، حدیث کا دوست نہیں ہے، اسلام کا دوست نہیں ہے۔ وہ پھر جنت کا بھی حق دار نہیں ہے جو ابلیس کا دوست بنے گا وہ پھر جہنم میں چلا جائے گا۔ فرمایا! قیامت کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی نشانی ہے کہ بخیل لوگ اور بخیلی عام ہو جائے گی۔

یہ سب کے سب بخیل لوگ ہیں جواب بتائے ہیں۔ ایک آدمی نے کہا کہ مجھے سال ہوگیا ہے، داڑھی کٹواتے ہوئے تو میں نے حساب کیا میں نے کہا اگر تم دس روپے کی بھی داڑھی کٹواؤ تو ایک سال میں بہتر سو روپے خرچ ہوئے ہیں۔ صرف نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو قتل کر کے گندی نالیوں میں بہا دیا ہے، ساتھ ظالم نے روپے خرچ کیے ہیں، یہ فضول خرچی ہے۔ میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے قریب لوگ بخیلی کریں گے، دین کے بخیل ہوں گے، قرآن کے بخیل ہوں گے، حدیث کے بخیل ہوں گے، اسلام کے بخیل ہوں گے، ایمان کی طرف سے بخیل ہوں گے، دین کے راستے میں خرچ نہ کرنے والے بخیل ہوں گے۔ لیکن گندے اور فضول کاموں پر بہت زیادہ روپے پیسہ لٹائیں گے۔ ان کو بخیل کہا گیا ہے اور ان کو فضول خرچ کہا گیا ہے ابلیس کے دوست اور بھائی کہا گیا ہے۔ یہ قرآن و حدیث کہہ رہا ہے اگر ناراض ہو جاؤ گے تو میرا کچھ نہیں ہوگا۔ اگر یہ عمل کرو گے تو پھر ابلیس کے ساتھ مل کر جہنم میں چلے جاؤ گے۔ جو باتیں میں کر رہا ہوں وہ آج کل سامنے آ رہی ہیں۔

آگے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

((وَتَظْهَرُ الْفِتَنُ وَيَكْثُرُ الْحَرَجُ .))

اس وقت فتنہ عام ہو جائے گا، فتنہ کیا ہے کہ تمہاری بات سنی تو دوسرے کے آگے کردی۔ دوسرے کی بات سنی تو تمہارے سامنے کردی۔ پھر دونوں گھروں میں لڑائی شروع ہوگئی۔ ایک آدمی اُن کا قتل ہوگیا، ایک آدمی ان کا قتل ہوگیا، فتنہ کیا ہے کہ لوگوں کے پیچھے لگ کر اپنی بیوی کو طلاق دے دی۔ ایک گھر اُٹھا وہ کہنے لگا، اپنی بیوی کو طلاق دے دو، وہ ان

پڑھ ہے۔ اس کو طلاق دے دو وہ اچھی نہیں ہے۔ اُس کو طلاق دے دو، وہ تمھیں آگے سے جواب دیتی ہے۔ اور میری بیٹی بہت نیک ہے، میری بیٹی عالمہ ہے، میری بیٹی فاضلہ ہے، میری بیٹی اچھی ہے، تو میں تمہاری شادی اُس سے کردوں گی لیکن اپنی بیوی کو تم طلاق دے دو تو وہ آگے سے اپنی بیوی کو طلاق دے دیتا ہے۔ اور دوسری شادی کروالیتا ہے۔

میرے بھائیو! جہاں آج تم اپنی بیٹی لے کر آئے ہو، ہوسکتا ہے کل اُس پر بھی کوئی ظلم ہو جائے۔ سب مسلمانوں کی بیٹیاں اپنی بیٹیاں سمجھا کرو، یہ بھی ایک فتنہ ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا ''وَتَظْهَرُ الْفِتَنُ'' فتنہ ظاہر ہو جائے گا، فتنہ عام ہو جائے گا، ایک فتنہ مسیح دجال کا فتنہ ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ قیامت سے پہلے مسیح دجال آئے گا۔ ایک فتنہ یہ ہے کہ جھوٹ عام ہو جائے گا۔ ایک فتنہ یہ ہے کہ جوج ماجوج کی قوم آئے گی۔ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی نشانی بتائی ہے۔ فرمایا: ''وَتَظْهَرُ الْفِتَنُ'' گندے لوگ کثیر ہو جائیں گے اور اچھے لوگ کم ہو جائیں گے ''وَيَكْثُرُ الْحَرَجِ'' میرے نبی ﷺ نے فرمایا حرج بڑھ جائے گا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کہنے لگے پیارے نبی ﷺ جی ''قَالُوْا وَمَا الْحَرَجُ' حرج ہمیں سمجھ میں نہیں آیا ہے، حرج کیا ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ جی ہمیں حرج کی سمجھ نہیں آئی ہے۔ پیارے نبی ﷺ جی ہمیں ذرا سمجھا دیں تو میرے نبی ﷺ فرمانے لگے:

((قَالَ اَلْقَتْلُ .))

حرج یہ ہے کہ بلاوجہ مسلمان قتل کیے جائیں گے، قتل پر قتل ہو جائے گا۔ کسی نے ووٹ نہ دیا تو اُس کو قتل کر دیا گیا، کوئی کسی سے ہار گیا تو اُس نے آگے سے قتل کر دیا، کسی نے کسی کی توہین کی تو اُس نے آگے سے قتل کر دیا۔ بیٹے نے توہین کی تو باپ نے قتل کر دیا یا باپ نے توہین کی تو بیٹے نے قتل کر دیا۔ اس طرح قتل عام ہو جائے گا۔ مسلمان بھی قتل ہوں گے کافر بھی قتل ہوں گے۔ بڑے بڑے لوگ قتل ہو جائیں گے۔ ہر روز اخبار پڑھ کر دیکھ لیں پاکستان کی کوئی اخبار ایسی نہیں ہے جس میں روزانہ کے پانچ دس قتل نہ لکھے ہوں۔

فرمایا! قتل عام ہو جائے گا۔ میرے بھائیو ذرا غور کریں ہمارے کتنے بھائی کشمیر میں

کافروں کے ہاتھوں قتل ہو گئے ہیں، کتنے گھر جلائے گئے ہیں۔ قرآن بھی جلایا جا رہا ہے، بیٹے بیٹیاں بھی جلائی جا رہی ہیں۔ احادیث بھی جلائی جا رہی ہیں۔ مسلمانوں کے گھر بھی جلائے جا رہے ہیں۔ فرمایا! قتل عام ہو جائے گا۔ فلسطین میں مسلمان قتل، انڈیا میں مسلمان قتل، عراق میں مسلمان قتل، کشمیر میں مسلمان قتل، پاکستان میں قتل، قتل جب عام ہو گیا تو میرے نبی ﷺ نے فرمایا کہ پھر سمجھ لو کہ قیامت قریب ہے۔ یہ ہے حرج۔

آج کل کئی کہتے ہیں کہ یہ کام کرنے میں کیا حرج ہے۔ آج تم نے حرج کی تعریف سن لی ہے پھر جو کہے کہ اس میں کیا حرج ہے تو پھر اُس نے سمجھا ہی نہیں ہے۔ حرج کا معنی قتل ہے دین میں حرج کہو تو سمجھو کہ دین قتل ہو گیا ہے۔ تم نے اسلام قتل کر دیا۔ تم نے ایمان قتل کر دیا۔ اب بھی کہتا ہے کہ اس کام میں کیا حرج ہے، حرج کا معنی قتل ہے، جو ایک دوسرے کا قتل کرتا ہے اس کو میرے محمد ﷺ نے حرج کہا ہے لیکن ہم حرج کو کچھ سمجھتے ہی نہیں ہیں۔

یہ حدیث بھی بخاری میں ہے ابن حبان بھی ایک حدیث کی کتاب ہے اُس میں ایک حدیث ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کی علامتوں میں سے ایک یہ بھی علامت ہے کہ سال اس طرح گزریں گے جس طرح مہینے گزرتے ہیں۔ مہینے اس طرح گزریں گے جس طرح ہفتے گزرتے ہیں، ہفتے اس طرح گزریں گے جس طرح گھنٹے گزرتے ہیں، گھنٹے اس طرح گزریں گے جیسے کھجوروں کے پتے خشک ہوں تو اُن کو آگ بہت جلدی کھا جاتی ہے، خشک پتے جس طرح تیزی سے جل جاتے ہیں۔ فرمایا ایک دور آئے گا کہ گھنٹہ اس طرح گزرے گا جس طرح خشک کھجوروں کے پتوں کو جلایا جائے۔ تو وہ منٹ میں جل جاتے ہیں۔ اس طرح گھنٹہ منٹ میں گزر جائے گا دیکھ لیں کہ مجھے ایک گھنٹہ بولتے ہوئے ہو گیا ہے لیکن کئی آدمیوں کو پتہ ہی نہیں لگا ہو گا۔ لوگ کہتے ہیں کہ آج وقت بہت جلدی گزر گیا ہے۔ اصل وجہ یہ ہے کہ قیامت بہت قریب ہے۔ جاؤ اُن سے پوچھو جو کرایہ کے گھروں میں رہتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ یار فلاں دن تو تمہیں کرایہ دیا تھا۔ لیکن آج پھر کرایہ لینے آگئے ہو۔ ایک مہینہ یعنی تیس دن گزر گئے ہیں لیکن اس کو پتہ نہیں چلا ہے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ قیامت کا

انتظار کرو۔ قیامت بہت قریب ہے۔ اللہ اکبر اللہ

قیامت کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی نشانی ہے یہ حدیث ابن ماجہ میں موجود ہے۔ سیّدنا ثوبان رضی اللہ عنہ صحابی ہے وہ بیان کرتے ہیں یہ بڑی اہم حدیث ہے۔ یہ بھی قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ قیامت کی نشانیوں میں یہ نہ سمجھیں کہ اگر گناہ والی چیزیں ظاہر ہوں گی تو پھر قیامت آئے گی بلکہ نیک کام بھی بڑے بڑے ظاہر ہوں گے۔ یہ بھی میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے۔ قیامت کے قریب ایک امام مہدی علیہ السلام آئیں گے وہ اتنے نیک اور اعلیٰ انسان ہوں گے وہ نبی نہیں ہیں لیکن کوئی بھی جب اُن کی گفتگو سنتے گا تو بڑے بڑے قبیلے مسلمان ہو جائیں گے۔ یہ کتنی اچھی بات ہے یہ نہ سمجھیں کہ شاید قیامت کی نشانیوں میں سے یہی نشانیاں ہیں جو بُرے کام اور گناہ ہونے ہیں نہیں بلکہ قیامت کی علامتوں میں سے ایک یہ بھی علامت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے وہ دجال کو قتل کریں گے شام کا علاقہ ہوگا، صبح کے وقت نازل ہوں گے۔ امام مہدی علیہ السلام قلعہ میں نماز پڑھا رہے ہوں گے۔

تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے آ کر کہیں گے اے مسلمانو! کیوں چھپے ہوئے ہو وہ کہیں گے کہ باہر دجال آیا ہوا ہے۔ ساری دنیا کو دجال قتل کر رہا ہے تو کہیں گے آؤ نکلو۔

((نَحْنُ الَّذِیْنَ بَایَعُوْا مُحَمَّدًا عَلَى الْجِهَادِ مَا بَقِینَا اَبَدًا .))

حضرت عیسیٰ علیہ السلام مجاہد بن کر آئیں گے وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام بن کر آئیں گے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے مجاہد بن کر آئیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار کھڑی کریں گے۔ میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بدر کے مقام پر لہرائی تھی تو قیامت کے قریب حضرت عیسیٰ علیہ السلام وہی تلوار لہرائیں گے اور ساتھ ساتھیوں کو لے کر لڑیں گے۔ اس وقت پھر حالات ٹھیک ہوں گے۔ یعنی یہودی اگر پتھر کے پیچھے چھپے گا تو وہ پتھر بولے گا کہ میرے پیچھے یہودی ہے۔ اس کو قتل کرو۔ درخت کے پیچھے اگر یہودی جائے گا تو درخت کہے گا کہ یہودی کو قتل کردو پھر یہ دور آجائے گا۔

میرے بھائیو! پھر شام علاقے کا ایک قلعہ ہے اس کے دروازے کے پاس جا کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو جہاد کر کے قتل کریں گے۔ کتنا بڑا مسئلہ جہاد ہے، کتنا اہم مسئلہ جہاد ہے، اسلام کی چوٹی جہاد ہے، مسلمانوں کی شان جہاد ہے، مسلمانوں کی پہچان جہاد ہے، مسلمانوں کا وقار جہاد ہے، کافر کی تباہی کرنے کا سبب جہاد ہے، جنت میں خون گرنے سے پہلے جانے کا حل جہاد ہے۔ میرے بھائیو قیامت سے پہلے جہاد بڑا عروج پکڑے گا اس طرح نہ سمجھیں کہ بڑی بڑی بُری علامتیں ظاہر ہوں گی تو پھر قیامت آئے گی۔

میرے نبی ﷺ نے فرمایا ہے:

((لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِيْ ظَاهِرِيْنَ عَلَى الْحَقِّ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ حَتّٰى يَاْتِيَ اَمْرُ اللّٰهِ .))

میرے نبی ﷺ نے فرمایا کہ میری اُمت کی ایک جماعت ایسی ہوگی جو ہمیشہ حق پر قائم ہوگی۔ حق کیا ہے، فرمایا ”یُقَاتِلُوْنَ عَلَى الْحَقِّ“ یہ ابوداؤد نے وضاحت کی ہے۔ ابن ماجہ میں یُقَاتِلُوْنَ الفظ نہیں ہے۔ مشابہ پڑ جاتا ہے کہ حق والا کون ہے۔ شاید مولوی کہے کہ میں حق پر ہوں۔ علامہ کہے کہ میں حق پر ہوں۔ اہلحدیث کہے کہ میں حق پر ہوں۔ بریلوی کہے کہ میں حق پر ہوں۔ دیوبندی کہے کہ میں حق پر ہوں۔ شیعہ کہے کہ میں حق پر ہوں۔ پروفیسر کہے کہ میں حق پر ہوں۔ وکیل کہے کہ میں حق پر ہوں۔ یہ ابوداؤد نے وضاحت کی ہے۔

”یُقَاتِلُوْنَ عَلَى الْحَقِّ“ جو ایک جماعت قیامت تک قائم ہوگی اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا کہ اللہ میری اُمت میں سے ایک ایسی جماعت پیدا کر دے گا۔ جو حق پر قائم کھڑی رہے گی۔ وہ کون ہوں گے جو کافروں سے قتال کریں گے، جہاد کریں گے، لڑائی کریں گے، کافر کو تباہ و برباد کریں گے۔ خون ریزی کریں گے، ملکوں پر حملہ کریں گے۔ ان کے علاقوں کے علاقے تباہ کریں گے۔ اُن کے کیمپ اڑاتے چلے جائیں گے۔ بالآخر قیامت برپا ہو جائے گی۔ ”عَلَى الْحَقِّ“ قیامت اُن لوگوں پر قائم ہوگی جو آخر تک جہاد کرتے رہیں گے۔ یہ حق والے اعلیٰ لوگ ہیں۔

میرے بھائیو! جہاد بھی کرو، جہاد شروع ہوگیا ہے جو یہ تیزی سے جہاد شروع ہوگیا ہے۔ عراق میں جہاد شروع ہوگیا، کشمیر میں جہاد شروع ہوگیا، افغانستان میں جہاد شروع ہوگیا، بڑے بڑے ملکوں میں جہاد شروع ہوگیا ہے۔ پاکستان سب کا سب مجاہد بن گیا ہے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ قیامت قریب ہے۔ ان شاء اللہ ہم لڑتے لڑتے اپنے محمد ﷺ سے جا کر ملاقات کریں گے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ جو بیان کیا ہے اللہ اس پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ (آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

